خطباء و داعی حضرات کے لیے ایک علمی تحفہ

زاد الخطیب

www.KitaboSunnat.com

(سال بھر کی مناسبت)

ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق زاہد

ناشر
جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خطباء و داعی حضرات کے لیے ایک علمی تحفہ

زاد الخطیب

www.KitaboSunnat.com

جلد دوم

(متنوع موضوعات)

تالیف

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

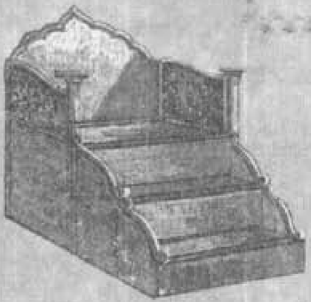

ناشر

جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

22.04
زاہد ز

نام کتاب

زاد الخطیب

نام مؤلف

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاھد

کمپوزنگ ـــــــــ از مؤلف

اشاعت اول ـــــــــ جون ۰۸

اہتمام ـــــــــ قدوسیہ اسلامک پریس

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے پتے

۱۔ جمعیۃ المنابل الخیریۃ ۔ نزد جامع مسجد اتحاد المسلمین (اہل حدیث) میر سٹریٹ ۔ گل روڈ
گوجرانوالہ ۔ فون نمبر: 055-3733934 یا 055-3735977

۲۔ مؤسسۃ الفرقان الخیریۃ ۔ مکان نمبر: 56-E کینال روڈ ۔ یونیورسٹی ٹاؤن ۔ پشاور
فون نمبر: 091-5704031-5704032

۳۔ رانا طاہر محمود صاحب لاہور ۔ فون نمبر: 0333-4237720

۴۔ جامعہ دار الحدیث الرحمانیۃ ۔ چونگی نمبر 14 ملتان

۵۔ مولانا ارشد علی جامعہ محمدیہ للبنین والبنات T ایریا کورنگی نمبر ۲ فون، 021-2005291,0300-2682701

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

www.KitaboSunnat.com

شمار	عنوان	صفحہ
1	توحید باری تعالی	5
2	شرک ...سب سے بڑا گناہ	29
3	اسلامی بھائی چارہ	52
4	سچ کے فوائد اور جھوٹ کے نقصانات	72
5	نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیاں اور ہمارے اعمال	88
6	اسلام میں عورت کا مقام اور پردہ	108
7	نکاح کے مقاصد اور کامیاب ازدواجی زندگی	130
8	حقوق الزوجین	147
9	برالوالدین	162
10	تربیت اولاد	184
11	صلہ رحمی کے فضائل وفوائد	202
12	ذکر اللہ کے فضائل وثمرات	218
13	شکر کے فضائل وفوائد	241
14	صبر کے فوائد وثمرات	260
15	نماز نفل (۱)	281
16	نماز نفل (۲)	300

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17	یومِ جمعہ ... اہمیت، فضائل اور احکام وآداب	319
18	موت ایک اٹل حقیقت	339
19	قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل	361
20	روز قیامت ... نشانیاں اور ہولناکیاں	381
21	روزِ قیامت کی ہولناکیاں (۱)	404
22	روزِ قیامت کی ہولناکیاں (۲)	426
23	جنت کی نعمتیں اور اس کا راستہ	449
24	جہنم اور اس کا عذاب	472
25	خوشگوار زندگی کے راہنما اصول	493

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحیدِ باری تعالیٰ

اہم عناصرِ خطبہ:

① توحید کا مفہوم ② کلمۂ توحید ''لا إله إلا الله'' کا معنی ③ توحید کی اہمیت اور قدر ومنزلت
④ توحید کے فضائل ⑤ اقسامِ توحید: توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات

پہلا خطبہ

برادران اسلام! آج کے خطبہ میں ہم ان شاء اللہ توحیدِ باری تعالیٰ بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق بیان کرنے اور ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

www.KitaboSunnat.com

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ

☆ ''توحید'' دین اسلام کی بنیاد ہے۔

☆ 'توحید' سب سے پہلا فرض ہے جس کا اقرار کرنا اور اسے دل وجان سے قبول کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

☆ ''توحید'' وہ چیز ہے جس کے بغیر کوئی انسان دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔

☆ ''توحید'' ہی وہ چیز ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں (انبیاء ورسل علیہم السلام) کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو غیر اللہ کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی عبادت میں لگائیں۔

☆ ''توحید'' ہی وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں اور ان گنت مسلمانوں نے اس کے لئے اپنی جانوں تک کو قربان کرکے جامِ شہادت نوش کیا۔

☆ ''توحید'' ہی وہ اساسی فریضۂ دین ہے جو ایک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرتا ہے۔

☆ اور ''توحید'' ہی وہ چیز ہے کہ اگر اسے کما حقہ قبول کرلیا جائے، اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور اسی پر موت آئے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ اور اگر اسے کما حقہ قبول نہ کیا جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید سنائی ہے اور اسے قبول نہ کرنے والے انسان پر جنت کو حرام کردیا ہے.

توحید کی تعریف

محترم بھائیو! جب انسان کی نجات اور کامیابی اور کامرانی کے لئے ''توحید'' اس قدر اہم ہے تو آیئے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ معلوم کرلیں کہ ''توحید'' کسے کہتے ہیں؟

☆ علامہ الجرجانی ''توحید'' کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اَلتَّوحِیدُ ثَلَاثَۃُ أَشیَاءَ : مَعرِفَۃُ اللّٰہِ بِالرُّبُوبِیَّۃِ ، وَالْإِقرَارُ بِالْوَحدَانِیَّۃِ ، وَنَفْیُ الْأَنْدَادِ مِنْہُ جُمْلَۃً''

یعنی ''توحید'' تین چیزوں کا نام ہے: اللہ کی ربوبیت کی پہچان، اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس سے تمام شریکوں کی نفی کرنا۔[التعریفات:۷۳]

☆ اور امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اَلتَّوحِیدُ ھُوَ إِفْرَادُ اللّٰہِ سُبْحَانَہُ بِالْعِبَادَۃِ ''یعنی توحید اکیلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرنے کا نام ہے۔

[مجموعۃ التوحید ۔ الرسالۃ الثالثۃ ۷۰]

اور شیخ ناصر العمر کا کہنا ہے کہ '' اَلتَّوحِیدُ شَرْعًا : إِفْرَادُ اللّٰہِ بِحُقُوقِہٖ ، وَھُوَ لِلّٰہِ ثَلَاثَۃُ حُقُوقٍ : حُقُوقُ مِلْکٍ ، وَحُقُوقُ عِبَادَۃٍ ، وَحُقُوقُ أَسْمَاءٍ وَصِفَاتٍ ''

یعنی شریعت میں توحید اس کو کہتے ہیں کہ '' اللہ کے حقوق اکیلے اللہ کو دئے جائیں اور وہ تین ہیں: ملکیت کا حق، عبادت کا حق اور اسماء وصفات کا حق۔'' [التوحید أولا:۱۵]

اِن تینوں تعریفات سے ''توحید'' کا مفہوم واضح ہوگیا ہے۔ اور اس کا خلاصہ ہے اکیلے اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق ومالک ماننا، تمام عبادات صرف اسی کے لئے بجالانا اور اس کے اسماء وصفات میں اسے یکتا تصور کرنا۔

کلمۂ توحید'' لا إلٰہ إلا اللہ '' کا مفہوم

کلمۂ توحید' وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء ورسل علیہم السلام دعوت دیتے رہے۔ اور اس کے دو جزو ہیں: (لا إلٰہ) اور (إلا اللہ) پہلے جزو میں تمام معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور دوسرے جزو میں صرف اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کا اثبات ہے۔ گویا اس کلمے کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودانِ باطلہ کا انکار کیا جائے اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو تمام عبادات کا مستحق گردانا جائے۔ یہ مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے:

﴿وَإِلٰھُکُمْ إِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰہَ إِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیمُ ﴾[البقرۃ:۱۶۳]

''اور تم سب کا معبود ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے''

اِس آیت کریمہ کے پہلے جملے میں صرف ایک معبود کا اثبات ہے اور دوسرے جملے میں اللہ تعالیٰ کے سوا باقی تمام معبودانِ باطلہ کی نفی کردی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ کائنات میں معبود تو کئی ہو سکتے ہیں لیکن پوری کائنات کا معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ [الحج: ٦٢]

''یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جس کو بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بلندیوں والا اور بڑی شان والا ہے۔''

اور کلمۂ توحید کا یہی مفہوم جب رسول اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ کے سامنے پیش کیا تو وہ کہنے لگے:

﴿ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴾ [صٓ: ٥]

''کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا، یہ تو بڑی عجیب بات ہے''

یعنی ان کے لئے کلمۂ توحید کا یہ معنی ناقابلِ فہم تھا کیونکہ وہ تو تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کرتے تھے، اسی لئے ایک ہی معبود کا تصور ان کے لئے باعثِ تعجب تھا اور وہ اسے ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے، بلکہ کہنے لگے:

﴿ اَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴾ [الصافات: ٣٦]

''کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں؟''

خلاصہ یہ ہے کہ کلمۂ توحید کا محض اتنا مفہوم مان لینا کہ اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی تمام معبودان کا انکار کرنا اور ان سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار کرنا از حد ضروری امر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ﴾ [الممتحنة: ٤]

''(مسلمانو!) تمہارے لئے حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے لاتعلق ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد) کے منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض کی ابتداء ہو چکی ہے یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کی اہمیت

① توحید تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی دعوت ہے

اللہ رب العزت نے انسانیت کی خیر وبھلائی کے لئے جتنے انبیاء ورسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ان سب نے اپنی اپنی قوموں کو توحید کی طرف دعوت دی۔ چنانچہ:

ا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰا قَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ﴾[الأعراف:۵۹]

''ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انھوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔''

۲۔ حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ یَا قَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ﴾[الأعراف:۶۵]

''اے میری قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔''

۳۔ یہی بات حضرت صالح علیہ السلام نے فرمائی:

﴿ یَا قَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ﴾[الأعراف:۷۳]

''اے میری قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔''

۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی انہی الفاظ میں اپنی قوم کو مخاطب فرمایا:

﴿ یَا قَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ﴾[الأعراف:۸۵]

''اے میری قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔''

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں اپنے ساتھیوں کو یوں دعوتِ توحید پیش کی:

﴿ یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ☆ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْاۤ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾[یوسف:۳۹۔۴۰]

''اے میرے قید کے ساتھیو! کیا کئی مختلف معبود بہتر ہیں یا اکیلا اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کے سوا تم جن کی پوجا پاٹ کررہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہی گھڑ لئے ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی دین درست ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

چند انبیاء کی دعوت کا ذکر ہم نے بطور مثال پیش کیا ہے ورنہ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اسی دعوت پر متفق تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِن رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْٓ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾[الأنبياء: ٢٥]

''اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس پر یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اس لئے تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

اسی حقیقت کو اللہ رب العزت نے سورۃ النحل میں یوں ذکر فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾[النحل:٣٦]

''اور ہم نے ہر امت کی طرف ایک رسول اس پیغام کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ لوگو! اللہ ہی کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت سے بچتے رہو۔''

② توحیدِ الٰہی کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے اور اس کے فرشتوں نے دی ہے

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَآئِكَةُ وَأُوْلُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾[آل عمران:١٨]

''اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور (اسی طرح) فرشتے اور اہلِ علم بھی گواہی دیتے ہیں۔ وہ عدل پر قائم ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔ وہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ''توحید'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی اہم فریضہ ہے جس پر عمل کئے بغیر کسی انسان کی نجات ممکن نہیں۔

③ توحید دینِ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے

دینِ اسلام کے دو بنیادی اصول ہیں: ایک یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، تمام عبادات اسی کے لئے بجالائی جائیں اور کسی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہ بنایا جائے۔ دوسرا یہ کہ عبادت رسول اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق اور ان کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں کی جائے۔ یہ دونوں اصول کلمۂ شہادت (أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله) سے ماخوذ ہیں۔ معلوم ہوا کہ توحید دینِ اسلام کے دو بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ توحید ہر داعی کی دعوت کا نقطۂ آغاز ہے

ہم یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ ہر نبی نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کیا۔ اور سید الرسل حضرت محمد ﷺ نے جس قوم کو سب سے پہلے دعوت دی وہ غیر اللہ کی پوجا کرنے میں مشہور تھی۔ وہ بتوں کو حاجت روا، مشکل کشا اور نفع نقصان کا مالک سمجھتی تھی، وہ قوم بتوں سے محبت کرتی تھی اور انہی کے لئے نذر و نیاز پیش کرتی تھی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے جب اس قوم کو دعوت دی تو اس کا آغاز یوں فرمایا: (قُوْلُوْا : لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، تُفْلِحُوا)

یعنی "تم یہ کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اگر یہ کہو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔"

پھر آپ ﷺ نے اور آپ کے جانثاروں نے اسی دعوتِ توحید کی خاطر تکلیفیں جھیلیں، اذیتیں برداشت کیں حتی کہ اپنا آبائی وطن چھوڑ کر ہجرت کر لی، پھر اسی کو منوانے کے لئے کفار و مشرکین سے جنگیں لڑیں۔ اور توحید ہی کا علم بلند کرنے کے لئے لمبے لمبے سفر کئے۔ پھر جب آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے خانۂ کعبہ میں پڑے ہوئے تین سو ساٹھ بتوں کو پاش پاش کیا اور فرمایا: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ یعنی "آج حق آ گیا ہے اور باطل کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔"

"حق" سے مراد توحید ہے اور "باطل" سے مراد بت اور ان کی پوجا کرنا ہے۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں چند ہدایات دیں۔ ارشاد فرمایا: (إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ، فَادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ،فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ،فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ ،فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ) [البخاری:۱۴۹۶، مسلم:۱۹]

"تم اہلِ کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو، اس لئے تم انہیں (سب سے پہلے) اس بات کی طرف دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں آگاہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو انہیں خبردار کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان میں سے مالداروں سے وصول کر کے انہی میں سے جو فقراء ہیں ان میں لوٹا دی جائے گی۔ اور اگر وہ اس میں بھی تمہاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانبرداری کریں تو ان کے نفیس مالوں سے بچنا اور مظلوم کی بد دعا سے بھی بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔‘‘

دوسری روایت میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

(إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمِ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ ...) [البخاری: ۱۴۵۸، مسلم: ۱۹]

’’بے شک تم اہلِ کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو تو سب سے پہلے تم نے انہیں جس بات کی طرف دعوت دینی ہے وہ ہے صرف اللہ تعالی کی عبادت، پھر جب وہ اللہ تعالی کو پہچان لیں تو انہیں خبر دینا کہ....‘‘

لہذا اس سے ثابت ہوا کہ ہر داعی کی دعوت کا نقطۂ آغاز توحیدِ الٰہی ہے اور یہ اہمیتِ توحید کی ایک واضح دلیل ہے۔

⑤ توحید دینِ اسلام کا پہلا رکن ہے

دینِ اسلام جن پانچ ارکان پر قائم ہے ان میں سے پہلا رکن توحید ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: (بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ..........)

’’اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: سب سے پہلی چیز اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں ......الخ۔‘‘ [متفق علیہ]

⑥ توحید اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر پہلا حق ہے

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان محض کجاوے کی لکڑی کا فاصلہ تھا۔ اچانک آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اے معاذ بن جبل!‘‘ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں.

پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے۔ پھر فرمایا: ’’اے معاذ بن جبل!‘‘

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے۔ پھر فرمایا:

’’اے معاذ بن جبل!‘‘ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے۔

پھر فرمایا: (هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ ؟) یعنی کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟

میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: (حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ أَنْ يَّعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔''
پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے۔ آگے جا کر آپ نے فرمایا:
''اے معاذ بن جبل!'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔
آپ نے فرمایا: (هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ ؟)
''کیا تمہیں معلوم ہے کہ اگر وہ ایسا کرلیں تو اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق کیا ہے؟''
میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا: (حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ) ''اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب میں مبتلا نہ کرے۔'' [البخاری: ۲۸۵۶، ۶۵۰۰، مسلم: ۳۰]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا اور سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کو معبود مانیں، سب کی سب عبادات اسی کے لئے خاص کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بندے اللہ کا حق ادا کردیں تو اللہ اپنے اوپر یہ بات واجب کرلیتا ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے اور جنت میں داخل کردے۔

⑦ ایمان کا آغاز توحیدِ الٰہی سے ہوتا ہے

حضرت مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو رسول اکرم ﷺ اس کے پاس آئے۔ اور آپ ﷺ نے دیکھا کہ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابو امیہ بھی اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: (يَا عَمِّ! قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ)
''اے چچا جان! آپ لا إله إلا الله کا اقرار کرلیں۔ یہ ایسا کلمہ ہے کہ جس کی بنا پر میں اللہ کے ہاں آپ کے حق میں گواہی دوں گا۔'' اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابو امیہ کہنے لگے: اے ابو طالب! کیا تم عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دو گے؟ تو رسولِ اکرم ﷺ بار بار اسے ''لا إله إلا الله'' پیش کرتے رہے اور ہر مرتبہ اپنی پہلی بات دہراتے رہے لیکن ابو طالب نے کہا: وہ دینِ عبد المطلب پر قائم ہے اور اس نے ''لا إله إلا الله'' کا اقرار کرنے سے انکار کردیا۔ [البخاری: ۱۳۶۰، ۳۸۸۴، مسلم: ۲۴]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایمان کی ابتداء توحید سے ہوتی ہے اور کلمۂ توحید ہی کے اقرار سے کوئی غیر مسلم اسلام کے دائرے میں داخل ہوسکتا ہے۔ اور اسی توحید کی بنا پر ہی اس کی اللہ کے عذاب سے نجات ممکن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کے فضائل

① توحید کا دل سے اقرار کرنے والے شخص کے لئے جنت ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ مَّاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ) [مسلم:۲۶]

"جس شخص کی موت اس حالت میں آئی کہ اسے یقین تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: دو واجب کرنے والی چیزیں کونسی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ ، وَمَنْ مَّاتَ یُشْرِكُ بِاللّٰہِ دَخَلَ النَّارَ) [مسلم:۹۳]

"جس شخص کی موت بایں حالت آئی کہ وہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس شخص کی موت اس حالت میں آئی کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔"

ایک قصہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے اور کافی دیر تک واپس نہ آئے۔ اس پر ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں کسی دشمن نے ہی آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا ہو جس سے آپ واپس نہ آسکے ہوں۔ چنانچہ ہم گھبرا کر کھڑے ہوگئے اور میں سب سے پہلا شخص تھا جو گھبرا کر رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ میں آپ کو تلاش کرتے کرتے بنو النجار کے باغ میں آپہنچا۔ میں نے اس کے چاروں اطراف چکر لگایا کہ کہیں سے کوئی دروازہ ملے اور میں اندر چلا جاؤں لیکن مجھے کوئی دروازہ نہ ملا۔ البتہ اس کے اندر جانے والا پانی کا ایک تنگ راستہ میں نے دیکھا تو اسی سے میں اندر گھس گیا۔ اندر جا کر مجھے رسول اللہ ﷺ ملے تو فرمایا: ابو ہریرہ! تم یہاں کیسے آئے؟ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے درمیان سے اٹھ کر آگئے اور آپ نے واپس لوٹنے میں کافی تاخیر کردی۔ اس پر ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں کسی دشمن نے آپ کو نہ روک لیا ہو، اس لئے ہم گھبرا کر آپ کی تلاش کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور میں سب سے پہلے آپ کی تلاش میں نکلا تھا، دوسرے لوگ بھی میرے پیچھے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اپنا جوتا مجھے عنایت کیا اور فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَّرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)

''میرے یہ دونوں جوتے لے جاؤ اور تمھیں باغ کے اُس پار جو شخص بھی ایسا ملے کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو اسے جنت کی بشارت دے دو۔''

چنانچہ مجھے سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے۔ میں نے کہا: ''یہ اللہ کے رسول ﷺ کا جوتا ہے، آپ نے یہ مجھے (بطور نشانی) عنایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے جو شخص بھی ایسا ملے کہ وہ دل سے اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو میں اسے جنت کی بشارت دوں۔''

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا جس سے میں چت گر گیا اور انھوں نے کہا: ابو ہریرہ! جاؤ واپس پلٹ جاؤ۔ چنانچہ میں واپس رسول اللہ ﷺ کی طرف اس حالت میں لوٹا کہ میں شدید رو رہا تھا۔ میرے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ابو ہریرہ! تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ میں نے سارا واقعہ آپ کو سنا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ کیا واقعتاً آپ نے اپنا جوتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دے کر یہ بشارت سنانے کا حکم دیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ایسا نہ کریں کیونکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ لہذا آپ انہیں عمل کرنے دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے انہیں عمل کرنے دو۔'' [مسلم:۳۱]

اس حدیث میں دل سے '' لا إله إلا الله '' کی گواہی دینے والے اور توحیدِ الٰہی کا اقرار کرنے والے شخص کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

④ توحید پرست پر جہنم حرام ہے

ابو عبد اللہ عبد الرحمٰن بن عسیلۃ الصنابحی کا بیان ہے کہ جب حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب تھا تو میں ان کے پاس گیا اور ان کی حالت دیکھ کر مجھے بے ساختہ رونا آ گیا۔ اس پر انھوں نے کہا: ٹھہر جاؤ، کیوں روتے ہو؟ اللہ کی قسم: اگر مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو میں ضرور تمہارے حق میں گواہی دوں گا۔ اور اگر مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی تو میں ضرور تمہارے حق میں شفاعت کروں گا۔ اور جتنا ہو سکے گا میں تمہیں نفع پہنچانے کی کوشش کرونگا۔ پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے جتنی حدیثیں سنی تھیں وہ سب کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب میں نے تمھیں بیان کردی تھیں سوائے ایک حدیث کے جو میں تمھیں آج سنانے لگا ہوں ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: (مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ) [مسلم:٢٩]

’’جس آدمی نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم حرام کردی ہے ۔‘‘

③ روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اہلِ توحید کیلئے ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے بڑا خوش نصیب کون ہوگا جس کے حق میں آپ شفاعت کریں گے ؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا:

(لَقَدْ ظَنَنْتُ يَاأَبَا هُرَيْرَةَ ! أَنْ لَّا يَسْأَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوْلٰى مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : مَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قِبَلِ نَفْسِهِ)

’’اے ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس بارے میں تم ہی سوال کروگے کیونکہ تمھیں احادیث سننے کا زیادہ شوق رہتا ہے ۔ (تو سنو) قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت اس شخص کو نصیب ہوگی جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اخلاص کے ساتھ لا إله إلا الله کہا ۔‘‘ [البخاری:٩٩و٦٥٧٠]

اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّيْ فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ أَنْ يَّدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ ، وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)

’’میرے پاس میرے رب تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ میں یا تو اپنی آدھی امت کے جنت میں جانے پر راضی ہو جاؤں یا روزِ قیامت شفاعت کروں ۔ تو میں نے شفاعت کو چن لیا ہے اور میری شفاعت ہر اُس شخص کیلئے ہوگی جس کی موت اس حالت میں آئے گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا ۔‘‘ [ترمذی : ٢٤٤١، ابن ماجہ ۔ وصححه الألبانی فی تخریج المشکاۃ ٥٦٠٠]

④ اہلِ توحید کی شفاعت اللہ کے ہاں قابلِ قبول ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ ، فَيَقُومُ عَلٰى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو مسلمان فوت ہو جائے، پھر اس کی نمازِ جنازہ میں چالیس افراد شرکت کریں جنہوں نے کبھی اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول کر لیتا ہے۔'' [مسلم: ۹۴۸]

⑤ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہ گاروں کو معاف کر دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلی امتوں میں ایک ایسا شخص تھا جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا، البتہ وہ توحید پرست تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: دیکھو! جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا یہاں تک کہ میں کوئلوں کی طرح ہو جاؤں۔ پھر ان کوئلوں کو پیس کر میری راکھ کو تیز ہواؤں میں اڑا دینا۔''

چنانچہ جب وہ مر گیا تو اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں آیا تو اللہ نے اس سے پوچھا: اے آدم کے بیٹے! تم نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا: اے میرے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے۔ تو اس بنا پر اس کی مغفرت کر دی گئی حالانکہ اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا سوائے توحید کے۔''

[مسند احمد : ۲/ ۳۰٤۔ وأصله في الصحيحين]

⑥ کبیرہ گناہوں کے مرتکب اہلِ توحید کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(يُعَذَّبُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ التَّوحِيْدِ فِي النَّارِ حَتّٰى يَكُونُوا فِيهَا حُمَمًا ، ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ ، فَيَخْرُجُونَ وَيُطْرَحُونَ عَلٰى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ، قَالَ : فَيَرُشُّ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْمَاءَ ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي حُمَالَةِ السَّيْلِ ، ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ)

''چند اہلِ توحید کو جہنم میں (ان کے گناہوں کی) سزا دی جائے گی یہاں تک کہ وہ کوئلے بن چکے ہونگے، پھر رحمتِ الٰہی ان کو پالے گی، چنانچہ انہیں جہنم سے نکال کر جنت کے دروازوں پر پھینک دیا جائے گا۔ پھر اہلِ جنت ان پر پانی چھڑکیں گے جس سے وہ یوں اگیں گے جیسے سیلاب کے لائے ہوئے کوڑا کرکٹ میں نباتات اگتے ہیں (یعنی ان کے بدن بہت جلد اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئیں گے) پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔'' [مسند احمد ۳۹۱/۳ ، ترمذی ۷۱۳/٤ : ۲۵۹۷ : حسن صحیح ، وصححه الألباني]

کلمۂ توحید کی فضیلت میں دو عظیم احادیث

① حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'' قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے میری امت کے ایک شخص کو پکارا جائے گا، پھر اس کے سامنے ۹۹ رجسٹر پھیلا دئے جائیں گے جن میں سے ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک لمبا ہوگا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تم اپنے ان اعمال میں سے کسی عمل کا انکار کرتے ہو؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب! پھر اسے کہا جائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر یا کوئی نیکی ہے؟ تو وہ شخص ڈر جائے گا اور کہے گا: نہیں۔ تو اسے کہا جائے گا: کیوں نہیں، تیری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے اور آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس کے لئے ایک کارڈ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا: (أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''

وہ کہے گا: اے میرے رب! یہ کارڈ اتنے رجسٹروں کے سامنے تو کچھ بھی نہیں!

اسے کہا جائے گا: آج تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پھر تمام رجسٹروں کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور اس کارڈ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ چنانچہ رجسٹروں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا اور کارڈ والا پلڑا جھک جائے گا۔''

[ترمذی: ۲۶۴۱، ابن ماجہ: ۴۳۰۰، مسند احمد ۲/۲۱۳، احمد شاکر: إسناده صحيح]

② حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کے ساتھ میں آپ کا ذکر کروں اور اس کے ساتھ آپ سے دعا مانگوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے کہا: اے موسیٰ تم ''لا إله إلا الله'' پڑھا کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! یہ تو تیرے تمام بندے پڑھتے ہیں؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ ان میں رہنے والے تمام کے تمام اور اسی طرح ساتوں زمینوں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور ''لا إله إلا الله'' کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو ''لا إله إلا الله'' کا وزن زیادہ ہوگا۔'' [عمل اليوم والليلة للنسائي : ٨٣٤ ، ابن حبان : ٢٣٢٤، قال الحافظ في الفتح ١١/١٧٥ : أخرجه النسائي بسند صحيح]

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو عقیدۂ توحید پر قائم رکھے۔ آمین۔

اقسامِ توحید

اب ہم توحید کی اقسام بیان کرتے ہیں۔ تو سب کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ توحید کی تین قسمیں ہیں:

① **توحیدِ ربوبیت** : توحیدِ ربوبیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام افعال میں یکتا وتنہا مانا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے ،یعنی وہی اکیلا پوری کائنات کا خالق و مالک ہے، وہی اکیلا تمام مخلوقات کا رازق ہے اور وہی پوری دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے اور مدبر الأمور ہے۔

اکیلا اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا خالق و مالک ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ [يونس : ٣١]

’’آپ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہ کہیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے۔ تو ان سے کہئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے ؟‘‘

اور فرمایا: ﴿قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ☆ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ☆ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ☆ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ☆ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ☆ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ﴾ [المؤمنون:٨٤۔٨٩]

’’کہہ دیجئے! زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟ بتلاؤ اگر تم جانتے ہو! فورا جواب دیں گے کہ اللہ کی۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے ؟ ان سے پوچھئے کہ ساتوں آسمانوں اور عظیم عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔تو کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے ؟ پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے پاس ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دی جاتی ، بتلاؤ اگر تم جانتے ہو؟ تو وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔تو کہہ دیجئے کہ پھر تم کدھر سے جادو کر دیئے جاتے ہو؟ ‘‘

اکیلا اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے

ارشاد باری ہے : ﴿وَكَأَيِّن مِّن دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ﴾ [العنكبوت:٦٠]

’’اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے ،ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے‘‘

اور فرمایا: ﴿مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَّمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ☆ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴾[الذاریات:۵۷-۵۸]

’’نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں اور نہ میری یہ چاہت ہے کہ یہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں، توانائی والا اور زور آور ہے۔‘‘

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اثبات ہے لیکن یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ صرف ربوبیت کا اقرار ہی کافی نہیں ہے کیونکہ اتنا تو مشرکین مکہ بھی مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق و مالک ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾[العنکبوت:٦١]

’’اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین وآسمان کا خالق اور سورج چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں؟‘‘

لیکن اس کے باوجود بھی رسول اکرم ﷺ نے ان سے جنگیں لڑیں۔ تو آخر ایسا کیوں تھا؟ اس لئے کہ وہ اللہ کی الوہیت کے قائل نہیں تھے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بجائے غیر اللہ کی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ لہٰذا ربوبیتِ الٰہی کے اقرار کے ساتھ ساتھ اس کی الوہیت کا اقرار بھی ضروری ہے کہ جس کے بغیر کسی انسان کی نجات ممکن نہیں ہے۔

② توحیدِ الوہیت

اِس سے مراد یہ ہے کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کو یکتا مانا جائے، تمام عبادات صرف اسی کے لئے بجالائی جائیں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی توحیدِ الوہیت کا اقرار کرنے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ

☆ اقرار کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ کو واتا یعنی دینے والا تصور کرے،

☆ صرف اللہ تعالیٰ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھے،

☆ صرف اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے،

☆ صرف اللہ تعالیٰ کو حاجت روا اور مشکل کُشا تسلیم کرے،

☆ صرف اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارے،

☆ صرف اللہ تعالیٰ سے تمام امیدیں وابستہ رکھے،

☆ اس کے دل میں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہو،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ وہ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرے،

☆ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے نذر مانے،

☆ اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے جانور ذبح کرے۔

الغرض یہ کہ ہر قسم کی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بجالائے اور غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکال کر صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں بسائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَاشَرِيكَ لَهُ﴾[الأنعام:١٦٢]

''آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا یہ سب اللہ ہی کے لئے ہے جو کہ رب العالمین ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔''

اور فرمایا: ﴿ وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ ﴾[البيّنة : ۵

''انہیں محض اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شرک وغیرہ سے منہ موڑتے ہوئے اس کے لئے دین کو خالص رکھیں۔''

جو اللہ تعالیٰ خالق و مالک اور رازقِ کائنات ہے وہی اکیلا معبود برحق ہے

جس اللہ تعالیٰ کو ہم خالق و مالک اور رازقِ کائنات مانتے ہیں اسی اللہ تعالیٰ کو معبود برحق ماننا اور تمام عبادات اسی کیلئے بجالانا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس غیر اللہ کو لوگ پکارتے ہیں وہ قطعا خالق نہیں، رازق نہیں، نہ ہی ان کے پاس کسی چیز کا اختیار ہے اور نہ وہ کسی کے نفع ونقصان کے مالک ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾[الروم:۴۰]

''اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا، پھر تمھیں رزق دیا، پھر تمھیں مارے گا اور پھر تمھیں زندہ کرے گا۔ تو کیا تمھارے شرکاء میں سے کوئی ایک شریک ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کوئی کام کرتا ہو؟ وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند و بالا ہے۔''

لہذا جب اللہ تعالیٰ ہی خالق و رازق ہے، مارتا اور زندہ کرتا ہے اور اُس کے علاوہ کوئی دوسرا ان چیزوں کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر عبادت بھی صرف اسی کی ہونی چاہئے۔

ارشاد باری ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلاَ تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرۃ:۲۱-۲۲]

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے بارش برسا کر تمہارے کھانے کے لئے انواع واقسام کے میوے پیدا کئے۔ لہذا تم کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔)''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس رب کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے جو اگلے اور پچھلے تمام لوگوں کا خالق ہے، زمین وآسمان کو پیدا کرنے والا اور ہمیں رزق دینے والا ہے۔

توحید ربوبیت کے اثبات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنا شریک بنانے سے منع فرمایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ توحید ربوبیت کا اقرار کرنے سے توحید الوہیت کا اقرار لازم آتا ہے۔

اور ہم جب قرآن مجید کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر غیر اللہ کے خالق ہونے کی نفی کی ہے، اپنے خالق ہونے کا اثبات کیا ہے اور اسی بناء پر اپنی الوہیتِ حقہ کو منوایا ہے اور اپنے معبود برحق ہونے کا اعلان کیا ہے۔

چنانچہ اس کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لاَ یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ☆ أَمْوَاتٌ غَیْرُ أَحْیَاءٍ وَّمَا یَشْعُرُوْنَ أَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ☆ إِلٰهُکُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ [النحل:۲۰-۲۲]

''اور جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ تو خود پیدا کئے جاتے ہیں، وہ مردے بے جان ہیں اور کچھ بھی شعور نہیں رکھتے کہ دوبارہ کب اٹھائے جائیں گے۔ تم سب کا معبود ایک ہی ہے۔''

نیز فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهِ أَوْلِیَاءَ لاَ یَمْلِکُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لاَ ضَرًّا قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْأَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمَاتُ وَالنُّوْرُ أَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَکَاءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ [الرعد:۱۶]

''آپ پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ آپ خود ہی بتا دیجئے کہ اللہ ہے، آپ کہئے کہ کیا تم لوگوں نے اُس کے سوا دوسروں کو یار ومددگار بنا لیا ہے جو خود اپنی ذات کیلئے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں؟ آپ کہئے کہ کیا نابینا اور بینا دونوں برابر ہیں؟ یا کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہے؟ یا کیا انھوں نے اللہ کے کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ساجھی بنا لئے ہیں جنھوں نے اللہ کی مخلوق کی طرح کسی کو پیدا کیا ہے اور وہ مخلوقات ان کی نظر میں گڈ مڈ ہو گئی ہیں؟ آپ اعلان کر دیجئے کہ اکیلا اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ تنہا زبردست ہے۔''

اسی طرح اس کا فرمان ہے: ﴿وَاتَّخَذُوْا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَّ لَا حَيَاةً وَّلَا نُشُورًا﴾[الفرقان:۳]

''اور انھوں نے اللہ کے سوا بہت سے معبود بنا لئے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے، بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ اور وہ اپنے لئے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت اور نہ زندگی اور نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں ہے۔''

بلکہ اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والوں کو چیلنج کیا ہے کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو، جن کو حاجت روا اور مشکل کشا تصور کرتے ہو، جن کو مدد کیلئے پکارتے ہو اور جن کی قبروں پر نذر و نیاز پیش کرتے ہو ذرا بتلاؤ تو کیا انھوں نے کسی چیز کو پیدا کیا ہے؟ کیا کسی چیز کے خالق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ☆ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾[لقمان:۱۰۔۱۱]

''اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا جنھیں تم دیکھ سکو اور زمین پر پہاڑ رکھ دیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ تمھیں ہچکولے کھلائے۔ اور اس پر ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں۔ یہ اللہ کی تخلیق ہے۔ تو اب تم لوگ مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ظالم (مشرک) کھلی گمراہی میں ہیں۔''

اسی طرح فرمایا: ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْهُ بَلْ إِن يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُم بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا﴾[فاطر:۴۰]

''آپ پوچھیے کہ کیا تم نے کبھی اپنے ان دیوتاؤں کے بارے میں غور کیا ہے جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ذرا مجھے دکھلاؤ تو سہی کہ انھوں نے زمین کا کونسا حصہ پیدا کیا ہے یا آسمانوں کو پیدا کرنے میں اللہ کے ساتھ ان کی کوئی شرکت ہے؟ یا ہم نے انھیں کوئی کتاب دی ہے جس میں ان کے شرک کیلئے کوئی دلیل موجود ہے؟ بلکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حقیقت یہ ہے کہ) یہ ظالم لوگ ایک دوسرے سے صرف دھوکہ اور فریب کی باتیں کرتے ہیں۔"

ایک اور مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے معبودان باطلہ کی بے بسی کو اس انداز سے بیان فرمایا ہے کہ یہ ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے۔ لہذا جو اس قدر عاجز ہیں کہ ایک چھوٹا سا پرندہ بھی پیدا نہیں کر سکتے تو وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور حاجت روا اور مشکل کشا کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور ان کے پاس نفع ونقصان کا اختیار کیسے ہوسکتا ہے؟

ارشاد باری ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾ [الحج:۷۳]

"لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے ذرا کان لگا کر سن لو، اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے چاہے اس کے لئے سبھی اکٹھے ہو جائیں۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اسے اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے۔ بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔"

ان تمام آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ خالق و مالک اور رازقِ کائنات ہے وہی اکیلا معبود برحق ہے اور اس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں.

غوث اعظم اللہ تعالیٰ ہی ہے

"غوث اعظم" یعنی سب سے بڑا مددگار اور مشکلات کو ٹالنے والا اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا کوئی نہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ☆ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ﴾[الأنعام:۶۳-۶۴]

"کہہ دیجئے کہ بحر و بر کی تاریکیوں میں تمھیں کون نجات دیتا ہے؟ اس کو تم عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارتے ہو کہ اگر اس نے ہمیں ان سے نجات دے دی تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہونگے، کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے اور ہر شدت سے نجات دیتا ہے، پھر بھی تم اس کا شریک بناتے ہو۔"

اسی طرح اس کا ارشاد ہے: ﴿أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾[النمل:۶۲]

"بھلا کون ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تمھیں زمین کا جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام مشکلات میں صرف اللہ تعالی کو ہی پکارتے تھے، مثلا حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ☆ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَى لِلْعَابِدِينَ﴾[الأنبياء:۸۳۔۸۴]

''اور ایوب (علیہ السلام) کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ چنانچہ ہم نے انھیں ان کے اہل وعیال ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ اور بھی دے دیئے، یہ ہماری مہربانی تھی اور عبادت گذاروں کیلئے نصیحت۔''

اور حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ☆ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الأنبياء:۸۷۔۸۸]

''پس انھوں نے تاریکیوں میں اپنے رب کو پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو (تمام عیوب سے) پاک ہے، میں بے شک ظالموں میں سے تھا۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات دی۔ اور ہم اسی طرح مومنوں کو بھی نجات دیتے ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالی نے اپنے سب سے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جب جنگ بدر کے موقع پر وہ تعداد کے اعتبار سے کفار سے کم تھے اور فوجی طاقت کے لحاظ سے ان کے مقابلے میں کمزور تھے تو انھوں نے فتح ونصرت کیلئے بس اپنے رب کو ہی پکارا، پھر اس نے ان کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتے نازل کردیئے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾[الأنفال:۹]

''جب تم لوگ اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمھاری سن لی اور اس نے کہا کہ میں ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے تمھاری مدد کرونگا جو یکے بعد دیگرے اترتے رہیں گے۔''

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم صرف تین سو انیس ہیں تو قبلہ رخ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا شروع کردی۔ آپ نے کہا: (اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدتَّنِي ، اَللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدتَّنِي ، اَللّٰهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ)

''اے اللہ! مجھ سے تو نے جو وعدہ کیا وہ پورا فرما اور وہ چیز مجھے عطا فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا۔ اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔''

آپ ﷺ ہاتھ پھیلائے ہوئے قبلہ رخ ہو کر مسلسل اپنے رب کو پکارتے رہے حتی کہ آپ کے کندھوں سے آپ کی چادر گر گئی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، آپ کی چادر کو اٹھایا اور اسے آپ کے کندھوں پر ڈال دیا، پھر وہ آپ ﷺ سے چمٹ گئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ اپنے رب سے بار بار اپیل کر رہے ہیں، بس کیجئے، وہ یقیناً اپنا وعدہ پورا کرے گا'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی جو ابھی ہم نے ذکر کی ہے۔ [مسلم:۱۷۶۳]

لہذا ہمیں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارنا چاہئے اور اسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے چاہئیں۔

نفع ونقصان کا مالک اکیلا اللہ تعالیٰ ہے

نفع ونقصان کا مالک سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں حتی کہ سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ ' جو تمام بنو آدم کے سردار اور سارے انبیاء ورسل علیہم السلام کے امام ہیں' اپنے نفع ونقصان کے مالک بھی نہیں، چہ جائیکہ وہ اپنی وفات کے بعد کسی کو نفع ونقصان پہنچانے کا اختیار رکھتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾ [الأعراف: ۱۸۸]

''آپ کہئے کہ میں تو اپنے نفع ونقصان کا مالک بھی نہیں سوائے اُس کے جو اللہ چاہے۔ اور اگر میرے پاس غیب کا علم ہوتا تو بہت ساری بھلائیاں اکٹھی کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں غور کیجئے کہ جب امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ اپنے نفع ونقصان کے مالک بھی نہیں تو ان سے کم تر کوئی ولی یا کوئی بزرگ یا کوئی پیر' جن کی قبروں کی طرف لوگ قصدا جاتے ہیں' وہ کسی کو نفع ونقصان پہنچانے کا اختیار کیسے رکھتے ہیں؟

اسی حقیقت کو واضح کرنے کیلئے نبی کریم ﷺ نے اپنے خاندان کے بڑے بڑے لوگوں کو اکٹھا کر کے یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان فرمایا کہ تم اپنے آپ کو جہنم سے خود ہی بچاؤ، میں تمھارے کسی کام نہ آؤں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا۔ وہ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے عام اور خاص سب لوگوں کو خطاب فرمایا:

(يا بني كعب بن لؤی ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ)

''اے کعب بن لوی کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے خود ہی بچاؤ''

(يا بني مرة بن كعب ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ)

''اے مرۃ بن کعب کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے خود ہی بچاؤ''

(يا بني عبد شمس ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ)

''اے عبد شمس کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے خود ہی بچاؤ''

(يا بني عبد مناف ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ)

''اے عبد مناف کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے خود ہی بچاؤ''

(يا بني هاشم ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ) ''اے ہاشم کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے خود ہی بچاؤ''

(يا بني عبد المطلب ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ)

''اے عبد المطلب کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے خود ہی بچاؤ''

(يا فاطمة ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ) ''اے فاطمہ! تم بھی اپنے آپ کو جہنم سے خود ہی بچاؤ۔''

(فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا)

''کیونکہ میں تمھارے لئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں، ہاں تمھارے لئے رشتہ داری کا حق ہے جسے میں ادا کرونگا۔'' [مسلم:۲۰۴]

اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا کہ وہ اپنے خاندان کیلئے تو کجا اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔

اور جن سے لوگ حصولِ نفع کی امید رکھتے اور ان کی طرف سے نقصان پہنچنے کا خوف کھاتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُتَوَكِّلُونَ ﴾ [الزمر: ۳۸]

'' آپ کہہ دیجئے کہ تمھارا کیا خیال ہے جن معبودوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا وہ اللہ کی طرف سے آئے ہوئے نقصان کو دور کردیں گے ؟ یا وہ مجھے اپنی رحمت سے نوازنا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو روک لیں گے ؟ آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے ، بھروسہ کرنے والے صرف اسی پر بھروسہ کرتے ہیں ۔''

خلاصہ یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ خالق ومالک اور رازق کائنات ہے وہی اکیلا تمام عبادات کا مستحق اور معبود برحق ہے ، وہی غوث اعظم ہے ، وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے اور ہر قسم کے نفع ونقصان کا اختیار اسی کے پاس ہے ، لہذا اسی کو پکارنا ، اسی سے دعا کرنا ، اسی سے امیدیں وابستہ کرنا اور اسی سے خوف کھانا چاہئے ۔

اسی لئے ہم میں سے ہر شخص نماز کی ہر رکعت میں اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ

﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ یعنی '' ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں''

اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

(إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ)[ترمذی: ۲۵۱۶ ۔ وصححه الألبانی]

'' تم جب بھی سوال کرنا چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے کیا کرو ۔ اور جب بھی مدد طلب کرنا چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کیا کرو ۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو توحید کو سمجھنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق دے ۔ آمین

دوسرا خطبہ

توحید کی تین قسموں میں سے دو کی وضاحت تو ہم کر چکے ۔ آیئے اب اس کی تیسری قسم کے بارے میں بھی جان لیجئے کہ وہ کیا ہے ؟

③ توحید الأسماء والصفات

توحید کی تیسری قسم '' توحید الاسماء والصفات '' ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات میں بھی یکتا مانیں ۔ یعنی جو اسماء وصفات اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ذکر کئے ہیں یا اس کے رسول ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لئے ذکر کئے ہیں، ہم ان سب کو مخلوقات سے تشبیہ دیے بغیر تسلیم کریں اور انہیں اس طرح مانیں جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوْا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ أَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الأعراف:۱۸۰]

''اور اچھے اچھے نام اللہ کے لئے ہی ہیں۔ لہذا تم ان ناموں سے ہی اللہ کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے اسمائے گرامی میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ [الشوریٰ:۱۱]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

اس آیت میں غور فرمائیں کہ اس میں تشبیہ کی نفی کر دی گئی ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینا قطعًا درست نہیں ہے۔ اور اس میں تشبیہ کی نفی کے ساتھ ساتھ صفات کا اثبات بھی ہے۔ اس میں دو صفات (سمیع ، بصیر) کا ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا ہے، لیکن اس کا دیکھنا اور سننا اسی طرح ہے جیسا کہ اس کی بڑائی اور کبریائی کے لائق ہے ...... اسی طرح اللہ تعالیٰ کی باقی صفات پر بھی ہم ایمان لاتے ہیں، لیکن نہ تو تشبیہ اور تمثیل کو جائز تصور کرتے ہیں اور نہ ہی ان صفات کی کیفیت کو جانتے ہیں اور نہ ہی ان کی کیفیت بیان کرنے کو جائز تصور کرتے ہیں کیونکہ کیفیت کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے جب ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا: ''الإستواء معلوم ، والكيف مجهول ، والسؤال عنه بدعة ، والإيمان به واجب''

یعنی ''استواء کا معنی معلوم ہے لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں ہے، اس لئے اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید کو سمجھنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق دے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک ...سب سے بڑا گناہ

اہم عناصرِ خطبہ:

① شرک کا مفہوم ② شرک ایک بھیانک جرم ③ قرآن مجید میں شرک کی تردید ④ شرک کے نقصانات ⑤ شرک کا سدّ باب ⑥ شرک کی اقسام

پہلا خطبہ

ہمارا گذشتہ خطبۂ جمعہ توحید سے متعلق تھا جس میں ہم نے توحید کا مفہوم، توحید کی اہمیت، توحید کی فضیلت اور توحید کی اقسام کو تفصیل سے بیان کیا تھا۔اور آج کا خطبہ توحید کی ضد (شرک) سے متعلق ہے جس میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ شرک کا مفہوم، شرک کی مذمت اور تردید اور اس کی اقسام وغیرہ بیان کریں گے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو توحید پر قائم رکھے اور ہمیں شرک کی غلاظتوں سے محفوظ رکھے۔آمین۔

شرک کا مفہوم

اگر توحید کا مفہوم ہمارے ذہنوں میں ہے جو ہم نے گذشتہ خطبۂ جمعہ میں بیان کیا تھا تو شرک کے مفہوم کو سمجھنا بھی آسان ہے۔ہم نے عرض کیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ کو خالقِ کائنات، مالک الملک، رازق اور مدبر الأمور تصور کرنا اور تمام کی تمام عبادات صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بجا لانا اور اسے اس کے اسماء وصفات میں یکتا ماننا توحید ہے۔ اِس لحاظ سے شرک کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی خالق ومالک، رازق اور مدبر الأمور ماننا، یا عبادات میں سے کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے بجا لانا شرک ہے۔

اور اگر ہم شرک کی اس تعریف کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اپنے معاشرے کا بغور جائزہ لیں تو ہمیں شرک کی کئی شکلیں واضح طور پر نظر آئیں گی۔چنانچہ آج بہت سارے لوگ غیر اللہ کو حاجت روا، مشکل کشا اور نفع ونقصان کا مالک تصور کرتے ہیں اور اسی بناء پر وہ ان کے لئے نذر ونیاز پیش کرتے ہیں، ان سے مانگتے ہیں، ان کی قبروں پر جانور ذبح کرتے ہیں، ان کی قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں، ان کی محبت کو اپنے دلوں میں بساتے ہیں، ان سے ڈرتے ہیں، انہیں غوث، داتا، دستگیر، غریب نواز اور مشکل کشا کہتے ہیں، انہیں مدد کے لئے پکارتے ہیں اور ان پر بھروسہ کرتے ہیں...... یہ ساری شکلیں شرک کی ہیں۔اسی طرح کئی لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند اولیاء کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی ارواح کو کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اس لئے وہ ان کی قبروں پر جا کر ان کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں ۔ یہ بھی شرک ہی کی ایک شکل ہے ...... شرک کی یہ مختلف شکلیں بطورِ مثال پیش کی گئی ہیں تا کہ ''شرک'' کا مفہوم اچھی طرح سے واضح ہو جائے ۔

مولانا حالی مرحوم نے معاشرے میں پائی جانے والی اس قسم کی جہالت کا رونا رویا ہے:

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
گرے آپ پر بہر سجدہ تو کافر کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

شرک ایک بھیانک جرم

شرک اللہ کے نزدیک ایک بھیانک جرم ہے ۔ قرآن وحدیث میں اس سے بار بار منع کیا گیا ہے اور مختلف انداز سے اس کی تردید کی گئی ہے ۔ تو لیجئے اب شرک کی مذمت کے بارے میں قرآن وحدیث کے دلائل سماعت فرمایئے !

❶ شرک سب سے بڑا ظلم ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان:۱۳] ''شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بہت بڑے ظلم سے مراد یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا ظلم ہے ، اِس سے بڑا ظلم کوئی نہیں ۔ [تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۷۰۸]

شرک سب سے بڑا ظلم اس لئے ہے کہ مشرک مٹی سے پیدا کی گئی مخلوق کو اُس باری تعالیٰ کے برابر تصور کرتا ہے جو تمام مخلوقات کا مالک ہے .... اور جو ناقص اور ہر اعتبار سے محتاج ہے اسے اُس کامل رب کے برابر قرار دیتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو ہر چیز کا مالک ہے ..... اور جو ایک رائی کے دانے کے برابر (کسی چھوٹی سی) نعمت کے حصول پر بھی قدرت نہیں رکھتا اسے اُس اللہ کے برابر کر دیتا ہے کہ جو دنیا میں ہر قسم کی نعمتیں لوگوں کو عطا کرتا ہے، تمام خزانوں کی چابیاں اسی کے پاس ہیں اور وہی ہر قسم کے شر کو ان سے دور رکھتا ہے۔ تو کیا اس سے بڑا ظلم بھی کوئی ہوسکتا ہے؟ اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، لیکن اس نے اپنے آپ کو اللہ مالک الملک کے سامنے جھکانے کی بجائے غیر اللہ کے سامنے جھکا دیا! اور اس نے اپنے آپ کو اس حد تک گرا دیا کہ بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی بندگی کرتا، اس نے اس کی بندگی شروع کر دی جسے کسی چیز کا اختیار ہی نہیں ہے۔ [تفسیر ابن سعدی: ۸۹۳/۲]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام: ۸۲]

”جو لوگ ایمان لائے، پھر اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا انہی کیلئے امن وسلامتی ہے اور یہی لوگ راہِ راست پر ہیں۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گذری۔ چنانچہ انھوں نے کہا: ہم میں سے کون ہے جس نے (گناہ اور معصیت کے ذریعے) اپنی جان پر ظلم نہیں کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ ، إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِا بْنِهِ ﴿ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾

”اس سے مراد وہ نہیں جیسا کہ تم گمان کر رہے ہو، بلکہ اس سے مراد (شرک ہے) جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“ [بخاری: ۳۲، مسلم: ۱۲۴ واللفظ لہ]

❷ شرک سے اللہ نے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ﴾ [النساء: ۳۶]

”اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا: ﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ﴾ [الأنعام:١٥١]

''آپ کہہ دیجئے کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کردی ہیں، وہ یہ ہیں کہ تم کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ......''

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شرک سے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے۔لٰہذا بندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی جبینِ نیاز صرف اللہ کے سامنے جھکائیں، اسی کے سامنے ہاتھ پھلائیں اور اسی سے اپنی مرادیں مانگیں ...اور یوں اپنا دامن شرک سے پاک رکھیں۔

❷ شرک سب سے بڑا گناہ ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟

ہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول!

آپ ﷺ نے فرمایا: (اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ) ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' [البخاری ۔ الأدب باب عقوق الوالدین من الکبائر ۔٥٩٧٦، مسلم ۔ الإیمان ۔٨٧]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ) ''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔''

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کونسی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)

یعنی ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اس جان کو قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرمت والا قرار دیا ہے، الا یہ کہ حق کے ساتھ اسے قتل کیا جائے۔یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن، بے خبر اور ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔'' [البخاری ۔ الحدود باب رمی المحصنات ۔٦٨٥٧، مسلم ۔ الإیمان ۔٨٩]

ان دونوں احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ شرک نا قابلِ معافی جُرم

مشرک اگر شرک سے سچی توبہ نہ کرے اور شرک کرتے کرتے ہی اس کی موت آجائے تو اس کا یہ جرم ناقابلِ معافی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ اسے کبھی معاف نہیں کرے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴾[النساء:١١٦]

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے۔اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بناتا ہے وہ بہت دور کی گمراہی میں چلا جاتا ہے۔''

اِس سے ثابت ہوا کہ شرک ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں ہوگی ، ہاں شرک کے علاوہ دیگر کبیرہ گناہوں کا مرتکب' جو توبہ کئے بغیر مرجائے' وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوگا ، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے سزا دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے معاف کردے گا۔لیکن جہاں تک شرک کا تعلق ہے تو وہ ناقابلِ معافی جرم ہے۔لہٰذا مشرک کو فوری طور پر شرک سے توبہ کرنی چاہئے ، کیونکہ مرنے سے پہلے توبہ کرلینا ہی اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے،اس کے علاوہ اس کی مغفرت اور بخشش کا کوئی راستہ نہیں۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ [الفرقان:٧٠]

''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کرلیں ، ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے،اللہ نہایت بخشنے والا ، بڑا مہربان ہے۔''

⑤ شرک تمام نیک اعمال کو ضائع کردیتا ہے

شرک اس قدر خطرناک گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے تمام نیک اعمال غارت ہوجاتے ہیں۔نماز ، روزہ ، حج ، زکاۃ الغرض یہ کہ تمام نیک اعمال برباد ہوجاتے ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴾ [الزمر:٦٥]

''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ چند انبیائے کرام علیہم السلام کے نام ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الأنعام:٨٨]

"اور اگر (فرضاً) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔"

آپ ذرا غور کریں کہ انبیاء ورسل علیہم السلام جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف اس لئے مبعوث فرمایا کہ وہ لوگوں کو توحیدِ الٰہی کا حکم دیں اور شرک سے منع کریں، اگر ان سے بھی شرک جیسا گناہ سرزد ہو جاتا حالانکہ ان سے ایسا ہونا محال تھا تو ان کے اعمالِ صالحہ بھی ضائع اور برباد ہو جاتے۔ تو کوئی اور شخص اگر شرک جیسے بھیانک گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کے اعمالِ صالحہ اس کے لئے کیسے نفع بخش ہو سکتے ہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس کے نیک اعمال برباد ہونے سے بچ جائیں اور وہ اس کے لئے کارآمد ثابت ہوں اور یہ خواہش یقیناً ہم میں سے ہر شخص کی ہے تو اسے اپنے دامن کو شرک کی غلاظت سے محفوظ رکھنا ہوگا۔

❻ مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا

شرک اس قدر تباہ کن گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مشرک پر جنت کو حرام کر دیتا ہے اور اس کا ٹھکانا سوائے جہنم کے اور کوئی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾ [المائدة:٧٢]

"یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔"

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ)

"جس شخص کی موت اس حالت میں آئی کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور شریک کو پکارتا تھا تو وہ جہنم میں جائے گا۔" [البخاري ـ التفسير باب قوله (ومن الناس من يتخذ من دون الله انداد) ـ ٤٤٩٧]

اِس آیتِ قرآنیہ اور حدیثِ نبوی سے ثابت ہوا کہ مشرک ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور ان گنت نعمتوں سے مستفید ہونے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو نہیں جھکاتا اور اس کے در کو چھوڑ کر غیروں کے در پر جاتا ہے وہ یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اسے دائمی طور پر اپنے عذاب میں مبتلا رکھے گا۔ والعیاذ باللہ!

بنا بریں جب قرآن وحدیث کے واضح دلائل سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شرک سب سے بڑا ظلم، سب سے بڑا گناہ، نا قابلِ معافی جرم، نیک اعمال کو برباد کرنے والا اور مشرک کو ہمیشہ کے لئے جہنمی بنانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے تو ایسے میں تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ سب عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بجالائیں، کسی عبادت میں اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنائیں، اللہ تعالیٰ ہی سے مانگیں، اللہ تعالیٰ ہی کو حاجت روا، مشکل کشا، غوثِ اعظم، داتا اور بگڑی بنانے والا مانیں اور اس کے علاوہ کسی کو نفع ونقصان کا مالک تصور نہ کریں۔

قرآن مجید میں شرک کی تردید

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں واضح ترین دلائل دے کر شرک اور مشرکین کی تردید کی ہے تاکہ اہلِ عقل ودانش شرک سے محفوظ رہیں اور انہیں یہ بات اچھی طرح سے سمجھ میں آجائے کہ کائنات کا خالق ومالک ایک ہی ہے، وہی تمام امور کا مدبر ہے، وہی نفع ونقصان کا مالک ہے، وہی رزق دینے والا، حاجت روا اور مشکل کشا ہے اور وہی تمام عبادات کا مستحق ہے۔ ان دلائل میں سے چند ایک آپ بھی سماعت فرمائیں:

1 اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ [الروم:۲۸]

''وہ ایک مثال خود تمہاری ہی ذات سے پیش کرتا ہے کیا تمھارے غلاموں میں کچھ ایسے ہیں جو ہماری دی ہوئی روزی میں تمھارے ساتھ شریک ہوں کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ اور تم ان سے اسی طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنے برابر کے لوگوں سے ڈرتے ہو؟ ہم اسی طرح آیتوں کو کھول کھول کر بیان کردیتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید کے لئے ایک مثال خود لوگوں کے حالاتِ زندگی سے پیش کی ہے کہ ہم نے جو مال تمہیں عطا کیا ہے اس میں تمھارے غلام جو کہ تمھارے ہی جیسے انسان ہیں، تمھارے ساتھ اس طرح شریک ہوجائیں کہ تم اور وہ برابر درجے کے ہوجاؤ اور تم اس مال کے تصرف میں اس طرح ڈرنے لگ جاؤ جس طرح تم اپنے جیسے آزاد اور شریکِ کاروبار لوگوں سے ڈرتے ہو تو کیا تم یہ بات پسند کروگے؟ یقیناً یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات تمہیں پسند نہیں ہوگی۔ جب تمہیں یہ پسند نہیں تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات کیسے پسند ہوسکتی ہے کہ اس کے بندوں کو یا اس کے پیدا کئے ہوئے کسی شجر و حجر کو اس کا شریک بنا دیا جائے ؟ یعنی جس طرح تم پہلی بات کو پسند نہیں کرتے اور اپنے مال میں اپنے غلاموں کی شراکت تمہیں برداشت نہیں ، اسی طرح تمہیں یہ بھی پسند نہیں ہونا چاہئے کہ تم اللہ کی مخلوق کو چاہے کوئی نبی ہو یا ولی اللہ کا شریک بنا دو۔

❷ فرمانِ الٰہی ہے : ﴿ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾[المؤمنون:۹۱]

”نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے ، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوقات کو لے کر الگ ہو جاتا اور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا۔“

اس آیتِ کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید کے لئے ایک بہت ہی واضح اور کھلی دلیل بیان کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہوتا تو یقیناً ہر معبود کی مخلوقات ہوتیں ، پھر ہر معبود اپنی مخلوقات لیکر اپنی الگ مملکت قائم کر لیتا اور وہ سب ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے اور یوں کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ تو پورے عالم کا نظام جس عجیب وغریب اور حیران کن انداز سے چل رہا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک ایک ہی ہے اور وہی اکیلا معبودِ برحق ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں ، نہ اس کی ربوبیت میں اور نہ اس کی الوہیت میں۔

❸ فرمانِ الٰہی ہے :﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْرٍ ☆ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴾[سبأ:۲۲۔۲۳]

”آپ کہہ دیجئے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود بنا بیٹھے ہو انہیں پکارو تو سہی ، وہ تو آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے۔ اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے اور نہ اس کے نزدیک سفارش کام آئے گی سوائے اس شخص کے جس کے لئے وہ سفارش کی اجازت دے گا۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”ذرا غور کیجئے کہ اس آیت نے مشرکین کے ان دروازوں اور راستوں کو کیسے بند کر دیا ہے کہ جن کے ذریعے وہ شرک تک پہنچتے ہیں ! اس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی عبادت کرنے والا اپنے معبود کی عبادت کرتا ہی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے ہے کہ اسے اس سے کسی منفعت کے حصول کی امید ہوتی ہے، ورنہ اگر اسے کسی منفعت کے حصول کی امید ہی نہ ہوتو وہ اس کی پوجا پاٹ ہی کیوں کرے ؟ بنا بریں معبود کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ یا تو ان اسباب ووسائل کا مالک ہو جن کے ذریعے وہ اپنی عبادت کرنے والوں کو منفعت پہنچائے ۔ یا اگر وہ مالک نہیں تو ان کے مالک کا شریک ہو۔ یا اگر شریک نہیں تو اس کا معاون ومددگار یا وزیر ومشیر ہو۔ یا کم از کم اتنے اونچے مرتبے والا ہو کہ مالک کے ہاں سفارش کرسکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے متعلق جنہیں لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے اِن چاروں باتوں کی نفی کردی ہے کہ وہ نہ تو زمین وآسمان میں ایک رائی کے دانے کے برابر کسی چھوٹی سی چیز کے مالک ہیں، نہ وہ مالکِ ارض وسماء کے شریک ہیں ، نہ وہ مالک الملک کے مددگار ومعاون ہیں اور نہ ہی انہیں سفارش کرنے کا اختیار ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کی اجازت دے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے شرک تک پہنچانے والے تمام راستے بند کردئے ہیں تا کہ اس کے بندے صرف اسی کی طرف متوجہ ہوں۔''

[مختصر الصواعق المرسلة:۹۴]

لہذا اس آیت میں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ کے سوا جنہیں پکارا جاتا ہے' چاہے وہ کوئی نبی ہو یا ولی، کوئی پتھر ہو یا درخت کسی کو کائنات میں ایک ذرہ برابر بھی اختیار نہیں ۔ اور نہ وہ اللہ رب العزت کا شریک یا وزیر ومشیر ہے اور نہ اسے سفارش کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس لئے اس سے کسی منفعت کے حصول کی امید رکھنا یا اس کی طرف سے کسی نقصان کا خوف کھانا قطعا درست نہیں ہے کیونکہ پوری کائنات کا خالق ومالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ہر قسم کا نفع ونقصان اسی کے ہاتھ میں ہے۔

❷ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴾[الحج:۷۳]

''لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگا کرسن لو۔ اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کرسکتے ، چاہے اس کے لئے سبھی اکٹھے ہوجائیں ۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اسے اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے۔ بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودان باطلہ کی بے بسی کو بیان کیا جارہا ہے کہ وہ سب کے سب مل کر ایک مکھی تک کو پیدا نہیں کرسکتے جو کہ اللہ کی حقیر ترین مخلوق ہے۔ بلکہ پیدا کرنا تو دور کی بات ہے یہ تو اس قدر عاجز ہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر بھاگ جائے تو یہ اسے اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے۔ تو طلب کرنے والے اور یہ معبودان باطلہ دونوں عاجز و بے بس ہیں۔ لہٰذا جب ان معبودانِ باطلہ کی بے بسی کا یہ عالم ہے تو انہیں حاجت روا یا مشکل کشا تصور کرتے ہوئے ان سے مانگنا، انہیں پکارنا اور ان کے سامنے جھولی پھیلانا کونسی عقلمندی ہے؟

شرک کے نقصانات

❶ مشرک کے دل میں اللہ کی تعظیم ومحبت کم ہو جاتی ہے

جی ہاں! مشرک کے دل میں شرک کی وجہ سے اپنے پیروں اور بزرگوں کی محبت وتعظیم زیادہ اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور محبت کم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا وہ اپنے پیروں اور بزرگوں کے ذکر سے خوش ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے سامنے کوئی شخص اللہ رب العزت کے بارے میں زبان درازی کرے تو اس پر اسے اتنا غصہ نہیں آتا جتنا اسے اپنے پیروں اور بزرگوں پر کسی کی تنقید سے آتا ہے۔ اور اگر اس کی موجودگی میں اللہ مالک الملک کی نافرمانی ہو رہی ہو اور کوئی اس کی محرمات کا ارتکاب کر رہا ہو تو وہ بالکل خاموش رہتا ہے، لیکن اگر اس کے پیروں اور بزرگوں کی ہدایات کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو وہ فوراً بھڑک اٹھتا ہے......
یہ ساری باتیں اس کی دلیل ہیں کہ مشرک کے دل سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی محبت نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ بزرگانِ دین اور پیروں، فقیروں اور سجادہ نشینوں کی تعظیم اور محبت لے لیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُوْنِ اللهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾ [البقرۃ:۱۶۵]

”اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک بنا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔ جبکہ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔“

بلکہ اس پر مستزاد یہ ہے کہ اگر ایسے لوگوں کو اللہ کی توحید کی باتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ اور اگر بزرگانِ دین اور پیروں فقیروں کی کرامات، جن میں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں ان کا تذکرہ کیا جائے تو ان کے دل باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ اِس حقیقت کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذَا ذُكِرَ اللهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ [الزمر:۴۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اور جب اللہ کے سوا غیروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوشی سے ان کے دل کھل جاتے ہیں۔"

❷ شرک، مشرک کو تباہی و بربادی کی گھاٹیوں میں گرا دیتا ہے

مشرک جب اللہ کو چھوڑ کر غیروں کے دروازے پر جاتا ہے اور غیروں کو پکارتا اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اللہ کی نظر میں گر جاتا ہے، پھر وہ تباہی و بربادی کی جس گھاٹی میں جا گرے اللہ کو اِس کی کوئی پرواہ نہیں۔ مشرک کا یہ انجام اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے: ﴿ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴾[الحج:۳۱]

"اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بناتا ہے گویا وہ آسمان سے گرتا ہے۔ اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اسے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دے گی۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرک کی مثال اُس شخص سے بیان فرمائی ہے جو آسمان سے گرے تو اسے یا تو پرندے اچک کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا ہوا اسے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دے۔ اور دونوں صورتوں میں نتیجہ اس کی تباہی و بربادی ہوگا۔ اسی طرح مشرک کا انجام بھی تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں!!

❸ شرک، مشرک کو نجس کر دیتا ہے

شرک اس قدر گندی چیز ہے کہ اس سے شرک کرنے والا نجس (پلید و ناپاک) ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مشرک کی نجاست کو یوں بیان کیا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾[التوبة:۲۸]

"اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں۔"

اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص توحید پر قائم نہیں رہتا جو کہ عقائد و اعمال کی طہارت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور وہ شرکیہ اعمال کا ارتکاب شروع کر دیتا ہے تو ان کی وجہ سے اس کا باطن پلید اور ناپاک ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

❹ مشرک گویا اللہ پر بدگمانی کرتا ہے

مشرک جب اللہ کے سوا کسی اور کو حاجت روا، مشکل کشا، غوثِ اعظم اور داتا اور گنج بخش تصور کرتا ہے تو وہ گویا اللہ پر بدگمانی کرتا ہے اور اسے مختارِ کل اور قادرِ مطلق نہیں مانتا۔ ورنہ اگر وہ صرف اللہ کو مختارِ کل اور اسی کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجت روا، مشکل کشا اورغوثِ اعظم مانتا ہوتا تو وہ قطعاً غیروں کو نہ پکارتا اور ان کے درباروں کے چکر نہ لگاتا ......اِس سے شرک کا ایک لازمی نتیجہ یہ ثابت ہوا کہ مشرک گویا اللہ تعالیٰ کو ناقص سمجھتا ہے اوراس کے اختیارات پر شک اور بدگمانی کرتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے جرم کو نا قابلِ معافی قرار دیا ہے اوراسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں عذاب دینے کی وعید سنائی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّيْنَ بِاللهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾ [الفتح:٦]

’’اور تاکہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں، مصیبت لوٹ کر انہی پر آنے والی ہے۔اور اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگیا ہے اوران پر لعنت بھیج دی ہے اوراس نے ان کے لئے جہنم تیار کررکھی ہے جو کہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔‘‘

شرک کا سدِ باب

یاد رکھیں ! وہ تمام دروازے جو شرک تک پہنچا سکتے ہیں اسلام نے انہیں بند کردیا ہے۔اور وہ تمام امور جو شرک کا زینہ بن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ نے ان سے منع کردیا ہے تاکہ امت شرک سے محفوظ رہے اوراللہ کے بندے اللہ کی توحید پر قائم ودائم رہیں۔چند وسائلِ شرک جن کا سد باب کیا گیا ہے یہ ہیں:

❶ رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں مبالغہ کرنا منع ہے

ارشادِ نبوی ہے: (لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ ، فَقُوْلُوْا : عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ)[البخاری ـ أحاديث الأنبياء ـ باب قول اللّٰه تعالىٰ : واذكر في الكتاب مريم ـ ٣٤٤٥]

’’میری تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا۔بے شک میں ایک بندہ ہوں لہٰذا تم بھی ’’اللہ کا بندہ اوراس کا رسول‘‘ ہی کہو۔‘‘

ذرا سوچئے کہ جب سید الأنبیاء حضرت محمد ﷺ کی تعریف میں مبالغہ کرنا منع ہے تو آپ ﷺ سے کم تر کسی اورانسان کی تعریف میں مبالغہ کرنا، اس کی مدح سرائی میں زمین وآسمان کے قلابے ملانا اوراس کے متعلق جھوٹی کرامات بلکہ خرافات بیان کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ یاد رہے کہ کسی کی تعریف میں مبالغہ آرائی کرنا شرک کا پہلا زینہ ہے جسے اسلام نے بند کردیا ہے، کیونکہ تعریف میں مبالغہ آرائی کی وجہ سے دلوں میں غیر اللہ کی محبت اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعظیم پیدا ہو جاتی ہے، پھر وہ محبت اندھی عقیدت کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اندھی عقیدت غیر اللہ کو حاجت روا، مشکل کُشا اور غوثِ اعظم بنا دیتی ہے۔

۲ قبروں کو پختہ کرنا اور سجدہ گاہ بنانا حرام ہے

قبروں کو پختہ بنانا اور ان پر بیٹھنا اور انہیں سجدہ گاہ بنانا شرک کا ایک بہت بڑا دروازہ ہے اور اسلام نے اسے بھی بند کر دیا ہے اور ان اعمال سے منع کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

(نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ ، وَأَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ ، وَأَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ)

رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[مسلم ـ الجنائز ـ ۹۷۰] www.KitaboSunnat.com

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے اسی دوران آپ ﷺ نے متعدد بار فرمایا:

(لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)

"یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔"

[البخاری ـ الصلاۃ ، باب : حدّثنا أبو الیمان ـ ٤٣٥]

بھلے لوگو ذرا سوچو! جب انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے پر رسول اللہ ﷺ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت بھیجی ہے تو کیا انبیاء علیہم السلام سے کم تر کسی اور انسان کی قبر کو مسجد ومزار بنانے سے اللہ کی رحمت آئے گی؟ ایسے لوگ جو پیروں فقیروں بلکہ قوالوں کی قبروں کو سجدہ گاہ اور مزار بنا لیتے ہیں، کیا وہ اس وعید سے بچ جائیں گے؟ لہذا یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اسلام نے قبروں پر مساجد اور مزارات بنانے کی بیخ کنی کی ہے تا کہ شرک تک پہنچانے والا یہ دروازہ بھی بند ہو جائے۔

۳ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا منع ہے

رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

(لاَ تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ وَلاَ تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا) [مسلم ـ الجنائز ـ ۹۷۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قبروں کی طرف رُخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی ان پر بیٹھو۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں شرک کا ایک اور راستہ بند کردیا ہے اور وہ ہے قبروں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا یا ان پر بیٹھنا۔ جیسا کہ آج کل لوگ پیروں اور بزرگوں کے درباروں پر جا کر ان کی قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اور اسی طرح کئی لوگ قبروں پر بیٹھ کر چلہ کشی اور مراقبہ وغیرہ کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمادیا ہے۔

۴ اونچی قبروں کو زمین کے برابر کرنے اور ان پر بنائی گئی عمارتوں کو گرانے کا حکم

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حکم دے کر بھیجا کہ میں ہر بُت اور مجسمے کو مٹادوں اور ہر اونچی قبر کو زمین کے برابر کردوں۔ [مسلم ۔ الجنائز ۔ ۹۶۹]

لہذا اسلام میں بتوں اور مجسموں کو باقی رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ ہی اسلام میں قبروں کو اونچا کرنے اور ان پر عمارتیں اور مزارات بنانے کا کوئی تصور پایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے شرک کے دروازے بند کرنے کے لئے ایسی تمام چیزوں کی بیخ کنی اور حوصلہ شکنی کی ہے۔

۵ قبروں اور مزاروں کی طرف شدّ رحال کرنا حرام ہے

قبروں پر بنائی گئی مساجد میں نماز پڑھنے اور دعا مانگنے کے لئے خصوصی طور پر جانا اور ثواب کی نیت سے مزاروں کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ آج کل بہت سارے لوگ درباروں اور مزاروں کی طرف دور دور سے سفر کر کے آتے ہیں۔ اور وہاں بکرے ذبح کرتے ہیں، دیگیں پکاتے ہیں، پیروں کی قبروں کے قریب کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہیں اور ان کی قبروں کی طرف رُخ کر کے تقرب کی نیت سے نماز پڑھتے ہیں۔ تو کوئی عبادت بجالانے کے لئے باقاعدہ ثواب اور تقرب کی نیت کر کے مزاروں کا سفر کرنا اسلام میں قطعاً حرام ہے۔

جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، وَمَسْجِدِیْ هٰذَا ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی) [بخاری ۔ فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ ۔ ۱۱۸۹، مسلم ۔ الحج ۔ ۵۱۱]

"ثواب کی نیت سے سفر صرف تین مساجد کی طرف ہی کیا جاسکتا ہے: ایک مسجد حرام، دوسری مسجدِ نبوی اور تیسری مسجدِ اقصیٰ۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ثواب کی نیت سے سفر ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کی طرف نہیں کیا جاسکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ دروازہ جو شرک تک پہنچا سکتا ہے اسلام نے اسے بند کر دیا ہے۔اور ہر ایسا عمل جس سے شرک کی بو آ سکتی ہے شریعت نے اسے حرام قرار دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو شرک سے محفوظ رکھے اور ہمیں آخری دم تک اپنی توحید پر قائم رکھے۔ آمین۔

دوسرا خطبہ

سامعینِ گرامی ! پہلے خطبہ میں شرک کا مفہوم ، شرک ایک بھیانک جرم ، قرآن مجید میں شرک کی تردید ، شرک کے نقصانات اور شرک کے سدّ باب کے لئے اسلام کے احکامات کے بارے میں ہم تفصیل سے وضاحت کر چکے ہیں ۔اور آیئے اب شرک کی اقسام وانواع بھی معلوم کرلیں تاکہ یہ موضوع مکمل طور پر واضح ہو جائے اور اس میں کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔

شرک کی دو قسمیں ہیں :

شرکِ اکبر اور شرکِ اصغر

پھر ہر ایک کی کئی اقسام ہیں جن کی تفصیل یوں ہے :

شرکِ اکبر کی اقسام :

جس طرح توحید کی تین اقسام ہیں اسی طرح شرک اکبر کی بھی تین اقسام ہیں :

❶ **شرك في الربوبية** : یعنی اللہ کی ربوبیت میں شرک کرنا ۔ مثلاً اللہ کے علاوہ کسی اور کو خالق ومالک ، مدبر الأمور ، عزت وذلت دینے والا اور نفع ونقصان کا مالک سمجھنا ۔ یا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا سرے سے انکار کرنا جیسا کہ فرعون نے اللہ کی ربوبیت کا انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو رب کہا ۔ یا اللہ کی ربوبیت میں کسی کو شریک بنانا جیسا کہ نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ رب تین ہیں ۔ یا اولیاء وصالحین کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ انہیں موت کے بعد کائنات میں تصرف کرنے ، حاجتیں پوری کرنے اور مشکلات کو ٹالنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے ...... یہ ساری صورتیں شرک فی الربوبیۃ میں شامل ہیں ۔

❷ **شرك في توحيد الأسماء والصفات** : یعنی اللہ کی توحیدِ اسماء وصفات میں شرک کرنا ۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا سرے سے انکار کرنا جیسا کہ جہمیہ اور قرامطہ نے انکار کیا ۔ یا اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوقات کے لئے بھی ثابت کرنا جیسا کہ کئی لوگ علمِ غیب جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے غیروں کے لئے بھی ثابت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور کئی لوگ خود علمِ غیب کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ یا اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کی بعض صفات سے متصف کرنا جیسا کہ یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں ۔ یا اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کے مشابہ قرار دینا...... یہ ساری صورتیں شرک فی توحید الأسماء والصفات کی ہیں ۔

③ **شرك في الألوهية**: یعنی عبادت میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا ۔ مثلاً غیر اللہ سے مانگنا، غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا، غیر اللہ سے خوف کھانا، غیر اللہ پر توکل کرنا اور غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا...... وغیرہ ۔

اور چونکہ اس دور میں **شرك في الألوهية** عام ہے اس لئے اسے قدرے تفصیل سے بیان کرنا اور اس کی متعدد شکلوں کی وضاحت کرنا ضروری ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شرک کی مختلف شکلیں یہ ہیں:

① غیر اللہ سے دعا کرنا، غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا شرکِ اکبر ہے ۔ کیونکہ نفع ونقصان کا مالک، قضاءِ حاجات کا اختیار رکھنے والا اور مشکلات کو ٹالنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلاَ تَدْعُ مِن دُونِ اللّهِ مَا لاَ يَنفَعُكَ وَلاَ يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذاً مِّنَ الظَّالِمِينَ☆ وَإِن يَمْسَسْكَ اللّهُ بِضُرٍّ فَلاَ كَاشِفَ لَهُ إِلاَّ هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلاَ رَآدَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾[یونس:١٠٦، ١٠٧]

"اور اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو مت پکارنا جو تجھے نہ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان پہنچا سکے ۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے ۔ اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے علاوہ اسے کوئی دور کرنے والا نہیں ۔ اور اگر وہ آپ کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں ۔ وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کردے ۔ اور وہ بڑا معاف کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے ۔"

ذرا غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر آپ نے غیر اللہ کو پکارا تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے ! اس سے معلوم ہوا کہ جب سید الرسل حضرت محمد ﷺ غیر اللہ کو پکارنے کی وجہ سے ظالموں میں سے ہو سکتے ہیں (حالانکہ ان سے ایسا ہونا محال ہے) تو ان سے کم تر کوئی اور انسان اگر غیر اللہ کو پکارے تو کیا وہ ظالموں میں سے نہیں ہوگا !

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ [فاطر:۲]

"اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جسے وہ روک دے اس کے بعد اسے کوئی جاری رکھنے والا نہیں۔ اور وہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ سے

خدا کا پکڑا چھڑا لے محمد　　محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا

کی حقیقت بھی کھل گئی کہ یہ محض ایک جھوٹ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ جس کو وہ پکڑ لے اسے کوئی نہیں چھڑا سکتا۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے کہ صرف مجھ سے مانگو اور اس نے مانگنے والے کو دینے کا اور اس کی دعا کو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے تو اس کو چھوڑ کر غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور اسے مدد کے لئے پکارنا چہ معنی دارد؟

اور جن جن اولیاء وصالحین کو لوگ پکارتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ تو پکارنے والوں اور ان سے مانگنے والوں کی پکار اور دعا کو سرے سے سنتے ہی نہیں۔ اور اگر بالفرض اللہ تعالیٰ انہیں ان کی پکار سنا بھی دے تو یہ اس کا جواب ہی نہیں دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ﴾ [فاطر:۱۳،۱۴]

"اور جنہیں تم اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں۔ اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو وہ تمہاری فریاد رسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے روز تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے۔"

لہذا جو پیر، فقیر، ولی اور بزرگ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے جیسی انتہائی حقیر چیز کا بھی مالک نہیں اسے پکارنے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے اور اپنی حاجات پیش کرنے سے کیا مل سکتا ہے؟ اور جو غیر اللہ کسی کی پکار کو سرے سے سنتا ہی نہیں اور نہ ہی وہ فریاد رسی کے قابل ہے تو اسے فریاد رسی کے لئے پکارنے سے سوائے اللہ کے غضب اور اس کی لعنت کے اور کیا مل سکتا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سب سے بڑا گمراہ قرار دیا ہے جو غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ ﴾[الأحقاف: ۵]

''اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا ان معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دیں گے، بلکہ وہ تو ان کی پکار وفریاد سے ہی بے خبر ہیں۔''

② شرک فی الألوہیت کی دوسری شکل ہے غیر اللہ سے ایسی محبت کرنا جیسی صرف اللہ سے ہونی چاہئے۔ یعنی ایسی محبت جس کے نتیجے میں محبت کرنے والا معبود کے سامنے اپنی غلامی، اس کی تعظیم اور اس کے لئے کمالِ فرمانبرداری کا اظہار کرے اور اسے دنیا کی ہر چیز پر فوقیت دے۔ تو ایسی محبت صرف اللہ تعالیٰ سے ہی ہوسکتی ہے، اگر غیر اللہ کے لئے ایسی محبت ہوگی تو یہ شرکِ اکبر ہوگا۔ جیسا کہ اس دور میں بہت سارے لوگ اپنے پیروں سے یوں محبت وعقیدت رکھتے ہیں کہ گویا وہی ان کا قبلہ اور ماویٰ وملجا ہیں!!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾[البقرۃ: ۱۶۵]

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک بنا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

③ شرک اکبر کی ایک اور شکل ہے غیر اللہ سے اس بات کا خوف کھانا کہ وہ اپنے ارادے اور اپنی قدرت سے جس کو چاہے اور جو چاہے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ جبکہ ایسا خوف صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو اپنے ارادے سے نقصان پہنچانے پر قادر ہے۔ اور اگر وہ نقصان پہنچانے کا ارادہ نہ کرے تو دنیا کا کوئی بزرگ یا پیر یا سجادہ نشین ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے غیر اللہ سے ایسا خوف کھانا شرکِ اکبر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا:

﴿ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبِّيْ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ☆ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ﴾[الأنعام: ۸۰۔۸۱]

''اور میں ان معبودوں سے نہیں ڈرتا جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو مگر یہ کہ میرے رب کی ہی کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشیت ہو۔ میرے رب کا علم ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔کیا تم نصیحت نہیں حاصل کرتے ؟ اور ان سے میں کیسے ڈروں جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو حالانکہ تم ان باتوں سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک ایسی چیزوں کو بنا رکھا ہے جن کی اللہ نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی پیر،فقیر اور بزرگ سے قطعاً خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے۔اور اس بات پر پختہ یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿قُلْ لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلَانَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾[التوبۃ:۵۱]

''آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں ہر گز کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے حق میں لکھ رکھی ہے۔ وہی ہمارا کارساز ہے۔اور مومنوں کو تو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔''

جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی أَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْئٍ ، لَمْ یَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَیْئٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَكَ ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی أَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیْئٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَیْئٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْكَ)

''اور اس بات پر یقین کر لو کہ اگر پوری امت جمع ہو کر تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمھارے حق میں لکھدیا ہے۔اور اگر پوری امت جمع ہو کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمھارے حق میں لکھدیا ہے۔''[الترمذی:۲۵۱۶۔صحیح الجامع للألبانی۔۷۹۵۷]

④ شرک اکبر کی ایک اور صورت ہے ان امور کے بارے میں غیر اللہ پر توکل (بھروسہ) کرنا جن کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔مثلاً پیروں،فقیروں اور بزرگانِ دین پر بھروسہ کر لینا کہ وہی ہمیں رزق دیں گے،وہی ہمارے کاروبار چلائیں گے،وہی ہمیں ہر شر سے بچائیں گے،وہی ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطا کریں گے۔الغرض وہ تمام امور جن کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کے پاس نہیں ان میں غیر اللہ پر بھروسہ کرنا شرکِ اکبر کی ایک شکل ہے جو کہ اس دور میں بصد افسوس موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے:﴿ وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾[المائدۃ:۲۳]

''اگر تم ایمان والے ہو تو بس اللہ ہی پر توکل کرو۔''

اور مومنوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ [الأنفال:۲]

''پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب اللہ کی آیات پڑھ کر انہیں سنائی جاتی ہیں تو وہ آیات ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔''

اور فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهٖ﴾ [الطلاق:۳]

''اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہے گا۔''

شرکِ اصغر

شرکِ اصغر سے مراد ہر ایسا وسیلہ ہے جو شرکِ اکبر تک پہنچا دیتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اِس سے بھی ڈرایا ہے۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے: (إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ)

یعنی ''مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرکِ اصغر کا ہے۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ شرک اصغر کیا ہوتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (اَلرِّيَاءُ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَصْحَابِ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟)

''شرکِ اصغر سے مراد ریا کاری ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا تو ریا کاری کرنے والوں سے کہے گا: تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جن کے لئے تم ریا کرتے تھے، پھر دیکھو کہ کیا وہ تمہیں کوئی بدلہ دیتے ہیں؟'' [الصحيحة للألباني:۹۵۱]

شرکِ اصغر کی متعدد شکلیں ہیں:

① غیر اللہ کی قسم اٹھانا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ) [ابوداود:۳۲۵۱، الترمذی:۱۵۳۵۔ صحيح الجامع للألباني:۶۲۰۴]

''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔''

② یہ کہنا کہ جو اللہ چاہتا ہے اور جو آپ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ یعنی غیر اللہ کی مشیت اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ارادے میں کسی کو شریک بنانا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ : مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ)

''کوئی شخص جب قسم اٹھائے تو یہ نہ کہے کہ جو اللہ نے چاہا اور جو آپ نے چاہا بلکہ وہ یہ کہے کہ جو اللہ نے چاہا اور پھر جو آپ نے چاہا۔'' [صحيح الجامع للألباني: ۴۹۵]

③ بدشگونی کرنا اور فال نکالنا:

بدشگونی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی کام کرنے کا پختہ عزم کر چکا ہو، پھر کوئی چیز دیکھ کر یا کوئی بات سن کر وہ کام نہ کرے۔ جاہلیت کے زمانے میں کوئی شخص جب کسی کام کے لئے گھر سے روانہ ہونا چاہتا تو وہ ایک پرندے کو اڑا کر دیکھتا، اگر وہ دائیں طرف اڑتا تو روانہ ہو جاتا۔ اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اس سے بدشگونی لیکر وہ واپس آجاتا۔ شریعت نے اِس طرح کی بدشگونی سے منع کیا ہے، بلکہ بدشگونی لینے اور فال نکالنے کو شرک قرار دیا ہے۔ کیونکہ جو شخص اس طرح کرتا ہے وہ گویا اللہ پر توکل نہیں کرتا بلکہ وہ اس چیز پر توکل کرتا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں!

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهٖ فَقَدْ أَشْرَكَ) [صحيح الجامع للألباني: ٦٢٦٤]

یعنی ''جس شخص کو بدشگونی کسی کام سے روک دے تو اس نے یقیناً شرک کیا۔''

④ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانا اور ان کی تصدیق کرنا:

جو لوگ علمِ غیب کا دعوی کرتے ہیں اور ستاروں کی گردش یا ہاتھوں کی لکیروں سے قسمت کے احوال معلوم کرتے ہیں ان کے پاس جانا اور ان کی باتوں کی تصدیق کرنا شرکِ اصغر کی ایک شکل ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے: (مَنْ أَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْئٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً)

''جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کرے تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' [مسلم: ۲۲۳۰۔ صحيح الجامع للألباني: ۵۹۴۰]

اور فرمایا: (مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ)

''جو شخص کسی کاہن (علمِ غیب کا دعویٰ کرنے والے کسی عامل) کے پاس جائے، پھر اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ پر اتارے گئے دینِ الٰہی سے کفر کیا۔'' [صحيح الجامع للألباني: ۵۹۳۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ کڑا، دھاگا اور تعویذ پہننا:

کسی شر سے بچنے یا کسی بیماری سے شفایابی کے لئے کڑا یا دھاگا یا تعویذ لٹکانا شرکِ اصغر کی ایک شکل ہے کیونکہ یہ شرکِ اکبر تک پہنچانے کا ایک وسیلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ))

''بے شک (غیر شرعی) جھاڑ پھونک، تعویذات اور میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرنے کے لئے کوئی (غیر شرعی) عمل کرنا شرک ہے۔'' [صحیح الجامع للألبانی:١٦٣٢]

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایک کڑا دیکھا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: یہ کیا ہے؟

اس نے کہا: یہ میں نے ایک بیماری کی وجہ سے پہنا ہوا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَا تَزِيْدُكَ إِلَّا وَهْنًا ، اِنْبِذْهَا عَنْكَ ، فَإِنَّكَ إِنْ تَمُتْ وَهِيَ عَلَيْكَ وُكِلْتَ إِلَيْهَا)) [صحیح ابن حبان ـ ٦٠٨٥، ابن ماجه : ٣٥٣١ ـ قال البوصیری : إسناده حسن]

''یہ تمہاری بیماری میں اور اضافہ کردے گا، اس لئے اسے اتار دو کیونکہ اگر تمہاری موت اسے پہنے ہوئے ہی آگئی تو تمہیں اسی کے سپرد کردیا جائے گا۔''

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ غیر شرعی جھاڑ پھونک کرنا اور نظرِ بد وغیرہ سے بچاؤ کے لئے تعویذات وغیرہ لٹکانا درست نہیں ہے۔ ہاں شرعی طریقے کے مطابق قرآنی آیات اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی مسنون دعائیں پڑھ کر دم کرنا درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شفا رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [الإسراء:٨٢]

''اور یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔''

ہم نے شرک کی متعدد صورتوں کا تذکرہ کیا ہے جس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ نہ صرف ہم سب ان تمام صورتوں سے اپنا دامن محفوظ رکھیں بلکہ لوگوں کو بھی ڈرائیں کہ وہ ان سے بچے رہیں۔ اور جس روز ہماری اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو تو اس حالت میں ہو کہ ہمارے دامن شرک کے داغ دھبوں سے پاک ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((يَاابْنَ آدَمَ ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا أُبَالِيْ ، يَاابْنَ آدَمَ !

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَ لَا أُبَالِيْ ، يَا ابْنَ آدَمَ ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)

''اے ابن آدم ! اگر تو صرف مجھے پکارتا رہے اور تمام امیدیں مجھ سے وابستہ رکھے تو میں تمہیں معاف کرتا رہوں گا خواہ تم سے جو بھی گناہ سرزد ہوا ہو اور میں کوئی پرواہ نہیں کروں گا ۔ اور اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں ، پھر تم مجھ سے معافی طلب کرلو تو میں تمھیں معاف کردونگا اور میں کوئی پرواہ نہیں کرونگا ۔ اور اگر تو میرے پاس زمین کے برابر گناہ لیکر آئے ، پھر تمھاری مجھ سے ملاقات اس حالت میں ہو کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے تھے تو میں زمین کے برابر تجھے مغفرت سے نوازوں گا۔'' [ترمذی: ۳۵۴۰ ۔ وصححہ الألبانی]

چھوٹے بڑے شرک سے بچنے کی دعا

شرک کی تمام صورتوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی سے دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہمیں شرک کی غلاظتوں سے محفوظ رکھے اور ہمارا خاتمہ توحید پر فرمائے ۔

حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اَلشِّرْكُ فِيْكُمْ أَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ ، وَسَأَدُلُّكَ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتَهُ أَذْهَبَ عَنْكَ صِغَارَ الشِّرْكِ وَكِبَارَهُ ، تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ)

''تم میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہوگا اور میں تمھیں ایک ایسی دعا بتاتا ہوں کہ اگر تم اسے پڑھتے رہے تو اللہ تعالی تم سے چھوٹے بڑے شرک کو دور کردے گا ۔ تم یہ دعا پڑھنا: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ'' [صحیح الجامع للألبانی: ۳۷۳۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی بھائی چارہ

اہم عناصر خطبہ:

① اخوت و بھائی چارے کی اہمیت ② مسلمانوں کے باہمی حقوق

③ باہمی تعلقات کو بگاڑنے والے امور

برادران اسلام! تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور آپس میں ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں۔ اللہ تعالی تمام مومنوں کو بھائی بھائی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ [الحجرات:١٠]

اور مومنوں کے آپس کے تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہئے؟ اس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾[التوبة:٧١]

''مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہوتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے، زکاۃ ادا کرتے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی رحم کرے گا۔ بے شک اللہ تعالی غالب، حکمتوں والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے تمام مومنوں کو ایک دوسرے کا مددگار ومعاون، دوست اور ہمدرد قرار دیا ہے۔اور وہ اپنے اسی تعلق کی بناء پر ایک دوسرے سے خیر خواہی کرتے ہوئے باہم نیکی کی تلقین کرتے اور برائی سے روکتے ہیں، پانچ وقتی نماز جو اللہ تعالی کا اہم یومیہ فریضہ ہے اسے مل کر ادا کرتے ہیں۔اور ان میں سے جو مالدار ہوتے ہیں وہ اپنے غریب بھائیوں کو زکاۃ دے کر انھیں اپنی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں۔اور ان کی باہمی اجتماعی زندگی کا اہم شعار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے، وہ اللہ کے حکم پر اکٹھے ہوتے اور اللہ کے حکم پر ہی علیحدہ ہوتے ہیں۔ وہ رسول اکرم ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر آپ ﷺ پر ایمان لانے والے اور آپ کی سیرت طیبہ پر عمل کرنے والے ہر مسلمان سے محبت کرتے ہیں۔اور جو لوگ یہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے اپنی اجتماعی زندگی گذارتے ہیں وہ اللہ کی رحمتوں کے مستحق ہیں.

جبکہ نبی کریم ﷺ تمام مومنوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ إِذَا اشْتَكَىٰ مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَىٰ لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى)

"مومنوں کی مثال' آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے ، ایک دوسرے پر ترس کھانے اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند ہے کہ جب اس کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم اس کیلئے بخار کے ساتھ تڑپ اٹھتا ہے اور اس کی وجہ سے بیدار رہتا ہے۔" [البخاری:٦٠١١، مسلم:٢٥٨٦]

اسلامی بھائی چارہ اللہ تعالی کی نعمت ہے

اللہ تعالی نے مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا کر ان پر بہت بڑا احسان کیا اور اس احسان کو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں خاص طور پر ذکر فرمایا اور مسلمانوں کو یہ نعمت یوں یاد دلائی:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ [آل عمران:١٠٣]

"تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں مت بٹو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اس نے تمھارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے ۔ اور (یاد کرو جب) تم جہنم کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکے تھے تو اس نے تمھیں اس سے بچا لیا، اسی طرح اللہ تعالی تمھارے لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔"

نیز فرمایا: ﴿وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ [الأنفال:٦٣]

"اس (اللہ) نے مومنوں کے دلوں میں الفت پیدا کی ، اگر آپ زمین پر موجود تمام چیزیں خرچ کر ڈالتے تو پھر بھی آپ ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے ، لیکن اللہ تعالی نے ان میں محبت پیدا کر دی جو غالب اور حکمتوں والا ہے۔"

اِس آیت کریمہ کا پس منظر یہ ہے کہ بعثت نبوی سے پہلے عرب لوگوں میں قبائلی جنگیں ہوتی تھیں جو سالہا سال تک جاری رہتی تھیں ، لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے تھے ، کسی قبیلے کا ایک آدمی مارا جاتا تو اس کے بدلے میں دسیوں بے گناہ لوگوں کو مار دیا جاتا۔ مدینہ منورہ میں مقیم دو قبیلے اوس وخزرج کے درمیان بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کی جنگیں ہوتی رہتی تھیں جن میں سے ایک ''جنگ بعاث'' کے نام سے معروف ہے.

پھر جب اسلام آیا تو اِس دین کو قبول کرنے والے مختلف قبائل میں اللہ تعالی نے الفت ومحبت پیدا کر دی اور سب مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا۔ پھر وہ لوگ جو کل تک باہم دست وگریباں تھے اب شیر وشکر ہو گئے ۔ جو کل تک ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے اب ایک دوسرے سے دلی محبت کرنے لگے ۔ اور جو کل تک ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے اب اپنے بھائیوں کی ضرورتوں پر اپنی ضرورتوں کو قربان کرنے لگے ۔ یقینا یہ اللہ تعالی کا بہت بڑا احسان تھا.

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین کو فتح کیا تو آپ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلب کرنا مقصود تھا۔ پھر آپ تک یہ بات پہنچی کہ انصار بھی اُن کی طرح مال غنیمت حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے ، ان سے خطاب کرنا شروع کیا اور حمد وثناء کے بعد فرمایا: (يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ ؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ ؟ وَمُتَفَرِّقِيْنَ فَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ بِيْ ؟)

''اے انصار کی جماعت ! کیا تم گمراہ نہ تھے پھر اللہ تعالی نے تمھیں میرے ذریعے ہدایت دی ؟ اور تم فقیر نہ تھے پھر اللہ تعالی نے تمھیں میرے ذریعے مالدار بنا دیا ؟ اور تم جدا جدا نہ تھے پھر اللہ تعالی نے تمھیں میرے ذریعے جمع کر دیا ؟'' جب آپ ﷺ ان سے یہ سوالات کر رہے تھے تو انصار ہر سوال کے جواب میں یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کا احسان بہت بڑا ہے ۔[البخاری: ۴۳۳۰، مسلم: ۱۰۶۱]

مسلمانوں کے باہمی حقوق

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کئی حقوق ہیں:

① پہلا حق ہے ایک دوسرے سے محبت کرنا

لہذا ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے محبت کرنی چاہئے جس سے بہت سارے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

❁ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

« لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا ، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا ، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ»

''تم جنت میں داخل نہ ہو گے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ۔ اور تم ایمان والے نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے سے محبت کرو۔ کیا میں تمھیں وہ کام نہ بتاؤں کہ جس کے کرنے سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنا شروع کردو گے؟ تم اپنے درمیان سلام کو پھیلا دو۔'' یعنی ہر مسلمان کو سلام کہا کرو۔ [مسلم:۵۴]

❁ نیز فرمایا: «تَصَافَحُوا يَذْهَبِ الْغِلُّ ، وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ»

''تم ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرو، اِس سے تمہارے درمیان بغض اور کینہ ختم ہو جائے گا۔ اور ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، اِس سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے اور تمہارے درمیان دشمنی ختم ہو جائے گی۔'' [مؤطا امام مالك مرسلا :۱۶۸۲]

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کو سلام کہنے، مصافحہ کرنے اور ہدیہ دینے سے مسلمانوں کے درمیان باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور بغض وعداوت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

❁ باہمی محبت سے اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے

ابو ادریس الخولانی بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے اللہ کی رضا کیلئے محبت کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا: واقعتا اللہ کی رضا کیلئے؟ میں نے کہا: جی ہاں محض اللہ کی رضا کیلئے۔ تو انھوں نے کہا: آپ کو خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا:

« قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی : وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ ، وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ ، وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ ، وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ» [صحيح الترغيب والترهيب: ۳۰۱۸]

''اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے: میری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہو جاتی ہے جو میری رضا کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے، ایک دوسرے سے مل بیٹھتے، ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے کیلئے اس کی بستی کی طرف روانہ ہوا تو اللہ تعالی نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ وہ جب وہاں سے گذرا تو فرشتے نے کہا: تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: اِس بستی میں میرا ایک بھائی ہے جس سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا:

«هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا ؟» یعنی کیا وہ تمہارا احسانمند ہے جس کی بناء پر تم اس سے ملنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، میں تو صرف اس لئے جا رہا ہوں کہ مجھے اس سے اللہ کی رضا کیلئے محبت ہے۔ فرشتے نے کہا: «فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ» یعنی مجھے اللہ تعالی نے تمہاری طرف یہ پیغام دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر بھیجا ہے کہ جس طرح تو نے اس سے محض اللہ کی رضا کیلئے محبت کی ہے اسی طرح اللہ تعالی نے بھی تجھ سے محبت کر لی ہے۔'' [مسلم:۲۵۶۷]

❁ باہمی محبت سے ایمان کی لذت نصیب ہوتی ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: « ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ : أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ» [البخاری:۱۶، مسلم:۴۳]

''تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جو کسی شخص میں موجود ہوں تو وہ ان کے ذریعے ایمان کی لذت اور اس کے مٹھاس کو پالیتا ہے۔ایک یہ ہے کہ اسے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہو۔ دوسری یہ ہے کہ اسے کسی شخص سے محبت ہو تو محض اللہ کی رضا کی خاطر ہو۔ اور تیسری یہ ہے کہ اسے کفر کی طرف لوٹنا اسی طرح ناپسند ہو جیسا کہ جہنم میں ڈالا جانا اسے ناپسند ہے۔''

❁ اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرنے سے روزِ قیامت اللہ کا سایہ نصیب ہوگا

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ ؟ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي»

''بے شک اللہ تعالی قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: آج میری خاطر محبت کرنے والے کہاں ہیں! میں انھیں اپنے سائے میں جگہ دیتا ہوں جبکہ آج میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں۔''[مسلم:۲۵۶۶]

نیز فرمایا:''سات قسم کے افراد کو اللہ تعالی اپنا سایہ نصیب کرے گا جب اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا ....وہ دو آدمی جنھوں نے محض اللہ کی رضا کیلئے ایک دوسرے سے محبت کی ، اسی پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر جدا جدا ہوئے۔''[متفق علیہ]

یاد رہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے دلی محبت کرتا ہو تو وہ اسے آگاہ کر دے کہ اسے اس سے محبت ہے، اس سے ان کے درمیان محبت تا دیر قائم رہے گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس سے گذرا، اُس وقت آپ کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اِس آدمی سے اللہ کیلئے محبت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے اِس بات کی خبر دی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اسے بتا کر آؤ، اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تمھارے درمیان محبت زیادہ دیر تک قائم رہے گی ....'' [مسند احمد و ابو داؤد: ۵۱۲۵۔ وحسنہ الألبانی]

② ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا

ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا ہمدرد ہونا چاہئے اس طرح کہ اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کرے اور جہاں تک ہو سکے بوقت ضرورت اس کا ساتھ دے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهُ ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَّا زَادَ لَهُ» [مسلم: ۱۷۲۸]

''جس آدمی کے پاس اضافی سواری ہو وہ اسے اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو۔ اور جس کے پاس کھانے پینے کا اضافی سامان ہو وہ اسے اس آدمی کو دے دے جس کے پاس کھانے پینے کا سامان نہ ہو۔''

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ (راویٔ حدیث) کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سواری اور کھانے پینے کے سامان کے علاوہ اور بھی کئی چیزوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ ہم نے یہ سمجھا کہ ضرورت سے زیادہ کسی بھی چیز پر ہمارا حق نہیں ہے۔

اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے کس طرح اظہار ہمدردی کرتے تھے اس کا اندازہ اس قصہ سے کر سکتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (ہجرت کر کے) ہمارے پاس تشریف لائے تو آنحضور ﷺ نے ان کے اور حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا جو کہ بہت مالدار تھے۔ انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اور یہ بات انصار کو بھی معلوم ہے۔ تو میں اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں، ایک حصہ میرے لئے اور دوسرا آپ کیلئے۔ اور اس کے علاوہ میری دو بیویاں بھی ہیں، آپ کو ان دونوں میں سے جو زیادہ اچھی لگے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں اور جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو آپ اس سے شادی کر لیں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: (بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ) ''اللہ تعالیٰ آپ کے گھر والوں اور آپ کے مال میں برکت دے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ گھی اور پنیر کے مالک بن گئے اور ابھی کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر زرد رنگ کے کچھ آثار دیکھے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونا دے کر ایک انصاری عورت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شادی کر لی ہے۔تو آپ ﷺ نے انہیں مبارکباد دی اور فرمایا: (أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ) ''تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کر کے ہی۔'' [بخاری: ۳۷۸۰، ۳۷۸۱]

یہ اُس وقت کی بات ہے جب مسلمان' مسلمان کا ہمدرد تھا اور وہ ضرورت سے زیادہ چیزیں اپنے ضرورتمند بھائی کو دے دیا کرتا تھا۔جبکہ آج حالات بدل ہو چکے ہیں، کسی کو کسی کی فکر کم ہی ہے، ہر شخص اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کیلئے ہی سوچتا ہے اور نوبت یہاں تک جا پہنچی ہے کہ ضرورت سے زیادہ چیزیں گھر میں پڑی پڑی خراب ہو جاتی ہیں لیکن ضرورتمند مسلمان کو نہیں دی جاتیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت تھا جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی پر دینار ودرہم کو ترجیح نہ دیتا تھا جبکہ آج ہمیں مسلمان بھائی کی نسبت دینار ودرہم زیادہ محبوب ہیں۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: «كَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٍ بِجَارِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يَقُولُ : يَا رَبِّ ! هَذَا أَغْلَقَ بَابَهُ دُونِي فَمَنَعَ مَعْرُوفَهُ» ''کتنے پڑوسی قیامت کے روز اپنے پڑوسیوں سے چمٹے ہوئے ہونگے، ان میں سے ہر ایک اپنے پڑوسی کے بارے میں کہے گا: اے میرے رب! اس نے میرے سامنے اپنا دروازہ بند کر کے اپنی نیکی کو روک لیا تھا۔'' [الأدب المفرد : ۱۱۱۔ وحسنه الألبانی]

نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی کے گھر میں بکرے کا سر بطور ہدیہ پیش کیا گیا تو اس نے کہا: میرا فلاں بھائی اور اس کے بچے مجھ سے زیادہ ضرورتمند ہیں۔ چنانچہ اس نے وہ گوشت اس کے گھر میں بھیج دیا۔ جب وہ اِس دوسرے صحابی کے گھر میں پہنچا تو اس نے بھی وہی بات کی جو پہلے صحابی نے کی تھی اور گوشت تیسرے صحابی کے گھر میں بھیج دیا۔ اِس طرح یہ گوشت سات گھروں میں سے ہوتا ہوا پھر پہلے صحابی کے ہاں پہنچ گیا۔تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾

[مستدرك حاكم ۔صححه ووافقه الذهبی ۔ وصححه الحافظ فی الفتح]

④ خندہ پیشانی سے ملنا

ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے خندہ پیشانی اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملنا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا:

«لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا ، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ» [مسلم: ۲۶۲۶]

''تم نیکی کے کسی کام کو حقیر مت سمجھو، اگرچہ تم اپنے بھائی سے ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ہی ملاقات کرو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان بھائی سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملنا بھی صدقہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ»

''تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، راستہ بھولے ہوئے آدمی کو راستہ دکھلانا تمہارے لئے صدقہ ہے، کمزور نظر والے کو دکھلانا تمہارے لئے صدقہ ہے، راستے پر پڑے ہوئے پتھر، کانٹے اور ہڈی کو ہٹانا تمہارے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا تمہارے لئے صدقہ ہے۔'' [ترمذی:۱۹۵۶۔ وصححہ الألبانی]

④ ایک دوسرے سے اچھی گفتگو کرنا

ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے اچھی گفتگو کرنی چاہئے اور آپس میں ایسی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے مسلمان بھائی کے جذبات مجروح ہوں یا اس کے دل کو ٹھیس پہنچے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ [البقرۃ:۸۳] ''لوگوں سے اچھی باتیں کہا کرو۔''

نیز فرمایا: ﴿وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا﴾ [الاسراء:۵۳]

''اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) اُن میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

یاد رہے کہ مسلمان سے اچھی اور پاکیزہ گفتگو کرنا بھی صدقہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ» ''پاکیزہ کلمہ صدقہ ہے'' [البخاری:۲۹۸۹، مسلم:۱۰۰۹]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «ثَلَاثٌ يُصَفِّينَ لَكَ وُدَّ أَخِيكَ : تُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيتَهُ ، وَتُوَسِّعُ لَهُ فِي الْمَجْلِسِ ، وَتَدْعُوهُ بِأَحَبِّ أَسْمَائِهِ إِلَيْهِ»

''تین چیزوں سے تمہیں اپنے بھائی کی خالص محبت نصیب ہوگی۔ ایک یہ ہے کہ تم اسے جب بھی ملو تو اس کو سلام کہو۔ دوسری یہ ہے کہ وہ آئے تو اسے مجلس میں بیٹھنے کی جگہ دو۔ اور تیسری یہ ہے کہ تم اسے اس نام سے پکارو جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہو۔'' [مستدرک حاکم:۵۸۷۰ وهو في ضعيف الجامع للألباني:۲۵۷۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ مسلمانوں کیلئے رحمدلی، نرمی اور تواضع

مسلمانوں کو ایک دوسرے کیلئے رحمدل ہونا چاہئے جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ تعالی نے یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ ''آپس میں رحم دل ہیں۔''

اسی طرح انھیں آپس میں ایک دوسرے سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہئے سختی کا نہیں۔

اللہ تعالی نے مومنوں کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ ﴿أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ ''وہ اہل ایمان کیلئے نرم اور کافروں پر سخت ہونگے۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا:

«يَا عَائِشَةُ ! إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ» ''اے عائشہ! بے شک اللہ تعالی نرم ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ اور نرمی پر وہ چیز عطا کرتا ہے جو سختی وغیرہ پر عطا نہیں کرتا۔'' [مسلم: ۲۵۹۳]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ كَانَ هَيِّنًا لَيِّنًا قَرِيبًا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ» [صحيح الترغيب والترهيب للألباني: ۱۷۴۵]

''جو آدمی آسان، نرم دل اور (مسلمانوں سے) قریب ہو اس پر اللہ تعالی نے جہنم کو حرام کردیا ہے۔''

خاص طور پر خرید وفروخت اور لین دین کے معاملات میں مسلمانوں کو آپس میں نرم رویہ اختیار کرنا چاہئے اور ایک دوسرے کیلئے آسانی پیدا کرنی چاہئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کیلئے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

«رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ ، وَإِذَا اشْتَرَى ، وَإِذَا اقْتَضَى» [البخاري: ۲۰۷۶]

''اللہ تعالی اس بندے پر رحم فرمائے جو خرید وفروخت کے وقت آسان ہو اور (اپنے قرض کا) تقاضا کرتے وقت درگذر کرنے والا ہو۔'' ترمذی کی روایت میں «غَفَرَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ كَانَ قَبْلَكُمْ...» کے الفاظ ہیں جن کا معنی یہ ہے کہ ''تم سے پہلے اللہ تعالی نے ایک شخص کی محض اس لئے مغفرت کردی کہ وہ لین دین میں اور (اپنے حقوق کا) مطالبہ کرتے ہوئے نہایت سہل (آسان) تھا۔'' جبکہ نسائی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ ''اللہ تعالی نے اسے جنت میں داخل کردیا۔'' [صحيح الترغيب والترهيب: ۱۷۴۲۔۱۷۴۳]

اسی طرح مسلمانوں کو آپس میں عاجزی اور تواضع سے پیش آنا چاہئے۔ فخر، بڑائی اور تکبر کے ساتھ نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو حکم دیا کہ ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴾[الشعراء: ۲۱۵] ''مومنوں میں سے جو بھی آپ کا پیروکار ہو اس سے عاجزی سے پیش آئیں۔''

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ ، وَلَا يَبْغِ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ»

''بے شک اللہ تعالی نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی شخص کسی پر نہ فخر کرے اور نہ ہی کسی پر ظلم کرے۔''[ابوداؤد:۴۸۹۵۔ وصححه الألباني]

تواضع اختیار کرنے سے اللہ تعالی بندے کی عزت ورفعت میں اضافہ فرماتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَّالٍ ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا ، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ»

''صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی ، درگذر کرنے سے اللہ تعالی بندے کی عزت میں یقینی اضافہ کرتا ہے اور تواضع اختیار کرنے سے اللہ تعالی اسے ضرور بلندی عطا کرتا ہے۔''[مسلم:۲۵۸۸]

⑥ مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ : طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ ، وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا»

''جو شخص مریض کی عیادت کرے تو آسمان سے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تمھیں خوشحالی نصیب ہو، تمھارا چلنا بہت اچھا ہے اور تم نے جنت میں ایک گھر بنالیا ہے۔''[ابن ماجہ:۱۴۴۳۔ وحسنه الألباني]

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«إِذَا عَادَ الرَّجُلُ أَخَاهُ أَوْ زَارَهُ قَالَ اللّٰهُ لَهُ : طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ ، وَتَبَوَّأْتَ مَنْزِلًا فِي الْجَنَّةِ»

''جب ایک آدمی اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت کرے تو اللہ تعالی اس سے کہتا ہے: تم اچھے ہو اور تمھارا چلنا بھی اچھا ہے اور تم نے جنت میں گھر بنالیا ہے۔''[الأدب المفرد : ٣٤٥۔ وحسنه الألباني]

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ»[مسلم:۲۵۶۸]

''ایک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کیلئے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے میووں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہتا ہے۔''

صرف یہی نہیں کہ مسلمان بھائی کی عیادت کرنے والے شخص کو جنت کی بشارت دی جاتی ہے بلکہ ستر ہزار فرشتے دن رات اس کی مغفرت کیلئے دعا کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ ، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ» [ترمذی:۹۶۹۔ وصححه الألبانی]

''کوئی مسلمان جب صبح کے وقت مسلمان بھائی کی عیادت کرے تو شام ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ شام کے وقت اس کی عیادت کرے تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور جنت میں اس کیلئے ایک باغ ہوگا۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي ، قَالَ : يَا رَبِّ ! كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟ قَالَ : أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ ؟» [مسلم:۲۵۶۹]

''بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو تم نے میری عیادت بھی نہ کی؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں آپ کی عیادت کیسے کرتا جبکہ آپ تو رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمھیں معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ مریض ہے، پھر تم نے اس کی عیادت نہ کی! کیا تمھیں علم نہ تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا!''

⑦ مسلمان کی خیر خواہی کرنا

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

«بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ»

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ نماز ہمیشہ پڑھتا رہونگا، زکاۃ دیتا رہونگا اور ہر مسلمان کیلئے خیر خواہی کرونگا۔'' [البخاری:۱۴۰۱، مسلم:۵۶]

اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کیلئے ہر وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» [البخاری:۱۳، مسلم: ۴۵]

"تم میں سے کوئی شخص (کامل) ایمان والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

⑧ ایک دوسرے سے تعاون کرنا

مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ وہ نیکی کے کاموں میں اس سے تعاون کرے، اگر وہ پریشان ہو تو اس کا ساتھ دے اور جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ:۲]

"تم نیکی اور تقوی کی بنیاد پر ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے تعاون نہ کرو"

اور حدیث شریف میں آپ ﷺ نے تمام مومنوں کو ایک دیوار کی مانند قرار دیا ہے:

(اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا) [البخاری:۴۸۱، مسلم: ۲۵۸۵]

"ایک مومن دوسرے مومن کیلئے دیوار کی مانند ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط بناتی ہے۔"

لہذا ہر مومن کو دوسرے مومن سے تعاون کرتے ہوئے اسے مضبوط بنانا چاہئے اور ضرورت کے وقت اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑنا چاہئے۔

اور جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ» [مسلم:۲۶۹۹]

"جو شخص کسی مومن کی دنیاوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی کو ختم کرے اللہ تعالیٰ اس کی اخروی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی کو ختم کر دے گا۔ اور جو شخص کسی تنگدست پر آسانی کرے اللہ تعالیٰ اس کیلئے دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا۔ اور جو آدمی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔"

یاد رہے کہ محتاجوں کی مدد کرنے والا بھی مجاہد ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«اَلسَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ»

''بیوہ اور مسکین کیلئے کوشش کرنے والا ایسے ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو یا جیسے رات کو قیام کرنے اور دن کو روزہ رکھنے والا ہو۔'' [البخاری:۵۳۵۳]

⑨ مظلوموں کی مدد کرنا

مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ اگر اس پر ظلم کیا جائے تو وہ اس کا ساتھ دے اور حسب قدرت اس کی مدد کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَإِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ [الأنفال:۷۲]

''اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو ان کی مدد ضرور کرو۔''

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ ، وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ...» [البخاری:۲۴۴۲، مسلم:۲۵۸۰]

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، (چنانچہ) وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے ظالموں کے سپرد کرتا ہے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کرتا رہتا ہے۔''

اسی طرح آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے:

«أُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا» ''اپنے بھائی کی مدد کرتے رہا کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: مظلوم کی مدد کرنا تو ٹھیک ہے لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: «تَكُفُّهُ عَنِ الظُّلْمِ فَذَاكَ نَصْرُهُ إِيَّاهُ» ''اسے ظلم سے روکنا اس کی مدد کرنا ہے۔''

[رواه البخاری : ۲٤٤٤ ، والترمذی : ۲۲۵۵ (واللفظ له) وصححه الألبانی]

⑩ مستحق لوگوں کیلئے سفارش کرنا

ایک مسلمان جب اپنے ایک جائز کام کیلئے سفارش کا محتاج ہو تو وہ شخص اس کے حق میں سفارش ضرور کرے جو اس کی طاقت رکھتا ہو۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿مَن يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَن يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا﴾ [النساء:۸۵]

''جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا اور جو بُری بات کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارش کرے اس کو اس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا۔"

اور حضرت ابو موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی سائل آتا یا آپ سے کوئی کام طلب کیا جاتا تو آپ فرماتے: «اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ مَا شَاءَ»

"سفارش کرو، تمھیں بھی اجر ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔"

[البخاری: ۱۴۳۲، مسلم: ۲۶۲۷]

خاص طور پر جب لوگ اپنے ذاتی اغراض ومقاصد کیلئے ناجائز سفارشیں کرتے ہوں اور مستحق لوگوں کا حق چھین کر غیر مستحق لوگوں کو دلواتے ہوں اور حق والے کو بغیر سفارش کے حق ملنا مشکل ہو تو ایسے میں اس کا حق دلوانے کیلئے اس کے حق میں سفارش ضرور کرنی چاہیے۔

⑪ مسلمان کیلئے غائبانہ دعا کرنا

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ : وَلَكَ بِمِثْلٍ» [مسلم: ۲۷۳۲]

"کوئی بندۂ مسلمان جب اپنے بھائی کیلئے اس کے پیٹھ پیچھے دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے: اور تیرے لئے بھی وہی چیز ہو جس کا تو اپنے بھائی کیلئے سوال کر رہا ہے۔"

مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے اپنے داماد (صفوان) سے پوچھا کہ اس سال تمھارا حج کرنے کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ تو انھوں نے کہا: تب ہمارے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے خیر وبھلائی کی دعا کرنا کیونکہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کی اپنے بھائی کیلئے غائبانہ دعا قبول کی جاتی ہے۔ وہ جب بھی اس کیلئے خیر کی دعا کرتا ہے تو اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ جس کی اس کے ساتھ ساتھ رہنے کی ڈیوٹی ہوتی ہے وہ ہر مرتبہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور وہ اس کیلئے دعا کرتا ہے کہ تجھے بھی وہی چیز نصیب ہو۔" [مسلم: ۲۷۳۳]

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ : رَدُّ السَّلَامِ ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ» [البخاری: ۱۲۴۰، مسلم: ۲۱۶۲]

"مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، فوت شدہ کی نماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ پڑھنا (اور تدفین تک اس کے ساتھ رہنا۔) دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والا (جب الحمد لله کہے تو) اس کو یرحمك الله کہنا۔"

جبکہ مسلم کی ایک روایت میں چھ حقوق کا ذکر ہے۔ایک یہ کہ وہ جب مسلمان سے ملے تو اسے سلام کہے، دوسرا یہ کہ جب کوئی مسلمان کسی سے نصیحت طلب کرے تو وہ اسے نصیحت کرے۔باقی چار حقوق وہی ہیں جن کا ذکر پچھلی حدیث میں کیا گیا ہے۔[مسلم:۲۱۶۲]

مسلمانوں کی خدمت نہایت عظیم عمل ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

« أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ أَنْفَعُهُمْ ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سُرُوْرٌ تُدْخِلُهُ عَلٰى مُسْلِمٍ ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً ، أَوْ تَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا ، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعًا ، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخِي الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ شَهْرًا ، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ رِضًى يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَتِهِ حَتّٰى يُثْبِتَهَا لَهُ أَثْبَتَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدَمَهُ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ ، وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلُقِ لَيُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ

"لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہو۔ اور اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل وہ خوشی ہے جو آپ کسی مسلمان تک پہنچائیں، یا اس کی کسی پریشانی کو دور کریں، یا اس کی طرف سے قرض ادا کردیں، یا (کھانا کھلا کر) اس کی بھوک ختم کردیں۔اور مسلمان بھائی کے کسی کام کیلئے اس کے ساتھ چلنا مجھے مسجد میں ایک مہینہ اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ محبوب ہے۔اور جو آدمی اپنے غصے پر قابو پالے اللہ تعالیٰ اس کے عیب پر پردہ ڈال دیتا ہے۔اور جو آدمی غصہ پی جائے حالانکہ اگر وہ چاہتا تو اس کا اظہار بھی کرسکتا تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو خوشی سے بھر دے گا۔اور جو آدمی اپنے بھائی کے کسی کام کیلئے اس کا ساتھ دے یہاں تک کہ اس کا وہ کام پورا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدم رکھے گا جب لوگوں کے قدم پھسل رہے ہونگے۔اور بد اخلاقی عمل کو اس طرح خراب کرتی ہے جیسا کہ سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔" [صحیح الجامع للألبانی:۱۷۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

برادران اسلام ! اخوت و بھائی چارے کی اہمیت وضرورت اور اس کے فضائل کے علاوہ مسلمانوں کے باہمی حقوق ذکر کرنے کے بعد اب ہم اُن امور کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور جن کی بناء پر ان کے درمیان اخوت و بھائی چارے کی فضا نفرت وعداوت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اِن امور کو ذکر کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم ان سے پرہیز کریں تاکہ ہمارے آپس کے تعلقات خوشگوار رہیں اور ان میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔

برادرانہ تعلقات کو بگاڑنے والے امور

① غیبت

اللہ تعالی نے اہل ایمان کو ایک دوسرے کی غیبت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے : ﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾[الحجرات:١٢]

”اورتم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے ؟ پس تم اسے ناپسند کرو گے۔“

گویا اللہ تعالی یہ فرمارہے ہیں کہ غیبت کرنا ایسے ہی ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ لہذا جس طرح تمھیں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ناپسند ہے اسی طرح اس کی غیبت بھی ناپسند ہونی چاہئے۔

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

« مَنْ أَكَلَ لَحْمَ أَخِيهِ فِي الدُّنْيَا قُرِّبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ : كُلْهُ مَيْتًا كَمَا أَكَلْتَهُ حَيًّا ، فَيَأْكُلُهُ وَيَكْلَحُ وَيَصِيحُ» [قال الحافظ فی الفتح (الأدب ـ باب الغيبة) : سنده حسن]

”جس آدمی نے (غیبت کرکے) اپنے بھائی کا گوشت کھایا قیامت کے روز اس کا گوشت اس کے قریب کرکے اسے کہا جائے گا: لو اسے مردہ حالت میں کھالو جیسا کہ تم نے اس کی زندگی میں اسے کھایا تھا۔ چنانچہ وہ اسے کھائے گا اور انتہائی بدشکل ہو جائے گا اور چیخے گا۔“

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: « أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ ؟ » ”کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» ''تم اپنے بھائی کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔'' پوچھا گیا کہ میں اس کے بارے میں جو کچھ کہوں اگر وہ واقعتاً اس میں موجود ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ» ''اگر وہ چیز اس میں موجود ہو جو تم کہتے ہو تو تم نے اس کی غیبت کی۔ اور اگر اس میں نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔'' [مسلم:٢٥٨٩]

واضح رہے کہ جس آدمی کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے اس کا دفاع کرنا چاہئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ بِالْغَيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ» [صحيح الجامع للألباني:٦٢٤٠]

''جو شخص اپنے بھائی کی عزت کا غائبانہ دفاع کرے تو اللہ پر اس کا یہ حق ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کردے۔''

② چغل خوری

مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو بگاڑنے والے امور میں سے ایک ہے چغل خوری کرنا۔ یعنی ایک آدمی کی بات سن کر دوسرے تک پہنچانا اور اُس کی بات سن کر اِس تک پہنچانا تاکہ دونوں کے درمیان تعلقات خراب ہوں۔ اسی طرح دو بھائیوں کو، یا خاوند بیوی کو، یا کاروبار میں دو شریکوں کو، یا دو دوستوں کو، یا دو قبیلوں کو، یا دو فریقوں کو یا دو ملکوں کو ایک دوسرے کے خلاف برانگیختہ کرنا بھی چغل خوری میں شامل ہے۔

اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چغل خوری کرنے والے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو آپ نے فرمایا: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ» ''ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور ان کو یہ عذاب (ان کے خیال کے مطابق) کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں دیا جارہا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا گناہ بڑا ہے۔ ان میں سے ایک چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔'' [البخاري ۔ الجنائز:١٣٧٨، مسلم ۔ الطهارة :٢٩٢]

بلکہ اس کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ارشاد ہے: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ» ''چغل خوری کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' [مسلم:١٠٥]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت میں ہے: «لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ» [البخاری:۶۰۵۶۔ مسلم:۱۰۵]

③ بدظنی اور تجسس کرنا

بدگمانی اور تجسس کرنے سے بھی مسلمانوں کے درمیان باہمی تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالی اہل ایمان کو ان دونوں کاموں سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ [الحجرات:۱۲]

''اے ایمان والو! تم زیادہ گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہے۔ اور جاسوسی نہ کیا کرو۔''

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«إِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَکْذَبُ الْحَدِیثِ ، وَلَا تَحَسَّسُوا ، وَلَا تَجَسَّسُوا...»

''تم بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ یہ سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور تم چوری چھپے کسی کی بات نہ سنا کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے عیب تلاش کیا کرو.....'' [البخاری:۶۰۶۶، مسلم:۲۵۶۳]

بعض لوگ اِس تاک میں رہتے ہیں کہ انھیں کسی طرح کسی کا کوئی عیب معلوم ہو جائے۔ اس لئے وہ اس کا پیچھا کرتے رہتے ہیں، یا چوری چھپے اس کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں، یا اس کے خطوط پڑھتے ہیں، یا بعض دستاویزات تک رسائی کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کے بارے میں انھیں کوئی عیب معلوم ہو اور پھر وہ اس کے عیبوں کو لوگوں کے درمیان اچھال کر اس کی تذلیل کریں، یا پولیس وغیرہ کو اس کی اطلاع دے کر اسے رسوا کریں۔ تو اس طرح کی ساری حرکات حرام ہیں اور ان سے بچنا اور اپنے بھائیوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنا مسلمانوں پر لازم ہے۔

④ مذاق اڑانا یا برے القاب سے پکارنا

مسلمانوں میں سے کسی کو حقیر سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو اس سے بہتر تصور کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑانا یا اسے برے لقب سے یاد کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالی مومنوں کو ایک دوسرے کا مذاق اڑانے یا برے القاب کے ساتھ پکارنے سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن یَکُونُوا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَى أَن یَکُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ [الحجرات:۱۱]

''ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کا بُرا لقب رکھو۔“

اور نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے:«بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَّحْتَقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ»

”کسی آدمی کے برا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر سمجھے۔“ [ترمذی:۱۹۲۷۔ وصححه الألبانی]

⑤ بغض اور حسد

کسی مسلمان سے بغض رکھنا اور اس سے حسد کرنا حرام ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے:«لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَاجَشُوْا ، كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا» [مسلم:۲۵۶۳]

”تم ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ باہم حسد کرو۔ نہ جاسوسی کیا کرو اور نہ ہی چوری چھپے کسی کی گفتگو سنا کرو۔ اور کسی چیز کی قیمت بڑھانے کیلئے بولی مت لگایا کرو۔ اور تم سب اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔“

نیز فرمایا:«دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ : اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ ، لَا أَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا ، أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذَاكُمْ لَكُمْ ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ» [ترمذی:۲۵۱۰۔ وحسنه الألبانی]

”تمھاری طرف تم سے پہلی امتوں کی ایک بیماری چل نکلی ہے اور وہ ہے حسد اور بغض۔ اور یہ بیماری ایسی ہے جو بالکل صفایا کر دیتی ہے، بالوں کا نہیں بلکہ دین کا۔ اللہ کی قسم! تم جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ۔ اور تم ایمان والے نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ تو کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتلاؤں جو تمھارے درمیان اس محبت کو دیر تک قائم رکھے گی؟ تم آپس میں سلام کو عام کر دو۔“

⑥ قطع تعلق کرنا

کسی مسلمان سے محض دنیاوی اغراض ومقاصد کیلئے قطع تعلق کرنا، سلام ودعا چھوڑنا اور اس سے نفرت کرنا قطعا درست نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے:«لَاتَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا ، وَلَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ» [البخاری:۶۰۶۵، مسلم:۲۵۵۹]

”تم ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔ اور نہ ہی ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو۔ اور تم سب اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ تک چھوڑ رکھے۔" یعنی نہ اس سے سلام دعا رکھے اور نہ بات چیت کرے۔

بخاری ومسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ «وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ» "ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے۔" [البخاری: ۶۰۷۷، مسلم: ۲۵۶۰]

یادرہے کہ جو دو بھائی آپس میں قطع تعلقی کر لیتے ہیں ان کی مغفرت نہیں کی جاتی تاوقتیکہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا» [مسلم: ۲۵۶۵]

"ہر پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پھر ہر اس آدمی کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔سوائے اس آدمی کے جو اپنے بھائی سے بغض وعداوت رکھتا ہو، چنانچہ ان دونوں کے بارے میں تین مرتبہ کہا جاتا ہے: ان کو مہلت دے دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔"

بنابریں ہم پر واجب ہے کہ ہم مسلمانوں سے قطع تعلقی نہ کریں اور آپس کے تعلقات کو خوشگوار بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے اور مسلمانوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا فرمائے۔ آمین

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچ کے فوائد اور جھوٹ کے نقصانات

اہم عناصرِ خطبہ:

① سچ بولنے کی اہمیت ② سچ بولنے کے فوائد ③ جھوٹ کے نقصانات

④ جھوٹ کی مختلف صورتیں

پہلا خطبہ

برادرانِ اسلام ! اللہ تعالی نے اہل ایمان کو صاف سیدھی گفتگو کرنے کا حکم دیا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيْدًا ☆ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾[الأحزاب:۷۰۔۷۱]

''اے ایمان والو! تم اللہ تعالی سے ڈرتے رہو اور بات صاف سیدھی کیا کرو۔اس سے اللہ تعالی تمہارے اعمال کو درست کردے گا اور تمھارے گناہ معاف کردے گا۔اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتا رہے اس نے یقیناً بڑی کامیابی حاصل کر لی۔''

صاف سیدھی گفتگو سے مراد وہ گفتگو ہے جس میں جھوٹ اور ہیر پھیر نہ ہو اور وہ سچ پر مشتمل ہو۔اس کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالی نے اس کے دو فائدے ذکر کئے ہیں۔ایک یہ کہ اللہ تعالی صاف سیدھی بات کرنے والوں کے اعمال کو درست کردے گا اور دوسرا یہ کہ وہ ان کے گناہ معاف فرما دے گا۔لہذا ہر مسلمان کو جھوٹ سے پرہیز کرتے ہوئے سچی اور صاف سیدھی گفتگو کرنی چاہئے۔

نیز اللہ تعالی نے تمام اہل ایمان کو سچ بولنے والوں میں شامل ہونے کا حکم دیا ہے۔فرمان ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ﴾[التوبة:۱۱۹]

''اے ایمان والو! تم اللہ تعالی سے ڈرتے رہو اور سچ بولنے والوں میں سے ہو جاؤ۔''

اللہ تعالی نے مومنوں کو یہ حکم اُن تین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی توبہ قبول کرنے کے بعد دیا جو جنگ تبوک سے بغیر عذر کے پیچھے رہ گئے تھے اور جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو انھوں نے منافقین کی طرح جھوٹے عذر بیان کرنے کی بجائے سچ بولا اور اعترافِ گناہ کرلیا۔اللہ تعالی نے ان کے سچ بولنے کی وجہ سے ان کی توبہ قبول کر لی اور اس طرح وہ اللہ تعالی کے اُس عذاب سے بچ گئے جس کی وعید اس نے جھوٹے عذر بیان کرنے والے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقوں کو یوں سنائی: ﴿ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ [التوبة: ٩٥]
''وہ ناپاک ہیں اور ان کے کرتوتوں کے باعث ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

ان تین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ تبوک کے وقت انتہائی خوشحال تھا اور باغات پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم روانہ ہوئے تو میں نے سوچا کہ اگر میں بعد میں بھی روانہ ہوا تو ان سے جا ملنے پر قادر ہوں لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ وہ لوگ بہت آگے چلے گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ میں جب گھر سے باہر نکلتا تو مجھے یہ بات افسردہ کر دیتی کہ میرے جیسا اور کوئی نہیں جو اس جنگ سے پیچھے رہا ہو سوائے منافقوں کے یا ان لوگوں کے جنھیں اللہ تعالی نے معذور قرار دیا ہے۔

پھر جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس روانہ ہو چکے ہیں تو میں شدید غمزدہ ہوا اور آپ ﷺ کی ناراضگی سے بچنے کیلئے مختلف جھوٹے عذر سوچنے لگا۔ میں نے اس سلسلے میں اپنے گھر والوں میں سے کچھ سمجھدار افراد سے مشورہ بھی کیا لیکن جب میں نے سنا کہ آنحضور ﷺ بس پہنچنے ہی والے ہیں تو میرے دل سے جھوٹے خیالات نکل گئے اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ آپ ﷺ کے سامنے سچ بول کر ہی میں نجات حاصل کر سکتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ جب تشریف لے آئے تو آپ نے مسجد میں دو رکعات ادا کیں، بعد ازاں لوگوں سے میل ملاقات کیلئے بیٹھ گئے۔ جنگ سے پیچھے رہ جانے والے لوگ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، سب نے قسمیں اٹھا کر مختلف عذر پیش کئے۔ ان کی تعداد اسی (٨٠) سے زیادہ تھی۔ آپ ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لئے اور ان کیلئے استغفار کرتے ہوئے ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کر دیا۔

پھر میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے پوچھا کہ تم کیوں پیچھے رہے؟

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر میں آپ کے علاوہ کسی اور کے سامنے ہوتا تو میں اس کی ناراضگی سے ضرور بچ نکلتا کیونکہ مجھے فصاحت وبلاغت دی گئی ہے جس کی بناء پر میں اپنا موقف منوا سکتا ہوں۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر میں جھوٹ بول کر آپ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو بھی جاؤں تو اللہ تعالی آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کر کے مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اور اگر میں آپ سے سچ بولوں تو ہو سکتا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی اس کا نتیجہ اچھا نکالے گا۔

اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی عذر نہ تھا بلکہ میں اس جنگ کے وقت جتنا خوشحال اور طاقتور تھا اتنا کبھی نہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ ، فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيكَ»

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”رہا یہ شخص تو اس نے سچ بولا ہے۔ لہذا تم چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالی تمھارے بارے میں کوئی فیصلہ کردے۔“

اس کے بعد میں چلا گیا۔ لوگوں نے مجھے ڈانٹا کہ اگر میں بھی منافقوں کی طرح کوئی عذر بیان کر دیتا تو یقیناً آپ ﷺ میرے لئے بھی استغفار فرماتے۔ میں نے پوچھا کہ کیا کوئی اور بھی ہے جس کا معاملہ میرے معاملے جیسا ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں، دو اور ہیں جنھیں یہی جواب دیا گیا ہے جو تمھیں دیا گیا ہے اور وہ ہیں: مرارہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ۔ چنانچہ میں چلا گیا۔

آنحضور ﷺ نے لوگوں کو ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ وہ ہم سے کنارہ کش ہو گئے اور اس قدر بے رخی اختیار کی کہ مجھے ایسے لگا جیسے یہ زمین بھی وہ نہیں جسے میں پہلے جانتا تھا۔

میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں جا کر بیٹھ گئے اور روتے ہوئے دن رات گذارنے لگے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں ان کی نسبت کم سن تھا اور مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ میں گھر سے باہر نکلتا، مسجد میں جا کر نماز ادا کرتا، بازاروں میں گھومتا لیکن کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھی آتا، آپ کی خدمت سلام پیش کرتا اور دل میں کہتا کہ پتہ نہیں آپ ﷺ نے ہونٹ بھی ہلائے ہیں یا نہیں؟ میں آپ ﷺ کے قریب نماز ادا کرتا، جب پوری طرح نماز کی طرف متوجہ رہتا تو آپ ﷺ مجھے دیکھتے رہتے، لیکن جب میں آپ کی طرف التفات کرتا تو آپ نظریں ہٹا لیتے۔

یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ میں لوگوں کی بے رخی سے تنگ آ چکا تھا۔ اسی دوران مجھے غسان کے بادشاہ کی طرف سے ایک خط ملا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ تمھارے ساتھی نے تمھارے ساتھ بے وفائی کی ہے حالانکہ تم وہ شخص نہیں جسے اس طرح ضائع کر دیا جائے، لہذا تم ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمھارا ساتھ دیں گے اور تم سے ہمدردی کریں گے۔ میں نے وہ خط جلا دیا اور دل میں کہا کہ یہ ایک اور آزمائش ہے۔

چالیس دن گذرنے کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا حکم آیا کہ ہم اپنی بیویوں سے بھی الگ ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔

اس طرح پچاس راتیں گذر گئیں۔ پچاسویں رات گذرنے کے بعد میں نے نماز فجر اپنے گھر کی چھت پر ادا کی۔ میری حالت وہی تھی جو اللہ تعالی نے ذکر کی ہے کہ ﴿ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی اپنی جانیں بھی تنگ ہوگئیں اور انہیں یہ یقین تھا کہ اللہ کے سوا ان کیلئے کوئی جائے پناہ نہیں۔''

واقعتاً میری جان بھی مجھ پر تنگ تھی اور زمین بھی باوجود وسیع ہونے کے تنگ تھی۔ اسی دوران میں نے چیخنے والے کی آواز سنی جو 'جبل سلع' کے اوپر چڑھ کر بآواز بلند کہہ رہا تھا: «يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ ، أَبْشِرْ» ''اے کعب بن مالک! تمھیں خوشخبری ہو۔''

یہ سن کر میں سجدے میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ اب مشکل ٹل گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ہماری توبہ کی قبولیت کے بارے میں آگاہ کیا تو وہ سب ہمیں خوشخبری سنانے کیلئے نکل پڑے۔ ایک شخص اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر میری طرف دوڑا لیکن جس نے مجھے پہاڑ کے اوپر سے بآواز بلند خوشخبری سنائی تھی اس کی آواز گھوڑے سے زیادہ تیز رفتار ثابت ہوئی۔

میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا تو لوگ فوج در فوج مجھے ملے اور مبارکباد دیتے ہوئے کہتے: اللہ تعالی نے تمھاری توبہ قبول کر لی، تمھیں مبارک ہو۔

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جو مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام پیش کیا، اس وقت آپ کا چہرۂ انور خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا اور اتنا روشن تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔

آپ نے فرمایا: «أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ» ''جب سے تمھیں تمھاری ماں نے جنم دیا آج کا دن سب سے بہتر ہے، لہذا تمھیں اس کی خوشخبری ہو۔''

میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی توبہ کی قبولیت کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنا پورا مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے صدقہ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ» ''تم کچھ مال اپنے پاس رکھ لو، یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔''

میں نے کہا: خیبر سے جو حصہ مجھے ملتا ہے میں اسی کو اپنے پاس رکھ لوں گا۔

اس کے بعد میں نے کہا:

«يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنَّمَا أَنْجَانِيْ بِالصِّدْقِ ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ لَّا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ»

''اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ تعالی نے سچ بولنے کی وجہ سے ہی نجات دی ہے، اس لئے میں اپنی توبہ کی قبولیت کے شکرانے کے طور پر جب تک زندہ رہونگا جھوٹ نہیں بولوں گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی توفیق دے کر کسی شخص پر اتنا احسان کیا ہو جیسا کہ مجھ پر کیا۔

« وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ كَذِبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيَ» [مختصرا من صحيح البخاري : ٤٤١٨ و مسلم : ٢٧٦٩]

"اللہ کی قسم! میں نے جب سے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہی اُس وقت سے اب تک کبھی جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔"

اس طویل قصہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سچ بولنے والوں کو اپنے عذاب سے نجات دیتا ہے اور ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والے مردوں اور سچ بولنے والی خواتین سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتَاتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظَاتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [الأحزاب : ٣٥]

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

اور نہ صرف مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا بلکہ سچ بولنے والوں کو جنت کی بشارت بھی دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبَدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [المائدة:۱۱۹]

''اللہ فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ سچوں کو اُن کی سچائی ہی فائدہ دے گی، اُن کیلئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ بستے رہیں گے۔ اللہ اُن سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔''

سچ بولنا متقین کی صفت ہے

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ☆ لَهُمْ مَّا يَشَاءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [الزمر:۳۳۔۳۴]

''اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔ وہ جو چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہے۔ نیکوکاروں کا یہی بدلا ہے۔''

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ سچ بولنا تقوی کا لازمی تقاضا اور متقی لوگوں کی لازمی صفت ہے۔

صدق نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے: «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا» [مسلم:۲۶۰۷]

''تم ہمیشہ سچ ہی بولا کرو کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ اور ایک شخص ہمیشہ سچ بولتا اور سچ ہی کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی کے ہاں لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ نہایت سچ بولنے والا آدمی ہے۔ اور تم جھوٹ سے پرہیز کیا کرو کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم تک پہنچا دیتا ہے۔ اور ایک شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ ہی کا متلاشی رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی کے ہاں لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا ہے۔''

صدق انبیائے کرام علیہم السلام کا اخلاق

تمام انبیائے کرام علیہم السلام ہمیشہ سچ بولتے تھے اور صدق ان کے اخلاق فاضلہ کا لازمی حصہ تھا۔ اللہ تعالی نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف انبیاء علیہم السلام کی یہ صفت یوں ذکر فرمائی:

☆ یوسف علیہ السلام: ﴿أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ﴾ [یوسف: ۵۱]

☆ ابراہیم علیہ السلام: ﴿إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا﴾ [مریم: ۴۱]

☆ اسی طرح ادریس علیہ السلام کے بارے میں بھی فرمایا: ﴿إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا﴾ [مریم: ۵۶]

☆ اسحاق اور یعقوب علیہما السلام: ﴿وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ [مریم: ۵۰]

☆ اسماعیل علیہ السلام: ﴿إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ [مریم: ۵۴]

اور جہاں تک امام الأنبیاء حضرت محمد ﷺ کا تعلق ہے تو آپ نبوت ملنے سے پہلے ہی ''الصادق الأمین'' کے القاب سے مشہور تھے۔ اور اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی آپ کے بارے میں یہ گواہی دی کہ «مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا» ''ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے ہوئے ہی پایا ہے۔'' [البخاری: ۴۷۷۰، مسلم: ۲۰۸]

اور جب ابوسفیان شاہِ روم (ہرقل) کے ہاں حاضر ہوئے تو اس وقت وہ مسلمان نہ تھے، انھوں نے بہت بعد میں اسلام قبول کیا۔ ہرقل نے ان سے نبی کریم ﷺ کے متعلق کئی سوالات کیے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ وہ آپ کو کن کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ تو ابوسفیان نے کہا تھا: «يَقُولُ: اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ

''وہ فرماتے ہیں: تم اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ اور جو کچھ تمھارے آباء واجداد کہتے تھے اسے چھوڑ دو۔ اس کے علاوہ آپ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامن رہنے اور صلہ رحمی کا حکم بھی دیتے ہیں۔''

یہ سن کر ہرقل نے کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو اگر یہ برحق ہے تو وہ (نبی کریم ﷺ) عنقریب میرے تختِ پا کے مالک بن جائیں گے۔ [البخاری: ۷]

آپ ﷺ کے صادق (سچا) ہونے اور سچ بولنے کا حکم دینے کے بارے میں یہ شہادت ان لوگوں نے دی جو آپ کے جانی دشمن تھے۔ اور سچ وہی ہوتا ہے جس کو دشمن بھی تسلیم کریں۔

اور جب آنحضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ شدید پریشانی کے عالم میں گھر واپس لوٹے تو ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا:

«فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا، وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ ، وَتَقْرِی الضَّیْفَ ، وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ[البخاری:۳، مسلم:۱۶۰]

''اللہ کی قسم ! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا ۔ بخدا آپ تو صلہ رحمی کرتے ، سچ بولتے ، بوجھ اٹھاتے ، جس کے پاس کچھ نہ ہو اسے کما کر دیتے ، مہمان نوازی کرتے اور برحق واقعات میں مدد کرتے ہیں ۔''

یعنی آپ کے ان اخلاق کریمانہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا ۔

اس سے ثابت ہوا کہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح آنحضور ﷺ بھی صادق تھے اور صدق آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک لازمی حصہ تھا ۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حسن اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز قرار دیا ہے : ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ [القلم:۵]

لہذا ہمیں بھی انبیائے کرام علیہم السلام کی اتباع کرتے ہوئے ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہئے اور جھوٹ سے اپنی زبان کو پاک رکھنا چاہئے ۔

عمومی گفتگو میں سچ ہی بولنا چاہئے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے : « اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ أَنْفُسِکُمْ أَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّةَ : اُصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ ، وَأَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُّمْ ، وَأَدُّوْا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ ، وَغُضُّوْا أَبْصَارَکُمْ ، وَکُفُّوْا أَیْدِیَکُمْ » [احمد وابن حبان وحسنه الأرناؤط]

''تم مجھے اپنی طرف سے چھ باتوں کی ضمانت دے دو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں ۔ جب بات کرو تو سچ بولو ، وعدہ کرو تو اسے پورا کرو ، تمھیں امانت سونپی جائے تو اسے ادا کرو ، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو ، نظریں جھکائے رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو ۔''

مذکورہ چھ باتوں میں سے سب سے پہلی بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ ہے : عمومی گفتگو میں سچ بولنا ۔ لہذا ہر وہ مسلمان جو جنت میں جانے کا خواہشمند ہو اسے ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہئے اور جھوٹ سے ہر حال میں پرہیز کرنا چاہئے ۔ ورنہ وہ یہ بات یاد رکھے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمومی گفتگو میں جھوٹ بولنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ یہ منافق کی نشانیوں میں سے ہے ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

« آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ کَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ » [البخاری:۳۳]

''منافق کی نشانیاں تین ہیں : وہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے ، جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورزی کرتا ہے اور جب اسے امانت سونپی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔''

اور دوسری روایت میں ارشاد فرمایا:

« أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا : إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ »[البخاری:۳۴]

''چار خصلتیں جس میں پائی جاتی ہوں وہ پکا منافق ہوتا ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جاتی ہو اس میں منافقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ پہلی یہ کہ اسے جب امانت سونپی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تیسری یہ کہ وہ جب عہد کرتا ہے تو اسے توڑ دیتا ہے اور چوتھی یہ کہ وہ جب جھگڑا کرتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔''

ان دونوں احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جھوٹ بولنا منافق کی خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے۔ لہذا مومن کے شایان شان نہیں اور نہ ہی اسے یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں جھوٹ بولے۔

قسم بھی سچی ہی اٹھانی چاہیے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: « لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بِاللّٰهِ ، وَلَا تَحْلِفُوا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ »

''تم اپنے باپوں، ماؤں اور شریکوں کی قسم نہ اٹھایا کرو اور صرف اللہ ہی کی قسم اٹھایا کرو اور اللہ کی قسم بھی صرف اس وقت اٹھایا کرو جب تم سچے ہو۔'' [ابوداؤد: ۳۲۴۸، نسائی: ۳۷۶۹۔ وصححه الألباني]

اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو صرف سچی قسم ہی اٹھانی چاہیئے اور جھوٹی قسم اٹھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جبکہ آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ دیدہ دلیری کے ساتھ جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں اور اپنے بھائیوں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں۔

گواہی بھی سچی ہی دینی چاہیے

اسی طرح مسلمان کو صرف سچی گواہی ہی دینی چاہیئے اور جھوٹی گواہی سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

« أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ؟ » ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے یہ سوال تین بار کیا۔ ہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول!

آپ ﷺ نے فرمایا: «اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ»

''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔''

آپ ﷺ نے سہارا لیا ہوا تھا۔ پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

«أَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ، أَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ، أَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ

''خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی سے بچنا۔ خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی سے بچنا۔ خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی سے بچنا۔'' پھر آپ ﷺ بار بار یہی الفاظ دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے (دل میں) کہا کہ کاش آپ خاموشی اختیار فرما لیں۔ [البخاری ۔ الأدب باب عقوق الوالدین من الکبائر ۔ ۵۹۷۶، مسلم ۔ الإیمان ۔ ۸۷]

جبکہ آج بہت سارے مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ جھوٹی گواہی دیتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے، چند روپوں کے عوض جس طرح کوئی چاہے ان سے گواہی لے لیتا ہے۔ پھر اسی گواہی کی بناء پر فیصلے کیے جاتے ہیں!

عقیدۂ توحید بھی سچا ہونا چاہیے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ انھیں پکارا۔ انھوں نے ہر مرتبہ عرض کی کہ اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقًا مِّنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ» [البخاری: ۱۲۸]

''کوئی شخص جب سچے دل سے گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دیتا ہے۔''

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو اپنے عقیدے میں بھی سچا ہونا چاہیے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دل سے تسلیم کرے۔ اِس طرح کہ ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کرے اور اس میں کسی غیر اللہ کو شریک نہ کرے۔ کیونکہ سچے دل سے لا إله إلا الله کی گواہی دینے سے مراد یہ ہے کہ

☆ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو معبودِ برحق تصور کرے۔

☆ محض اسی کے سامنے سجدہ ریز ہو، اسی کو حاجت روا سمجھے اور بس اسی سے امیدیں وابستہ کرے کیونکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کچھ دینے والا وہی ہے۔

☆ بس اسی سے خوف کھائے کیونکہ اس کے حکم کے بغیر کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں۔

☆ صرف اللہ ہی کو پکارے کیونکہ اس کے بغیر کوئی غوث یا مددگار یا مشکل کشا نہیں۔

☆ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے کیونکہ تمام خزانوں کا مالک وہی ہے۔ اور بس اسی سے سوال کرے کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں اور پوری کائنات پر اسی کا حکم چلتا ہے۔

☆ بس اللہ تعالیٰ سے ہی ایسی عقیدت و محبت رکھے جو اس کی تعظیم و تقدیس پر مبنی ہو۔

سچا مسلمان کون؟

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بہت سارے مسلمان بس نام کے مسلمان رہ گئے ہیں، سچے مسلمان جو صحیح معنوں میں صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوں وہ بہت کم ہیں۔ سچا مسلمان کون ہوتا ہے؟ لیجئے ایک حدیث سماعت فرمائیے:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل نجد میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آواز کی گونج تو سنائی دیتی تھی تاہم ہمیں اس کی کوئی بات سمجھ نہ آتی تھی یہاں تک کہ وہ قریب آ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ نمازیں'' اس نے کہا: پانچ کے علاوہ کوئی اور نماز بھی مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں سوائے اس کے کہ تم نفل نماز بھی ادا کرو۔'' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اور رمضان کے روزے'' اس نے کہا: ان کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں سوائے اس کے کہ تم نفلی روزے بھی رکھو۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کو زکاۃ کے بارے میں بھی بتایا۔ اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی کسی چیز کو خرچ کرنا مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں سوائے اس کے کہ تم نفلی صدقہ بھی کرو۔''

پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر جانے لگا اور وہ کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ یا اس سے کم کچھ نہیں کرونگا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ» ''اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ کامیاب ہوگیا۔''

یا آپ ﷺ نے فرمایا: « دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ» ''اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ جنت میں داخل ہوگیا۔''

[البخاري: ۴۶، ۱۸۹۱]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سچا مسلمان وہ ہے جو کم از کم اسلام کے فرائض مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکاۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کو پابندی کے ساتھ ادا کرے اور ان میں کسی قسم کی غفلت اور لا پرواہی مت کرے۔ اس شخص نے یہ جو کہا تھا کہ وہ ان احکام میں کمی بیشی نہیں کرے گا اور ان پر ہمیشہ گامزن رہے گا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کامیابی اور جنت کی بشارت اِس شرط پر دی کہ وہ واقعتاً ایسا کرتا رہے اور سچے دل سے اپنی اس بات کو عملی جامہ پہنائے تو یقیناً وہ کامیاب ہو کر جنت میں پہنچ جائے گا۔

تجارت وکاروبار میں سچائی

مسلمان کو کاروبار اور تجارت میں بھی سچا ہونا چاہئے اور کاروباری اشیاء کی خرید وفروخت میں جھوٹ سے کام نہیں لینا چاہئے۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو کاروبار میں مشغول دیکھا تو آپ نے فرمایا: « يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ ! » ''اے تاجروں کی جماعت !''

تو وہ لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کا ارشاد بغور سننے کیلئے تیار ہو گئے، تب آپ نے فرمایا: « إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ »

''بے شک تاجروں کو قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ گناہگار ہونگے سوائے اس کے جو اللہ تعالی سے ڈرتا رہا، نیکی کرتا رہا اور سچ بولتا رہا۔'' [ترمذی: ۱۲۱۰: حسن صحیح ، ابن ماجہ: ۲۱۴۶]

کاروبار اور لین دین میں سچ بولنے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں برکت آتی ہے جبکہ جھوٹ بولنے سے اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: « اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا ، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا ، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا » [البخاری: ۱۹۷۳، مسلم: ۱۵۳۲]

''خریدار اور بیچنے والے کو جدا ہونے تک اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو سودا طے کر لیں اور اگر چاہیں تو اسے منسوخ کر دیں۔ اگر وہ دونوں سچ بولیں اور ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیں تو ان کے سودے میں برکت آئے گی۔ اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور کسی بات کو ظاہر نہ کریں تو ان کے سودے میں برکت ختم ہو جائے گی۔''

جھوٹی قسم اٹھا کر اپنی کوئی چیز فروخت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ..... اَلْمُسْبِلُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِزَارَهُ ، وَالْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ» [مسلم:١٠٦، ترمذی:١٢١١]

''تین افراد سے اللہ تعالی قیامت کے روز نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا: اپنا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، احسان جتلانے والا جو جب بھی کوئی چیز دیتا ہے تو اس پر احسان جتلاتا ہے اور جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سودا بیچنے والا۔''

ان تمام احادیث کے پیش نظر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ لین دین کے معاملات میں بھی سچ بولے اور جھوٹ سے پرہیز کرے۔

عزیزان گرامی! پورے خطبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو سچ بولنے اور سچے لوگوں میں شامل رہنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ سچ بولنے میں بڑی برکات ہیں اور جھوٹ بولنے کے نقصانات نہایت بھیانک ہیں۔ لہذا ہر مسلمان کو یہ صفت اختیار کرتے ہوئے اپنی عمومی گفتگو میں بھی ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہئے، اس سے گواہی طلب کی جائے تو وہ سچی گواہی دے، قسم اٹھائے تو سچی قسم اٹھائے، عقائد واعمال میں بھی سچائی اختیار کرے اور خرید وفرخت کے معلاملات میں بھی۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

دوسرا خطبہ

برادران اسلام! جھوٹ بولنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور پہلے خطبہ میں ذکر کی گئی صورتوں کے علاوہ اس کی کچھ اور صورتیں بھی ہیں۔

① اللہ تعالی یا اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَّهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ☆ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النحل:١١٦-١١٧]

''جو جھوٹ تمھاری زبانوں پر آ جائے اس کی بناء پر یہ نہ کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے اور اس طرح تم اللہ تعالی پر جھوٹ افترا کرنے لگو۔ جو لوگ اللہ تعالی پر جھوٹ افترا کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتے۔ (ایسے جھوٹ کا) فائدہ تو تھوڑا سا ہے مگر (آخرت میں) ان کیلئے المناک عذاب ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

« مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» [متفق علیہ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ یقین کر لے کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

② مذاق میں جھوٹ بولنا بھی حرام ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مذاق میں غلط بیانی کرنا یا جھوٹ بولنا جائز ہے حالانکہ جھوٹ بہر حال جھوٹ ہی ہے اور مذاق میں بھی اس کا گناہ اتنا ہی ہے جتنا سنجیدگی میں جھوٹ بولنے کا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ ، وَيْلٌ لَهُ ، وَيْلٌ لَهُ

''اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو کوئی جھوٹی بات بیان کرے تاکہ وہ ہنسیں، اس کیلئے ہلاکت ہے، اس کیلئے ہلاکت ہے۔'' [ابو داؤد: ۴۹۹۰۔ وحسنہ الألبانی]

اور جو شخص جھوٹ سے پرہیز کرے حتی کہ مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے تو اس کیلئے نبی کریم ﷺ کی طرف سے جنت کے درمیانے درجہ میں ایک گھر کی ضمانت ہے۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا ، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا ، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ

''میں اس شخص کو جنت کے ادنی درجہ میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے اجتناب کرے۔ اور اس شخص کو جنت کے درمیانے درجہ میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ چھوڑ دیتا ہے اگرچہ وہ مذاق کیوں نہ کر رہا ہو۔ اور اس شخص کو جنت کے اعلی درجہ میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جس کا اخلاق اچھا ہو۔'' [ابو داؤد: ۴۸۰۰۔ وحسنہ الألبانی]

③ اپریل فول منانا کفار کی رسم ہے

بعض لوگ یکم اپریل کو ''اپریل فول'' مناتے ہیں یعنی خوشی سے جھوٹ بولتے ہیں اور محض ایک رسم ادا کرنے کیلئے غلط بیانی کرتے ہیں۔ کوئی کسی کو پریشان کرنے کیلئے، کوئی کسی کو حیرت میں ڈالنے کیلئے اور کوئی محض مذاق کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے۔ اور بعد میں وہ اقرار کرتا ہے کہ اس نے تو محض ''اپریل فول'' ہی منایا تھا۔

حالانکہ اگر انھیں معلوم ہو کہ وہ اپنے اس اقدام سے کافروں کی تقلید کر رہے ہیں اور انھیں اپنے اوپر ہنسنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں تو یقیناً وہ اس سے پرہیز کریں۔ کیونکہ ''اپریل فول'' کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ در اصل اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کے خاتمہ پر کافروں کا جشن ہے۔ اور اس کا پس منظر یہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب نصاریٰ نے اندلس میں اپنے جاسوس بھیج کر پتہ لگانے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کی قوت کا اصل راز کیا ہے تو انھیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر سختی سے عمل پیرا ہونا اور برائیوں سے پرہیز کرنا ان کی اصل طاقت ہے۔ چنانچہ انھوں نے آہستہ آہستہ اندلس میں شراب اور سگریٹ جیسی اشیاء داخل کیں جنھیں استعمال کرنے کی بناء پر مسلمان برائیوں کا ارتکاب کرنے لگے اور ان کا ایمان نہایت کمزور ہو گیا۔ آخر کار مسلمانوں کی حکومت زوال پذیر ہوگئی اور ان کا آخری مضبوط قلعہ (غرناطہ) بھی یکم اپریل کو شکست سے دو چار ہوگیا۔ یہ دراصل ایک بہت بڑا دھوکہ تھا جو کافروں نے مسلمانوں سے کیا تھا۔ اس کا احساس انھیں اس وقت نہ ہوا جب کافروں نے اپنی ناپاک ثقافت اور پلید اقدار ان میں داخل کیں۔ اور جب ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا تو انھیں پتہ چلا کہ ان کے ساتھ تو دھوکہ کیا گیا ہے۔ اسی لئے کافر اِس دن ''اپریل فول'' کے نام سے جشن مناتے ہیں اور انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ مسلمان بھی ان کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔ گویا اپنی بدترین شکست پر اپنے اوپر خود ہی ہنستے ہیں۔

اور بعض لوگ ''اپریل فول'' مناتے ہوئے ایک جھوٹ بولتے ہیں جو دور دور تک پھیل جاتا ہے حالانکہ ایسے شخص کو قبر میں شدید عذاب دیا جائے گا۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر پوچھتے: آج رات تم میں سے کس نے خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کر دیتا اور آپ ﷺ اس کی تعبیر کردیتے۔ پھر ایک دن آیا، آپ ﷺ نے حسبِ معمول یہی سوال کیا تو ہم نے جواب دیا: نہیں ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا:

''لیکن میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے، انھوں نے میرے ہاتھوں کو پکڑا اور مجھے ارضِ مقدسہ میں لے گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے پاس کھڑا ہوا ہے جس کے ہاتھ میں ایک مہمیز تھی، اسے وہ اس کی ایک باچھ میں داخل کرتا (پھر اسے کھینچ کر) اس کی گدی تک لے جاتا، پھر دوسری باچھ کو بھی اسی طرح کھینچ کر پیچھے گدی تک لے جاتا۔ اور یوں اس کی دونوں باچھیں اس کی گدی کے پاس مل جاتیں، پھر اس کی باچھیں اپنی حالت میں واپس آجاتیں، پھر وہ اس کے ساتھ پہلے کی طرح کرتا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے کہا: آگے چلو۔ تو ہم آگے چلے گئے .... پھر ان دونوں نے وضاحت کی کہ وہ شخص جس کی باچھوں کو چیرا جارہا تھا

«فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكِذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ»

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”یہ وہ ہے جو صبح کے وقت گھر سے نکلتا ہے، پھر جھوٹ بولتا ہے جو دور دور تک پھیل جاتا ہے۔ اسے یہ عذاب قیامت تک دیا جاتا رہے گا .....“ [البخاری : کتاب الجنائز ۱۳۸۶، ۷۰۴۷]

اس حدیث کے پیش نظر ان لوگوں کو فورا توبہ کرنی چاہیے جو کافروں کی تقلید کرتے ہوئے ”اپریل فول“ مناتے اور اس موقع پر جھوٹ بولتے اور غلط بیانی کرتے ہیں۔

④ بچوں کے ساتھ جھوٹ بولنا

بعض لوگ اپنے بچوں کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے بھی ڈرایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میری امی نے مجھے بلایا اور کہا: میں تمھیں کچھ دونگی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم نے اسے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا: میں اسے ایک کھجور دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ» [ابوداؤد: ۴۹۹۱۔ وحسنہ الألبانی]

”خبردار! اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو یہ تمھارے اوپر جھوٹ لکھا جاتا۔“

⑤ جائز جھوٹ

تین مواقع ایسے ہیں جہاں جھوٹ بولنا جائز ہے اور وہ نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمائے:

«لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ : يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا ، وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ ، وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ» [ترمذی: ۱۹۳۹۔ صححہ الألبانی]

”صرف تین مواقع پر ہی جھوٹ بولنا جائز ہے: آدمی کا اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے جھوٹ بولنا، جنگ میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے مابین صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولنا۔“

آخر میں ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق دے اور جھوٹ سے محفوظ رکھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیاں اور ہمارے اعمال

اہم عناصر خطبہ:

① متفرق پیشین گوئیاں ② بعض اعمال کے متعلق پیشین گوئیاں

برادران اسلام ! اللہ تعالی نے رسول اکرم ﷺ کو کئی معجزات عطا کیے جو کہ آپ ﷺ کے صدقِ نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ان کا ایک حصہ ان پیشین گوئیوں سے تعلق رکھتا ہے جو آپ ﷺ نے بیان فرمائیں اور وہ ہو بہو پوری ہوئیں ۔اور کچھ پیشین گوئیاں وہ ہیں جو اب تک پوری نہیں ہوئیں اور ان کے بارے میں ہمارا ایمان ہے کہ وہ یقیناً پوری ہونگی ۔ جو پیشین گوئیاں پوری ہو چکی ہیں ان میں سے چند ایک آج ہمارے خطبۂ جمعہ کا موضوع ہیں ۔ ہم ان پیشین گوئیوں کو دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں ، ایک تو وہ پیشین گوئیاں ہیں جو متفرق واقعات سے متعلق ہیں اور دوسری وہ پیشین گوئیاں ہیں جو بعض اعمال کے بارے میں ہیں ۔ہم یہ پیشین گوئیاں اس لئے ذکر کر رہے ہیں کہ ان کی روشنی میں ہم اپنی اصلاح کریں ۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس کی توفیق دے ۔

تو لیجئے سب سے پہلے وہ پیشین گوئیاں سماعت کیجئے جن کا تعلق بعض واقعات سے ہے۔

❶ راستے پر امن ہو جائیں گے اور مسلمان کسری کے خزانوں کو فتح کر لیں گے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے فقر وفاقہ کی شکایت کی ۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے شکایت کی کہ راستے پر امن نہیں ہیں اور لوٹ مار عام ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اے عدی ! کیا تم نے (الحِیرَۃ) علاقہ دیکھا ہے؟

میں نے کہا: نہیں ، میں نے دیکھا تو نہیں البتہ اس کے بارے میں میں کچھ نہ کچھ جانتا ہوں ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ ، لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ)

’’ اگر تمھاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ضرور بالضرور دیکھو گے کہ ایک عورت اکیلی (الحیرۃ) سے سفر کر کے آئے گی یہاں تک کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کا خوف نہیں ہو گا ۔‘‘ (یعنی راستے پر امن ہو جائیں گے ۔)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے دل میں کہا: اُس وقت قبیلہ طی کے بدمعاش کہاں ہونگے جنہوں نے ملک میں لوٹ مار مچا رکھی ہے؟

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

(وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرٰى) قُلْتُ : كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ ؟ قَالَ : (كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ)

"اگر تم لمبے عرصے تک زندہ رہے تو (تم دیکھو گے کہ) کسری کے خزانے یقیناً فتح کر لئے جائیں گے۔"

میں نے کہا: کسری بن ہرمز کے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کسری بن ہرمز کے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ ، فَلاَ يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ ، وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَيَقُولَنَّ : أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولاً فَيُبَلِّغَكَ ؟ فَيَقُولُ : بَلٰى ، فَيَقُولُ : أَلَمْ أُعْطِكَ مَالاً وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ ؟ فَيَقُولُ : بَلٰى ، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ)

"اگر تمھاری زندگی لمبی ہوئی تو تم یقیناً دیکھو گے کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر ایسے آدمی کی تلاش میں نکلے گا جو اسے قبول کر لے لیکن وہ ایسا آدمی نہیں پائے گا جو اس سے اس کا صدقہ (مٹھی بھر سونا یا چاندی) قبول کر لے۔ اور تم میں سے ایک شخص جب اللہ تعالی سے ملے گا تو اس حال میں ملے گا کہ اس کے اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پس اللہ تعالی فرمائے گا: کیا میں نے تمھاری طرف رسول نہیں بھیجا تھا جس نے تمہیں میرا دین پہنچایا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! اللہ تعالی پھر فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں مال دے کر تم پر مہربانی نہیں کی تھی؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! پھر وہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اسے جہنم نظر آئے گی اور اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو ادھر بھی اسے جہنم ہی نظر آئے گی۔"

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے عین مطابق دیکھا کہ ایک عورت (الحیرۃ) سے اکیلی سفر کر کے آئی یہاں تک کہ اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اسے سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کا ڈر خوف نہ تھا۔ اور کسری بن ہرمز کے خزانوں کے فاتحین میں میں خود شامل تھا۔ اور میرے بعد جو شخص لمبے عرصے تک زندہ رہے گا وہ یقیناً نبی کریم ﷺ کی تیسری پیشین گوئی کو (مٹھی بھر سونے / چاندی کے متعلق) بھی لفظ بلفظ پورا ہوتے ہوئے دیکھ لے گا۔ [البخاری: ۳۵۹۵]

اِس حدیث میں تین پیشین گوئیاں کی گئی ہیں جن میں سے دو کو حرف بحرف پورا ہوتا ہوا خود حضرت عدی بن حاتم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور تیسری پیشین گوئی بھی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دورِ خلافت میں پوری ہوگئی جب تمام لوگ نہایت خوشحال ہوگئے اور ان میں سے کوئی شخص مٹھی بھر سونا چاندی لیکر نکلتا تو اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ملتا۔

❷ خوارج کا ظہور

رسول اکرم ﷺ نے اِس گمراہ فرقے کے ظہور کے بارے میں جو پیشین فرمائی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور آپ کچھ مال تقسیم فرمارہے تھے۔ اسی دوران بنی تمیم کا ایک شخص **ذو الخویصرۃ** نامی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ عدل وانصاف کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(وَيْلَكَ ! وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلُ ؟ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ)

''تم ہلاک ہوجاؤ، اگر میں عدل نہیں کرونگا تو اور کون کرے گا؟ اگر میں نے انصاف نہیں کیا تو میں خائب وخاسر ہوا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(دَعْهُ ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ، يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهِ فَمَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ ، فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهِ ، فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ)**

''اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے اور کئی ساتھی ہیں جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں تم اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن کریم کو پڑھیں گے تو سہی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار میں سے باہر نکل جاتا ہے۔ تیر کے پھل کو دیکھا جاتا ہے تو اس میں کچھ نہیں ملتا، پھر پیکان کی جڑ کو دیکھا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا، پھر تیر کی لکڑی کو دیکھا جاتا ہے تو وہاں بھی کوئی نشان نظر نہیں آتا، پھر اس کے پر کو دیکھا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہیں ملتا حالانکہ تیر شکار کے خون اور لید کے درمیان میں سے گذر کر آتا ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے ان کی بعض نشانیاں ذکر کرتے ہوئے فرمایا: **(آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ ، أَوْمِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ ، وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)**

''ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی سیاہ رنگ کا ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مانند ہوگا یا تھل تھل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا۔ اور یہ لوگ اس وقت ظاہر ہونگے جب لوگوں میں افتراق پیدا ہو چکا ہوگا۔''
حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ (یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ظاہر ہوئے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا اور میں خود بھی ان کے ساتھ شامل تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس شخص کو ڈھونڈا جائے (جس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔) چنانچہ اسے لایا گیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس کا حلیہ بالکل وہی تھا جو کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ [بخاری: ۳۶۱۰، مسلم: ۱۰۶۴]

اِس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بعض اوقات ایک انسان بظاہر بڑا نمازی اور نیک وپارسا معلوم ہوتا ہے لیکن اپنے باطل نظریات اور غلط عقائد کی بناء پر وہ قرآن مجید کی من مانی تفسیر کرکے دین سے یوں نکل جاتا ہے جیسا کہ تیر شکار کو لگنے کے بعد اس کے جسم سے بڑی تیزی سے نکل جاتا ہے۔ یہ گمراہ فرقہ جس کا ذکر اِس حدیث میں کیا گیا ہے یہ وہ فرقہ ہے جو مسلمانوں میں سے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو خارج عن الملۃ قرار دیتا ہے۔ اور جب یہ ظاہر ہوا تھا تو اِس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتوی لگا کر ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا تھا۔

❸ بدر میں صنادیدِ قریش کا مقتل

رسول اکرم ﷺ نے جنگ بدر سے ایک دن پہلے قریش کے متعدد کفار کے نام لیکر ان کی قتل گاہ کی نشاندہی کی کہ فلاں شخص اِس جگہ پر قتل ہوگا اور فلاں اِس جگہ پر قتل ہوگا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی حرف بحرف ثابت ہوئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ اس دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے متعلق ایک حدیث بیان کی، انھوں نے کہا کہ جنگِ بدر سے ایک دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آگاہ فرمایا کہ (هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ) ''فلاں شخص کل یہاں قتل کیا جائے گا ان شاء اللہ۔''

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! جو جگہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے قتل کی مقرر کی تھی وہ اس سے ذرہ برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہوا، یعنی بعینہ اسی جگہ پر قتل ہوا۔ [مسلم: ۲۸۷۳]

❹ خودکشی کرنے والے شخص کا انجام

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کا (کسی جنگ میں) آمنا سامنا ہوا اور دونوں فوجوں میں شدید لڑائی ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ اپنی قیامگاہ کی طرف لوٹ آئے اور دوسرے لوگ

17217

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے ۔ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں ایک شخص ایسا تھا کہ اس کے سامنے مشرکین میں سے جو بھی آتا وہ اس پر حملہ آور ہوتا اور اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی بہادری دیکھی تو اس کے متعلق کہا: جس طرح آج اس شخص نے شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھائے ہیں اس طرح ہم میں سے کسی نے بھی نہیں دکھائے!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ) ''خبردار! وہ جہنمی ہے۔''

تو لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: آج میں اس کے ساتھ ہی رہونگا (تاکہ دیکھ سکوں کہ یہ جہنمی کیوں ہے) یہ کہہ کر وہ اس کے ساتھ نکل گیا ۔ وہ جہاں رکتا یہ بھی رک جاتا ۔ اور وہ جہاں تیز چلتا یہ بھی تیز چلنے لگتا ۔ آخر کار وہ شخص شدید زخمی ہو گیا ۔ چنانچہ وہ صبر نہ کر سکا اور اس نے اپنی موت کیلئے جلد بازی کرتے ہوئے تلوار کا قبضہ زمین پر ٹکایا اور تلوار کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھ کر اپنے بدن کا پورا بوجھ اس پر ڈال دیا اور یوں اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا ۔ اس کا یہ انجام دیکھتے ہی تعاقب کرنے والا صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: (أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں.

آپ ﷺ نے پوچھا: بات کیا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے جب یہ فرمایا تھا کہ فلاں آدمی جہنمی ہے تو لوگوں پر یہ بات بڑی گراں گذری تھی ۔ اس پر میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ آج میں اس کا تعاقب کرونگا اور تمھیں بتاؤنگا کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے ۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے نکل گیا یہاں تک کہ جب وہ شدید زخمی ہوا تو اس نے موت کیلئے جلد بازی کی ۔ تلوار کا قبضہ زمین پر ٹکایا اور اس کی نوک اپنے سینے پر رکھ کر اپنے جسم کا پورا وزن اس پر ڈال دیا ۔ اور یوں وہ خودکشی کر کے ہلاک ہو گیا ۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)

''بے شک ایک آدمی بظاہر اہلِ جنت والا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہوتا ہے ۔ اور ایک آدمی بظاہر اہلِ جہنم والا عمل کرتا ہے اور درحقیقت وہ اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے۔'' [بخاری: ۲۸۹۸، مسلم: ۱۱۲]

اس واقعہ سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو پیشین گوئی کی وہ حرف بحرف پوری ہوئی وہاں ہمیں اِس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے ۔ لہذا ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ زندگی اللہ تعالی کی رضا کے مطابق گذرے ، اُس کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اور اُس کی محرمات سے اجتناب کرتے ہوئے ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس ذمہ داری کو پورا کریں جس کیلئے ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ تاکہ جب ہمارا خاتمہ ہو تو اُس وقت اللہ تعالی ہم سے راضی ہو۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حسن خاتمہ نصیب کرے اور برے خاتمہ سے بچائے۔

❺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور دو جماعتوں کے درمیان صلح

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گھر سے باہر لائے، پھر اسے منبر پر لے گئے اور ارشاد فرمایا:

(اِبْنِی هٰذَا سَیِّدٌ ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ)[البخاری: ۳۶۲۹]

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالی اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے۔''

نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی بعینہ پوری ہوئی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فوج ان سے جنگ کرنے پر تیار ہوگئی لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے جس سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کی راہ ہموار ہوگئی۔ [صلح کا یہ پورا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے: حدیث: ۲۷۰۴]

❻ قیصر وکسری کی ہلاکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا هَلَكَ كِسْرٰی فَلاَ كِسْرٰی بَعْدَهُ ، وَإِذَا هَلَكَ قَیْصَرُ فَلاَ قَیْصَرَ بَعْدَهُ ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ)[بخاری: ۳۶۱۸، مسلم: ۲۹۱۸]

''جب کسری (بادشاہِ ایران) ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی اور کسری نہیں آئے گا۔ اور جب قیصر (بادشاہِ روم) ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی اور قیصر نہیں آئے گا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ان دونوں کے خزانے یقیناً اللہ کے راستے میں خرچ کئے جائیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ چنانچہ خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم) کے ادوار میں قیصر وکسری کی سلطنتیں فتح ہوگئیں اور اس کے بعد دوبارہ قائم نہ ہوسکیں۔ اور ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کئے گئے۔

❼ مدعیان نبوت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (......وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ) [البخاری:۳۶۰۹]

’’ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال آئیں گے اور ان میں ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔‘‘

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (.. وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ، لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ)

’’اور میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) آئیں گے۔ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میں انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں۔اس لئے میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔‘‘

[ابوداود:۴۲۵۲،ترمذی:۲۲۱۹۔وصححه الألبانی]

ان دونوں احادیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی اور یہ بھی ہو بہو پوری ہوئی۔ چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کا دعوی کردیا تھا۔[البخاری: ۳۶۲۰، ۳۶۲۱]

پھر ان کے بعد بھی مختلف ادوار میں کئی لوگ اسی طرح نبوت کا جھوٹا دعوی کرتے رہے یہاں تک کہ ہندوستان میں ضلع گورداسپور کے ایک قصبے (قادیان) میں ایک شخص بنام مرزا غلام احمد پیدا ہوا اور اس نے بھی نبوت کا جھوٹا دعوی کیا۔ مدعیان نبوت کے بارے میں مزید تفصیل کیلئے (الإذاعة لما كان وما يكون بين يدي الساعة: ص:۱۲۵۔۱۲۷) میں رجوع کیا جاسکتا ہے۔

❽ منکرین حدیث

حضرت المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(أَلَا إِنِّيْ أُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ، أَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰى أَرِيْكَتِهِ يَقُوْلُ : عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ ، فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوْهُ ، وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ ، أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ ، وَلَا كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السَّبُعِ ...)

’’خبردار! مجھے قرآن مجید دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی۔خبردار! عنقریب ایک آدمی آئے گا جو سیر ہو کر اپنے تکیے کا سہارا لئے ہوئے کہے گا: تم بس اس قرآن پر ہی عمل کرو اور تمہیں اس میں جو حلال ملے اسی کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال سمجھو اور اس میں جس چیز کو حرام کہا گیا ہو صرف اسی کو حرام سمجھو۔ خبردار! تمھارے لئے گھریلو گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے اور نہ ہی کچلیوں والے درندے حلال ہیں..." [ابوداؤد: ۴۶۰۴۔ وصححہ الألبانی]

اور سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

(يُوْشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلٰى أَرِيْكَتِهٖ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِيْ فَيَقُوْلُ : بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، فَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ اِسْتَحْلَلْنَاهُ ، وَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ ، أَلاَ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ) [ابن ماجہ: ۱۲۔ وصححہ الألبانی]

"عنقریب ایک آدمی اپنے تکیے کا سہارا لئے ہوئے میری احادیث میں سے ایک حدیث بیان کرے گا اور پھر کہے گا: ہمارے اور تمھارے درمیان بس کتاب اللہ (قرآن مجید) ہی کافی ہے۔ لہذا ہم جس چیز کو اس میں حلال پائیں گے بس اسی کو حلال سمجھیں گے اور جس چیز کو اس میں حرام پائیں گے بس اسی کو حرام سمجھیں گے۔ خبردار! جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ حرام قرار دیں وہ بھی ایسے ہے جیسے اسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا۔"

ان دونوں احادیث میں نبی کریم ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ کچھ لوگ آئیں گے جو صرف قرآن مجید کو حجت تصور کریں گے۔ اور جس چیز کو قرآن مجید میں حلال یا حرام کہا گیا ہوگا وہ صرف اسی کو حلال یا حرام مانیں گے۔ اور جہاں تک نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کا تعلق ہے تو وہ ان کا انکار کردیں گے اور جس چیز کو ان میں حلال یا حرام قرار دیا گیا ہوگا وہ اسے حلال یا حرام نہیں مانیں گے۔

یہ پیشین گوئی بھی بعینہ پوری ہو چکی ہے اور کئی لوگ جو اہلِ قرآن کے نام سے اب بھی موجود ہیں وہ صرف قرآن مجید کو حجت سمجھتے ہیں اور پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی احادیث مبارکہ کو نا قابلِ حجت تصور کرتے ہیں۔

اور یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ ایک طرف رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی احادیثِ مبارکہ کو یاد کرتے تھے اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باقاعدہ انھیں لکھا بھی کرتے تھے۔ جبکہ دوسری طرف کچھ لوگ انھیں سرے سے حجت ہی نہیں سمجھتے۔ اور کئی لوگ انھیں حجت تو مانتے ہیں لیکن جب ان کے امام کا قول احادیث سے ٹکراتا ہو تو وہ اپنے امام کے قول کو چھوڑنے کی بجائے احادیث کی ناروا تاویلات کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم ﷺ کی احادیث سے کس قدر لگاؤ اور پیار تھا اس کا اندازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک قصہ سے کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ شاید یہ گمان کرتے ہو گے کہ ابو ہریرہ رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ سے بہت احادیث روایت کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالی سے ملاقات کا دن مقرر ہے (اور اگر میں جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہوں تو اللہ تعالی مجھے ضرور سزا دے گا۔) حقیقت یہ ہے کہ میں ایک مسکین آدمی تھا اور تھوڑا بہت کھا پی کر زیادہ تر وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گذارتا تھا جبکہ مہاجرین رضی اللہ عنہم بازاروں میں کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مالوں کی حفاظت میں مشغول رہتے تھے۔[ایک روایت میں ہے کہ انھیں اپنی زمینوں کا کام کاج ہی مشغول رکھتا تھا... چنانچہ جب وہ غائب ہوتے تو میں حاضر ہوتا اور جب وہ بھول جاتے تو میں یاد رکھتا۔]

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَنْ يَّبْسُطْ ثَوْبَهُ فَلَنْ يَّنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّيْ)

''جو شخص اپنی چادر پھیلائے گا وہ مجھ سے سنی ہوئی میری احادیث کو کبھی نہیں بھولے گا۔''

وَفِي رِوَايَةٍ : (أَيُّكُمْ يَبْسُطُ ثَوْبَهُ فَيَأْخُذُ مِنْ حَدِيْثِي هٰذَا ، ثُمَّ يَجْمَعُهُ إِلٰى صَدْرِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي) دوسری روایت میں ہے کہ'' جو شخص اپنی چادر پھیلائے گا ، پھر میری اس حدیث کو سنے گا اور اس کے بعد اسے اپنے سینے سے لگالے گا تو وہ میری احادیث کو کبھی نہیں بھولے گا۔''

چنانچہ میں نے اپنی ایک چادر بچھا دی یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی گفتگو سے فارغ ہو گئے۔ پھر میں نے اسے اپنے سینے سے لگالیا۔اسی لئے میں اس دن کے بعد آج تک کوئی حدیث نہیں بھولا۔[بخاری : ۲۰۴۷ ، ۱۱۸ ، ۲۳۵۰ ، مسلم : ۲۴۹۲]

طلبِ حدیث کیلئے سفر

کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم صرف طلبِ حدیث کیلئے باقاعدہ لمبے لمبے سفر کرتے تھے، اس سلسلے میں ہم یہاں صرف دو واقعات ذکر کر رہے ہیں جبکہ علومِ حدیث کی کتابیں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں :

(۱) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک صحابی کے واسطے سے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث پہنچی جسے خود میں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا تھا۔ لہذا میں نے ایک اونٹ خریدا اور اس پر کجاوا کسنے کے بعد میں اس صحابی کی طرف روانہ ہو گیا جو کہ ملک شام میں مقیم تھے۔ میں مکمل ایک ماہ تک سفر کرتا رہا یہاں تک کہ شام میں پہنچ گیا۔ وہ صحابی عبد اللہ بن اُنیس الأنصاری رضی اللہ عنہ تھے، میں سیدھا ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا: مجھے مظالم (حقوق) کے بارے میں آپ کے واسطے سے ایک حدیث پہنچی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے وہ حدیث براہِ راست نبی کریم ﷺ سے سنی ہے۔ اور مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کہیں حدیث سننے سے پہلے ہی میری موت نہ آجائے یا کہیں آپ انتقال نہ کر جائیں۔

انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

(يُحْشَرُ النَّاسُ غُرْلاً بُهْمًا) قُلْنَا: وَمَا بُهْمٌ؟ قَالَ: (لَيْسَ مَعَهُمْ شَيْءٌ، فَيُنَادِيهِمْ نِدَاءً، يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ: أَنَا الدَّيَّانُ، لاَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَنْ يَدْخُلَ النَّارَ وَأَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ حَتّٰى أَقُصَّهَا مِنْهُ، وَ لاَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَأَحَدٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَطْلُبُهُ بِمَظْلَمَةٍ حَتّٰى أَقُصَّهُ مِنْهُ حَتَّى اللَّطْمَةِ) قُلْنَا: كَيْفَ وَإِنَّمَا نَأْتِي اللّٰهَ عُرَاةً غُرْلاً بُهْمًا؟ قَالَ: (بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ)

''لوگوں کو اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ وہ غیر مختون اور خالی ہاتھ ہونگے (یعنی وہ اس طرح ہونگے جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔) پھر ایک پکارنے والا انھیں پکارے گا اور اس کی آواز دور والا بھی اسی طرح سنے گا جیسا کہ اسے قریب والا سنے گا: آج میں ہی حساب لینے والا ہوں اور کوئی جہنمی اس حال میں جہنم میں داخل نہیں ہوسکتا کہ اہلِ جنت میں سے کسی شخص کا اس پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے بدلہ لے لوں۔ اور کوئی جنتی اس حال میں جنت میں داخل نہیں ہوسکتا کہ اہلِ جہنم میں سے کسی شخص کا اس پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے بدلہ لے لوں حتی کہ ایک تھپڑ کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: بدلہ کیسے لیا جائے گا جبکہ ہم تو اس دن ننگے بدن، غیر مختون اور خالی ہاتھ ہو نگے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدلہ نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ لیا جائے گا۔''

[البخاری فی الأدب المفرد، احمد، الطبرانی، البیهقی]

(۲) حضرت ابو ایوب الأنصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ کی طرف محض اس لئے سفر کیا کہ وہ ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کرنا چاہتے تھے جسے رسول اللہ ﷺ سے سننے والوں میں ان کے علاوہ کوئی اور صحابی موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ مدینہ منورہ سے سیدھے امیرِ مصر حضرت مسلمہ بن مخلد الأنصاری رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچے۔ حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ اس وقت سو رہے تھے۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: انھیں جگا دو۔ ان کے گھر والوں نے کہا: نہیں، ابھی نہیں جگاتے یہاں تک کہ وہ خود بیدار ہوں۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، میں انتظار نہیں کرسکتا۔ تب انھوں نے انھیں بیدار کر دیا۔ چنانچہ وہ اٹھے اور اپنے مہمان کو خوش آمدید کہا اور ان سے کہا: اپنا سامان وغیرہ اپنی سواری سے اتار دو اور آرام کرو۔ انھوں نے کہا: نہیں یہاں تک کہ آپ حضرت عقبہ بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامر الجہنی رضی اللہ عنہ کو بلوائیں جن سے مجھے ایک ضروری کام ہے۔ چنانچہ انھیں بلوا لیا گیا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے مومن کے عیبوں پر پردہ پوشی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنی تھی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد خود سنا کہ

(مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى كُرْبَتِهِ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

”جس شخص نے دنیا میں کسی مومن کے عیب پر پردہ ڈالا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس (کے عیبوں) پر پردہ ڈال دے گا۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے خود سنی تھی کہ (مَنْ وَجَدَ مُسْلِمًا عَلٰى عَوْرَةٍ فَسَتَرَهُ، فَكَأَنَّمَا أَحْيَا مَوْؤُدَةً مِنْ قَبْرِهَا)

”جس شخص نے کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھا، پھر اس پر پردہ ڈال دیا تو اس نے گویا کہ زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو اس کی قبر سے دوبارہ زندہ کیا۔“

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں یہ حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی تھی۔

اس کے بعد حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اپنی سواری کی طرف بڑھے اور اس پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ [الحمیدی : ۳۸۹/۱ ، احمد : ۶۱۳/۲۸ ، ۶۵۶۔ السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي : ۷۳ ، تدريب الراوي : ۸۶/۲]

کتابتِ حدیث کا اہتمام

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو بھی سنتا اسے یاد رکھنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا۔ تو قریش نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا: تم رسول اللہ ﷺ کی ہر بات نہ لکھا کرو کیونکہ آپ ﷺ ایک انسان ہیں اور کبھی خوشی میں اور کبھی غصے میں گفتگو فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی احادیث کو لکھنا بند کر دیا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: (اُكْتُبْ! فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ)

”تم لکھا کرو کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس (منہ) سے حق کے سوا کبھی کوئی اور بات نہیں نکلی۔“ [ابو داود: ۳۶۴۶۔ وصححه الألبانی]

یہ ہے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو سننے، یاد کرنے اور لکھنے کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوق۔ تو اس شخص سے بڑا بدنصیب کون ہو سکتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرزِ عمل کو چھوڑ کر بلکہ نبی کریم ﷺ کے فرامین اور حتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ خود قرآن مجید کی آیات کو نظر انداز کر کے صرف کتاب اللہ کو حجت سمجھے اور پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کو درخورِ اعتناء نہ سمجھے!

احادیثِ رسول ﷺ کو یاد کرنے اور انھیں آگے پہنچانے والے شخص کو رسول اللہ ﷺ نے یوں بشارت سنائی:

(نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً ا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ، وَحَفِظَهَا ، وَبَلَّغَهَا ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ)[ترمذی: ۲۶۵۸، ابن ماجہ: ۲۳۰ ۔ وصححه الألبانی]

''اللہ تعالیٰ اس شخص کا چہرہ تروتازہ اور حسین وجمیل کر دے جس نے میری بات سنی پھر اسے ذہن نشین کر لیا اور اسے اچھی طرح حفظ کر کے آگے پہنچایا۔ کیونکہ بسا اوقات ایک شخص ایک مسئلے کو سمجھتا ہے اور اسے اس شخص تک پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ سمجھ دار ہوتا ہے۔''

دوسری روایت میں فرمایا: (نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً ا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ) [ترمذی: ۲۶۵۷۔ وصححه الألبانی]

''اللہ تعالیٰ اس شخص کا چہرہ تروتازہ اور حسین وجمیل کر دے جس نے ہم سے کوئی بات سنی، پھر اسے اسی طرح آگے پہنچایا جیسا کہ اس نے ہم سے اسے سنا تھا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس شخص کو حدیث پہنچائی جائے گی وہ سننے والے سے زیادہ اسے ذہن نشین کرنے والا اور زیادہ سمجھ دار ہو۔''

لہذا رسول اللہ ﷺ کی اس دعا اور بشارت کے حصول کی خاطر احادیثِ مبارکہ کو سننا، پڑھنا اور انھیں یاد کر کے آگے پہنچانا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

برادران اسلام! رسول اکرم ﷺ کی بعض متفرق پیشین گوئیوں کا تذکرہ سننے کے بعد آیئے اب آنحضور ﷺ کی بعض وہ پیشین گوئیاں بھی سماعت کر لیجئے جن کا تعلق لوگوں کے بعض اعمال سے ہے اور ان میں سے اکثر وبیشتر اعمال ہمارے معاشرے میں بالکل اُسی طرح موجود ہیں جیسا کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی۔

بعض اعمال کے متعلق پیشین گوئیاں

① یہ امت یہود ونصاری کے طور طریقوں کی پیروی کرے گی

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ ، حَتّٰى لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ) قُلْنَا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ؟ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ : (فَمَنْ ؟)

''تم یقیناً اپنے سے پہلے لوگوں کی ہو بہو پیروی کرو گے جیسا کہ ایک بالشت دوسری بالشت کے اور ایک بازو دوسرے بازو کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہونگے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہود ونصاری کی پیروی کریں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو اور کس کی؟'' [بخاری: ۳۴۵۶، ۷۳۲۰، مسلم: ۲۶۶۹]

رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی بالکل لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ آج مسلمانوں کی اکثریت یہود ونصاری کے طور طریقوں کو اپنائے ہوئے ہے، عقائد میں بھی اور اعمال میں بھی۔ رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا، ظاہری وضع قطع، خاندانی تعلقات، مالی معاملات... الغرض یہ کہ طرز بود و باش وہی ہے جو یہود ونصاری کا ہے۔ بقول علامہ اقبال:

وضع میں تم ہو نصاری تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہاں ہم یہود ونصاری کے طور طریقوں کی پیروی کی خاص طور پر تین مثالیں ذکر کر رہے ہیں:

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں بار بار یوں ارشاد فرماتے: (لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)

''یہود ونصاری پر اللہ تعالی کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔'' [بخاری: ۳۴۵۳، ۳۴۵۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس سے آپ ﷺ کا مقصود اپنی امت کو ڈرانا تھا کہ وہ بھی یہود ونصاری کے نقشِ قدم پہ چلتے ہوئے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنائیں۔ اور جب ایک نبی کی قبر کو سجدہ گاہ بنانا حرام ہے تو یقیناً نبی سے کم تر کسی اور انسان کی قبر کو سجدہ بنانا بھی بالأولی حرام ہے .... لیکن آج امتِ محمدیہ میں بصد افسوس کتنے ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اپنے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا رکھا ہے والعیاذ باللہ۔ تو کیا یہ یہود ونصاری کے طور طریقوں کی پیروی نہیں؟

(۲) اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ [التوبۃ:۳۱]

''انھوں (یہود ونصاری) نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا۔''

یہود ونصاری نے اپنے علماء ومشائخ کو کس طرح اپنا رب بنا لیا تھا؟ اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یَا عَدِیُّ ! اِطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَن) ''اے عدی! اس بت کو اتار پھینکو۔'' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو سورت براءت کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

﴿ اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

آپ ﷺ نے فرمایا: (أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ، وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ ، وَإِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ) [ترمذی: ۳۰۹۵۔ وصححه الألبانی]

''خبردار! وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ وہ جب کسی چیز کو حلال قرار دیتے تو یہ اسے حلال تصور کر لیتے اور وہ جب کسی چیز کو حرام کہتے تو یہ اسے حرام مان لیتے۔''

گویا یہود ونصاری کا علماء اور درویشوں کو اپنا رب بنانے کا معنی یہ ہے کہ انھوں نے ان کو حلت وحرمت کے اختیارات دے رکھے تھے حالانکہ یہ اختیارات صرف اللہ تعالی کے پاس ہیں۔

اور آج مسلمانوں میں سے بھی بہت سارے لوگوں نے اپنے مولویوں اور پیروں فقیروں کو یہی اختیارات دے رکھے ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے عین مطابق ہے۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِي مَا أَتٰى عَلٰى بَنِي إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ ، حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰى أُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ، وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً ، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً ، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً) قَالُوْا : وَمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : (مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي) [ترمذی: ۲۶۴۱۔ وصححه الألبانی]

”میری امت میں بھی ویسی ہی صورتحال پیدا ہو جائے گی جیسی بنی اسرائیل کی تھی۔ اور میری امت کی ان کے ساتھ مشابہت اتنی زیادہ ہوگی جتنی ایک جوتے کے جوڑے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی شخص اپنی ماں سے علی الاعلان بدکاری کرے گا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ضرور آئے گا۔ اور بنو اسرائیل کے لوگ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے جبکہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: نجات پانے والی ایک جماعت کونسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس منہج پر میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اسی منہج پر چلنے والی جماعت جہنم سے نجات پائے گی۔“

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امت کے افتراق کے بارے میں جو پیشین گوئی فرمائی ہے وہ پوری ہو چکی ہے اور فرقہ بندی میں امت مسلمہ بنو اسرائیل سے بھی آگے بڑھ گئی ہے۔ ان کے بہتر فرقے تھے جبکہ اس امت کے تہتر ہیں۔

④ یہ امت فخر وتکبر اور بغض وحسد کی بیماری میں مبتلا ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(سَيُصِيْبُ أُمَّتِي دَاءُ الْأُمَمِ) فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَا دَاءُ الْأُمَمِ ؟ قَالَ : (اَلْأَشَرُ وَالْبَطَرُ ، وَالتَّكَاثُرُ ، وَالتَّنَافُسُ فِي الدُّنْيَا ، وَالتَّبَاغُضُ ، وَالتَّحَاسُدُ حَتّٰى يَكُوْنَ الْبَغْيُ)

”میری امت عنقریب داء الأمم میں مبتلا ہوگی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! داء الأمم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فخر وتکبر کرنا، مال ودولت وغیرہ زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا، دنیا کے حصول کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا، ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور ایک دوسرے سے اس قدر حسد کرنا کہ نوبت ظلم تک جا پہنچے۔“ [رواه الحاكم : وصححه الألباني في الصحيحة : ٦٨٠ وصحيح الجامع : ٣٦٥٨]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جن امراض کے بارے میں پیش گوئی فرمائی وہ سب کی سب آج مسلم معاشرے میں بصد افسوس موجود ہیں۔ فخر وتکبر بھی پایا جاتا ہے، مال ودولت کے حصول کیلئے مسلمانوں کے مابین دوڑ لگی ہوئی ہے۔ اسی طرح ان کے مابین پیار ومحبت کے بجائے ایک دوسرے سے بغض پایا جاتا ہے اور حسد اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر زیادہ ہے کہ لوگ اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم کرنے سے بھی نہیں چوکتے ۔ لہذا ہمیں اپنے ان افسوسناک رویوں کی اصلاح کرنی چاہیے اور اِن بری خصلتوں کو چھوڑ کر ان کی جگہ اچھی اور نیک خصلتوں کو اختیار کرنا چاہیے۔

③ امت مسلمہ کی زبوں حالی کے بارے میں پیش گوئی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعىٰ عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا ، فَقَالَ قَائِلٌ : وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ : بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ ، قَالُوا : وَمَا الْوَهْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ))

”قریب ہے کہ تم پر امتیں ٹوٹ پڑیں گی جیسا کہ بہت سارے کھانے والے ایک پیالے (یا بادیہ) پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس دن قلیل تعداد میں ہونگے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اس دن کثیر تعداد میں ہو گے لیکن تمھاری حیثیت ایسے ہوگی جیسے سیلاب کے پانی میں تیرنے والے تنکوں کی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالی تمھارے دشمنوں کے سینوں سے تمھارا رعب ودبدبہ نکال لیں گے اور تمھارے دلوں میں اللہ تعالی (الوھن) ڈال دیں گے ۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے گذارش کی : اے اللہ کے رسول ! (الوھن) کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت ۔“

[ابو داؤد : ٤٢٩٧ ـ وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داؤد ، والصحيحة : ٩٥٦]

اس حدیثِ مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے مستقبل میں امت مسلمہ کی کمزوری اورزبوں حالی کی پیشین گوئی فرمائی ہے اور یہ کہ مختلف قومیں اس پر ٹوٹ پڑیں گی اوراس کی حیثیت سیلابی پانی میں تیرنے والے تنکوں کی طرح ہوگی اوراس کے مخالفین کے دلوں سے اس کا رعب ودبدبہ نکل جائے گا ...اور اس کا سبب بھی بیان فرما دیا کہ مسلمانوں کے دلوں میں دنیا سے شدید محبت اور موت سے انتہائی نفرت پیدا ہو جائے گی ۔ یہ وہ چیز ہے جو بعینہ اس دور کے مسلمانوں میں موجود ہے اور اسی وجہ سے ان پر ذلت وخواری کے بادل چھائے ہوئے ہیں ، ان کا خون جس کی حرمت اللہ تعالی کے نزدیک خانہ کعبہ کی حرمت سے بھی زیادہ ہے اس قدر ارزاں ہے کہ پانی کی طرح بہہ رہا ہے ۔ اورظلم وستم کی ہر بجلی بے چارے مسلمانوں پر ہی آ کر گرتی ہے۔ اس پر اگر کوئی شخص آوازِ احتجاج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند کرتا ہے تو اسے دہشتگردوں کا ساتھی قرار دے کر یا تو اس کا گلا ہمیشہ کیلئے گھونٹ دیا جاتا ہے۔ یا پھر بغیر مقدمہ چلائے اسے ہمیشہ کیلئے پابندِ سلاسل کر دیا جاتا ہے۔ اور انسانی حقوق کا واویلا کرنے والے اسے بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم کر دیتے ہیں، نہ اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے احتجاج پر کوئی کان دھرتا ہے اور نہ اس کے کسی جائز مطالبہ پر کسی کے کانوں پر جوں رینگتی ہے۔

④ مساجد کی آبادکاری کے بجائے ان کو مزین کرنے میں ایک دوسرے پر فخر کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ)[ابوداؤد:۴۴۹۔ وصححہ الألبانی]

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ مساجد بنانے اور انھیں مزین کرنے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔''

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ)''مجھے مساجد کو مزین کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔''

قَالَ ابْنُ عَبَّاس : (لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى)[ابوداؤد:۴۴۸۔ وصححہ الألبانی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مساجد کو ضرور بالضرور مزین کرو گے جیسا کہ یہود ونصاری نے کیا۔

اور رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی بعینہ پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ بہت سارے مسلمان عالیشان مساجد کی تعمیر اور ان کی خوب تزیین وآرائش پر گراں قدر سرمایہ تو خرچ کر رہے ہیں لیکن انھیں آباد کرنے پر توجہ نہیں دے رہے۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔ اور جو پڑھتے ہیں ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو مساجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی بجائے جہاں ان کا جی چاہتا ہے پڑھ لیتے ہیں۔ جبکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ)[ابن ماجہ : ۷۹۳ ۔ وصححہ الألبانی]

''جو شخص اذان سن لے پھر مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز نہیں ہوتی سوائے اُس کے جس کے پاس عذر ہو۔''

⑤ حلال وحرام کی تمیز ختم ہو جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ ، أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنْ حَرَامٍ)

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ جس میں کسی شخص کو اس کی پروا نہیں ہوگی کہ اس نے مال کیسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کیا، حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے۔'' [البخاری: ۲۰۵۹، ۲۰۸۳]

اور یہ پیشین گوئی بھی بعینہ پوری ہو چکی ہے کہ اس دور میں بہت سارے لوگوں نے زیادہ سے زیادہ مال ودولت کو جمع کرنا اپنا مقصدِ حیات بنالیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ان کے نزدیک حلال وحرام کے درمیان تمیز کرنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بس مال حاصل ہونا چاہئے خواہ جائز طریقے سے ہو یا ناجائز طریقے سے۔ رشوت اس قدر عام ہو چکی ہے کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی رشوت دیئے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ سودی کاروبار مختلف ناموں سے جاری ہے اور سیونگ سرٹیفکیٹ یا پرائز بانڈز کے نام پر جُوا بھی کھلے عام ہو رہا ہے۔ دھوکہ، فراڈ، خیانت، چوری اور ڈاکہ زنی وغیرہ یہ ایسے طریقے ہیں جو ناجائز طور پر مال کمانے کے ہیں اور بصد افسوس مسلمانوں میں بکثرت موجود ہیں۔

⑥ بدکاری، ریشم کا لباس، منشیات کا استعمال اور آلات موسیقی

حضرت ابو عامر۔ یا ابو مالک۔ الأشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ ، وَالْحَرِيرَ ، وَالْخَمْرَ ، وَالْمَعَازِفَ)

''میری امت میں ایسے لوگ یقیناً آئیں گے جو زنا، ریشم کا لباس، شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال تصور کر لیں گے۔'' [البخاری۔ الأشربة باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه: ۵۵۹۰]

اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جن اعمال کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی ہے وہ بھی امت مسلمہ میں نہ صرف موجود ہیں بلکہ کئی مسلمان انھیں حلال بھی تصور کرتے ہیں حالانکہ شریعت میں ان کی حرمت کے واضح دلائل موجود ہیں۔ کئی اسلامی ملکوں میں بدکاری کے اڈے کھولنے کیلئے باقاعدہ لائسنس جاری کر کے یہ پیشہ اپنانے والی خواتین کو قانونی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ ریشمی لباس جو اس امت کے مردوں پر حرام کیا گیا ہے اسے کئی لوگ سرِ عام پہنتے ہیں جبکہ رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق اِس امت کے مردوں پر ریشم حرام ہے۔

اور شراب کی بوتلیں مختلف ناموں سے بازاروں اور مارکیٹوں میں عام ملتی ہیں اور سرکاری سرپرستی میں شراب وکباب، رقص وسرور اور ناچ گانوں کی محفلیں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔ یاد رہے کہ (الخمر) سے مراد صرف شراب ہی نہیں بلکہ اس میں تمام نشہ آور چیزیں شامل ہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(كل مسكر خمر وكل مسكر حرام ، ومن شرب الخمر في الدنيا فمات وهو يدمنها لم يتب لم يشربها في الآخرة) [مسلم: ۲۰۰۳]

''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور جو شخص دنیا میں شراب نوشی کرتا رہے اور بغیر توبہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مر جائے تو وہ آخرت میں (جنت کی) شراب سے محروم ہو جائے گا۔"

اور جہاں تک گانوں کا تعلق ہے تو یہ تو ایک ایسی چیز ہے کہ جسے نہ صرف گناہ نہیں سمجھتا بلکہ کئی "روشن خیال" لوگوں نے اس کے جواز کے فتوے بھی جاری کر دیئے ہیں۔ اور اسی لئے اب لوگ اسے دل بہلانے اور فارغ اوقات کو مشغول کرنے کا بہترین ذریعہ تصور کرتے ہیں حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے ایک اور پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آلاتِ موسیقی پھیل جائیں گے، گانے عام ہو جائیں گے اور شراب نوشی کو حلال تصور کر لیا جائے گا تو اُس وقت اللہ کا سخت عذاب نازل ہو گا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَمَسْخٌ ، قِيْلَ : وَمَتٰى ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَازِفُ وَالْقَيْنَاتُ وَاسْتُحِلَّتِ الْخَمْرُ) [صحيح الجامع للألباني:٣٦٦٥]

"آخری زمانے میں لوگوں کو زمین میں دھنسایا جائے گا، ان پر پتھروں کی بارش کی جائے گی اور ان کی شکلیں مسخ کی جائیں گی۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایسا کب ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب آلاتِ موسیقی پھیل جائیں گے، گانے والیاں عام ہو جائیں گی اور شراب کو حلال سمجھ لیا جائے گا۔"

⑦ خلوت میں محرمات کا ارتکاب نیکیوں کیلئے تباہ کن

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالَ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيْضًا ، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُوْرًا ، قَالَ ثَوْبَانُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! صِفْهُمْ لَنَا ، جَلِّهِمْ لَنَا ، أَنْ لَّا نَكُوْنَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ ؟ قَالَ : أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُم ، وَيَأْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُوْنَ ، وَلٰكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوْهَا)

"میں یقیناً اپنی امت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے روز ایسی نیکیاں لے کر آئیں گے جو تہامہ کے پہاڑوں کی مانند روشن ہونگی لیکن اللہ تعالیٰ ان کی ان نیکیوں کو ہوا میں اڑتے ہوئے چھوٹے چھوٹے ذرات کی مانند اڑا دے گا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان لوگوں کے بارے میں وضاحت کر دیجئے اور ان کے بارے میں کھل کر بیان کر دیجئے تاکہ ہم لاعلمی میں ایسے لوگوں میں شامل نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! وہ تمہارے بھائی اور تمہاری قوم سے ہی ہونگے۔ اور وہ رات کو اسی طرح قیام کریں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ تم کرتے ہو لیکن وہ ایسے لوگ ہونگے کہ جب خلوت میں انھیں اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزیں ملیں گی تو وہ ان سے اپنا دامن نہیں بچائیں گے۔"

[ابن ماجه : ٤٢٤٥ ـ وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه والصحيحة : ٥٠٥]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ اس امت میں کئی لوگ ایسے آئیں گے جو بڑے بڑے نیک اعمال کریں گے اور تہجد گذار بھی ہونگے لیکن جب وہ خلوت میں جائیں گے تو وہاں اللہ کی طرف سے حرام قرار دیئے گئے کاموں کا ارتکاب کریں گے۔ اور جب یہ لوگ روزِ قیامت اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہونگے تو وہ ان کی بڑی بڑی نیکیوں کو ان کے بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے ضائع کر دے گا جنہیں وہ خلوت میں کیا کرتے تھے۔ اس لئے ہم سب کو ظاہر و باطن میں، جلوت اور خلوت میں اللہ تعالی سے ڈرنا چاہئے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

اللہ تعالی ہم سب کو تمام محرمات سے پرہیز کرنے کی توفیق دے اور اپنا حقیقی خوف نصیب فرمائے. آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں خواتین کا مقام اور پردہ

اہم عناصرِ خطبہ:

① خاتونِ جاہلیت اور خاتونِ اسلام ...ایک مقارنہ
② عبادات کے اجر وثواب میں مرد وعورت دونوں یکساں ہیں
③ عورت کی فطری کمزوریوں میں بعض رخصتیں
④ عورت کے تحفظ کیلئے اسلام کے چند مخصوص احکام:
☆ گھروں میں استقرار ☆ مردوزن کا اختلاط حرام
☆ بے پردگی حرام ☆ پردہ کی فرضیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

پہلا خطبہ

برادران اسلام ! ایک عرصہ سے مغربی ذرائع ابلاغ اور مغرب زدہ افراد اور تنظیموں کی طرف سے مسلسل یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ اسلام نے عورت کو کچھ نہیں دیا اور اسے اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیا ہے حالانکہ یہ محض ایک جھوٹ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ۔ کیونکہ عورت کو جو مقام اسلام نے دیا ہے وہ اسے کسی دوسرے مذہب سے نہیں ملا۔ تو آیئے ان کے اس جھوٹے دعوے کا جائزہ لیں اور سب سے پہلے جاہلیت کے زمانے کی عورت اور خاتونِ اسلام کے درمیان موازنہ کر لیں تا کہ یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو جائے کہ پہلے زمانے میں عورت کتنی حقیر سمجھی جاتی تھی اور اسلام نے اسے کتنا بلند مقام عطا کیا۔

❶ جاہلیت میں لڑکی کا وجود عار تصور کیا جاتا اور اسے زندہ در گور کر دیا جاتا

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ☆ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ أَيُمْسِكُهُ عَلٰى هُوْنٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ [النحل: ۵۸۔۵۹]

’’ اور ان میں سے کسی کو جب لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے۔ جو بری خبر اسے دی گئی ہے اس کی وجہ سے لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورسوائی کے باوجود اپنے پاس رکھے یا اسے مٹی میں دبا دے۔آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالی نے زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی حالت کو بیان فرمایا ہے کہ ان میں سے کسی شخص کو جب اس کے گھر میں بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی تو اس کا چہرہ کالا سیاہ ہو جاتا اور وہ مارے شرم کے لوگوں سے چھپتا پھرتا اور غم میں نڈھال ہو کر سوچتا رہتا کہ اب اس لڑکی کے وجود کو ذلت ورسوائی کے ساتھ برداشت کرلے یا اسے زندہ درگور کردے!

امام بغوی کہتے ہیں:

''عرب میں یہ رواج عام تھا کہ جب کسی کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی اور وہ اسے زندہ باقی رکھنا چاہتا تو اسے اونی جبہ پہنا کر اونٹوں اور بکریوں کو چرانے کیلئے دور دراز بھیج دیتا۔اور اگر اسے مارنا چاہتا تو وہ جب چھ سال کی ہو جاتی تو وہ پہلے کسی جنگل میں جا کر ایک گڑھا کھودتا، پھر گھر آ کر اپنی بیوی سے کہتا کہ اسے خوب اچھا لباس پہنا دو تا کہ وہ اسے اس کے ننھیال (یا اس کے دادا دادی) سے ملا لائے۔پھر جب اس گڑھے تک پہنچتا تو اسے کہتا: اس گڑھے کے اندر دیکھو۔چنانچہ وہ اسے دیکھنے کیلئے جھکتی تو یہ اسے پیچھے سے دھکا دے دیتا، وہ اس میں گر جاتی اور یہ اس کے اوپر مٹی ڈال دیتا۔''[معالم التنزیل: ج ۵ ص ۲۵]

یہ تھا زمانۂ جاہلیت میں کسی عورت کا مقام کہ اس کا وجود ہی عار تصور کیا جاتا اور اسے زندہ درگور کردیا جاتا۔ جبکہ اسلام نے گھر میں بیٹی کی پیدائش کو باعثِ برکت قرار دیا اور اسے زندہ درگور کرنا حرام کردیا۔رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ)

''اللہ تعالی نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کردیا ہے۔''[البخاری ۔الإستقراض باب ما ينهى عن إضاعة المال : ۲۴۰۸ ، مسلم :الأقضية باب النهي عن كثرة المسائل : ۱۷۱۵]

اور آپ ﷺ نے بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)

''جس شخص کو اِن بیٹیوں کی وجہ سے کسی طرح آزمائش میں ڈالا جاتا ہے پھر وہ ان سے اچھائی کرتا ہے تو یہ اس کیلئے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔''[البخاری ۔ الزكاة باب اتقوا النار ولو بشق تمرة : ۱۴۱۸ ۔ واللفظ له ، مسلم ۔ البر والصلة باب فضل الإحسان إلى البنات ۔ ۲۶۲۹]

اس حدیث میں ''اچھائی'' سے مراد ہر قسم کی اچھائی ہے۔یعنی اس کی پرورش اچھی طرح سے کرے، اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اچھا سلوک کرے اور اس کی تعلیم وتربیت کا اہتمام اچھے انداز سے کرے۔ پھر جب وہ جوان ہو جائے تو اس کی شادی کیلئے ایک اچھے اور پابندِ اسلام خاوند کا انتخاب کرے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ) وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

''جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ اور میں قیامت کے دن ایسے ہوں گے جیسے میری یہ انگلیاں ہیں۔'' [مسلم۔۲۶۳۱]

اور سنن ترمذی وغیرہ میں اس روایت کے الفاظ یوں ہیں:

(مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ) وَأَشَارَ بِأُصْبَعَيْهِ.

''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی وہ اور میں جنت میں ایسے داخل ہونگے جیسے میری یہ دو انگلیاں ہیں۔''

[الترمذی ۔ البر والصلة باب ما جاء فی النفقة علی البنات ۔ ۱۹۱٤ ، وهو فی الصحیحة ۔ ۲۹۷، وفی صحیح الترمذی للألبانی ۔ج ۲ ص ۱۷۹]

برادرانِ اسلام! عورت اگر ماں ہو تو اسلام نے اس کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی ترغیب دی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اپنے حق کے بعد سب سے پہلے ماں باپ کا حق بیان کیا ہے، پھر دوسروں کے حقوق کا تذکرہ کیا ہے۔ اور بار بار والدین سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین کی ہے اور انھیں جھڑکنے حتی کہ اف تک کہنے سے منع فرمایا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ سے جب ایک شخص نے سوال کیا کہ لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری ماں۔ اس نے کہا: پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری ماں۔ اس نے کہا: پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری ماں۔ اس نے کہا: پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارا باپ۔'' [البخاری ۔ الأدب باب من أحق الناس بحسن الصحبة : ۵۹۷۱ ، مسلم : ۲۵٤۸]

اس کے علاوہ اور کئی احادیث کتبِ حدیث میں موجود ہیں جن میں خصوصا ماں کا حق نمایاں کرکے بیان کیا گیا ہے۔

اور عورت اگر بیوی ہو تو اسلام نے اس کے حقوق کی بھی پاسداری کی ہے۔ مثلا:

① نکاح کیلئے اس سے اجازت طلب کی جائے

رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: (لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کسی بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے مشورہ نہ کر لیا جائے۔ اور کسی کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی خاموشی اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔'' [البخاری ۔ النکاح باب لا ینکح الأب وغیرہ ... ۵۱۳۶]

④ اسے اس کا مہر ادا کیا جائے

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ [النساء:۴]

''اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دو۔''

③ اسے نان ونفقہ مہیا کیا جائے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدانِ عرفات میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

(فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَّا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ .....وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ)

[مسلم ۔ الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۱۲۱۸]

''تم عورتوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی امان کے ساتھ لیا ہے اور انھیں اللہ کے کلمہ کے ذریعہ اپنے لئے حلال کیا ہے۔ اور تمھارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جنھیں تم ناپسند کرو ......اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انھیں معروف طریقے کے مطابق کھانا اور لباس مہیا کرو۔''

④ اس کے ساتھ معروف طریقے کے مطابق بودوباش رکھی جائے

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ [النساء:۱۹]

اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو۔ گوتم انھیں ناپسند کرو لیکن عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالی اس میں بہت سی بھلائی کر دے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: (خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي)

''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے بہتر ہو۔ اور میں تم سب کی نسبت اپنے اہل کیلئے زیادہ بہتر ہوں۔'' [الترمذی ۔ المناقب باب فضل أزواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۳۸۹۵ ، ابن ماجه ۔ ۱۹۷۷ ، ابن حبان ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۱۷۷ وھو فی صحیح الجامع ـ ۳۳۱۴ والصحیحۃ ـ ۲۸۵]

⑤ بیوی کا حق بھی خاوند کے حق کی طرح ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ [البقرۃ: ۲۲۸]

''اور معروف طریقے کے مطابق عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں۔ ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔''

⑥ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان میں عدل وانصاف کیا جائے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا﴾ [النساء: ۳]

''لیکن اگر تمھیں یہ خوف ہو کہ تم ان میں عدل وانصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے یا تمھاری ملکیت کی لونڈی۔ یہ اس اعتبار سے زیادہ مناسب ہے کہ تم بے انصافی کے مرتکب نہیں ہو گے۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَىٰ إِحْدَاهُمَا ، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ)

''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک ہی کی طرف مائل ہوا (اور دوسری کو نظر انداز کر دیا) تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ ساقط ہو گا۔''

[ابوداؤد ـ النکاح باب فی القسم بین النساء ـ ۲۱۳۳ ، ترمذی ـ النکاح باب ما جاء فی التسویۃ بین الضرائر ـ ۱۱۴۱، صححہ الألبانی فی صحیح ابی داؤد ج ۲ ص ۴۰۰]

⑦ موت کے بعد بھی بیوی سے وفا کی جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے کسی پر بھی اتنی غیرت نہیں آئی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی حالانکہ میں نے انھیں نہیں دیکھا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ اکثر وبیشتر اس کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ اور بعض اوقات بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے کچھ ٹکڑے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں بھی بھیجا کرتے۔ اس پر میں کبھی کبھی یہ بھی کہہ دیتی کہ شاید دنیا میں اور کوئی عورت ہی نہیں ہے سوائے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے! تو آپ ﷺ ان کے فضائل ذکر کرتے اور فرماتے:

''میری اولاد بھی اسی سے ہوئی ہے۔'' [البخاری ـ مناقب الأنصار باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفضلها ۔ ۳۸۱۸، مسلم ۔ ۲۴۳۷]

برادران اسلام ! بیٹی ، ماں اور بیوی کے حقوق کے متعلق قرآن وحدیث کی جو نصوص ہم نے ذکر کی ہیں ایک طرف انھیں سامنے رکھیں اور دوسری جانب زمانۂ جاہلیت کی عورت کی حالت کو بھی مد نظر رکھیں تو اس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ اسلام نے عورت کو معاشرے میں کتنا بڑا مقام دیا ہے اور اس کی کس طرح سے تکریم اور عزت افزائی کی ہے!

❷ زمانۂ جاہلیت کی عورت وراثت سے محروم تھی

زمانۂ جاہلیت میں لوگ صرف مردوں کو وراثت کا حقدار سمجھتے تھے اور عورتوں اور بچوں کو اس سے محروم رکھا جاتا تھا۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَلِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴾[النساء: ۷]

” والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا حصہ ہوتا ہے ۔ اور والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں عورتوں کا بھی حصہ ہوتا ہے چاہے مال تھوڑا ہو یا زیادہ ۔ اور یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں ۔“

چنانچہ اسلام نے عورت کو بھی وراثت کا حقدار قرار دیا اور اسے اس سے محروم نہیں کیا۔ ترکہ میں عورت کو کتنا حصہ دیا گیا ہے اس کی تفصیل سورۃ النساء کے دوسرے رکوع میں موجود ہے ۔

❸ باپ کی بیوی کو اس کی موت کے بعد حلال سمجھا جاتا تھا

زمانۂ جاہلیت میں ایک بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی (اپنی سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیتا تھا جبکہ اسلام نے اسے حرام کر دیا اور اسے بدکاری ،غضب کا موجب اور بدترین شیوہ قرار دیا۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں : ﴿ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَاءَ سَبِيْلًا ﴾[النساء :۲۲]

” اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمھارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو گذر چکا ہے ۔ یہ بے حیائی کا کام ،بغض کا سبب اور بڑی بری راہ ہے ۔“ تو یہ بھی اسلام میں عورت کی تکریم کی ایک واضح دلیل ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ دو بہنوں سے بیک وقت نکاح

زمانۂ جاہلیت میں دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا درست تھا جبکہ اسلام نے اسے حرام قرار دے دیا۔
اللہ تعالی فرماتے ہیں:
﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ ....وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ﴾[النساء:۲۳]
''تم پر حرام کردی گئی ہیں تمھاری مائیں ...اور دو بہنوں کو (ایک شخص کے نکاح میں) جمع کرنا بھی حرام ہے الا یہ کہ جو (عہدِ جاہلیت میں) گذر چکا۔''

⑤ ایامِ حیض میں عورت کو الگ تھلگ کر دیا جاتا

زمانۂ جاہلیت میں عورت کے مخصوص ایام شروع ہوتے تو اسے بالکل الگ تھلگ کر دیا جاتا، اس کا خاوند نہ اس کے ساتھ کھاتا اور نہ اسے اپنے بستر پر آنے دیتا جبکہ اسلام نے عورت کے ساتھ اس ناروا سلوک کو ناجائز قرار دیا۔ رسول اکرم ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مخصوص ایام میں ان کے ساتھ کھاتے پیتے، ان سے خدمت لیتے اور ان کے ساتھ آرام فرماتے۔ صرف ایک چیز جسے اسلام نے ان ایام میں حرام قرار دیا وہ ہے بیوی سے صحبت۔ اس کے علاوہ باقی تمام معاملات کو جائز قرار دیا گیا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جب حیض کی حالت میں ہوتیں تو آپ ﷺ تہ بند سے اوپر ان سے مقاربت کرتے تھے۔ [مسلم۔۲۹۴]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں ایک برتن سے پانی پیتی، پھر میں وہی (بچا ہوا) پانی آپ ﷺ کو دیتی تو آپ بھی برتن کی اسی جگہ پر منہ رکھ کر پانی پیتے جہاں سے میں نے پانی پیا ہوتا۔ اور میں حیض ہی کی حالت میں کھانے کے دوران اپنے دانتوں کے ساتھ ایک ہڈی سے کچھ گوشت توڑتی، پھر وہی ہڈی آپ ﷺ کو پیش کرتی تو آپ بھی اسی جگہ پر منہ رکھ کر گوشت توڑتے جہاں سے میں نے توڑا ہوتا۔ [مسلم:۳۰۰]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہودیوں میں جب کوئی عورت مخصوص ایام میں ہوتی تو وہ اپنے گھروں میں نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ ہی اس سے مجامعت کرتے۔ تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا جس پر اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری: ﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ...الخ ﴾[البقرة:۲۲۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور وہ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں، تو آپ انہیں بتا دیجئے کہ وہ گندگی ہے۔ لہٰذا حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ) "تم سب کچھ کر سکتے ہو سوائے ہم بستری کے۔" [مسلم: ۳۰۲]

ان پانچ نکات کی روشنی میں آپ کو خوب اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اسلام نے عورت کو کتنا اونچا مقام دیا ہے۔ اس لئے مغربی ذرائع ابلاغ کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر قطعا اس احساس میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ اسلام نے عورت کو محروم کر دیا ہے اور اس سے اس کے بنیادی حقوق سلب کر لئے ہیں کیونکہ یہ محض ایک افتراء اور جھوٹ ہے اور اس کی حقیقت ہماری اب تک کی گذارشات میں واضح ہو چکی ہے۔

عبادات کے اجر وثواب میں مرد وعورت دونوں یکساں ہیں

برادرانِ اسلام! یہ بات تو پہلے واضح ہو چکی ہے کہ جو مقام و مرتبہ اسلام نے عورت کو دیا ہے اور جس طرح اسلام نے اس کی عصمت کے تحفظ کیلئے قوانین اور ضابطے وضع کئے ہیں ایسا کسی اور دین میں نہیں ہے۔ تاہم اپنی ماؤں بہنوں کے مزید اطمینان کیلئے ہم عرض کرتے ہیں کہ عبادات کے اجر وثواب کا اور جنت کی نعمتوں کا جہاں مردوں سے وعدہ کیا گیا ہے وہاں عورتوں کو بھی یکساں طور پر اس میں شریک کیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ﴾ [آل عمران: ۱۹۵]

"پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی کہ تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ضائع نہیں کرتا، تم سب آپس میں برابر ہو۔"

یعنی اجر وثواب میں تمہارے درمیان مساوات ہے اور مرد وعورت میں کوئی فرق نہیں۔

اور فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [النحل: ۹۷]

"جو کوئی مرد ہو یا عورت نیک کام کرے گا بشرطیکہ با ایمان ہو ہم اسے یقینی طور پر پاکیزہ اور عمدہ زندگی عطا کریں گے اور انہیں ان کے اعمال سے زیادہ اچھا بدلہ دیں گے۔"

اسی طرح سورۃ الأحزاب میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِينَ وَالْقٰنِتَاتِ وَالصّٰدِقِينَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِينَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخٰشِعِينَ وَالْخٰشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحٰفِظِينَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظَاتِ وَالذّٰكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ [الأحزاب: ۳۵]

’’بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کیلئے اللہ تعالی نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔‘‘

عورت کی فطری کمزوریوں میں بعض رخصتیں

ذرا غور فرمائیں ! اسلام نے عورت کی فطری کمزوریوں اور اس کی بعض مجبوریوں کے پیشِ نظر اسے کئی احکامات میں رخصت بھی دی ہے۔ مثلا:

۱۔حیض ونفاس کے ایام میں خاتونِ اسلام کو نماز اور روزے معاف ہیں.

۲۔حیض ونفاس کے مخصوص ایام میں جو نمازیں رہ جاتی ہیں ان کی قضا بھی نہیں ہے۔صرف روزوں کی قضا لازم ہے۔

۳۔حمل اور رضاعت کے ایام میں عورت کو روزے قضا کرنے کی رخصت دی گئی ہے.

۴۔حالتِ حیض میں طوافِ وداع جو واجباتِ حج میں سے ہے معاف ہو جاتا ہے.

تو یہ رخصتیں بھی اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام نے عورت کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا اور نہ ہی اس پر ظلم کیا ہے۔ بلکہ اس کی فطری مجبوریوں کا خیال رکھا گیا ہے اور اسے اس کی طاقت سے زیادہ کسی امر کا مکلّف نہیں کیا گیا۔لہذا خواتینِ اسلام کو بھی ان اسلامی تعلیمات کو بسروچشم قبول کر لینا چاہئے جو خود انہی کی عصمت کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہیں۔ اللہ تعالی سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کے تحفظ کیلئے اسلام کے چند مخصوص احکام

برادرانِ اسلام ! عورت کی عزت وحرمت کے تحفظ کیلئے اور اسے مریض دل قسم کے لوگوں کے شر سے بچانے کیلئے اسلام نے عورت کیلئے چند قوانین مقرر کئے ہیں ۔ ہم یہ قوانین ذکر کرنے سے پہلے اپنی مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو یاد دلاتے ہیں کہ دنیا وآخرت میں ان کی بھلائی دینِ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے ۔ اور ان کی کامیابی وکامرانی اسلام کے ان ضابطوں اور اصولوں کو عملی جامہ پہنانے میں ہے جو کہ خود انہی کے تحفظ کیلئے اللہ تعالی نے اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر کئے ہیں.

اللہ تعالی کا فرمان ہے :﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُّبِيْنًا﴾ [الأحزاب :٣٦]

’’اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا اختیار باقی نہیں رہتا ۔ (یاد رکھو) جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا ۔‘‘

اور اسی طرح ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی یاد دلاتے ہیں کہ وہ اپنے گھر والوں کے ذمہ دار ہیں اور قیامت کے روز ان سے ان کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

(كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، فَالْإِمَامُ رَاعٍ ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا ، وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا ... فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)

’’تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی ۔ لہذا وقت کا حکمران ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا ۔ اور آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے بھی اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا ۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں ذمہ دار ہے اور اس سے بھی اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا ...سو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا ۔‘‘

[البخاري ـ الجمعة باب الجمعة في القرى والمدن : ٨٩٣ ، مسلم : ١٨٢٩]

لہذا مسلمانو ! اس ذمہ داری کا احساس کرو اور اپنی بیویوں ، بہنوں اور بیٹیوں کو ان اسلامی تعلیمات کا پابند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناؤ جو کہ ان کے تحفظ کیلئے مشروع کی گئی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

❶ گھروں میں استقرار

خواتینِ اسلام کیلئے اللہ تعالی نے جو خاص ضابطے مقرر کئے ہیں ان میں سے ایک اہم ضابطہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں ہی میں ٹھہری رہیں اور بغیر ضروری حاجت کے گھروں سے باہر نہ جائیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ....﴾ [الأحزاب:۳۳]

''اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کا دائرۂ عمل گھر کی چار دیواری کے اندر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے مسجد میں باجماعت نماز، جمعہ اور جہاد جیسی اہم عبادات سے مستثنی کیا گیا ہے۔ اور اسے اکیلے سفر کرنے سے منع کر دیا گیا ہے بلکہ حج بیت اللہ جیسے اہم فریضۂ الٰہی کی ادائیگی کیلئے بھی سفر کرنے کی صرف اس صورت میں اسے اجازت دی گئی ہے کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم موجود ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ بنیادی طور پر عورت کی جائے قرار اس کا گھر ہے اور بغیر ضروری حاجت کے گھر سے نکلنا اس کیلئے درست نہیں ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ ، فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا)

''خاتون ستر (چھپانے کی چیز) ہے۔ اس لئے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں رہتا ہے۔ اور وہ اپنے رب کی رحمت کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔'' [ابن حبان ـ ج ١٢ ص ٤١٣ : ٥٥٩٩ وصحح إسناده الأرناؤط ، وأخرج الجزء الأول منه الترمذي : ١٧٧٣ وصحح إسناده الشيخ الألباني في المشكاة : ٣١٠٩]

گھر چونکہ عورت کا اصل مقر ہے اس لئے کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اللہ تعالی نے اجازت طلب کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ گھروں کی عزت وحرمت محفوظ رہے اور شکوک وشبہات پیدا نہ ہوں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی آنکھ پھوڑنے کی اجازت دی ہے جو بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں جھانک کر دیکھے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں گھر اور چار دیواری کی حرمت کا تحفظ کتنی اہمیت کا حامل ہے!

اور رسول اکرم ﷺ نے عورت کی اس نماز کو افضل قرار دیا ہے جسے وہ اپنے گھر کے اندر ادا کرے۔

چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) نماز پڑھنے کی رغبت ظاہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تو آپ نے فرمایا:

''مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن گھر میں نماز پڑھنا تمھارے لئے بہتر ہے۔''

اس کے بعد حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کے اندرونی کمرہ کے ایک نہایت تاریک کونے میں اپنے لئے جائے نماز بنالی۔ پھر وہ ساری زندگی اسی پر نماز پڑھتی رہیں۔ [احمد ج ٦ ص ٣٧١ ، ابن حبان ج ٥ ص ٥٩٦ : ٢٢١٧ قال الألباني في صحيح الترغيب : حسن لغيره]

تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورت کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے اور بغیر کسی ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلے۔

❷ مردوزن کا اختلاط حرام

www.KitaboSunnat.com

آج کل ''حقوقِ نسواں'' کے تحفظ کے دعویدار گمراہ کن پروپیگنڈہ کرتے ہوئے یہ دعوت دے رہے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ چلنا چاہئے اور کسی بھی میدان میں انھیں مردوں سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے! حالانکہ یہ دعوت عورتوں کو بربادی کی طرف دھکیلنے کے برابر ہے کیونکہ اس کے پیچھے دعویداروں کا مقصد عورتوں کی ترقی نہیں بلکہ ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ مردوں کیلئے عورتوں کو شکار کرنا آسان ہو جائے اور جو شخص جب چاہے، جہاں چاہے اور جسے چاہے اپنے دامِ فریب میں گرفتار کر کے اس کی عزت کو تار تار کر دے جیسا کہ بصد افسوس آج کل ہو رہا ہے۔

ہماری بہنوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو مردوں کیلئے سب سے خطرناک فتنہ قرار دیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ بنا بریں عورتوں کا مردوں سے اختلاط عورت اور مرد دونوں کیلئے باعثِ فتنہ ہے۔ اور اس سے دونوں کا دین وایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے جو مردوزن کے اختلاط کی طرف لے جاتے ہیں۔ مثلا:

① عورت کو اللہ تعالی نے غیر محرم مرد کے ساتھ پست اور نرم آواز میں بات کرنے سے منع فرما دیا ہے تاکہ کوئی مریض دل شخص اس کے متعلق شک وشبہ کا اظہار نہ کرے۔ [الأحزاب:٣٢] لہذا جب نرم لب ولہجہ میں بات تک کرنے کی اجازت نہیں ہے تو مردوزن کے اختلاط کو کیسے درست قرار دیا جا سکتا ہے!

② اللہ تعالی نے مومن مردوں کو اجنبی عورتوں سے اپنی نظروں کو جھکانے کا اور اسی طرح مومنہ عورتوں کو بھی اجنبی مردوں سے اپنی نظروں کو جھکانے کا حکم دیا ہے۔ [النور:٣٠-٣١]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اکرم ﷺ نے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا قرار دیا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

'' آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات چیت کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے۔''[متفق علیہ]

لہذا جب غیر محرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا ہی حرام ہے تو ان کی آپس میں میل ملاقات اور گھومنا پھرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے!

③ جو خواتین رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتیں اور وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹنے لگتیں تو انھیں آپ ﷺ حکم دیا کرتے تھے کہ:

(اِسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ (وَسَطَهَا) ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوْقِهَا)

'' تم پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ تمھارے لئے جائز نہیں کہ تم راستے کے عین درمیان میں چلو۔تم پر لازم ہے کہ تم راستے کے کناروں پر چلو۔'' اس پر وہ خواتین دیوار کے ساتھ چمٹ کر چلتی تھیں حتی کہ ان کی چادریں (جن سے انھوں نے پردہ کیا ہوتا) دیواروں سے اٹک جاتی تھیں۔[ابو داؤد: ٥٢٧٢ وصححه الشيخ الألباني فی الصحيحة : ٨٥٦]

تو آپ اندازہ فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نماز تک ادا کرنے کے بعد گھروں کو واپس لوٹنے والی عورتوں کو مردوں کے راستے سے دور رہنے کی تلقین فرمائی تو عام طور پر مرد وعورت کا اختلاط کیسے درست ہوسکتا ہے!

④ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' تم (غیر محرم) عورتوں کے پاس جانے سے پرہیز کرو'' تو ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ 'الحمو' یعنی خاوند کے بھائی (دیور) کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: '' دیور موت ہے۔''

[البخاری ـ النكاح باب لا يخلون رجل بامرأة ـ ٥٢٣٢ ، مسلم ـ الأدب ـ ٢٠٨٣]

اس حدیث میں ذرا غور کریں کہ جب دیور (خاوند کا بھائی) اپنی بھابھی کیلئے موت ہے تو عام مرد وعورت کا آپس میں اختلاط کتنا خطرناک ہوسکتا ہے!

⑤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ ، وَلاَ تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلاَّ مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ ہرگز خلوت میں نہ جائے، ہاں اگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو تو ٹھیک ہے۔ اور اسی طرح کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔‘‘ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کیلئے روانہ ہوگئی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ کیلئے لکھ لیا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔‘‘ [البخاری۔ الحج باب حج النساء۔ ۲۸۶۲، مسلم۔ الحج۔ ۱۳۴۱]

یہ دلائل اس بات کے ثبوت کیلئے کافی ہیں کہ مردوزن کا اختلاط قطعاً جائز نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمان خواتین کو مغرب زدہ لوگوں کے فریب میں نہیں آنا چاہئے اور قرآن وحدیث کے ان واضح دلائل کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دینا چاہئے۔

۳ بے پردگی حرام ہے

بناؤ سنگھار کرکے اور بے پردہ ہو کر گھروں سے نکلنا خواتین پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کو اپنے گھروں کے اندر ٹھہرے رہنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ....﴾ [الأحزاب: ۳۳]

’’اور قدیم زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کا اظہار مت کرو۔‘‘

یعنی اگر تمھیں کسی ضرورت کے پیشِ نظر گھروں سے باہر نکلنا پڑے تو اس طرح مت نکلو جیسا کہ زمانۂ جاہلیت کی عورتیں بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتے ہوئے نکلتی تھیں، بلکہ خوشبو لگائے بغیر اور مکمل باپردہ ہو کر گھروں سے باہر جایا کرو۔ اس آیت میں تبرج سے منع کیا گیا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ:

۱۔ عورت بے پردہ ہو کر غیر محرم مردوں کے سامنے نہ آئے۔

۲۔ اور نیم عریاں لباس پہنے ہوئے اپنی زینت یا اعضاء زینت میں سے کوئی عضو ان کے سامنے ظاہر نہ کرے۔

۳۔ اور مٹک مٹک کر نہ چلے جس سے مردوں کی جنسی خواہش بھڑک اٹھے۔

۴۔ اور وہ غیر محرم مردوں سے نرم اور پست آواز میں گفتگو نہ کرے جس سے ان کے دلوں میں برے خیالات پیدا ہوں۔

۵۔ اور وہ غیر محرم مردوں سے مصافحہ نہ کرے اور ان کے ساتھ اختلاط سے پرہیز کرے۔

یہ تمام صورتیں اس تبرج میں شامل ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ایمان والی خواتین کو منع کر دیا ہے اور اسے جاہلیت کے اعمال میں سے ایک عمل قرار دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ﴾[النور:٦٠]

''اور وہ بوڑھی عورتیں جنھیں نکاح کی خواہش نہ رہی ہوان کیلئے گناہ کی بات نہیں کہ وہ اپنی اوڑھنی یا برقعہ وغیرہ اتاردیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھریں۔اوراس سے بھی پرہیز کریں توان کیلئے بہتر ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالی نے عمر رسیدہ خواتین کو غیر محرم مردوں کے سامنے اوڑھنی یا برقعہ وغیرہ اتارنے کی اجازت دی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کا بناؤ سنگھار ظاہر نہ ہو۔اس سے ثابت ہوا کہ اگر ان کا بناؤ سنگھار ظاہر ہوتا ہو تو انہیں بھی چادر یا برقعہ وغیرہ اتارنے کی اجازت نہیں ہے۔اسی لئے اللہ تعالی نے اس کے فورا بعد یہ فرمایا ہے کہ اگر وہ اس سے بھی پرہیز کریں یعنی برقعہ وغیرہ نہ اتاریں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔لہذا جب عمر رسیدہ خواتین کو بناؤ سنگھار کے اظہار کی اجازت نہیں اوران کیلئے برقعہ پہننا بہتر ہے تو جوان عورتوں کو اس کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے کہ وہ خوشبو سے معطر ہوکراور مکمل میک اپ کئے ہوئے بغیر پردہ کے پھرتی رہیں!

اوررسول اکرم ﷺ نے بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والی خواتین کوان الفاظ میں سخت وعید سنائی ہے:

''دوقسم کے جہنمیوں کو میں نے نہیں دیکھا ہے۔ایک تو وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دموں کی مانند کوڑے ہونگے جن سے وہ لوگوں کو ہانکیں گے۔اور دوسری وہ خواتین ہیں جو ایسا لباس پہنیں گی کہ گویا برہنہ ہونگی۔لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف لبھانے والی اور تکبر سے مٹک کر چلنے والی ہونگی،ان کے سر اونٹوں کی کہانوں کی مانند ایک طرف جھکے ہونگے۔ایسی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہونگی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو تو بہت دور سے محسوس کی جائے گی۔''[مسلم ۔الجنة باب النار يدخلها الجبارون:٢١٢٨]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(أَيُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ)

''جو عورت خوشبو لگا کر کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے تاکہ وہ اس کی خوشبو محسوس کرسکیں تو وہ بدکار عورت ہے۔''[ابو داؤد ـ الترجل باب فی طیب المرأة ـ ٤١٦٧ ، ترمذی ـ الإستئذان باب ما جاء فی کراهية خروج المرأة متعطرة ـ ٢٩٣٧ ، نسائی ـ الزينة باب ما يكره للنساء من الطيب ـ ٥١٢٦]

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتے ہوئے اور بے پردہ ہوکر گھروں سے باہر نکلنا کبیرہ گناہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❹ پردہ کرنا فرض ہے

خواتینِ اسلام پر اپنے پورے جسم کا پردہ کرنا فرض ہے جس کی فرضیت کے دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ جبکہ مغرب زدہ لوگ پردے کو رجعت پسندی قرار دیتے ہیں اور ان کا دعوی یہ ہے کہ پردہ اسلام کے اوائل میں تو درست تھا، اب یہ قابلِ عمل نہیں رہا! حالانکہ تمام ائمۂ دین، علماء کرام اور مجتہدین امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قرآن وسنت کے احکامات تا قیامت باقی ہیں۔ اور جس طرح آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لوگوں کیلئے ہے اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت بھی قیامت تک کے لوگوں کیلئے ہے اور اس میں کوئی رد وبدل نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ پردے کی فرضیت کا حکم نازل ہونے کے بعد تمام خواتینِ اسلام نے اس حکم کی پابندی کی، چنانچہ وہ بلا ضرورت گھروں سے باہر نہیں نکلتی تھیں اور جب کسی ضرورت کے پیشِ نظر گھر سے باہر جاتیں تو مکمل باپردہ ہوکر جاتیں۔ پھر مسلمان خواتین کا یہ عمل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اور پھر تابعینؒ کے عہد میں بھی جاری رہا۔ اور یہی وہ زمانے ہیں جن کے بہترین زمانہ ہونے کی شہادت خود رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ پھر اس کے بعد بھی یہ مبارک عمل کبھی منقطع نہیں ہوا حتی کہ چودھویں صدی ہجری میں جب خلافتِ اسلامیہ کا خاتمہ ہوا، امتِ مسلمہ بصد افسوس چھوٹے چھوٹے ملکوں میں منقسم ہوگئی اور مغربی افکار کی نشر واشاعت کا آغاز ہوا تو اکثر مسلمان خواتین نے پردے کو خیر باد کہہ دیا اور آہستہ آہستہ بیشتر اسلامی ممالک میں بے حیائی اور عریانی نے حیا اور غیرت کی جگہ لے لی۔ لہذا پردہ دورِ حاضر کے علماء کی اختراع نہیں بلکہ یہ اسلام کی بہترین صدیوں میں بھی تھا اور اس کے بعد بھی کئی صدیوں تک جاری رہا۔ اس لئے اسے رجعت پسندی یا دقیانوسیت قرار دینا ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے جس کا ازالہ کرنا از حد ضروری ہے۔

برادرانِ اسلام! اب آپ فرضیتِ پردہ کے متعلق واضح دلائل سماعت فرمائیں تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو کہ پردہ قرآن وحدیث سے ایک ثابت شدہ حکم ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خواتینِ اسلام کو اس کا پابند کیا ہے اور یہی پاکباز خواتین کا شیوہ اور طرزِ عمل رہا ہے۔

❶ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ﴾ [الأحزاب:۵۳]

''اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت ''آیۃ الحجاب '' یعنی 'پردے کی آیت' کے نام سے معروف ہے کیونکہ پردے کی فرضیت کے متعلق یہ پہلی آیت تھی اور یہ ماہِ ذوالقعدہ ۵ھ میں نازل ہوئی ۔ اِس کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کی : اے اللہ کے رسول ! آپ کے پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں تو کاش آپ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو پردہ کرنے کا حکم دیں ۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ [البخاری : ۴۷۹۰]

یہ آیت اگرچہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں نازل ہوئی لیکن اس میں پردے کا حکم تمام خواتینِ اسلام کیلئے تھا اور اب تک ہے اور اسی طرح رہے گا کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردہ کرنے کا حکم دیا وہاں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی خواتین کو اس پر عملدرآمد کرنے کا حکم دیا ۔ اور پردہ کرنے کی جو حکمت اس آیت میں ذکر گئی ہے کہ یہ تمھارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی ہے ، یہی حکمت اس بات کی دلیل ہے کہ آیت میں پردہ کرنے کا حکم عام ہے اور اس میں تمام خواتینِ اسلام شامل ہیں کیونکہ جب پردہ کرنے سے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن جیسی پاکباز خواتین کے دل پاکیزہ رہیں گے تو باقی خواتین کیلئے تو اس پر عمل کرنا اور بھی ضروری ہوگا تاکہ ان کے دلوں میں بھی پاکیزگی آئے ۔

❷ اللہ تعالی فرماتے ہیں : ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ﴾[الأحزاب:۵۹]

''اے نبی ! اپنی بیویوں سے ، اپنی بیٹیوں سے اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں ۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی ، پھر انھیں ستایا نہیں جائے گا ۔''

اس آیت میں اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ کی صاحبزادیوں سمیت تمام خواتینِ اسلام کو حکم دیا ہے کہ وہ ایک بڑی چادر کے ذریعے سر سے لیکر پاؤں تک مکمل پردہ کیا کریں ۔ اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس سے ان کی پہچان ہو جائے گی کہ یہ شریف گھرانوں کی باعزت اور باحیا خواتین ہیں ۔ اس لئے کوئی شخص انھیں ستانے کی جرأت نہیں کر سکے گا ۔ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ پردہ کرنا شرافت اور حیاء کی علامت اور بے پردگی بے حیائی کی علامت ہے ۔

اسی طرح اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ چہرہ سمیت پورے جسم کا پردہ کرنا فرض ہے کیونکہ عربی زبان میں (جلباب) اس کھلی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا جسم ڈھک جائے ۔ اور بالکل یہی معنی امہات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المومنین رضی اللہ عنہن اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی اس آیت سے اخذ کیا تھا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار کی خواتین گھونگٹ بنائے ہوئے گھروں سے اس طرح نکلتی تھیں کہ گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں اور انھوں نے سیاہ رنگ کی چادریں اوڑھ رکھی ہوتی تھیں۔'' [مصنف عبد الرزاق]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

''اللہ تعالی انصاری خواتین پر رحم فرمائے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو انھوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر ان سے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یوں باوقار انداز میں نماز پڑھتیں کہ جیسے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔'' [ابن مردویہ]

اسی طرح اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ پردہ کرنے کا حکم تمام خواتینِ اسلام کیلئے ہے نہ کہ صرف امہات المومنین رضی اللہ عنہن کیلئے کیونکہ اس میں اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ جہاں اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو پردہ کرنے کا حکم دیں وہاں دیگر مومنوں کی تمام خواتین کو بھی اس کا حکم دیں۔

❸ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ أُوْلِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلاَ يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ﴾ [النور:۳۱]

''ایمان والی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنی عزت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنا بناؤ سنگھار کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ کے، یا اپنے خسر کے، یا اپنے لڑکوں کے، یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھتیجوں کے، یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنے میل جول کی عورتوں کے، یا اپنے غلاموں کے، یا ایسے نوکروں کے جو شہوت والے نہ ہوں، یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہ ہوں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔''

اس آیت میں کئی باتیں انتہائی توجہ کے قابل ہیں:

① اللہ تعالی نے ایمان والی خواتین کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی عزت کی حفاظت کریں۔ اور یہ بغیر پردہ کے ممکن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیونکہ جب پردہ نہیں ہوگا تو مرد بے پردہ عورت کی طرف متوجہ ہوگا، نظریں ملیں گی اور پھر انجام عورت کی بے عزتی ہوگا۔ اِس طرح پردہ کرنے سے عزت کا تحفظ ہوتا ہے اور بے پردگی سے ایسا نہیں ہوسکتا۔

② اللہ تعالی نے عورتوں کو اپنی زینت (بناؤ سنگھار) ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے سوائے اس زینت کے جو مجبوراً یا خود بخود ظاہر ہو جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پردہ کرنا عورت پر فرض ہے کیونکہ بغیر پردہ کے زینت کو چھپانا ممکن نہیں۔ اسی طرح اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ زیب وزینت کا سب سے بڑا مظہر چہرہ ہے، لہذا اسے چھپانا لازم ہے۔

③ اس آیت میں اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ خواتین اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالے رکھیں۔ یعنی اپنا سر، چہرہ، گردن اور سینہ اچھی طرح سے چھپا کر رکھیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں: (يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَل ، لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا) [البخاري ۔ تفسير القرآن باب قوله (وليضربن بخمرهن..) : ٤٧٥٨]

''اللہ تعالی اولیں مہاجرین کی عورتوں پر رحم فرمائے، جب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی تو انھوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر اپنے چہروں کو چھپالیا۔''

اور ابن ابی حاتم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے قریشی خواتین کی فضیلت کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگیں: ہاں ٹھیک ہے قریشی خواتین فضیلت والی ہیں لیکن میں نے انصاری خواتین سے زیادہ افضل خواتین نہیں دیکھیں۔ وہ اللہ تعالی کی کتاب کی سب سے زیادہ تصدیق کرنے والی اور اس پر سب سے زیادہ مضبوط ایمان والی ہیں۔ چنانچہ جب سورۃ النور میں یہ حکم نازل ہوا (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوْبِهِنَّ) یعنی وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں تو ان کے مردوں نے انہیں یہ حکم پڑھ کر سنایا۔ اس پر وہ صبح کے وقت جب نماز پڑھنے کیلئے گئیں تو اپنی چادروں کے ساتھ یوں گھونگٹ بنا کر گئیں کہ جیسے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔'' [فتح الباری ج ۸ ص ٤٩٠]

اس سے معلوم ہوا کہ ان خواتینِ اسلام نے اللہ تعالی کے اس حکم کو فوراً عملی جامہ پہنایا اور اس کی تعمیل میں کسی حیل وحجت سے کام نہ لیا۔ کاش آج کی خواتین بھی اسی جذبۂ اطاعت وفرمانبرداری کا مظاہرہ کریں۔

④ اللہ تعالی نے خواتین کو زور زور سے پاؤں مار کر چلنے سے بھی منع فرمایا تا کہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ اپنے خوبصورت لباس کو ظاہر کرنا، زیورات پہن کر اور خوب میک اپ وغیرہ کر کے اپنے حسن کی نمائش کرنا اور غیر محرم مردوں کو دعوتِ نظارہ دینا یہ سب عورتوں پر حرام ہے۔

دوسرا خطبہ

سامعین گرامی ! قرآن مجید سے فرضیت پردہ کے دلائل کا تذکرہ سننے کے بعد آیئے اب حدیثِ نبوی سے بھی اس کے دلائل سماعت کر لیجئے :

❹ فرضیتِ پردہ کی چوتھی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جو بیان کرتی ہیں کہ :

(كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا ، فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ)

'' ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں تھیں ، جب مرد ہمارے سامنے آتے تو ہم میں سے ہر خاتون اپنی کھلی چادر کو اپنے سر سے چہرے پر لٹکا لیا کرتی تھی اور جب وہ گذر جاتے تو ہم اپنی چادر ہٹا لیتیں۔''

[ابو داؤد: ۱۸۳۳، ابن ماجہ : ۲۹۳۵ وضعفه الألباني ولكن له شاهد من حديث أسماء وفاطمة]

اس حدیث میں پردے کی فرضیت کا واضح ثبوت موجود ہے کیونکہ پردہ فرض تھا تو تبھی وہ پاکباز خواتین حالتِ احرام میں بھی غیر محرم مردوں کے سامنے آنے پر اپنے چہروں کو چھپا لیا کرتی تھیں ۔ اِس سے اس بات کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب احرام کی حالت میں وہ اس قدر پردے کی پابندی کرتی تھیں تو اس کے علاوہ باقی ایام میں وہ کس قدر اس کی پابندی کرتی ہونگی !

نیز اس میں اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا لازمی امر ہے کیونکہ جب احرام کی حالت میں غیر محرم مردوں کے سامنے چہرہ ننگا رکھنے کی اجازت نہیں تو کسی اور حالت میں چہرے کو ننگا رکھنا کیسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے !

اور کوئی شخص یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ ایسا تو محض امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہی کرتی تھیں جنھیں پردہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا کیونکہ باقی صحابیات رضی اللہ عنہن بھی اسی طرح ہی کیا کرتی تھیں۔جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ'' ہم (غیر محرم) مردوں سے اپنے چہرے چھپا لیا کرتی تھیں۔'' [ابن خزيمه ، الحاكم : صحيح على شرط الشيخين]

❺ واقعۂ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے :

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”صفوان پردے کا حکم نازل ہونے سے قبل مجھے دیکھا کرتا تھا۔ اس نے جب مجھے پہچانا تو إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگا۔ اس پر میں بیدار ہوگئی اور میں نے فوراً اپنی چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔“ [بخاری ومسلم]

❻ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ

(كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ ، لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ) [البخاری: ۵۷۸ ومسلم: ۶۴۵]

”مومنہ عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ادا کرتی تھیں۔ پھر نماز ختم ہونے کے بعد اپنے گھروں کو واپس پلٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انھیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔“

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ پردہ کرنا تمام خواتینِ اسلام پر فرض ہے اور یہی اوائلِ اسلام سے پاکباز خواتین کا شیوہ رہا ہے۔

❼ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام خواتین کو عیدگاہ میں آنے کا حکم دیا تو بعض عورتوں نے کہا: ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا» ”اسے اس کی بہن چادر پہنائے۔“ [البخاری: ۳۲۴، مسلم: ۸۹۰]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی تمام خواتین اپنے چہروں سمیت پورے جسم کا پردہ کرتی تھیں، اور یہ بھی کہ کسی خاتون کیلئے جائز نہیں کہ وہ بغیر پردہ کے گھر سے باہر نکلے کیونکہ اگر بغیر پردہ کے گھر سے نکلنا جائز ہوتا تو آپ ﷺ کم از کم ان خواتین کو ضرور اجازت دے دیتے جن کے پاس پردہ کرنے کیلئے چادریں نہیں ہوتی تھیں۔ تو آپ ﷺ کا یہ حکم کہ جس خاتون کے پاس چادر نہ ہو اسے اس کی بہن چادر پہنائے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر پردہ کے گھر سے نکلنا عورت پر حرام ہے۔

❽ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

”جو شخص اپنا کپڑا تکبر کے ساتھ گھسیٹے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی طرف دیکھنا تک گوارا نہیں کرے گا۔“

یہ سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: (فَكَيْفَ يَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ)

عورتیں اپنی چادروں کے کناروں کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (يُرْخِينَ شِبْرًا) ”ایک بالشت تک لٹکا لیا کریں۔“ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: (إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ) تب تو پیر ننگے ہو جائیں گے۔ تو آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا: (فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ) ''وہ ایک ہاتھ تک انھیں لٹکا لیا کریں، اِس سے زیادہ نہیں۔''[الترمذی : ۱۷۳۱ : حسن صحیح وصححہ الألبانی]

اس حدیث میں ذرا غور فرمائیں کہ اس وقت کی پاکباز خواتین کس قدر پورے جسم کے پردے کا خیال کرتی تھیں کہ انھیں اپنے پاؤں تک کو ننگا کرنا گوارا نہ تھا، جبکہ اس دور کی خواتین پاؤں تو کیا پنڈلیوں بلکہ گھٹنوں تک اپنی ٹانگیں ننگی کرکے پھرتی رہتی ہیں اور انھیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا ارتکاب کر رہی ہیں۔

اللہ تعالی تمام مسلمان عورتوں کو ہدایت دے اور انہیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے. آمین ثم آمین

برادرانِ اسلام ! ہم نے اب تک فرضیتِ پردہ کے جو دلائل ذکر کئے ہیں اگر آپ نے ان دلائل کو بغور سن لیا ہے تو اب ذرا اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کیا اس کے بعد بھی کسی خاتون کیلئے جائز ہے کہ وہ پردہ کئے بغیر گھر سے باہر نکلے ؟ اپنا لباس، اپنے زیورات اور اپنی زیب وزینت کو غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرکے انھیں دعوتِ نظارہ دیتی رہے؟ کیا یہ دلائل جاننے کے بعد بھی کسی سرپرست یا والدین کیلئے یہ درست ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی بیوی یا بیٹی یا بہن کو پردہ کے بغیر گھر سے باہر جانے کی اجازت دے؟ کیا قرآن وحدیث کی ان واضح تعلیمات کو جاننے کے بعد یہ ضروری نہیں ہو جاتا کہ خواتینِ اسلام سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے فورا ان پر عمل درآمد کریں اور پردے کی پابندی شروع کردیں؟ اور کیا والدین کیلئے ضروری نہیں ہو جاتا کہ وہ ابتداء ہی سے اپنی بیٹیوں کو پردے کا پابند بنائیں تاکہ وہ بڑی ہوکر بھی اس کی پابندی کرتی رہیں؟

ہم اپنے غیور بھائیوں اور لائقِ احترام ماؤں اور بہنوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی سے ڈریں اور سب مل کر مغرب کے گمراہ کن افکار کا مقابلہ کریں۔ اور اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو عفت وپاکدامنی کا تاج پہنا کر انھیں بے پردگی، اختلاط اور عریانی سے محفوظ رکھیں۔ اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کے مقاصد اور کامیاب ازدواجی زندگی

اہم عناصر خطبہ:

① مشروعیتِ نکاح ② نکاح کے مقاصد اور فوائد ③ کامیاب ازدواجی زندگی کے اصول
④ خاوند بیوی کے درمیان مشترکہ حقوق

پہلا خطبہ

برادران اسلام ! اسلام میں مردوعورت کیلئے نکاح مشروع کیا گیا ہے۔ اور نکاح ایسا عظیم رشتہ ہے کہ جس سے منسلک ہونے کے بعد خاوند بیوی ایک پاکیزہ زندگی گذار سکتے ہیں۔ ایسی زندگی جس میں محبت وپیار، ایک دوسرے سے ہمدردی اور الفت کے پاکیزہ جذبات پائے جاتے ہیں اور اس میں خاوند بیوی ایک دوسرے کے رفیق، دکھ درد کے ساتھی اور غمخوار ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ دونوں اپنی ازدواجی زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق بسر کریں تو انھیں دنیا میں سکون اور اطمینان نصیب ہوسکتا ہے اور قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے ہمکنار ہوسکتے ہیں۔

نکاح کی مشروعیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا ﴾ [النساء:٣]

'' اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرکے تم انصاف نہ کرسکو گے تو جو عورتیں تم کو اچھی لگیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرلو۔ لیکن اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم ان کے مابین عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی کافی ہے یا تمھاری ملکیت کی لونڈی۔ بے انصافی سے بچنے کیلئے یہ زیادہ قرین صواب ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں میں سے جو پسند آئیں دو دو، تین تین اور حتی کہ چار چار سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اس بات سے مشروط کر دیا ہے کہ وہ ان کے درمیان عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرے۔ اور اگر اسے اندیشہ ہو کہ وہ ایسا نہیں کر سکے گا تو پھر وہ ایک ہی بیوی پر اکتفا کرلے یا لونڈی پر گذارا کرلے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴾ [النور:۳۲]

''اور تم میں سے جو مرد وعورت غیر شادی شدہ ہوں تم ان کا نکاح کر دو۔ اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی۔ اگر وہ مفلس بھی ہونگے تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔''

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم دیا ہے۔ اس سے بعض علماء نے دلیل لی ہے کہ نکاح کرنا واجب ہے جبکہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر نکاح کرنے کی قدرت موجود ہو اور نکاح نہ کرنے کی وجہ سے بدکاری میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آیتِ کریمہ (وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ ...) میں اللہ تعالیٰ نے سرپرستوں کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر شادی شدہ مرد وعورت (عورت چاہے کنواری ہو یا بیوہ یا مطلقہ) کا نکاح کر دیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے: (أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ......)

''جو عورت اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔'' [احمد ، ابو داؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ ۔ صحیح الجامع للألبانی:۲۷۰۹]

اسی طرح اس آیت میں یہ بھی ہے کہ اگر غیر شادی شدہ مرد وعورت غریب ہوں تو وہ مفلسی اور غربت سے خوفزدہ نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے مالدار بنا دے گا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشادگرامی بھی اسی کی تائید کرتا ہے:

(ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ : اَلْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَالْمُكَاتِبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْأَدَاءَ ، وَالنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ) [احمد ، ترمذی ، نسائی ۔ صحیح الجامع للألبانی:۳۰۵۰]

''تین آدمی ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے: ایک اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔ دوسرا وہ غلام جو اپنے آقا سے مکاتبت کر لیتا ہے اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہوتی ہے۔ اور تیسرا وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ کرتے ہوئے نکاح کرتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح انبیاء و رسل علیہم السلام کی سنت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ [الرعد: ۳۸]

''آپ سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا۔''

امام قرطبی اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس میں دو مسئلے ہیں: پہلا یہ کہ یہود نبی کریم ﷺ کی عیب گیری کرتے تھے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ یہ کیسا نبی ہے جو شادیاں کرتا ہے! اگر یہ واقعتاً نبی ہوتا تو نبوت کے فرائض کی انجام دہی میں ہی مشغول رہتا لیکن اسے تو بس شادیوں کا ہی خیال رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ آیت اتاری اور واضح فرمایا کہ اس نے جتنے انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث فرمائے سب کے سب بیوی بچوں والے تھے۔ لہٰذا اگر یہ نبی (محمد ﷺ) شادیاں کرتا ہے تو اس میں کیا برا ہے! اور دوسرا یہ کہ اس آیتِ کریمہ میں نکاح کی ترغیب ہے۔ نیز یہ بھی کہ یہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی سنت ہے۔ [تفسیر القرطبی: ج ۹ ص ۳۲۷]

جناب نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے شادی کو اپنی سنت قرار دیا ہے اور اس سے بے رغبتی کرنے اور منہ موڑنے والے شخص کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ چنانچہ انھوں نے اس کے بارے میں انھیں مطلع کیا تو وہ آپ ﷺ کی عبادت کو (اپنے نظریے سے) کم تصور کرتے ہوئے کہنے لگے: ہم کہاں نبی اکرم ﷺ کے برابر ہو سکتے ہیں، ان کی تو اللہ رب العزت نے اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات کا قیام کرتا رہوں گا۔ اور دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔ اور تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔

ان کی یہ باتیں جب آنحضور ﷺ تک پہنچیں تو آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا:

(أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا ! أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ ، لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)

''کیا وہ تم ہو جنھوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں تم سب کی نسبت زیادہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ سے ڈرنے والا اور زیادہ متقی ہوں ۔ اور اس کے باوجود میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا ۔ اور میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں ۔ اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں ۔ تو جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ۔'' [البخاری ۔ النکاح باب الترغیب فی النکاح : ٥٠٦٣ ، مسلم ۔ النکاح : ١٤٠١]

نکاح نصف دین ہے

رسول اکرم ﷺ نے نکاح کو آدھا دین قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِيْ النِّصْفِ الْبَاقِيْ)

''ایک بندہ جب شادی کر لیتا ہے تو وہ آدھا دین مکمل کر لیتا ہے۔ اس لئے اسے باقی نصف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے ۔'' [صحیح الترغیب والترهیب للألبانی:١٩١٦]

ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں: (مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ أَعَانَهُ عَلٰى شَطْرِ دِيْنِهِ ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِيْ الشَّطْرِ الْبَاقِيْ)

''جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نیک بیوی دے دے تو اس نے گویا آدھے دین پر اس کی مدد کر دی ۔ لہذا وہ باقی نصف دین میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے ۔''

اس حدیث میں ''نیک بیوی'' کا ذکر ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نیک بیوی عطا کر دے تو گویا اس نے اس کیلئے آدھا دین آسان فرما دیا اور اس پر عملدرآمد کیلئے اس کی مدد کر دی ۔ اور نیک بیوی کا حصول یقیناً بہت بڑی نعمت ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے نیک بیوی کو انسان کی سعادتمندی کی دلیل قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (أَرْبَعٌ مِنَ السَّعَادَةِ : اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ، وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيْءُ) [صحیح الترغیب والترهیب للألبانی:١٩١٤]

''چار چیزیں سعادتمندی سے ہیں: نیک بیوی، کھلا گھر، نیک پڑوسی اور آرام دہ سواری ۔''

نکاح کے فوائد

نکاح متعدد فوائد کے پیش نظر مشروع کیا گیا ہے ۔ ان میں سے چند فوائد یہ ہیں:

❶ نکاح میں سکون ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾ [الأعراف:١٨٩]

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔''

اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ : اَلطِّيْبُ ، وَالنِّسَاءُ ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِيْ الصَّلَاةِ)

''مجھے تمھاری دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں: خوشبو اور عورتیں۔ جبکہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔'' [احمد ، نسائی ۔ صحیح الجامع للألبانی:۳۱۲۴]

اس کے علاوہ فطری طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت دونوں میں ایک دوسرے کیلئے کشش رکھی ہے، اسی لئے وہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ اور فطرت کا یہ تقاضا وہ نکاح اور شادی کے ذریعے ہی پورا کر سکتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے سکون اور راحت حاصل کر سکتے ہیں۔

❷ نکاح میں نسلِ انسانی کی بقاء ہے

نسلِ انسانی کی بقاء نکاح اور شادی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی ہے جو زیادہ بچے جننے والی ہو۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: مجھے ایک ایسی عورت ملی ہے جو حسب ونسب والی اور بڑی خوبصورت ہے لیکن وہ بچے جننے کے قابل نہیں۔ تو کیا میں اس سے شادی کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ وہ پھر دوسری مرتبہ آیا تو آپ ﷺ نے پھر بھی اسے منع فرمایا۔ اس کے بعد وہ تیسری مرتبہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ ، فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ)

''تم خاوند سے محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں تمھارے ذریعے دوسری امتوں پر اپنی امت کی کثرت ثابت کرنے والا ہوں۔'' [ابو داؤد ۔النکاح باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء : ۲۰۵۰ ، النسائی ۔ النکاح باب کراھیة تزویج العقیم ، ابن حبان ۔ ٤٠٥٦ ۔ صحیح سنن أبی داؤد للألبانی : ۱۸۰۵]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نکاح کرنے والے مرد وعورت کے مدنظر ایک مقصد یہ بھی ہو کہ وہ بچے پیدا کریں گے اور اس امت کی تعداد میں اضافہ کریں گے۔ یہ مقصد اس اعتبار سے انتہائی عظیم مقصد ہے کہ والدین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی موت کے وقت اگر اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑیں گے تو ان کا اجر وثواب ان کی موت کے بعد بھی جاری وساری رہے گا۔ جیسا کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

گویا شادی کے فوائد میں سے ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ اس سے نسلِ انسانی کی بقاء ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امتِ محمدیہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اگر اولاد نیک ہو تو والدین کا اجر وثواب ان کی موت بعد بھی جاری رہتا ہے۔ اور اگر اولاد میں سے دو بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں اور والدین اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر رضا کا اظہار کریں اور صبر وتحمل کا دامن تھامے رکھیں تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُّسْلِمٍ يُتَوَفّٰى لَهُ ثَلَاثٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ) [البخاری: ۱۲۴۸، ۱۳۸۱]

''جس مسلمان آدمی کے تین بچے بلوغت سے پہلے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے فضل سے اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔''

اور دوسری روایت میں ارشاد فرمایا: (أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ) قَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: (وَاثْنَانِ) [البخاری: ۱۲۴۹، مسلم: ۲۶۳۳]

''جس خاتون کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ اس کیلئے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گے۔''

ایک عورت نے کہا: اور دو بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بھی۔''

خلاصہ یہ ہے کہ اولاد اگر والدین کی زندگی میں فوت ہو جائے تو وہ بھی ان کیلئے باعثِ خیر وبرکت اور اگر والدین اولاد سے پہلے فوت ہو جائیں تو تب بھی اولاد ان کیلئے باعثِ اجر وثواب ثابت ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ نعمت بغیر نکاح کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

❸ شادی کرنے سے نظر کی حفاظت ہوتی ہے اور خاوند بیوی کو پاکدامنی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ) [البخاری۔ النکاح باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم: ۲۰۶۶]

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص شادی کرنے کی قدرت رکھتا ہو وہ ضرور شادی کرے۔ اس سے نظر جھک جاتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور جو شخص قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزے اس کیلئے ڈھال کا کام دیتے ہیں۔"

اس حدیث میں نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کیلئے ایک عظیم نسخہ بتایا گیا ہے اور وہ ہے شادی۔ اس لئے جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو وہ ضرور اس پر عمل کرے تاکہ اسے یہ فوائد حاصل ہو سکیں۔

❹ نکاح کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری پر اپنے بندوں کو اجر وثواب اور پاکیزہ زندگی عطا کرتا ہے۔ اِس پر مستزاد یہ کہ خاوند بیوی کے درمیان ازدواجی تعلقات بھی ایک عبادت ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

(وَفِيْ بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ ، قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَيَأْتِيْ أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا أَجْرٌ ؟ قَالَ : أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرًا)

[مسلم ۔ الزکاۃ باب بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف:۱۰۰۶]

"تمھارے جماع کرنے میں بھی صدقہ ہے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! ہم میں سے کوئی شخص اپنی شہوت کو پورا کرے تو اس پر بھی اسے اجر ملتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارا کیا خیال ہے اگر وہ اپنی شہوت ناجائز طریقے سے پوری کرے تو کیا اس پر اسے گناہ ہوگا؟ اسی طرح اگر وہ جائز طریقے اسے پورا کرے تو اس پر اسے اجر ملتا ہے۔"

نکاح اور شادی کے ان عظیم فوائد کے پیش نظر شادی میں تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے سرپرستوں کو اپنی جوان اولاد کی شادی کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دور میں بہت سارے سرپرست حضرات اپنے جوان بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی میں بہت تاخیر کر دیتے ہیں۔ اور وہ اپنی بہو یا اپنے داماد کے اختیار میں محض دنیاوی اعتبار سے سوچتے ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کوئی مالدار آدمی مل جائے جو ان کی بیٹی کو بہت زیادہ حق مہر ادا کرے یا دولتمند گھرانے کی لڑکی مل جائے جو بیٹے کے گھر میں بہت زیادہ جہیز لے کر آئے۔ اور یہ سوچ انتہائی غلط ہے۔ ہماری شریعت میں ایسی سوچ وفکر کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور اس کے برعکس اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر دیندار اور باکردار لڑکا ملتا ہو تو اسے اپنی لڑکی بیاہ دینی چاہئے خواہ وہ غریب کیوں نہ ہو۔ اور اسی طرح اگر دیندار لڑکی ملتی ہو تو اسے اپنے لڑکے کیلئے اس کے والدین یا سرپرست سے طلب کر لینا چاہئے اور پھر اسی سے اس کی شادی کر دینی چاہئے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشادگرامی ہے: (إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَ دِيْنَهُ فَزَوِّجُوْهُ ، إِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ) [صحيح الجامع للألباني : ۲۷۰ : السلسلة الصحيحة : ۱۰۲۲]

''جب تمھارے پاس وہ شخص (شادی کا پیغام لے کر) آئے جس کا کردار اور اس کی دینی حالت تم کو پسند ہو تو اس سے اپنی لڑکی کی شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت زیادہ فساد برپا ہو جائے گا۔''

اس حدیث میں ذرا غور فرمائیں! رسول اللہ ﷺ نے لڑکی کے نکاح کیلئے لڑکے کا معیار مقرر کر دیا ہے اور وہ ہے اس کا کردار اور اس کی دینی حالت ۔لیکن افسوس بصد افسوس آج یہ معیار بالکل بدل چکا ہے، کردار اور دینداری کی بجائے صرف دنیا کو معیار بنا لیا گیا ہے اور اسی لئے آپ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق زمین پر فتنہ اور فساد برپا ہو چکا ہے۔ لڑکیاں اپنے والدین کے ہاں بیٹھے بیٹھے بوڑھی ہو جاتی ہیں، ان کے والدین مالدار لڑکوں اور بڑے حق مہر کے انتظار میں انھیں بوڑھا کر دیتے ہیں۔ اور لڑکوں والے انھیں اس لئے قبول نہیں کرتے کہ وہ غریب ہوتی ہیں۔ اور اسی لئے آئے دن بدکاری کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کیونکہ جب نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی نہیں کی جائے گی تو بدکاری نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا؟ والعیاذ باللہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! آپ جیسے انسان کو رد تو نہیں کیا جا سکتا لیکن بات یہ ہے کہ آپ کافر ہیں اور میں مسلمان۔ اور میرے لئے حلال نہیں کہ میں آپ سے شادی کروں۔ اگر آپ اسلام قبول کر لیں تو یہی میرا حق مہر ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کا اسلام قبول کرنا ہی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا حق مہر بنا۔

[قال الحافظ في الفتح ج ۹ ص ۱۸ : أخرجه النسائي بسند صحيح]

تو یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی تربیت یافتہ خاتون جس نے دنیا کو کوئی حیثیت نہیں دی اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کو ہی اپنا حق مہر تسلیم کر لیا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے لڑکی کے انتخاب کیلئے جو معیار مقرر فرمایا ہے وہ یہ ہے:

(تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ : لِمَالِهَا ، وَلِحَسَبِهَا ، وَلِجَمَالِهَا ، وَلِدِينِهَا ، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ) [بخاری و مسلم]

''عورت سے نکاح چار اسباب کی بناء پر کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے۔ لہذا تم تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں دیندار لڑکی سے ہی نکاح کرنا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی اور بہو کے انتخاب کیلئے بھی دینداری کو ہی معیار مقرر کیا گیا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے دیندار اور نیک بیوی کو بہترین خزانہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ مَا يُكْنَزُ ؟ اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ، إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ ، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ ، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ) [ابوداود:۱۶۶۴]

''کیا میں تمھیں بہترین خزانے کے بارے میں نہ بتاؤں ؟ وہ ہے نیک بیوی۔ جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کردے۔ اور جب وہ گھر میں موجود نہ ہو تو وہ اس کی (عزت کی) حفاظت کرے۔ اور جب وہ اسے کوئی حکم دے تو وہ فرمانبرداری کرے۔''

کامیاب ازدواجی زندگی کے چند اصول

برادران اسلام ! اب ہم خاوند بیوی کی کامیاب ازدواجی زندگی کے چند اصول ذکر کرتے ہیں۔ اگر وہ دونوں ان اصولوں پر کاربند رہیں تو وہ اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

❶ معاہدے کی پابندی

نکاح خاوند بیوی کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے۔ اگر وہ دونوں اس معاہدے کی پاسداری کریں تو وہ ایک کامیاب اور اچھی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ **وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا** ﴾[النساء:۲۱]

''اور آخر تم اسے (حق مہر کو) کس طرح واپس لے لو گے جبکہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد و پیان لے چکی ہیں۔''

''پختہ عہد و پیان'' سے کیا مراد ہے ؟ اس کے بارے میں امام ابن جریر الطبری کا کہنا ہے کہ یہ وہ عہد و پیان ہے جو بوقتِ نکاح مرد سے اس کی بیوی کیلئے لیا جاتا ہے کہ وہ اسے یا تو اچھے طریقے سے اپنے پاس رکھے گا یا اس پر احسان کر کے اسے چھوڑ دے گا۔ [جامع البیان ج ۴ ص ۳۱۶]

اور خطبۂ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: **(فَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْ النِّسَاءِ ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ)** [مسلم ۔ الحج:۱۲۱۸]

''لہذا تم عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم نے انھیں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری پر لیا ہے اور اللہ کے کلمہ کے ساتھ تم نے انھیں اپنے لئے حلال کیا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں خاص طور پر مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور ان پر ظلم وزیادتی نہ کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر مرد ہی عورتوں پر زیادتی کرتے ہیں اور انھیں اپنے ظلم کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس لئے انھیں اس سے منع کر دیا گیا ہے۔ اور اس میں ''کلمۃ اللہ'' کا لحاظ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس کی بناء پر انھوں نے اپنی بیویوں کو اپنے لئے حلال کیا۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ﴾ یعنی یا انھیں اچھے طریقے سے اپنے پاس رکھو یا احسان کے ساتھ انھیں چھوڑ دو۔ یا اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مقصود ہے: ﴿ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ﴾ یعنی جو عورتیں تمھیں پسند آئیں ان سے نکاح کر لو۔ گویا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بناء پر وہ تمھارے لئے حلال ہوئیں، لہذا اب اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ان کے حقوق نہ مارو۔

[مذکورہ حدیث کی شرح کیلئے دیکھئے: شرح مسلم للنووی۔ ج ۸ ص ۱۸۳، عون المعبود ج ۵ ص ۲۶۳]

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں مرد وعورت کا نکاح ان کے درمیان ایک معاہدے کا نام ہے جس میں مرد اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ اپنے بیوی سے حسن سلوک کرے گا اور بیوی اس بات کا عہد کرتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے گی۔ اور اس کے گھر، مال اور اپنی عزت کی حفاظت کرے گی۔ اور اگر وہ دونوں اس عہد کی پاسداری اور پابندی کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کی ازدواجی زندگی کامیابی سے بسر نہ ہو۔

❷ خاوند بیوی کے درمیان محبت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ﴾ [الروم: ۲۱]

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کر سکو۔ اور اس نے تمھارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خاوند بیوی کے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی ہے جس کی بدولت وہ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں، ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرتے ہیں، ایک دوسرے کی رائے کو اہمیت دیتے ہیں اور ہر طرح سے ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔ اور یہ محبت وہمدردی ایسی ہے کہ جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(لَمْ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ) [صحيح الجامع للألباني: ٥٢٠٠، السلسلة الصحيحة: ٦٢٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نکاح کرنے والے جوڑے کے درمیان جو محبت ہوتی ہے اس جیسی محبت کسی اور جوڑے میں نہیں دیکھی گئی''

لہٰذا خاوند بیوی دونوں اگر اس محبت و پیار پر قائم رہیں تو یقینی طور پر ان کی زندگی انتہائی خوشگوار انداز میں گذر سکتی ہے۔

اور ہم سب کے اسوۂ حسنہ حضرت محمد ﷺ اپنی بیویوں سے اسی محبت و پیار کا اظہار فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ

''میں جب حالتِ حیض میں ہوتی اور پانی پیتی تو میں بچا ہوا پانی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی، پھر آپ ﷺ بھی اسی جگہ سے پانی پیتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔ اسی طرح میں جب کھانے کے دوران ایک ہڈی سے گوشت کاٹتی اور وہی ہڈی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی تو آپ ﷺ بھی اسی جگہ پر منہ رکھ کر گوشت کاٹتے جہاں میں نے منہ رکھ کر گوشت کاٹا ہوتا۔'' [مسلم ۔ الحیض: ۳۰۰]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھی تو میں نے آپ ﷺ سے دوڑ میں مقابلہ کیا اور میں مقابلے آپ سے آگے بڑھ گئی۔ پھر جب میرا جسم بھاری ہو گیا اور ہم دونوں میں ایک بار پھر مقابلہ ہوا تو آپ ﷺ مجھ سے آگے بڑھ گئے اور آپ نے فرمایا: (هٰذِهِ بِتِلْكَ) یعنی ''میری یہ جیت تمھاری اُس جیت کے بدلے میں ہے۔'' [احمد ج ٦ ص ٣٩ ، ابو داؤد ـ الجهاد باب في السبق على الرجل : ٢٥٧٨ ، ابن ماجه ـ النكاح باب حسن معاشرة النساء : ١٩٧٩ ، وصححه ابن حبان ـ ٤٦٩١ ، والألباني في صحيح أبي داؤد : ٢٢٤٨]

ان دونوں احادیث سے (اور ان کے علاوہ دیگر بہت سی احادیث سے) معلوم ہوتا ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے سے محبت و پیار کے ساتھ زندگی بسر کریں، دونوں خوشی وغمی میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور ایک دوسرے کا سہارا بنیں۔ اور اگر کبھی ان دونوں میں کوئی بات ایک دوسرے کی ناراضگی کا باعث بنے تو دونوں ایک دوسرے سے درگذر کرتے ہوئے اسے اچھے انداز میں حل کر لیں۔ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمھیں جنتی عورتوں کے متعلق نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ عورت جو خاوند سے محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہو۔ اور جب اسے غصہ آئے یا اس سے بدسلوکی کی جائے یا اس کا خاوند اس پر ناراض ہو جائے تو وہ خاوند کے پاس جا کر اس سے کہے: یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت تک کوئی بناؤ سنگھار نہیں کرونگی جب تک تم راضی نہیں ہو جاتے۔'' [السلسلة الصحيحة: ٢٨٧]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❸ خاوند بیوی...... ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھی

خاوند بیوی ایک دوسرے کی پریشانی کو اپنی پریشانی تصور کریں اور دونوں ایک دوسرے کے غم کو ہلکا کرنے کی کوشش کریں تو ان کی ازدواجی زندگی خوشگوار انداز سے گذر سکتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کانپتے ہوئے (شدید پریشانی کے عالم میں) اپنے گھر میں داخل ہوئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے: (زَمِّلُوْنِيْ ، زَمِّلُوْنِيْ) یعنی "مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو۔" تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انھیں چادر اڑھا دی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف جاتا رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پورا حال سنایا اور فرمانے لگے: (لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ) یعنی "مجھے تو اپنی جان کا خطرہ پڑ گیا تھا۔" اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے) کہا: (كَلَّا ، أَبْشِرْ ، فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا ، وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ ، وَتَقْرِى الضَّيْفَ ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ) [البخاری ۔ کتاب بدء الوحی باب بدء الوحی : ۳ ، مسلم ۔ الإیمان : ۱٦۰]

"ہرگز نہیں، آپ کو تو بشارت ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، بوجھ برداشت کرتے ہیں، جس کے پاس کچھ نہ ہو اسے کما کر دیتے ہیں، مہمان نواز ہیں اور حق کے واقعات میں مدد کرتے ہیں۔"

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

تو آپ غور فرمائیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی کیسے کم کی اور کس طرح ان کے خوف کو ہلکا کیا اور انھیں تسلی دی اور نبوت کے عظیم منصب کو اٹھانے کیلئے ان کی ڈھارس بندھوائی۔

اور قصۂ صلح حدیبیہ میں ہے کہ کفار کے ساتھ معاہدہ طے کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا: (قُوْمُوْا ، فَانْحَرُوْا ، ثُمَّ احْلِقُوْا) "کھڑے ہو جاؤ، قربانی کرو اور سر منڈوا دو۔"

لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی کھڑا نہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی حکم دیا اور جب آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اس کی تعمیل نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی پریشانی کے عالم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گئے اور انھیں سارا قصہ سنایا۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اب آپ پھر باہر جائیں اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں اور آپ اپنے اونٹ ذبح کر کے اپنا سر منڈوا دیں۔ چنانچہ رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ دیکھا کہ آپ ﷺ نے اونٹ ذبح کر دیئے ہیں اور اپنا سر منڈوا دیا ہے تو سب کے سب اٹھے اور قربانیاں کیں اور اپنے سر منڈوا دیئے۔ [البخاری ۔ الشروط باب الشروط فی الجهاد:۲۷۳۲]

تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو ان کی پریشانی کے عالم میں ایک اچھا مشورہ دیا جس پر عمل کرنے سے آپ ﷺ کی پریشانی ختم ہوگئی۔ لہذا ہر خاوند بیوی کو اسی طرح پریشانی کے وقت ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہئے اور غم واندوہ کے موقعہ پر اپنے رفیقِ حیات یا رفیقۂ حیات کی بھرپور مدد کرنی چاہئے۔ یوں وہ اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنا سکتے ہیں۔

❹ خاوند بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں

کامیاب وخوشگوار ازدواجی زندگی گذارنے کیلئے ضروری ہے کہ خاوند بیوی دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرے۔ نہ خاوند بیوی کی حق تلفی کرے اور نہ بیوی خاوند کے حقوق مارے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ [البقرة:۲۲۸]

''اور عورتوں کے (شوہروں پر) عرفِ عام کے مطابق حقوق ہیں جس طرح شوہروں کے ان پر ہیں۔ اور مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خاوند بیوی دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:

(أَلاَ إِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا ، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا)

''خبردار! بے شک تمھاری بیویوں پر تمھارا حق ہے اور تم پر تمھاری بیویوں کا حق ہے۔''

[صحيح الترغيب والترهيب للألباني:۱۹۳۰]

لہذا خاوند بیوی اگر ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کریں تو یقینی طور پر ان کی ازدواجی زندگی انتہائی اچھے انداز سے گذر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

برادران اسلام ! جیسا کہ آپ نے پہلے خطبہ میں سماعت فرمایا کہ خاوند بیوی کی کامیاب ازدواجی زندگی کیلئے ایک اصول یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانیں اور انھیں ادا کریں ۔ تو آیئے اب یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ حقوق کونسے ہیں؟

خاوند بیوی کے حقوق تین قسم کے ہیں: (۱) مشترکہ حقوق (۲) خاوند کے حقوق (۳) بیوی کے حقوق

''مشترکہ حقوق'' سے مراد وہ حقوق ہیں جو خاوند بیوی کے درمیان مشترک ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک پر ضروری ہوتا ہے کہ وہ یہ حقوق دوسرے کیلئے ادا کرے ۔ اور وہ یہ ہیں:

① نکاح کے وقت طے کردہ شرائط کو پورا کرنا

خاوند بیوی کے درمیان بوقتِ نکاح جو جائز شرائط طے پا جائیں دونوں پر ضروری ہے کہ وہ انھیں پورا کریں ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوفُوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ)

''جن شرائط کے ساتھ تم شرمگاہوں کو حلال کر لیتے ہو انھیں پورا کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔''

[البخاري ۔ النكاح: ۵۱۵۱، مسلم ۔ النكاح: ۱۴۱۸]

اس حدیث میں جن شرائط کے پورا کرنے کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے یہ وہ شرائط ہیں جو بوقتِ نکاح خاوند بیوی کے درمیان طے پاتی ہیں اور وہ دونوں ان کو پورا کرنے کا عہد کر لیتے ہیں ۔ مثلا بیوی کیلئے حق مہر، نان ونفقہ وغیرہ اور خاوند کی اطاعت اور خدمت کرنا وغیرہ ۔

لیکن یہاں ایک ضروری امر ملحوظِ خاطر رہے اور وہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کے درمیان طے کردہ شرائط جائز ہوں تو ان کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر ناجائز شرائط طے کر لی جائیں تو شرعا ان کی کوئی حیثیت نہیں ۔ مثلا بیوی یا اس کے سرپرست کی جانب سے یہ شرط لگائی جائے کہ خاوند دوسری شادی نہیں کرے گا ، یا اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے گا تو یہ اور اس جیسی وہ تمام شرائط جو شرعی احکام کے خلاف ہوں وہ سب کی سب باطل اور ناقابل اعتبار ہیں ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ)

''ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے ۔'' [احمد ج ٦ ص ٢١٣ ، ابن ماجه ج ٢ ص ٨٤٢ : ٢٥٢١ ، وصححه ابن حبان : ٤٢٧٢ ، والألباني في صحيح سنن ابن ماجه]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِيءَ صَحْفَتَهَا ، وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهَا) [البخاری: ۵۱۵۲، مسلم: ۱۴۰۸]

''کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ وہ اس کا رزق اپنے لئے حاصل کر لے بلکہ وہ (بلا شرط) نکاح کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جو کچھ لکھ رکھا ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔''

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام مبشر بنت البراء بن معرور کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے کہا: میرے خاوند نے شرط لگائی تھی کہ میں اس کے بعد کسی سے شادی نہیں کرونگی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شرط درست نہیں ہے۔ [قال الحافظ فی الفتح ج ۹ ص ۱۲۵ : أخرجه الطبرانی فی الصغیر بإسناد حسن]

ان تمام احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ناجائز شرائط کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ ہاں اگر جائز شرائط ہوں تو ان کا پورا کرنا خاوند بیوی دونوں کیلئے ضروری ہے۔

④ ایک دوسرے سے لطف اندوز ہونا

اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت دونوں کی فطرت میں شہوانی جذبات ودیعت کئے ہیں جن کی بناء پر دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ اور نکاح کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ وہ دونوں جائز طریقے سے ان جذبات کی تکمیل کر سکیں .تو ایک دوسرے کی جنسی خواہش کو پورا کرنا خاوند بیوی دونوں کا مشترکہ حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ ،فَأَبَتْ ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا ، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ) [البخاری ۔ بدء الخلق باب ذکر الملائکة : ۳۲۳۷ ، مسلم ۔ النکاح : ۱۷۳۶]

''جب ایک خاوند اپنے بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے، پھر وہ اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گذار دے تو فرشتے صبح ہونے تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (إِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ ، فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ)

''جب خاوند اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کیلئے بلائے تو وہ ضرور اس کے پاس آئے اگرچہ وہ تنور پر کیوں نہ ہو۔'' [الترمذی ، والنسائی ۔ صحیح الترغیب والترهیب للألبانی: ۱۹۴۶]

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو انھوں نے حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ہیں اور انھوں نے کوئی بناؤ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگھار نہیں کیا ہوا۔ جب انھوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ تمھارا بھائی ابو الدرداء دنیا سے بالکل بے نیاز ہو چکا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بھی گھر میں پہنچ گئے تو انھوں نے مہمان کیلئے کھانا تیار کروایا اور انھیں کھانا پیش کر کے کہنے لگے: بھائی تم کھاؤ، میں تو روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تم میرے ساتھ نہیں کھاتے! تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ کھانے لگے۔ پھر جب رات چھا گئی تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اپنے مہمان سے سونے کا کہا اور خود جا کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا: جاؤ تم بھی سو جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی سو گئے اور جب رات کا آخری حصہ شروع ہوا تو انھوں نے کہا: اب اٹھو اور نماز پڑھ لو۔ پھر انھوں نے کہا:

تم پر تمھارے رب کا حق بھی ہے، تمھاری جان کا حق بھی ہے اور تمھارے گھر والوں کا حق بھی ہے۔ لہذا تم سب کے حقوق ادا کیا کرو۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو پورا قصہ سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا ہے۔'' [البخاری ـ الصوم باب من أقسم علی أخیه……: ۱۹۶۸]

ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کا بیوی پر اور بیوی کا خاوند پر حق ہے کہ وہ ایک دوسرے سے لطف اندوز ہوں اور اپنی جنسی خواہش کو پورا کریں۔

③ خاوند بیوی کے ازدواجی تعلقات اور راز داری

میاں بیوی کا ایک دوسرے پر ایک مشترکہ حق یہ ہے کہ وہ آپس کے ازدواجی تعلقات کو صیغۂ راز میں رکھیں اور ایک دوسرے کے راز ظاہر نہ کریں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ [البقرة: ۱۸۷] ''وہ تمھارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو۔''

اس آیت میں اللہ تعالی نے میاں بیوی کے تعلقات کیلئے نہایت لطیف استعارہ فرمایا جس کے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح لباس اور جسم کے درمیان کوئی اور چیز حائل نہیں ہوتی اسی طرح میاں بیوی کا ایک دوسرے سے تعلق ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ تم دونوں ایک دوسرے کے راز دار اور راز دان ہو۔ تیسرے یہ کہ تم ایک دوسرے کی عزت کے شریک ہو۔ اور چوتھے یہ کہ تم دونوں ایک دوسرے کے پردہ پوش ہو۔'' [تیسیر القرآن۔ ج ۱ ص ۱۲۱]

یاد رہے کہ ازدواجی تعلقات کے رازوں کو ظاہر کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلرَّجُلُ يُفْضِيْ إِلَى امْرَأَتِهٖ وَتُفْضِيْ إِلَيْهِ، ثُمَّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَنْشُرُ سِرَّهَا) [مسلم ـ النکاح: ۱۴۳۷]

”قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے برے مرتبے والا انسان وہ ہوگا جو اپنی بیوی سے لطف اندوز ہوا اور وہ اس سے لطف اندوز ہوئی ۔ پھر اس نے اپنی بیوی کے رازوں کو ظاہر کر دیا۔“

اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وہ اور چند دیگر خواتین اور کچھ مرد رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شاید ایک آدمی جو کچھ اپنی بیوی سے کرتا ہے اسے لوگوں کے سامنے کہہ دیتا ہے ۔ اور شاید ایک عورت جو کچھ اپنے خاوند سے کرتی ہے وہ بھی اسے ظاہر کر دیتی ہے! تو لوگ خاموش ہو گئے ۔ میں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! یہ مرد وعورت ایسا ہی کرتے ہیں ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”ایسا نہ کیا کرو کیونکہ اس کی مثال اس شیطان کی سی ہے جو ایک شیطانہ (مؤنث شیطان) سے ملتا ہے، پھر لوگوں کے سامنے اس سے جماع شروع کر دیتا ہے“ [احمد ج ٦ ص ٤٥٦ ، وله شاهد من حديث أبي هريرة في أبي داؤد : ٢١٧٤ ، وقال الألباني في آداب الزفاف : فالحديث بهذه الشواهد صحيح أو حسن على الأقل]

④ حقِ وراثت

خاوند بیوی کے درمیان مشترکہ حقوق میں سے چوتھا حق ، حقِ وراثت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس حق کو یوں بیان کیا ہے: ﴿ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ﴾ [النساء: ۱۲]

”اور اگر تمھاری بیویوں کی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ سے تمھارا نصف حصہ ہے ۔ اور اگر اولاد ہو تو پھر چوتھا حصہ ہے ۔ اور یہ تقسیمِ ترکہ ان کی وصیت کی تکمیل اور ان کا قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی ۔ اور اگر تمھاری اولاد نہ ہو تو بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اور اگر اولاد ہو تو پھر آٹھواں حصہ ہے ۔ اور یہ تقسیم بھی تمھاری وصیت کی تعمیل اور تمھارے قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگی ۔“

یہ تھے خاوند بیوی کے درمیان مشترکہ حقوق ۔ رہے بیوی پر خاوند کے حقوق اور خاوند پر بیوی کے حقوق تو وہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں بیان کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دینِ حنیف کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے ۔ آمین ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند بیوی کے حقوق

اہم عناصر خطبہ:

① بیوی پر خاوند کے حقوق ② خاوند پر بیوی کے حقوق

پہلا خطبہ

قابلِ صد احترام بھائیو ! آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ خطبۂ جمعہ میں ہم نے نکاح کی اہمیت ، نکاح کے فوائد اور کامیاب ازدواجی زندگی کے چند اصول قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کئے تھے۔اور اُس ضمن میں ہم نے یہ بھی بتایا تھا کہ خاوند بیوی کی ازدواجی زندگی کی کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کریں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے حقوق سلب نہ کرے ۔ اور پچھلے خطبہ ہی میں ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ خاوند بیوی کے حقوق تین قسم کے ہوتے ہیں :

(۱) مشترکہ حقوق (۲) بیوی پر خاوند کے حقوق (۳) خاوند پر بیوی کے حقوق

اور ہم نے پہلی قسم کے حقوق تو پچھلے خطبہ میں ہی بیان کر دیئے تھے اب آیئے باقی حقوق بھی سماعت فرما لیجئے ۔ اللہ تعالی ہم سب کو حق کہنے ، سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے ۔

بیوی پر خاوند کے حقوق

❶ خاوند کی خدمت

عرفِ عام اور دستور کے مطابق خاوند کی خدمت کرنا بیوی پر خاوند کا حق ہے ۔ چنانچہ حضرت الحصین بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور جب وہ اپنی حاجت سے فارغ ہوگئیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا : کیا تمھارا خاوند موجود ہے؟ اس نے کہا : جی ہاں ۔ آپ ﷺ نے پوچھا : تم اس سے کیسا سلوک کرتی ہو؟ اس نے کہا : میں ہر طرح سے اس کی خدمت کرتی ہوں سوائے اس کے کہ میں عاجز آ جاؤں ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا : (فَانْظُرِیْ أَیْنَ أَنْتِ مِنْهُ ، فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ)

’’ تم اس سے کیسا سلوک کرتی ہو ذرا اس بات کا اچھی طرح سے جائزہ لے لینا (اور یاد رکھنا) وہی تمھاری جنت اور وہی تمھاری جہنم ہے ۔‘‘ [احمد ج٦ ص ٣٤١ ، الحمیدی : ٣٥٥ ، الطبرانی فی الکبیر : ج ٢٥ ص ١٨٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

، الحاکم ج ۲ ص ۱۸۹ ، وصححه الألبانی فی آداب الزفاف : ص ۱۸]

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر بیوی اپنے خاوند کی خدمت گذار ہو تو وہ اس کی بدولت جنت میں جائے گی اور اگر وہ خدمت گذار نہ ہو تو وہ جہنم میں جائے گی۔

اور اِس دور کی خواتین کو اس امت کی اولیں خواتین کے نقشِ قدم پہ چلنا چاہئے جو اپنے خاوندوں کی خدمت کیا کرتی تھیں اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو کہ نبی کریم ﷺ کی لختِ جگر تھیں اور جنھیں آپ ﷺ نے (سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ) ''جنت کی عورتوں کی سردار'' کی بشارت سنائی تھی وہ اپنے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ اور گھر کے کام کاج میں محنت ومشقت کا عالم یہ تھا کہ چکی پیس پیس کر ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے تھے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس چند قیدی آئے تو وہ آپ ﷺ سے ایک خادم کا سوال کرنے آئیں لیکن انھیں رسول اللہ ﷺ گھر میں نہ ملے۔ چنانچہ وہ چلی گئیں اور جب آپ ﷺ گھر میں آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بتایا کہ وہ اس غرض سے آئی تھیں تو آپ ﷺ ان کے گھر میں گئے اور انھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتاؤں جو اُس خادم سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے؟ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو، یہ تمھارے لئے خادم سے بہتر ہے''

[البخاری: ۳۱۱۳، ۳۷۰۵، مسلم: ۲۷۲۷]

اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس وقت شادی کی جب ان کے پاس کوئی جائیداد تھی نہ کوئی غلام تھا۔ صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا۔ میں ان کے گھوڑے کو گھاس چارہ ڈالتی اور اونٹ پر پانی لاد کر لے آتی۔ اور میں خود ان کے ڈول کو سی لیتی اور خود آٹا گوندھتی۔ البتہ میں روٹی پکانا نہیں جانتی تھی تو پڑوس کی انصاری خواتین مجھے روٹی پکا دیتی تھیں اور وہ سچی محبت کرنے والی خواتین تھیں۔ اور جو زمین رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بطور جاگیر عطا کی تھی وہ تقریبا دو میل کے فاصلے پر تھی اور میں اس میں گٹھلیاں چننے جاتی اور اپنے سر پر وہاں سے گٹھلیاں اٹھا کر لے آتی ...... الخ [البخاری ۔ النکاح باب الغیرة : ٥٢٢٤ ، مسلم ۔ السلام : ۲۱۸۲]

یہ دونوں خواتین (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا) اپنے زمانے کی بہترین خواتین میں سے تھیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنے شوہروں کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ لہٰذا اِس دور کی خواتین' خواہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتنی مالدار اور کتنے اچھے گھرانوں کی کیوں نہ ہوں وہ ان صحابیات سے افضل نہیں ہوسکتیں، تو انھیں بھی اپنے شوہروں کی خدمت کرنی چاہیے۔

❷ خاوند کی فرمانبرداری

بیوی پر خاوند کا دوسرا حق یہ ہے کہ وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور اس کی حکم عدولی نہ کرے۔

خاوند کی فرمانبردار خاتون کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا ، وَصَامَتْ شَهْرَهَا ، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا ، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا ، قِيْلَ لَهَا: ادْخُلِيْ الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ)

''جب ایک عورت پانچوں نمازیں ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اسے کہا جائے گا: تم جنت کے جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

[احمد ج۱ ص ۱۹۱ ، الطبرانی فی الأوسط : ۸۸۰۵ ، وفیه ابن لهیعة ، ولکن له شاهد من حدیث أبی هریرة عند ابن حبان : ۴۱۶۳ ، وآخر من حدیث أنس عند البزار : ۱۴۶۳ ، وصححه الألبانی فی آداب الزفاف : ص ۲۸۶]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں میں سے کونسی عورت سب سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اَلَّتِيْ تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ ، وَتُطِيْعُهُ إِذَا أَمَرَ ، وَلاَ تُخَالِفُهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ)

''وہ جو کہ اسے (خاوند کو) خوش کر دے جب وہ اسے دیکھے۔ اور اس کی فرمانبرداری کرے جب وہ اسے حکم دے۔ اور اپنے نفس اور مال میں اس کی خلاف ورزی نہ کرے جسے وہ ناپسند کرے۔''

[النسائی ـ النکاح باب أی النساء خیر : ۳۲۳۱ ، وصححه الألبانی فی صحیح سنن النسائی والصحیحة : ۱۸۳۸]

اور خاوند کی نافرمانی کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے نافرمان بیوی کی نماز تک قبول نہیں ہوتی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (اِثْنَانِ لاَ تُجَاوِزُ صَلاَتُهُمَا رُؤُوْسَهُمَا : عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ حَتّٰى يَرْجِعَ ، وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ) [صحیح الترغیب والترهیب للألبانی: ۱۹۴۸]

''دو آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے اوپر نہیں جاتی۔ ایک اپنے آقاؤں سے بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ واپس آجائے۔ اور دوسری وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو یہاں تک کہ وہ اس کی فرمانبردار بن جائے۔''

ہاں یہ بات یاد رہے کہ خاوند کی اطاعت اس وقت تک ضروری ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر خاوند کسی ایسی بات کا حکم دے جس میں اللہ تعالی کی نافرمانی ہو تو اس میں خاوند کی اطاعت ہرگز نہیں ہو گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ) [بخاری ومسلم]

''اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔''

❸ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے

بیوی پر خاوند کا ایک حق یہ ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ)

''کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کی بغیر (نفلی) روزہ رکھے۔''

[البخاری ـ النکاح باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها : ٥١٩٥ ، مسلم ـ الزكاة : ١٠٢٦]

❹ بیوی خاوند کے مال اور اس کی جائیداد کی حفاظت کرے

بیوی پر خاوند کا ایک حق یہ ہے کہ وہ اس کے مال اور جائیداد کی حفاظت کرے اور خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں کوئی تصرف نہ کرے۔

حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:

(لَا تُنْفِقِ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا ، قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَلَا الطَّعَامَ ؟ قَالَ : ذَاكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا)

''کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ بھی خرچ نہ کرے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کھانا بھی کسی کو نہ دے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا تو ہمارا بہترین مال ہے۔''

[احمد ج ٥ ص ٢٦٧ ، الترمذی ـ الزكاة باب فی نفقة المرأة من بيت زوجها : ٦٧٠ ، ابن ماجه ـ التجارات باب ما للمرأة من مال زوجها : ٢٢٩٥ ، وحسنه الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجه : ١٨٧٣]

❺ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر گھر میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے

بیوی پر خاوند کا ایک حق یہ ہے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (..وَلَا تَأْذَنَ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ) [البخاری:۵۱۹۵،مسلم:۱۰۲۶]

''اور وہ خاوند کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خطبۂ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

(أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا ، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا ، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ ، وَلَا يَأْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ) [الترمذی ۔ الرضاع باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها : ۱۱۶۳ ، ابن ماجه ۔ النکاح باب حق المرأة علی زوجها : ۱۸۵۱ ، قال الترمذی : حسن صحیح]

" خبردار! بے شک تمھارا تمھاری بیویوں پر حق ہے اور تمھاری بیویوں کا تم پر حق ہے ۔ رہا تمھارا تمھاری بیویوں پر حق تو وہ یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرو ۔ اور نہ ہی وہ تمھارے گھروں میں کسی ایسے شخص کو داخل ہونے کی اجازت دیں جو آپ کو ناپسند ہو ۔"

❻ خاوند کی شکر گذاری

بیوی پر خاوند کا ایک حق یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اس کی شکر گذار رہے اور کبھی اس کی ناشکری نہ کرے کیونکہ خاوند کی ناشکری کرنا حرام ہے اور بہت بڑا گناہ ہے ۔

نبی کریم حضرت محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ " آپ ﷺ کو جہنم دکھلائی گئی تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں جو خاوند کی ناشکری کرتی تھیں اور اس کے احسانات کو بھلا دیتی تھیں ۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر تم زندگی بھر احسانات کرتے رہو ، پھر وہ تمھاری طرف سے کوئی کمی کوتاہی دیکھ لے تو کہتی ہے: میں نے تو کبھی تجھ سے کوئی خیر دیکھی ہی نہیں ۔" [البخاری ۔ الإیمان باب کفران العشیر : ۲۹ ، مسلم ۔ الکسوف : ۹۰۷]

اور ناشکر گذار بیوی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا ، وَهِيَ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْهُ)

" اللہ تبارک وتعالیٰ اس عورت کی طرف دیکھتا ہی نہیں ، جو اپنے خاوند کی ناشکر گذار ہو ، حالانکہ وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتی" [صحیح الترغیب والترهیب للألبانی : ۱۹۴۴ ، والصحیحة : ۲۸۹]

ان احادیث کے پیشِ نظر بیوی پر لازم ہے کہ وہ اپنے خاوند کی شکر گذار اور احسانمند ہو اور اس کے تمام حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے ۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے : (لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ ، وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا لِعِظَمِ حَقِّهٖ عَلَيْهَا) [احمد ، والبزار ۔ صحیح الترغیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والترهیب للألبانی : ۱۹۳٦]

''کسی انسان کیلئے حلال نہیں کہ وہ کسی انسان کے سامنے سجدہ ریز ہو۔ اور اگر ایسا کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ ریز ہو کیونکہ اس پر اس کا حق بہت بڑا ہے۔''

اور بیوی کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔ جیسا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اَلْمَرْأَةُ لَا تُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ حَتّٰى تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا ، حَتّٰى لَوْ سَأَلَهَا وَهِیَ عَلٰى ظَهْرِ قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ نَفْسَهَا) [صحیح الترغیب والترهیب للألبانی:۱۹۴۳]

''عورت اللہ تعالی کا حق ادا نہیں کر سکتی یہاں تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا کرے حتی کہ اگر وہ کجاوے کی پیٹھ پر ہو اور اس کا شوہر اسے (اپنی حاجت کیلئے) بلائے تو وہ اپنے آپ کو اس کے سپرد کرنے سے انکار نہ کرے۔''

اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی ایک بیٹی کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری اس بیٹی نے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے باپ کی فرمانبرداری کرو۔'' اس نے کہا: اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں اس وقت تک شادی نہیں کرونگی جب تک آپ مجھے یہ نہیں بتاتے کہ بیوی پر خاوند کا حق کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حَقُّ الزَّوْجِ عَلٰى زَوْجَتِهِ ، لَوْ كَانَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَحَسَتْهَا ، أَوِ انْتَثَرَ مِنْخَرَاهُ صَدِيْدًا أَوْ دَمًا ، ثُمَّ ابْتَلَعَتْهُ ، مَا أَدَّتْ حَقَّهُ)

''بیوی پر شوہر کا حق اتنا بڑا ہے کہ اگر اس پر کوئی زخم ہو اور وہ اسے چاٹ لے، یا اس کے نتھنوں سے پیپ یا خون بہہ نکلے اور وہ اسے نگل لے تو تب بھی وہ اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔''

اس لڑکی نے کہا: اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! تب تو میں کبھی شادی نہیں کرونگی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لڑکیوں کی شادی ان کی اجازت کے بغیر نہ کیا کرو''

[صحیح الترغیب والترهیب للألبانی:۱۹۳۴]

ان تینوں احادیث کو سامنے رکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ شریعت میں خاوند کے حقوق کو کتنا اہم قرار دیا گیا ہے اور بیوی کو ان کے ادا کرنے کی کتنی سخت تاکید کی گئی ہے!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند پر بیوی کے حقوق

بیوی پر خاوند کے حقوق تو آپ نے معلوم کر لئے۔ آیئے اب خاوند پر بیوی کے حقوق بھی جان لیجئے:

❶ **حق مہر**: خاوند پر بیوی کا پہلا حق یہ ہے کہ وہ اسے حق مہر ادا کرے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا﴾ [النساء:۴] ''اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دے دو۔ ہاں اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ۔''

اس آیت میں عورتوں کا مہر انھیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا شوہروں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالی کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی بیویوں کو ان کا حق مہر ادا کریں۔ ہاں اگر کوئی عورت خود اپنی مرضی سے کچھ مہر معاف کر دے تو وہ مرد کیلئے حلال ہے لیکن سرے سے اس کو اس کا حق ادا کرنے سے انکار کر دینا، یا زبردستی اس سے حق مہر معاف کروا لینا بہت بڑا جرم ہے اور عورت پر ظلم وزیادتی ہے۔ اِس کی سنگینی کا اندازہ آپ اس حدیث سے کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى مَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ أَوْ كَثُرَ، لَيْسَ فِيْ نَفْسِهِ أَنْ يُّؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا، خَدَعَهَا، فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَا، لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ زَانٍ) [صحيح الترغيب والترهيب للألباني:۱۸۰۷]

''جو شخص کم یا زیادہ حق مہر پر کسی عورت سے شادی کرے اور اس کے دل میں اس کا حق اسے ادا کرنے کا خیال ہی نہ ہو تو وہ اس سے دھوکہ کرتا ہے۔ پھر اس حال میں اس کی موت آجائے کہ ابھی اس نے اس کا حق ادا نہیں کیا تھا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالی سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ زانی (بدکار) ہوگا۔''

حق مہر کے سلسلے میں ظلم وزیادتی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ شوہر کی جانب سے اگر بیوی کو اس کا حق مہر ادا کر دیا جائے تو بعض اوقات اس کا والد اس پر قبضہ کر لیتا ہے حالانکہ حق مہر تو خالصتا بیوی کا ہی حق ہوتا ہے جو اسے ہی ملنا چاہئے۔ ہاں اگر عورت اپنی خوشی سے مہر کا کچھ حصہ اپنے والد کو دے دے تو وہ اس کیلئے حلال ہے۔

حق مہر کے متعلق چند ضروری مسائل

① شریعت میں حق مہر کی مقدار متعین نہیں کی گئی اور اسے نکاح کرنے والے کی مالی حیثیت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس لئے ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق ہی حق مہر دینے کا پابند ہے۔ اور اسے اتنا حق مہر ہی طے کرنا چاہئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جتنا وہ با آسانی دے سکتا ہو۔ لیکن اس دور میں کئی لوگ بوقتِ نکاح تو بڑھا چڑھا کر حق مہر مقرر کر دیتے ہیں مگر اس کے بعد یا تو حالات کی مجبوری کے باعث ادا نہیں کر سکتے، یا پھر جان بوجھ کر پورا حق مہر ہی کھا جاتے ہیں، یا اس کا کچھ حصہ تو ادا کر دیتے ہیں اور باقی ہضم کر جاتے ہیں، یا پھر عورت پر دباؤ ڈال کر یا اسے بہلا کر پورا حق مہر یا اس کا کچھ حصہ اس سے معاف کروا لیتے ہیں۔ تو اس ظلم وزیادتی تک نوبت ہی کیوں آئے اگر شروع ہی سے اپنی حیثیت کے مطابق حق مہر مقرر کر دیا جائے جو با آسانی ادا کیا جا سکے تو کیا وہ بہتر نہیں؟ اور جب اللہ تعالی نے اور اسی طرح اس کے رسول ﷺ نے حق مہر کی مقدار متعین نہیں فرمائی تو ہم خواہ مخواہ اپنے آپ کو مشقت میں کیوں ڈالیں اور اپنے نامۂ اعمال میں کیوں گناہ لکھوائیں؟ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرة: ٢٨٦]

''اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔''

بلکہ یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ اگر انسان کی مالی حیثیت کمزور ہو تو وہ کم حق مہر پر شادی کر سکتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا' اس کو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ (اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ) ''جاؤ ایک لوہے کی انگوٹھی ہی ڈھونڈ لاؤ۔'' پھر جب اس شخص کو لوہے کی انگوٹھی بھی نہ ملی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تمھیں قرآن کی کچھ سورتیں یاد ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اسے یہ سورتیں ہی سکھلا دینا، میں نے اسی کے عوض تمھاری اس سے شادی کر دی ہے۔ [البخاری: ۵۰۳۰، ۵۱۲۰، مسلم: ۱۴۲۵]

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص زیادہ حق مہر ادا نہ کر سکتا ہو تو وہ کم قیمت والی چیز کے عوض شادی کر سکتا ہے کیونکہ لوہے کی انگوٹھی بظاہر اتنی قیمت والی نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسے کچھ نہ کچھ دو۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تمھاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟ انھوں نے جواب دیا: وہ میرے پاس ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی اس کو دے دو۔'' [ابو داؤد ـ ۲۱۲۵ ، نسائی ـ ۳۳۷۵ ، وصححه الألبانی فی صحیح سنن النسائی : ۳۱۶۰]

یہ تھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر جو کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور جن کو آپ ﷺ نے (سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ) کی بشارت دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کم حق مہر پر شادی کی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ کم حق مہر ہی مستحب ہے

شریعت میں اگر چہ حق مہر کی مقدار متعین نہیں کی گئی لیکن اس بات کی طرف ترغیب ضرور دلائی گئی ہے کہ حق مہر کم ہو اور اتنا ہو جتنا آسانی سے ادا کیا جا سکے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ) [ابن حبان ۔ صحیح الجامع للألبانی: ۳۳۰۰]

''بہترین نکاح وہ ہے جو با آسانی ہو جائے۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا: (خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ) [الحاکم والبیہقی ۔ صحیح الجامع للألبانی: ۳۲۷۹]

''بہترین حق مہر وہ ہے جو با آسانی ادا کیا جا سکے۔''

اور خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بہت زیادہ حق مہر نہیں دیا تھا۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو کتنا حق مہر دیا تھا؟ تو انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو صرف ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی بطور حق مہر ادا کی جو کہ پانچ سو درہم کے برابر بنتی ہے۔ [مسلم ۔ ۱۴۲۶]

جبکہ سعودی عرب کے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ موجودہ دور کے مطابق پانچ سو درہم چاندی کا وزن 1487.5 گرام بنتا ہے۔ اور اگر یہ دیکھا جائے کہ اُس دور میں اتنے وزن چاندی کے برابر سونا کتنا تھا تو ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاندی کے بارہ درہم سونے کے ایک دینار کے برابر ہوتے تھے۔ اِس لحاظ سے پانچ سو درہم چاندی ساڑھے اکتالیس دینار سونے کے برابر ہو گی۔ اور ایک دینار سونا آج کل کے وزن کے مطابق تقریبا سوا چار گرام کا ہوتا ہے۔ یوں ساڑھے اکتالیس دینار سونے کا وزن تقریبا 176.375 گرام ہو گا۔ واللہ اعلم

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زرد رنگ کے کچھ آثار دیکھے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونا دے کر ایک عورت سے شادی کی ہے۔ تو آپ ﷺ نے انھیں مبارکباد دی اور ولیمہ کرنے کا حکم دیا۔

[البخاری ۔ ۵۰۷۲، ۵۱۵۵، مسلم ۔ ۱۴۲۷]

ان تمام احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کم حق مہر ہی مستحب ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی خاتون ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن سے تو افضل نہیں ہو سکتی۔ جب ان کا حق مہر اتنا کم تھا تو اس دور کی خواتین یا ان کے سرپرستوں کو زیادہ حق مہر کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ ؒ کا کہنا ہے: ''جس شخص کو اس کا نفس اس بات کی طرف دعوت دیتا ہو کہ اس کی بیٹی کا حق مہر نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں اور بیویوں کے حق مہر سے زیادہ ہو حالانکہ وہ تو دنیا بھر کی خواتین کی بہ نسبت زیادہ فضیلت والی ہیں تو وہ شخص یقیناً جاہل اور احمق ہے۔'' [الفتاوی ج ٣٢ ص ١٩٤]

③ بڑھا چڑھا کر حق مہر مقرر کرنا شرعاً مرغوب نہیں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ کو بتایا کہ اس نے ایک انصاری عورت سے شادی کی ہے۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: کتنے حق مہر پر؟ اس نے کہا: چار اوقیہ چاندی پر۔ تو آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: چار اوقیہ! یوں لگتا ہے جیسے تم اس پہاڑ کے دامن سے چاندی کریدتے ہو۔ [مسلم۔١٤٢٤]

یعنی آپ ﷺ نے چار اوقیہ چاندی پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق مہر بڑھا چڑھا کر مقرر کرنا شریعت میں مرغوب نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

''تم عورتوں کے حق مہر بڑھا چڑھا کر مقرر نہ کیا کرو کیونکہ زیادہ حق مہر دینا اگر دنیا میں عزت وتکریم کا باعث ہوتا یا اللہ کے ہاں یہ تقوی کی بات ہوتی تو اس کے زیادہ حقدار حضرت محمد ﷺ تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی یا اپنی کسی بیٹی کو بارہ اوقیہ چاندی سے زیادہ حق مہر نہیں دیا۔'' [ابن ماجه : ١٨٨٧ ، صححه الألباني فی صحیح سنن ابن ماجه : ١٥٣٢]

❷ نان ونفقہ: خاوند پر بیوی کا دوسرا حق یہ ہے کہ وہ اسے اپنی طاقت اور عرفِ عام کے مطابق نان ونفقہ اور رہائش مہیا کرے اور اس کے جائز اخراجات کو پورا کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا:

(وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ)[مسلم۔١٢١٨]

''اور عورتوں کا تم پر حق ہے کہ تم انھیں عرفِ عام کے مطابق خوراک اور پوشاک مہیا کرو۔''

اور حضرت معاویہ القشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ بیوی کا خاوند پر کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **(أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ ، وَلاَ تَضْرِبِ الْوَجْهَ ، وَلاَ تُقَبِّحْ ، وَلاَ تَهْجُرْ إِلاَّ فِي الْبَيْتِ)**

''اس کا حق یہ ہے کہ جب تم خود کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ۔ اور جب تم خود پہنو تو اس کو بھی پہناؤ۔ اور منہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ مارو اور گالی گلوچ نہ کرو۔ اور اگر اسے چھوڑنا چاہو تو گھر ہی میں چھوڑو۔'' [احمد ج ٤ ص ٤٤٧ ، ابو داؤد ۔ النکاح باب فی حق المرأة علی زوجها : ٢١٤٢ ، ابن ماجه ۔ النکاح باب حق المرأة علی الزوج : ١٨٥٠ ۔ صحیح الترغیب والترهیب للألبانی : ١٩٢٩]

ان احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ بیوی کا نان ونفقہ اور لباس وغیرہ خاوند کے ذمے ہے۔ اور خاوند کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ جو کچھ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے گا اگر اس میں وہ اپنی نیت درست کر لے اور اللہ تعالی سے اجر وثواب کا طلبگار ہو تو اس کا ہر چھوٹا بڑا خرچ اس کیلئے صدقہ بن جائے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا ، حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِي امْرَأَتِكَ)

''اور تو جو بھی خرچ کرے گا اس پر تجھے اجر دیا جائے گا بشرطیکہ تو اس کے ذریعے اللہ کی رضا کا طلبگار ہو حتی کہ تو جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس پر بھی تجھے اجر دیا جائے گا۔'' [بخاری ومسلم]

اور حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً) [بخاری ومسلم]

''جب ایک شخص اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور وہ اجر کا طلبگار ہو تو وہ اس کیلئے صدقہ بن جاتا ہے۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِيْ رَقَبَةٍ ، وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلٰى مِسْكِيْنٍ ، وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلٰى أَهْلِكَ ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِيْ أَنْفَقْتَهُ عَلٰى أَهْلِكَ) [مسلم:٩٩٥]

''ایک دینار وہ ہے جسے تم اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہو۔ اور ایک دینار وہ ہے جسے تم ایک غلام کی گردن کو آزاد کروانے میں لگاتے ہو۔ اور ایک دینار وہ ہے جس کے ساتھ تم ایک مسکین پر صدقہ کرتے ہو۔ اور ایک دینار وہ ہے جسے تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو۔ ان سب میں زیادہ اجر والا دینار وہ ہے جسے تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو۔''

تنبیہ : اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت میں خاوند جہاں یہ احادیث اپنے مدنظر رکھے وہاں یہ بات بھی اس کے پیشِ نظر رہے کہ خرچ کرنے میں میانہ روی اور اعتدال کی راہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور یہ بات اسے کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ جہاں بخل کرنا مذموم ہے وہاں اسراف وفضول خرچی کرنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عباد الرحمٰن کی صفات کے ضمن میں فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا﴾[الفرقان:٦٧]

''اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ ان دونوں کے درمیان گذر اوقات کرتے ہیں۔''

❸ اچھے انداز سے بود و باش رکھنا

خاوند پر بیوی کا ایک حق یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾[النساء:١٩]

''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمھیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمھیں تو ناگوار ہو مگر اللہ تعالی نے اس میں بہت بھلائی رکھ دی ہو۔''

یعنی ان کے ساتھ اچھے انداز سے رہو، ان سے اچھا سلوک کرو اور ان سے نرم رویہ اور عمدہ برتاؤ رکھو جیسا کہ تم خود ان سے یہ توقع رکھتے ہو کہ وہ تمھارے ساتھ اچھے انداز سے رہیں اور ہر طرح سے تمھارا خیال رکھیں۔

اچھے طرزِ بود و باش کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ بہت عمدہ برتاؤ کرتے تھے، ان کا دل بہلاتے تھے، ان سے بعض اوقات مزاح بھی کرتے تھے، نمازِ عشاء کے بعد آپ ﷺ اپنی تمام بیویوں سے حال احوال دریافت کرتے، ان سے گفتگو فرماتے، ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور باری باری ہر ایک کے ساتھ آرام فرماتے ...... الغرض یہ کہ آپ ﷺ ہر طرح سے اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے۔

اور آپ ﷺ مختلف مواقع پر عورتوں کا یہ حق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کرتے۔ اس سلسلے میں چند احادیث آپ بھی سماعت فرمالیں:

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ)

''مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا شخص وہ ہے جو ان میں سب سے اچھے اخلاق کا حامل ہو۔ اور تم سب میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو۔'' [الترمذی۔ ١١٦٢ : حسن صحیح ، وانظر : السلسلة الصحیحة : ٢٨٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً ، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ)[مسلم:۱۴۶۹]

''کوئی مومن (اپنی) مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہوگی تو کوئی عادت اسے پسند بھی تو ہوگی۔''

اس حدیث میں خاوند کو بیوی سے بغض رکھنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اگر شوہر بیوی کو اس کی کسی عادت کی بناء پر ناپسند کرتا ہو تو اس میں کوئی ایسی عادت بھی تو یقیناً ہوگی جسے وہ پسند کرتا ہوگا۔ لہٰذا وہ اس کی پسندیدہ عادات کو ناپسندیدہ عادات پر ترجیح دیتے ہوئے اس سے محبت کرے۔ مثلاً ایک عورت تعلیم یافتہ نہ ہو لیکن وہ کفایت شعار ہو، امور خانہ داری بخوبی سرانجام دیتی ہو اور ہر حال میں اپنے خاوند کو راضی رکھنے کی کوشش کرتی ہو تو اس کی ان خصالِ حمیدہ کی بناء پر وہ اس کا تعلیم یافتہ نہ ہونا برداشت کرلے اور اس سے اچھے انداز سے نبھانے کی کوشش کرے۔

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ ،فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ ،وَإِنَّ أَعْوَجَ مَا فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ)[البخاری:۵۱۸۵و۵۱۸۶،مسلم:۱۴۶۸]

''تم عورتوں کے متعلق اچھے سلوک کی میری وصیت قبول کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر والا حصہ ہوتا ہے۔ اگر آپ اسے سیدھا کرنا چاہیں گے تو اسے توڑ ڈالیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تو اس کا ٹیڑھا پن بدستور باقی رہے گا۔ لہٰذا تم عورتوں سے اچھا برتاؤ ہی کیا کرو۔''

④ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا: (فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ،فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ)[مسلم۔۱۲۱۸]

''تم عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی ذمہ داری پر لیا ہے۔ اور انھیں اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے۔''

ان تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی کا خاوند پر لازمی حق ہے کہ وہ اس سے اچھا برتاؤ کرے اور اسے اذیت دینے سے پرہیز کرے۔

اور اگر بیوی خاوند کی نافرمانی کرتی ہو یا بد خلقی سے پیش آتی ہو یا ہٹ دھرمی دکھاتی ہو تو اس کے بارے میں خاوند کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اپنے سامنے رکھنا چاہئے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاللَّاتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِيْ الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلاَ تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلاً﴾[النساء:۳۴]

''اور جن بیویوں سے تمھیں سرکشی کا اندیشہ ہو انھیں سمجھاؤ۔ (اگر نہ سمجھیں) تو خواب گاہوں میں ان سے الگ رہو۔ (پھر بھی نہ سمجھیں) تو انھیں مارو۔ پھر اگر وہ تمھاری بات قبول کر لیں تو خواہ مخواہ ان پر زیادتی کے بہانے تلاش نہ کرو۔''

اس آیت میں اللہ تعالی نے نافرمان یا سرکش بیوی کے متعلق تین ترتیب وار اقدامات تجویز کئے ہیں۔ پہلا یہ کہ اسے نصیحت اور خیر خواہی کے انداز میں سمجھاؤ۔ اگر وہ سمجھ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ دوسرا اقدام یہ ہے کہ اس کا اور اپنا بستر الگ الگ کر دو۔ اگر اس میں ذرا برابر بھی عقل ہوگی تو وہ یقیناً راہ راست پر آجائے گی لیکن اگر وہ اس کے باوجود بھی نہ سمجھے تو آخری حربہ یہ ہے کہ اسے مارو...... لہذا مار آخری حربہ ہے نہ کہ پہلا جیسا کہ آج کل بہت سارے لوگ پہلے دونوں اقدامات کو چھوڑ کر آخری حربہ سب سے پہلے استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مار کو اس بات سے مشروط کر دیا ہے کہ اس سے اسے چوٹ نہ آئے اور نہ ہی اس کی ہڈی پسلی ٹوٹے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لاَ يَجْلِدْ أَحَدُكُمْ اِمْرَأَتَهُ جِلْدَ الْعَبْدِ ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ آخِرِ الْيَوْمِ) [البخاری ـ النکاح باب ما يكره من ضرب النساء : ٥٢٠٤ ، مسلم ـ الجنة باب النار يدخلها الجبارون : ٢٨٥٥]

''تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو یوں نہ مارے جیسے وہ اپنے غلام کو مارتا ہے، پھر وہ دن کے آخر میں اس سے ہمبستری بھی کرے۔''

اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

(... فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِيْ الْمَضَاجِعِ ،وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ)

''اگر وہ (بے حیائی) کریں تو تم اپنے اور ان کے بستر الگ الگ کر دو، اور اس طرح مارو کہ انھیں چوٹ نہ آئے''[الترمذی ـ الرضاع باب فی حق المرأة علی زوجها]

دوسرا خطبہ

برادران اسلام! جیسا کہ پہلے خطبے میں آپ نے سماعت فرمایا کہ خاوند کے بیوی پر کونسے حقوق ہیں اور بیوی کے شوہر پر کونسے حقوق ہیں۔ بیوی کے حقوق میں سے ایک حق باقی ہے جسے اس خطبے میں ذکر کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ **حق خلع**: شوہر پر بیوی کا چوتھا حق یہ ہے کہ اگر کسی شرعی عذر کی بناء پر بیوی خاوند کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو وہ پورا حق مہر یا اس کا کچھ حصہ خاوند کو واپس کرکے اس سے طلاق لے سکتی ہے۔ اور ''شرعی عذر'' سے مراد یہ ہے کہ مثلاً خاوند حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو یا خاوند بلا عذر بیوی کو تنگ کرتا ہو اور اس نے اس کا جینا حرام کردیا ہو یا خاوند بیوی کے درمیان ناچاقی ہونے کے بعد صلح کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہوں اور خاوند نہ تو اسے اپنے ساتھ رکھنے پر تیار ہو اور نہ ہی اسے طلاق دینے پر آمادہ ہو۔ تو اس طرح کے شرعی عذر کی موجودگی میں بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے لیا ہوا حق مہر (پورا یا کچھ حصہ، جتنے پر اتفاق ہو) واپس کردے اور اس سے طلاق لے لے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ [البقرة:۲۲۹]

''ہاں اگر تمھیں اس بات کا خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالی کی حدود کی پابندی نہ کرسکیں گے تو پھر عورت اگر کچھ دے دلا کر اپنی گلوخلاصی کرا لے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔''

اور اس سلسلے میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت معروف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انھوں نے اپنے خاوند کی شکایت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس کا باغ اسے واپس کردو گی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اپنا باغ واپس لے لو اور اسے طلاق دے دو۔'' [البخاری ۔ الطلاق باب الخلع:۵۲۷۳]

لیکن عورت کو یہ بات اپنے ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اسے حقِ خلع تو حاصل ہے مگر تب جبکہ شرعی عذر موجود ہو اور رہا بغیر شرعی عذر کے طلاق کا مطالبہ کرنا تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

(أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ ، مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)

''جو عورت بغیر کسی معقول عذر کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہو جاتی ہے۔'' [احمد ، ابو داؤد ، ترمذی ، ابن ماجه ۔ صحیح الجامع للألبانی:۲۷۰۶]

یہ تھے خاوند بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دینِ حنیف کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین سے حسن سلوک

اہم عناصر خطبہ:

❶ قرآن مجید میں والدین سے حسن سلوک کی تاکید
❷ احادیث نبویہ میں والدین سے حسن سلوک کے فضائل
❸ والدین کے حقوق

پہلا خطبہ

برادران اسلام! آج کا خطبۂ جمعہ ''بر الوالدین'' یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق ہے۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام میں والدین سے حسن سلوک کی شدید تاکید کی گئی ہے اور ان سے بدسلوکی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور اولاد پر والدین کا حق اتنا بڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ والدین کا حق بیان کیا ہے اور اس نے والدین کے حق کو باقی تمام حقوق العباد پر ترجیح دی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی والدین کی نافرمانی کرنے اور انہیں اذیت پہنچانے کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے...... تو آیئے سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے متعلق کیا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان سے اچھا برتاؤ کرنے کی کس قدر شدید تاکید کی ہے!

قرآن مجید میں والدین سے حسن سلوک کا حکم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر والدین سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس بارے میں چند آیات آپ بھی سماعت فرمایئے:

① اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ [النساء:٣٦]

''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور والدین سے اچھا سلوک کرو۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنا حق ذکر فرمایا اور وہ ہے صرف اسی کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا۔ اس کے بعد والدین کا حق ذکر فرمایا اور وہ ہے ان سے اچھا برتاؤ کرنا۔ پھر اس کے بعد رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور پڑوسیوں وغیرہ کا حق ذکر کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے حق کے بعد سب سے اہم حق والدین کا ہے۔اور حقوق العباد میں سب سے مقدم حق ماں باپ کا ہے۔

② اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :﴿ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾[الأنعام:۱۵۱]

’’آپ ان سے کہیے کہ آؤ، میں تمھیں پڑھ کر سناؤں کہ تمھارے رب نے تم پر کیا کچھ حرام کیا ہے، اور وہ یہ باتیں ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور یہ کہ والدین سے اچھا سلوک کرو۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محرمات کا ذکر فرمایا اور ان میں سے سب سے پہلے شرک کو حرام قرار دیا۔ پھر والدین سے حسن سلوک کا حکم دے کر ان کی نافرمانی کرنے اور انھیں اذیت پہنچانے کو بھی حرام کر دیا۔ تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ والدین سے بدسلوکی کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا سنگین جرم ہے !!

③ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ☆ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴾ [بنی اسرائیل:۲۳۔۲۴]

’’اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انھیں اف تک نہ کہو۔ اور نہ ہی انھیں جھڑکو اور ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔ اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے سامنے جھک کر رہو۔ اور ان کے حق میں دعا کیا کرو کہ اے میرے رب ! ان پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں متعدد باتیں انتہائی توجہ کے قابل ہیں :

پہلی یہ کہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے فوراً بعد والدین کا حق ذکر فرمایا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح سب کا معبود ایک ہے اسی طرح ہر شخص کا ماں باپ بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ اور یہ ایک بڑی مناسبت ہے والدین کو خالقِ حقیقی کے ساتھ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کو اپنے حق کے ساتھ ملا کر ذکر کیا۔

[اسعاد العباد۔نواب صدیق حسن خانؒ :ص ۲۱]

جبکہ مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ہی متصلا والدین سے بہتر سلوک کا ذکر کیوں فرمایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کا پروردگار تو رب کائنات ہے، جس نے زمین بنائی۔ ہوا، پانی، سورج، چاند وغیرہ پیدا کیئے، پھر بارش برسائی اور پھر انسان کی ساری ضروریاتِ زندگی زمین سے وابستہ کر دیں...... پھر اس کے بعد انسان کی پرورش کا ظاہری سبب اس کے والدین کو بنایا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جس قدر مشکل سے انسان کا بچہ پلتا ہے کسی جانور کا بچہ اتنی مشکل سے نہیں پلتا...... ماں راتوں کو جاگ جاگ کر اور بچے کے آرام پر اپنا آرام قربان کرتی ہے۔ اور باپ' بچہ اور اس کی ماں دونوں کے اخراجات برداشت کرتا ہے۔ پھر اس کی تربیت میں پورا تعاون کرتا ہے۔ تب جا کر انسان کا بچہ بڑا ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے والدین کے دل میں اپنی اولاد کیلئے بے پناہ محبت اور ایثار کا جذبہ نہ رکھ دیا ہوتا تو انسان کے بچہ کی کبھی تربیت نہ ہو سکتی۔ اب اگر انسان اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں بے یار و مددگار چھوڑ دے اور ان کی طرف توجہ نہ کرے یا ان سے گستاخی سے پیش آئے تو اس سے زیادہ بے انصافی اور ظلم اور کیا ہو سکتا ہے !!'' [تیسیر القرآن: ج ۲ص ۵۷۷]

دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا ہے کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جب بڑھاپے کو پہنچ جائے تو تم نے ان کے حق میں پانچ باتوں کی پابندی کرنی ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

❶ پہلی یہ کہ تم نے انھیں اف تک نہیں کہنا۔ اور (اف) سے مراد ہر تکلیف دہ اور ناگوار قول وفعل ہے جس سے والدین کو ذہنی یا روحانی اذیت پہنچے۔ لہٰذا اولاد پر لازم ہے کہ وہ والدین سے نرمی اور اچھے انداز سے بات کرے۔ اور انھیں کوئی بری بات نہ سنائے حتی کہ اف تک نہ کہے کیونکہ یہ بھی ہلکے درجے کی گستاخی ہے۔ اور جب ہلکے درجے کی گستاخی جائز نہیں تو اس سے بڑی گستاخی بھی حرام ہے۔

❷ دوسری یہ کہ تم نے انھیں جھڑکنا بھی نہیں۔ اور یہ اس لئے کہ والدین کا مزاج بڑھاپے کی وجہ سے عام طور پر چڑچڑا سا ہو جاتا ہے۔ اور ان کی کسی بات پر اولاد کو غصہ بھی آسکتا ہے۔ تو اولاد کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ والدین کی باتیں برداشت کرے اور ان کے سامنے الٹی سیدھی باتیں نہ کرے۔ اور انھیں نہ جھڑکے اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ کرے۔

❸ تیسری یہ کہ والدین سے بات کرو تو ادب واحترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بات کرو۔

❹ چوتھی یہ کہ والدین پر رحم اور ترس کرتے ہوئے ان کے سامنے عاجزی وانکساری کے ساتھ جھک کر رہو۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ جس طرح ایک چڑیا اپنے چوزوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتی ہے اور ہر طرح سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی حفاظت کرتی ہے، اسی طرح جب اولاد جوان ہو جائے اور والدین بوڑھے ہو جائیں تو وہ ہر دم ان کی حفاظت کرے اور ان کے سامنے نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ رہے۔

❺ پانچویں یہ کہ ان سے اچھے برتاؤ کے ساتھ ساتھ ان کیلئے دعا بھی کرتے رہو کہ اے میرے رب! ان پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے (محبت وشفقت کے ساتھ) بچپن میں میری پرورش کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے بارے میں پانچ احکامات دیئے ہیں جن کی پابندی کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

④ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ☆ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [لقمان: ۱۴۔۱۵]

''ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق (اچھے سلوک کی) نصیحت کی ہے۔ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کر۔ (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔ تمھارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے۔ تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمھیں خبردار کروں گا۔''

ان آیات میں انسان کو تاکیداً حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا اور والدین کا شکر گذار ہو۔ اور یہ شکر گذاری ان کا حق ادا کرنے سے، ان کی خدمت کرنے سے اور ان سے اچھا برتاؤ کرنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر بجالانے کا حکم دیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح اولاد پر والدین کے احسانات کی بناء پر ان کا شکر بجالانا بھی لازمی امر ہے۔

نیز ان آیات میں والدین سے حسن سلوک کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس بات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر والدین شرک کرنے کا یا اللہ تعالی کی نافرمانی کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہیں ہوگی۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لاَ طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِيْ الْمَعْرُوْفِ)) [بخاری ومسلم]

''اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف نیکی میں ہے۔''

لہذا اللہ تعالی کی معصیت میں والدین کی فرمانبرداری تو نہیں ہوگی البتہ دنیا میں ان سے پھر بھی اچھا سلوک رکھنا ہوگا۔ حتی کہ اگر والدین کافر بھی ہوں تو تب بھی ان سے اچھا برتاؤ کرنا اور ان کی خدمت کرنا ضروری ہے.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''میری ماں' جو عہدِ قریش (صلحِ حدیبیہ) میں مشرکہ تھی میرے پاس آئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میرے پاس میری ماں آئی ہے اور وہ (کفر میں یا میرے مال میں) رغبت رکھتی ہے۔ تو کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کر۔'' [البخاری: ۵۹۷۸، مسلم: ۱۰۰۳]

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ والدین خواہ کافر کیوں نہ ہوں ان سے نیکی کرنی چاہئے.

⑤ اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ﴾ [الأحقاف: ۱۵]

''ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے، اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی جنا۔ اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگ گئے۔''

یاد رہے کہ اِس آیت اور اس سے پہلی دونوں آیات میں اللہ تعالی نے والدین سے اچھا برتاؤ کرنے کا تاکیدی حکم دینے کے بعد خاص طور پر والدہ کی مشقت کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ حمل، ولادت اور رضاعت کے دوران اولاد کی خاطر کئی تکلیفیں برداشت کرتی ہے۔ اس لئے خصوصا والدہ سے اچھا برتاؤ کرنا اور بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شخص نے جب رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول!

مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ ؟ یعنی لوگوں میں حسن صحبت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

قَالَ : أُمُّكَ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری ماں.

اس نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری ماں.

اس نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری ماں.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے چوتھی بار فرمایا: ''تمھارا باپ۔'' [البخاری: ۵۹۷۱، مسلم: ۲۵۴۸]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ماں ہے۔ اور ماں، باپ پر مقدم ہے۔ اس کے بعد باپ کا درجہ ہے.

برادران اسلام! ہم نے صرف پانچ قرآنی آیات ذکر کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالی کے حق کے بعد سب سے اہم حق والدین کا حق ہے۔ ان آیات کے علاوہ اور کئی آیات بھی اس موضوع پر موجود ہیں اور سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اور آیئے اب وہ احادیث نبویہ سماعت فرمائیں جن میں والدین سے حسن سلوک کے فضائل بیان کئے گئے ہیں اور ان کی نافرمانی کرنے اور انھیں اذیت پہنچانے سے منع کیا گیا ہے.

والدین سے حسن سلوک کے فضائل

❶ والدین سے نیکی کرنا اللہ کو محبوب اعمال میں سے ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: (أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ؟) یعنی کونسا عمل اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا) یعنی ''بروقت نماز ادا کرنا''

میں نے پوچھا: پھر کونسا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ) یعنی'' والدین سے نیکی کرنا۔''

میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) یعنی'' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا''

[البخاری: ۵۹۷۰، مسلم: ۸۵] www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے والدین سے نیکی کرنے کو اللہ کے محبوب اعمال میں سے ایک عمل قرار دیا۔ اور اس میں ذرا غور فرمائیں کہ آپ ﷺ نے جہا کا ذکر بعد میں کیا، والدین سے نیکی کا ذکر پہلے فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ والدین کی خدمت کرنا، ان سے اچھا برتاؤ کرنا اور ان سے نیکی کرنا جہاد سے افضل ہے.

❷ والدین کی خدمت کرنا بھی جہاد ہے

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے جہاد کیلئے اجازت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (أَلَكَ أَبَوَانِ ؟) یعنی'' کیا تمھارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں

آپ ﷺ نے فرمایا: (فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ) ''پھر انہی کی خدمت کر کے جہاد کر۔'' [البخاری: ۵۹۷۲، مسلم: ۲۵۴۹]

اور دوسری روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے کہا: (أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ ،أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ) یعنی میں ہجرت اور جہاد پر آپ کی بیعت کرتا ہوں اور میں اس پر صرف اللہ تعالی سے اجر کا طلبگار رہوں.

آپ ﷺ نے فرمایا: (فَهَلْ مِنْ وَّالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ ؟) ''کیا تمھارے ماں باپ میں سے کوئی موجود ہے''؟

اس نے کہا: جی ہاں دونوں زندہ ہیں.

آپ ﷺ نے فرمایا: (فَتَبْتَغِي الْأُجْرَ مِنَ اللّٰهِ ؟) ''کیا تم اللہ تعالی سے اجر کے طالب ہو''؟

اس نے کہا: جی ہاں.

آپ ﷺ نے فرمایا: (فَارْجِعْ إِلٰى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا)

''اپنے ماں باپ کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔'' [مسلم: ۲۵۴۹]

❹ والدین کی خدمت کرنا جنت میں لے جانے والا عمل ہے

حضرت معاویة بن جاهمة رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت جاهمة رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھاری ماں (زندہ) ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(فَالْزَمْهَا ، فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا)

''ماں کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ جنت اس کے قدموں کے پاس ہے۔'' [النسائی ج ٦ ص ١١ : ٣١٠٤ ، وابن ماجة : ٢٧٨١ ، الألبانی : حسن صحیح : صحیح الترغیب والترهیب : ٢٤٨٥]

جبکہ ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں: قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَسْتَشِيرُهُ فِي الْجِهَادِ ، فَقَالَ : أَلَكَ وَالِدَانِ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : اِلْزَمْهُمَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ أَرْجُلِهِمَا .

یعنی حضرت جاہمة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے جہاد کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ انہی کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔''

[الطبرانی ج ۲ ص ۲۸۹ . الهیثمی : رجاله رجال الصحیح : مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۸، الألبانی : حسن صحیح : صحیح الترغیب والترهیب : ۲۴۸۵]

بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بدنصیب قرار دیا جو والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پا کر بھی جنت میں داخل نہ ہوسکے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ) ''اس شخص کی ناک خاک میں ملے، اس شخص کی ناک خاک میں ملے، اس شخص کی ناک خاک میں ملے!! (تین مرتبہ)

قِيْلَ : مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ پوچھا گیا: کس کی اے اللہ کے رسول؟

قَالَ: (مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَوْ أَحَدَهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ) [مسلم: ۲۵۵۱]

تو آپ ﷺ نے فرمایا : جس نے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو بحالتِ بڑھاپا پایا اور پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔'' یعنی ان کی خدمت کر کے یا ان کو راضی رکھ کر جنت کا حقدار نہ بنا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(دَخَلْتُ الْجَنَّةَ ، فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَ ةً ، فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالُوْا : حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ) ، وفی روایة لعبد الرزاق ، قَالَ : (وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ)

''میں جنت میں گیا تو وہاں میں نے قراءت سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب ملا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا:'' (ماں باپ سے) نیکی اسی طرح ہوتی ہے۔ (ماں باپ سے) نیکی کا یہی فائدہ ہوتا ہے '' اور مصنف عبد الرزاق کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:'' وہ اپنی ماں کے ساتھ بہت نیکوکار تھے۔'' [البخاری فی خلق أفعال العباد ج ۱ ص ۱۰۹ ، مصنف عبد الرزاق : ۲۰۱۱۹ ، أحمد فی المسند ج ۶ ص ۱۵۱ ، ۱۶۶ ، وفی فضائل الصحابة : ۱۵۰۷ ، الحاکم ج ۴ ص ۲۱۶ برقم :۴۹۸۲ : صحیح علی شرط الشیخین، البغوی فی شرح السنة ج ۱۳ ص ۷ برقم : ۳۴۱۹]

④ والدین سے حسن سلوک کرنا بڑے گناہوں کا کفارہ ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا گناہ کیا ہے، تو کیا میری توبہ کی قبولیت کا کوئی راستہ ہے ؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھاری ماں (زندہ) ہے؟

اس نے کہا: نہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھاری خالہ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں .

آپ ﷺ نے فرمایا، تب اسی کے ساتھ نیکی کرو ۔'' [الترمذی ۔ صحیح الترغیب والترهیب للألبانی : ۲۵۰۴]

معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنا بڑے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے حتی کہ اگر ماں (زندہ) نہ ہو تو خالہ ہی کے ساتھ حسن سلوک کر دے کہ یہ بھی گویا ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔

❺ والدین کی رضا میں اللہ تعالی کی رضا ہے

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(رِضَا الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ رِضَا الْوَالِدَيْنِ ، وَسَخَطُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ)

''رب تبارک وتعالی کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے۔ اور رب تبارک وتعالی کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔'' [رواہ البزار۔ صحیح الترغیب والترهیب للألبانی :۲۵۰۳]

❻ والدین سے حسن سلوک کرنے سے عمر میں برکت اور رزق میں فراوانی آتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّمَدَّ لَهُ فِيْ عُمُرِهِ ، وَيُزَادَ فِيْ رِزْقِهِ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)

''جس شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اس کی عمر لمبی کر دی جائے اور اس کے رزق میں اضافہ کر دیا جائے تو وہ والدین سے اچھا برتاؤ کرے اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔''

[أحمد ج ۳ ص ۲۶۶ ، قال الهيثمي : رجاله رجال الصحيح : مجمع الزوائد : ج ۸ ص ۱۳۶. صحيح الترغيب والترهيب للألباني : ۲۴۸۸]

❼ والدین کی خدمت کرنے والے شخص کی دعا قبول ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’تین آدمی پیدل جا رہے تھے کہ اچانک بارش شروع ہو گئی جس کی وجہ سے انھیں پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لینا پڑی ۔ جب وہ غار کے اندر چلے گئے تو پہاڑ سے ایک پتھر غار کے منہ پر آ کر گرا جس سے اس کا منہ بند ہو گیا۔اب وہ آپس میں کہنے لگے : دیکھو! وہ نیک اعمال جو تم نے خالصتا اللہ تعالی کی رضا کیلئے کئے ہوں ، آج انہی اعمال کو اللہ تعالی کے سامنے پیش کر کے دعا کرو، شاید وہ ہمیں اس مشکل سے نجات دے دے ۔

چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے دعا کرتے ہوئے کہا:

اے اللہ ! میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے ۔ میں بکریاں چراتا اور ان کیلئے دودھ لے آتا ۔اور شام کو جب میں گھر واپس لوٹتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پیش کرتا ، پھر اپنے بچوں کو دیتا ۔ایک دن میں چراہگاہ دور ہونے کی وجہ سے گھر میں تاخیر سے پہنچا ۔تو میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں ، میں نے دودھ لیا اور ان کے سر کے قریب کھڑا ہو کر ان کے جاگنے کا انتظار کرنے لگا ۔اور میں اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ میں خود انھیں جگاؤں اور یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ میں بچوں کو ان سے پہلے دودھ پلاؤں حالانکہ بچے بھوک کی وجہ سے میرے پیروں کے قریب بلبلا رہے تھے ۔ لہذا میں اسی طرح ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا، وہ سوئے رہے اور میرے بچے بلبلاتے رہے حتی کہ فجر ہو گئی ۔ (اے اللہ!) تجھے معلوم ہے کہ میں نے وہ عمل صرف تیری رضا کیلئے کیا تھا ۔لہذا تو اس پتھر کو کم از کم اتنا ہٹا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں ۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اس کی دعا قبول کی اور اس پتھر کو اتنا ہٹا دیا کہ وہ آسمان کو دیکھ سکتے تھے ...... باقی دونوں آدمیوں میں سے ایک نے اپنے مزدور سے حسن سلوک کی نیکی پیش کرتے ہوئے اللہ تعالی سے دعا کی تو وہ پتھر تھوڑا سا اور کھسک گیا لیکن اب بھی وہ باہر نہ نکل سکتے تھے ۔ اب تیسرے آدمی نے دعا کی تو اس نے اپنی ایک چچا زاد سے محبت کا ذکر کیا جس میں نوبت یہاں تک جا پہنچی تھی کہ وہ اس سے بدکاری کرنے کے عین قریب پہنچ گیا ۔لڑکی نے اسے اللہ تعالی سے ڈرنے کا کہا تو اس نے بدکاری کا ارادہ ترک کر دیا ۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اُس پتھر کو غار کے منہ سے مکمل طور پر ہٹا دیا ۔‘‘ [البخاری . الأدب باب إجابة دعاء من بر والديه:۵۹۷۴ ،مسلم:۲۷۴۳]

اس قصہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی والدین سے نیکی کرنے والے اور ان کے خدمت گذار انسان کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اس کے اِس عمل کی وجہ سے اس کی کئی پریشانیاں ختم کر دیتا ہے ۔

والدین کی نافرمانی کرنا اور انھیں اذیت پہنچانا ......ایک بھیانک جرم

برادران اسلام ! والدین سے حسن سلوک کرنے کے فضائل کے بعد اب والدین کی نافرمانی کرنے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں اذیت پہنچانے اور ان سے بدسلوکی کرنے کے خطرناک نتائج بھی سماعت کر لیں:

❶ والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ؟) ''کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں ؟''

ہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سوال تین بار کیا۔ اس کے بعد فرمایا:

(اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)

''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور انھیں اذیت پہنچانا۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے، پھر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

(أَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ ، أَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ)

''خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی (سے بچنا)، خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی (سے بچنا)''......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بار بار کہتے رہے حتی کہ ہم (دل میں) کہنے لگے: کاش آپ خاموش ہو جاتے۔

[البخاری ـ الأدب باب عقوق الوالدين من الكبائر : ٥٩٧٦ ، مسلم ـ الإيمان : ٨٧]

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عقوق الوالدین) کو کبیرہ گناہ قرار دیا اور اسے شرک کے فوراً بعد ذکر فرمایا جو اس کے برے ہونے اور سنگین جرم ہونے کی دلیل ہے۔ یاد رہے کہ (عقوق) کا معنی عام طور پر صرف نافرمانی سے کیا جاتا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے، کیونکہ نافرمانی کے ساتھ ساتھ والدین سے بدسلوکی کرنا اور انھیں کسی طرح سے اذیت پہنچانا بھی اس کے اندر شامل ہے۔

❷ والدین سے بدسلوکی کرنے والا انسان اللہ تعالی کی نظرِ رحمت اور جنت سے محروم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ : اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ ، وَالدَّيُّوْثُ ، وَالرَّجِلَةُ)

''قیامت کے روز اللہ تعالی تین قسم کے لوگوں کی طرف دیکھنا تک گوارہ نہیں کرے گا: والدین کا نافرمان (اور ان سے بدسلوکی کرنے والا۔) ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا اور احسان جتلانے والا۔ اور تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہونگے: والدین کا نافرمان اور انھیں اذیت پہنچانے والا، دیوث (جس کے گھر میں بدکاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو رہی ہو اور وہ اسے خاموشی سے دیکھتا رہتا ہو۔) اور وہ عورت جو مردوں جیسی وضع قطع بناتی اور ان سے مشابہت اختیار کرتی ہو۔" [النسائی والبزار والحاکم : صحیح الترغیب والترہیب :۲۵۱۱]

③ والدین کے نافرمان پر رسول اللہ ﷺ کی بددعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ نے تین بار (آمین) کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

(أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عليه السلام فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ! مَنْ أَدْرَكَ أَحَدَ أَبَوَيْهِ فَمَاتَ ، فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ ، قُلْ : آمِيْن ، فَقُلْتُ : آمِيْن ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ! مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَمَاتَ ، فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ ، فَأُدْخِلَ النَّارَ ، فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ ، قُلْ : آمِيْن ، فَقُلْتُ : آمِيْن ، قَالَ : وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ ، فَدَخَلَ النَّارَ ، فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ ، قُلْ : آمِيْن ، فَقُلْتُ آمِيْن)

"میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انھوں نے آکر کہا: اے محمد ! جو آدمی اپنے والدین (دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو پائے (پھر ان سے نیکی نہ کرے۔) پھر وہ مر جائے اور جہنم میں چلا جائے تو اللہ تعالی اسے (اپنی رحمت سے) دور کردے۔ آپ کہیں: (آمین) تو میں نے کہا: (آمین) پھر انھوں نے کہا: اے محمد! جس شخص نے ماہِ رمضان المبارک پایا پھر وہ اس حالت میں مر گیا کہ اس کی مغفرت نہیں کی گئی اور وہ جہنم میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالی اسے بھی (اپنی رحمت سے) دور کردے۔ آپ کہیں: (آمین) تو میں نے کہا: (آمین) انھوں نے کہا: اور جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، پھر اس کی موت آ گئی اور وہ جہنم میں چلا گیا تو اللہ تعالی اسے بھی (اپنی رحمت سے) دور کردے۔ آپ کہیں: (آمین) تو میں نے کہا: (آمین)۔" [ابن حبان ج ۳ ص ۱۸۸ : ۹۰۷۔ صحیح الترغیب والترہیب :۲۴۹۱]

④ والدین کے نافرمان کا کوئی نیک عمل اس کیلئے فائدہ مند نہیں

حضرت عمرو بن مرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں پانچ نمازیں پڑھوں گا، اپنے مال کی زکاۃ ادا کرونگا اور رمضان کے روزے رکھوں گا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں اٹھا کر فرمایا: (مَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا كَانَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَعُقَّ وَالِدَيْهِ)

”جس شخص کی موت اسی پر آئے گی وہ قیامت کے روز نبیوں ، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ اس نے والدین کی نافرمانی اور ان سے بدسلوکی نہ کی ہو۔“ [ابن حبان ج ۸ ص ۲۲۳ : ۳۴۳۸ ، ابن خزیمہ ج ۳ ص ۳۴۰ : ۲۲۱۲ ، وقال الألبانی : صحیح ۔ صحیح الترغیب والترهیب : ۲۵۱۵]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جو بشارت سنائی کہ جو شخص ان اعمال پر مرے گا اسے انبیاء، صدیقین اور شہداء کا ساتھ نصیب ہوگا اسے آپ ﷺ نے اس بات کے ساتھ مشروط کردیا کہ وہ والدین کی نافرمانی نہ کرے یعنی اگر وہ ان کی نافرمانی اور ان سے بدسلوکی کا ارتکاب کرے گا تو اس کا کوئی نیک عمل اس کیلئے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ اِس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ والدین سے بدسلوکی کرنا کتنا برا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے نیک اعمال برباد ہوجاتے ہیں! والعیاذ باللہ۔

❺ والدین کا نافرمان ملعون ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ،مَلْعُوْنٌ مَنْ عَقَّ وَالِدَيْهِ)

”وہ شخص ملعون ہے جس نے قوم لوط والا عمل کیا، وہ شخص ملعون ہے جس نے قوم لوط والا عمل کیا، وہ شخص ملعون ہے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔ اور وہ شخص بھی ملعون ہے جس نے غیر اللہ کیلئے جانور ذبح کیا۔ اور وہ شخص بھی ملعون ہے جس نے والدین کی نافرمانی کی یا ان سے بدسلوکی کی۔“ [الطبرانی فی الأوسط ج ۸ ص ۲۳٤ ، والحاکم ج ٤ ص ۳۹٦ ، وصححه الألبانی فی صحیح الترغیب والترهیب : ۲٤۲۰]

والدین کے ایک نافرمان کا عبرتناک انجام

عوام بن حوشب (ایک راویٔ حدیث) کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک محلے میں گیا ، وہاں ایک قبرستان بھی تھا۔ اور جب عصر کے بعد کا وقت آیا تو اس میں ایک قبر پھٹی اور اس میں سے ایک آدمی رونما ہوا جس کا سر گدھے جیسا تھا اور باقی جسم انسانی جسم جیسا۔ پھر اس نے تین مرتبہ گدھے جیسی آواز نکالی اور اس کے بعد وہ قبر میں چلا گیا۔ پھر قبر اس پر بند ہوگئی۔ اچانک میں نے ایک بوڑھی عورت دیکھی جو اُونی دھاگہ بُن رہی تھی۔ تو ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت نے مجھے بتایا کہ یہ اُس آدمی کی ماں ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اصل ماجرا کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ اس کا بیٹا دراصل شراب نوشی کرتا تھا اور اس کی ماں اسے کہتی تھی: میرے پیارے بیٹے! اللہ سے ڈر! تو کب تک شراب پیتا رہے گا؟ تو وہ کہتا: تُو تو بس گدھے جیسی آواز ہی نکالتی رہتی ہے! پھر وہ عصر کے بعد مر گیا اور تب سے اب تک یہ روزانہ اسی طرح قبر سے باہر آتا ہے اور تین مرتبہ گدھے کی آواز نکال کر قبر میں چلا جاتا ہے۔

[رواه الأصبهاني ۔ وقال الألباني : حسن موقوف : صحيح الترغيب والترهيب: ۲۵۱۷]

برادران اسلام! یہ تھا والدین کے ایک نافرمان اور ان سے بدسلوکی کرنے والے انسان کا عبرتناک انجام۔ اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کی اطاعت کرنے، ان کی خدمت کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

دوسرا خطبہ

عزیزان گرامی! آئیے اب ہم آپ کو یہ بھی بتلا دیں کہ والدین سے حسن سلوک کی مختلف صورتیں اور اولاد پر والدین کے حقوق کیا ہیں؟

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی مختلف صورتیں اور ان کے حقوق

① والدین اگر ضرورتمند ہوں تو اولاد ان پر خرچ کرے

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ مجھ سے میرا مال لینا چاہتا ہے! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ ، إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ، وَإِنَّ أَمْوَالَ أَوْلَادِكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا)) [ابن ماجہ: ۲۲۹۲ ۔ وصححه الألباني]

”تم اور تمھارا مال تمھارے والد کیلئے ہے۔ بے شک سب سے پاکیزہ چیز جسے تم کھاؤ وہ وہ چیز ہے جو تمھاری کمائی سے ہو۔ اور تمھاری اولاد کے مال تمھاری کمائی سے ہیں، اس لئے اسے بخوشی کھا سکتے ہو۔“

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ والدین اگر محتاج ہوں اور اولاد مالدار ہو تو وہ اپنے والدین کے اخراجات برداشت کرے اور انھیں خرچہ دے۔

② والدین کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا منع ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ نے کتاب الأدب میں ایک باب (لَا یُجَاھِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَیْنِ) "والدین کی اجازت کے بغیر وہ جہاد نہیں کرسکتا" کے عنوان سے قائم کیا ہے۔ اور اس کے تحت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے جس میں انھوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جہاد کی اجازت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر ان کی خدمت کرکے ہی جہاد کرو۔" [البخاری۔۵۹۷۲]

اس کے علاوہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کرکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا یمن میں تمھارا کوئی رشتہ دار ہے؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا انھوں نے تجھے اجازت دی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(فَارْجِعْ إِلَیْھِمَا فَاسْتَأْذِنْھُمَا، فَإِنْ أَذِنَا لَکَ فَجَاھِدْ، وَإِلَّا فَبِرَّھُمَا)

"تو ان کے پاس واپس لوٹ جا اور ان سے اجازت طلب کر۔ اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرنا ورنہ ان کے ساتھ نیکی بجالانا۔" [ابوداود: ۲۵۳۰۔ قال الألبانی: صحیح: صحیح الترغیب والترھیب: ۲۴۸۲].

③ والدین سے حسن سلوک اور ان کی فرمانبرداری نفلی عبادت پر مقدم ہے

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ایک اور شکل یہ ہے کہ جب والدین خدمت کے محتاج ہوں تو اولاد نفل عبادت پر ان کی خدمت کرنے کو ترجیح دے، اس لئے کہ ان کی خدمت ورضامندی نفل عبادت پر مقدم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین بچوں کے سوا کسی نے ماں کی گود میں گفتگو نہیں کی، عیسی بن مریم (علیہ السلام) اور صاحبِ جریج۔ جریج ایک عابد تھا جس نے ایک عبادت خانہ بنا رکھا تھا۔ ایک دن وہ اس میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اس نے کہا: اے جریج! تو اس نے دل میں کہا: یا اللہ! ایک طرف ماں ہے اور ایک طرف نماز۔ چنانچہ وہ نماز میں لگا رہا حتی کہ اس کی ماں واپس چلی گئی۔ دوسرے دن پھر اس کی ماں آئی اور اس نے پکار کر کہا: اے جریج! تو اس نے دل میں کہا: یا اللہ! ایک طرف ماں ہے اور ایک طرف نماز۔ آخر وہ نماز میں لگا رہا (اب اس کی ماں کے منہ سے بددعا نکل گئی) کہنے لگی: یا اللہ اسے موت نہ دینا جب تک کہ یہ کسی بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے۔

اُدھر بنی اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا چرچا ہونے لگا۔ اُن میں ایک بدکار عورت تھی جس کے حسن وجمال کو بطورِ مثال بیان کیا جاتا تھا۔ وہ کہنے لگی: اگر تم چاہتے ہو تو میں اسے پھنساؤں؟ چنانچہ اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو جریج پر پیش کیا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کے عبادت خانہ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا اور اس نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا۔ چرواہے نے اس سے صحبت کی تو وہ حاملہ ہوگئی۔ پھر جب بچہ پیدا ہوا تو کہنے لگی: یہ جریج کا بیٹا ہے۔ لوگ آئے، جریج کو عبادت خانہ سے باہر نکال کر عبادت خانہ کو منہدم کر دیا اور جریج کی پٹائی کرنے لگے۔ جریج نے پوچھا: کوئی بات تو بتاؤ؟ وہ کہنے لگے: تو نے اس فاحشہ سے زنا کیا اور اب تو اس کے بچہ بھی پیدا ہو چکا ہے۔ جریج نے کہا: وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ بچہ لے آئے۔ تو جریج نے کہا: ذرا ٹھہرو میں نماز پڑھ لوں۔ پھر وہ نماز سے فارغ ہو کر بچہ کے پاس آیا۔ اس کے پیٹ میں کچوکا دیا اور کہا: بچے! بتاؤ تمھارا باپ کون ہے؟ بچہ بول اٹھا: فلاں چرواہا ہے۔ پھر تو لوگ جریج کے پاس آ کر اسے بوسے دینے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تمھارے لئے سونے کا عبادت خانہ بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا: نہیں۔ بس ایسا ہی مٹی کا بنا دو۔ چنانچہ انھوں نے عبادت خانہ بنا دیا.....الخ''

[البخاری .أحادیث الأنبیاء باب قول اللہ تعالی (واذکر فی الکتاب مریم) : ۳۴۳۶ ، مسلم. البر والصلہ باب تقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلاۃ وغیرھا : ۲۵۵۰]

یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ نفل عبادت پر والدین کی خدمت اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری مقدم ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ والدین کی بددعا کا انجام کیا ہوتا ہے!

④ والدین کو برا بھلا کہنا منع ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ، قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ : يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)

''بے شک کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی اپنے والدین پر بھی لعنت بھیجتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کسی کے باپ کو گالیاں دیتا ہے تو اُس کے نتیجے میں وہ اِس کے باپ کو گالیاں دیتا ہے۔ اور وہ کسی کی ماں کو گالیاں دیتا ہے تو وہ اِس کی ماں کو گالیاں دیتا ہے۔'' [البخاری . الأدب باب لا یسب الرجل والدیہ : ۵۹۷۳ مسلم : الإیمان باب الکبائر وأکبرھا : ۹۰]

گویا کسی کے ماں باپ کو گالیاں دینے کے نتیجے میں اگر اپنے ماں باپ کو گالیاں پڑیں تو وہ اپنے والدین کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود گالیاں دینے کے مترادف ہے۔ اور کسی اور سے گالی دلوانا ویسا ہی ہے جیسے وہ خود ان کو گالی دے اور یہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔

⑤ والدین کے حق میں دعا کرنا

ہم نے اس خطبہ کے شروع میں سورۃ بنی اسرائیل کی ایک آیت کے حوالے سے یہ ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالی نے والدین کے حق میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے کا حکم دیا ہے:

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ لہذا والدین کے حق میں یہ دعا ضرور کرنی چاہئے۔

اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے والدین کے حق میں یوں دعا کی:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾[ابراھیم:۴۱]

''اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔''

لیکن انھوں نے اپنے باپ کیلئے یہ دعا اس وقت تک کی جب تک ان کیلئے یہ بات واضح نہ ہوئی کہ وہ اللہ تعالی کا دشمن ہے۔ پھر اس بات کے واضح ہونے کے بعد انھوں نے اس کے حق میں دعا ترک کر دی جیسا کہ سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۱۱۴ میں اللہ تعالی نے ذکر فرمایا ہے کیونکہ کافر کے حق میں بخشش کی دعا کرنا درست نہیں۔

اور حضرت نوح علیہ السلام نے یوں دعا کی تھی:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾[نوح : ۲۸]

''اے میرے رب! مجھے، میرے والدین اور ہر مومن کو بخش دے جو میرے گھر میں بحالتِ ایمان داخل ہوا۔ اور اسی طرح دیگر تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بخش دے۔''

اور نیک اولاد وہ ہوتی ہے جو اپنے والدین کی موت کے بعد بھی ان کیلئے دعا کرتی رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ : صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ)

''جب انسان مر جاتا ہے کہ تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ، علمِ نافع اور صالح اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی رہے۔''[مسلم۔الوصیة باب ما یلحق الإنسان من الثواب:۱۶۳۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد صرف تین چیزوں کا ثواب اس کیلئے جاری رہتا ہے ۔ ان میں سے ایک نیک اولاد ہے جو ماں باپ کے مرنے کے بعد بھی ان کیلئے دعا کرتی رہے ۔اس لئے اولاد کو والدین کی موت کے بعد ان کے حق میں دعائے مغفرت ودعائے رفع درجات کرتے رہنا چاہئے.

⑥ والدین اگر معقول عذر کی بناء پر بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیں تو اس کی تعمیل کی جائے

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ایک صورت یہ ہے کہ اگر ماں باپ کسی معقول عذر کی بناء پر بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیں تو وہ ان کی اطاعت کرے.

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میری ماں کا میرے لئے حکم ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں ۔ تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: (اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ) یعنی ''باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے'' اب تُو چاہے تو اس دروازے کی حفاظت کر اور چاہے تو اسے ضائع کر ۔'' [الترمذی : ۱۹۰۰ ، ابن ماجه : ۳٦٦۳ ، وصححه الألبانی فی صحیح الترغیب والترهیب : ۲٤۸٦]

اسی طرح اس حدیث کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے [ابن حبان ج ۲ ص ۱٦۷ : ۴۲۵] لیکن اس میں بجائے ماں کے باپ کا ذکر ہے ۔یعنی باپ نے طلاق دینے کا حکم دیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سن کر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی ۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ایک بیوی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے ناخوش تھے ۔ انھوں نے مجھ سے کہا: اسے طلاق دے دو لیکن میں نے ان کی بات نہ مانی ۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات ان کے سامنے ذکر کی ۔ تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ''اسے طلاق دے دو ۔'' [أحمد ج ۲ ص ۲۰ ، الترمذی : ۱۱۸۹ : حسن صحیح ، أبو داؤد : ۵۱۳۸ ، ابن ماجه : ۲۰۸۸ ، ابن حبان ج ۲ ص ۱۷۰ : ۴۲۷ ، الحاکم ج ۴ ص ۱۵۳ : صحیح علی شرط الشیخین ووافقه الذهبی ، وصححه الألبانی فی صحیح الترغیب والترهیب : ۲۴۸۷]

اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اشارے پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ

''.........ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیوی بچے کو دیکھنے آئے ، اُس وقت اسماعیل علیہ السلام خود گھر پر نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔آپ نے ان کی بیوی سے ان کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگیں: روزی کی تلاش میں نکلے ہیں۔ پھر آپ نے اس سے گذر بسر کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگیں: بڑی تنگی سے زندگی بسر ہو رہی ہے اور سختی کی آپ سے خوب شکایت کی۔ آپ علیہ السلام نے کہا: جب تیرا خاوند آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دے۔ چنانچہ جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو انھوں نے محسوس کیا کہ جیسے کوئی مہمان آیا ہو۔ بیوی سے پوچھا کہ کیا کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ اِس طرح کا ایک بوڑھا آیا تھا، تمھارے متعلق پوچھتا تھا۔ تو میں نے اسے بتا دیا۔ پھر پوچھا کہ تمھاری گذران کیسے ہوتی ہے؟ تو میں نے کہا: بڑی تنگی ترشی سے دن کاٹ رہے ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا: کچھ اور بھی کہا تھا؟ کہنے لگی: ہاں۔ تمھیں سلام کہا تھا اور کہا تھا کہ گھر کی چوکھٹ تبدیل کر دو۔ اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے: وہ میرے والد تھے اور انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں چھوڑ دوں۔ لہٰذا اب تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے طلاق دے دی اور ایک دوسری عورت کے ساتھ شادی کر لی...الخ [بخاری: ۳۳۶۴]

⑦ والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے صدقہ کرنا

ماں باپ سے نیکی کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کی طرف سے صدقہ کیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے کچھ مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اس کے گناہوں کو مٹا دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ [مسلم۔ الوصیة باب وصول ثواب الصدقات إلی المیت: ۱۶۳۰]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بے شک میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کوئی بات کرتی تو یقیناً صدقہ کرنے کا حکم دیتی۔ لہٰذا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ [البخاری: ۱۳۸۸، مسلم: ۱۰۰۴]

جبکہ حضرت ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں بنو سلمہ کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

(هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا ؟)

یعنی ''ماں باپ کی موت کے بعد کیا کوئی نیکی باقی ہے جو میں ان کے ساتھ بجا لاؤں؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: (نَعَمْ ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا ، وَالْإِسْتِغْفَارُ لَهُمَا ، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا ، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا)

یعنی ''ان کی نماز جنازہ پڑھنا''

''ان کیلئے استغفار کرنا''

''ان کے بعد ان کے عہد کو جاری رکھنا'' یعنی ان کی وصیت واقرار کو پورا کرنا۔

''جو لوگ ماں باپ کے رشتہ کی وجہ سے لائقِ صلہ ہوں (جیسے خالہ، نانی، چچا، دادا) ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت وخاطر داری کرنا۔'' [ابوداود: ۵۱۴۲، ابن ماجہ: ۳۶۶۴]

یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ یہ سب کام صلۂ والدین وحقوقِ ابوین میں شامل ہیں۔ اس حدیث کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ تاہم اس کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے:

(قَالَ الرَّجُلُ : مَا أَكْثَرَ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَطْيَبَهُ ! قَالَ : فَاعْمَلْ بِهِ)

یعنی اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ! یہ کتنی زیادہ اور کتنی اچھی باتیں ہیں ! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر اچھی ہیں تو ان پر عمل کیا کر۔'' [ابن حبان ج ۲ ص ۱۶۲: ۴۱۸]

اور جب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی والدہ کے انتقال کی خبر دی۔ پھر آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسا صدقہ سب سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پانی کا صدقہ بہترین صدقہ ہے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی ماں کی طرف سے ایک کنواں بنوا دیا اور کہا:

(هٰذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ) یعنی یہ ام سعد کیلئے ہے۔ [ابو داؤد ج ۲ ص ۱۳۰ : ۱۶۸۱ ، وحسنه الألباني في صحيح أبي داؤد، و صحيح الترغيب والترهيب : ۹۶۲]

⑧ والدین کی نذر کو پورا کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی ہے۔ تو کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا ، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اِقْضُوْا اللّٰهَ ، فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ)

''ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔ تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر تمھاری ماں پر قرضہ ہوتا تو کیا تم ادا کرتی ؟ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قرضہ ادا کرو کیونکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔'' [البخاری:۱۸۵۲]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اگر والدین اپنی نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو جائیں اور اولاد نذر پوری کرنے کی طاقت رکھتی ہو تو اسے وہ نذر پوری کرنی چاہیے۔

⑨ والدین کے دوستوں سے حسن سلوک کرنا

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ایک شکل یہ ہے کہ جو لوگ ماں باپ کے دوست ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک کرے، خاطر داری، ادب ولحاظ اور مروت سے پیش آئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ) [مسلم:۲۵۵۲]

''بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کی موت کے بعد حسن سلوک کرے۔''

اور یہی حکم ماں کی سہیلیوں کا بھی ہے۔ اس لئے کہ لفظ (أب) اسم جنس ہے اور اس میں ماں بھی شامل ہے

عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک اعرابی مکہ کے راستے میں ملا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا اور اپنے گدھے پر سوار کر لیا جس پر وہ خود سوار تھے اور اپنا عمامہ اس کو دے دیا جو خود ان کے سر پر تھا۔ عبد اللہ بن دینار نے کہا: أَصْلَحَكَ اللهُ! یہ لوگ دیہاتی ہیں، تھوڑی سی چیز پر بھی خوش ہو جاتے ہیں! تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کا باپ میرے باپ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: (إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ) [مسلم:۲۵۵۲]

''بے شک بڑی نیکی یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے دوستوں سے حسن سلوک کرے۔''

اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا تو میرے پاس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور کہنے لگے: کیا تم جانتے ہو کہ میں تمھارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا:

(مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ)

''جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد بھی اس سے حسن سلوک کرے تو وہ اس کے دوستوں سے حسن سلوک کرے۔''

اور میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمھارے باپ کے درمیان برادرانہ و دوستانہ تھا۔ تو میں نے اپنے والد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے صلہ کرنا چاہا۔[ابن حبان ج ۲ ص ۱۷۵:۴۳۲، الألبانی : حسن: صحیح الترغیب والترهیب:۲۵۰۶]

⑩ والدین کو غلامی سے آزادی دلوانا

والدین سے حسن سلوک کی صورتوں اور ان کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ اگر ماں باپ کو کسی کا غلام یا نوکر پائے اور وہ انھیں آزاد کرانے کی قدرت رکھتا ہو تو قیدِ غلامی سے انھیں رہائی دلوائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لَا یَجْزِیْءُ وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ یَجِدَهُ مَمْلُوْكًا فَیَشْتَرِیَهُ فَیُعْتِقَهُ)

"کوئی بچہ اپنے والد کا مکمل حق ادا نہیں کرسکتا سوائے اس کے کہ وہ اسے غلام پائے، پھر اسے خرید کر آزاد کردے۔"[مسلم:۱۵۱۰، ابوداود:۵۱۳۷، الترمذی:۱۹۰۶ ابن ماجہ:۳۶۵۹، النسائی:۴۸۹۶]

والدین کے یہ دس حقوق ذکر کرتے ہوئے ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو والدین سے حسن سلوک کرنے اور ان کے تمام حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیتِ اولاد

اہم عناصر خطبہ:

① تربیت اولاد کی اہمیت وضرورت ② حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں

③ رسول اللہ ﷺ اور بچوں کی تربیت ④ اولاد پر شفقت

⑤ بچوں کو ان کا حق ملنا چاہئے ⑥ جائز کھیل کود ⑦ تربیت اولاد کیلئے اہم امور

پہلا خطبہ

محترم حضرات ! اولاد ماں باپ کے پاس امانت ہوتی ہے اور اس کی تربیت ان کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے ۔ ان کے بچے ان کی رعایا ہوتے ہیں اور وہ ان کے ذمہ دار ۔ لہذا ان سے خیر خواہی کرنا اور اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق ان کی اصلاح وتربیت کرنا ان پر واجب ہے ۔ اور والدین کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھنی چاہئے کہ اولاد کیلئے محض کھانا پینا اور لباس مہیا کرنا ہی ان کی ذمہ داری نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی دینی واخلاقی تربیت کرنا بھی ان کا فریضہ ہے ۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾[التحریم:٦]

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ۔ اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں ۔ جو ارشاد اللہ ان کو فرماتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں ۔"

اس آیت میں مومنوں کو ان کی اہم ذمہ داری یاد کرائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال کی بھی اصلاح وتربیت کا اہتمام کریں تاکہ وہ سب کے سب جہنم کے عذاب سے بچ سکیں ۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، فَالْإِمَامُ رَاعٍ ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالرَّجُلُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا ، وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا ... فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)

''تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ لہذا وقت کا حکمران ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور ہر آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے بھی اس کی ذمہ داری کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔ اور ہر عورت اپنے خاوند کے گھر میں ذمہ دار ہے اور اس سے بھی اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا... سو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص اپنی ذمہ داری کے متعلق جوابدہ ہوگا۔''

[بخاری ۔ الجمعة باب الجمعة فی القری والمدن : ۸۹۳ ، مسلم : ۱۸۲۹]

اس حدیث میں ہر شخص کو اس کے گھر والوں کا جن میں اس کے بیوی بچے شامل ہیں ذمہ دار، نگران اور محافظ بتلایا گیا ہے۔ اور یہ کہ ہر ایک سے ان کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اس نے کہاں تک ان کی اسلامی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا تھا!!

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ : صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ)

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے کہ تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ، علمِ نافع اور صالح اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی رہے۔'' [مسلم :۱۶۳۱]

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد صرف تین چیزوں کا ثواب اس کیلئے جاری رہتا ہے۔ ان میں سے ایک نیک اولاد ہے جو ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کیلئے دعا کرتی رہے۔ لہذا نیکی کے راستے کی طرف اپنی اولاد کی راہنمائی کرنا، انھیں نیک وصالح بنانے کیلئے جدوجہد کرنا اور ان کی دینی تربیت کرنا ازحد ضروری ہے۔

اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً ، يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ ، إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)

''جس شخص کو اللہ تعالی ذمہ دار اور نگران بناتا ہے، پھر وہ آخری دم تک اپنی رعیت سے دھوکہ کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالی اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔'' [البخاری: ۷۱۵۰، مسلم: ۱۴۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں ہر ذمہ دار کو تنبیہ کی گئی ہے اور اسے یاد دلایا گیا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو دیانتداری اور امانت کے ساتھ نبھائے ورنہ اگر اس کی موت اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ دھوکہ کرتے ہوئے آ گئی تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور چونکہ والدین بھی اپنی اولاد کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور ان کی اولاد ان کی رعیت ہوتی ہے اس لئے انھیں بھی اپنی اس رعیت کے ساتھ مکمل طور پر خیر خواہی کرنی چاہیے۔ دنیاوی معاملات میں تو والدین اپنی اولاد کی خیر خواہی کا سوچتے ہی ہیں، اسی طرح دینی اور اخروی معاملہ میں بھی اولاد سے خیر خواہی کرنا ان کا فرضِ منصبی ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَ يُنَصِّرَانِهِ وَ يُمَجِّسَانِهِ)

''ہر بچہ اپنی فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کے ماں باپ چاہیں تو اسے یہودی بنا دیں، چاہیں تو اسے نصرانی بنا دیں اور چاہیں تو اسے مجوسی بنا دیں۔'' [البخاری: ۱۳۵۹، مسلم: ۲۶۵۸]

اس حدیث کے مطابق ہر بچہ اپنی پیدائش کے وقت صحیح مسلمان ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ صحیح مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟ اس کا دارومدار ماں باپ کی تربیت پر ہوتا ہے۔ اگر ماں باپ اس کی اسلامی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں اور گھر کے ماحول کو دینی نقطۂ نظر سے اس کیلئے سازگار بناتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بچہ اپنی فطرت سے انحراف کر جائے اور صحیح مسلمان نہ رہے!

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں کی تھیں اللہ تعالی نے انھیں قرآن مجید میں ذکر کیا ہے اور ان میں تربیتِ اولاد کے زریں اصول موجود ہیں۔ یہ مکمل دس نصیحتیں ہیں۔ آپ بھی سماعت فرمائیں اور اپنے بچوں کو بھی سنائیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: ۱۳]

''اور جب لقمان نے نصیحت کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا: میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

سب سے پہلے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو شرک سے منع کیا اور اسے بہت بڑا ظلم قرار دیا۔ اس لئے اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کی تربیت میں سب سے زیادہ عقیدے کی درستگی کو اہمیت دینی چاہئے۔ انھیں توحید کا مفہوم اچھی طرح سے سمجھایا جائے اور انھیں شرک سے اور اس کی موجودہ تمام شکلوں سے ڈرایا جائے تاکہ وہ اس سے پرہیز کریں۔ اور اولاد کو بتایا جائے کہ پوری کائنات کا خالق و مالک، رزق دینے والا، نفع ونقصان پہنچانے والا، حاجت روا، مشکل کشا اور داتا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے اسی کو پکارا جائے، اسی سے دعا مانگی جائے، اسی سے تمام امیدیں وابستہ کی جائیں، دل میں صرف اسی کا خوف ہو اور کسی فوت شدہ کا خوف نہ ہو۔ اور اسی پر بھروسہ کیا جائے اور اس کے علاوہ کسی اور پر قطعا بھروسہ نہ کیا جائے۔

اس کے بعد دو آیات والدین سے حسن سلوک کے بارے میں ہیں:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ٭وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [لقمان: ۱۴، ۱۵]

''ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے۔ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا۔ اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے۔ یہ کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کر (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔ تمھارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے۔ تم جو کچھ کرتے ہو اس پر میں تمھیں خبردار کروں گا۔''

ان دو آیات میں والدین سے حسن سلوک کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اگر والدین شرک کرنے کا یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہیں ہوگی۔ یہی بات رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمائی:

(لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ)

''اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ اطاعت تو صرف نیکی میں ہے۔'' [بخاری ومسلم]

پھر نصیحت کرتے ہوئے حضرت لقمان نے فرمایا:

﴿يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴾[لقمان :١٦]

''پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو، پھر وہ خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ ضرور لائے گا۔ اللہ تعالی بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔''

اس میں حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو خبردار کیا ہے کہ اللہ تعالی ہر چھوٹی بڑی نیکی اور اسی طرح ہر چھوٹی بڑی برائی کو خوب جانتا ہے۔ لہذا اولاد کو ہمیشہ نیکیوں کی طرف ترغیب اور برائیوں سے ڈراتے رہنا چاہئے تاکہ اس کے دل میں نیکی کی محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہو۔

اس کے بعد فرمایا: ﴿يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴾ [لقمان :١٧]

''اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کا حکم دیتے رہنا، برے کاموں سے منع کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے اس پر صبر کرنا۔ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔''

اس آیت میں کئی نصیحتیں ہیں۔ سب سے پہلے اقامتِ نماز کا حکم ہے یعنی ہمیشہ نماز کی پابندی کرنا۔ لہذا اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہئے۔ اور ماں باپ پر لازم ہے کہ وہ عملی طور پر بچوں کو طہارت، وضو اور نماز کا مکمل طریقہ سکھلائیں اور خود بھی نمازوں کی پابندی کیا کریں ورنہ اگر وہ بچوں کو تو نماز پڑھنے کا حکم دیں اور خود نہ پڑھیں تو اس سے بچوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ)

[احمد ، ابو داؤد ۔ صحیح الجامع للألبانی:٥٨٦٨]

''تمھارے بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انھیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔ اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نماز نہ پڑھیں) تو انھیں اس کی وجہ سے مارو۔''

پھر پانچویں اور چھٹی نصیحت نیکی کا حکم دینے، برائی سے منع کرنے اور ہر مصیبت میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے کے بارے میں ہے۔ لہذا بچوں کو اس بات کی تعلیم دینی چاہئے کہ جب وہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ ہوں تو بے ہودہ گفتگو کرنے کی بجائے ایک دوسرے کو نیکی کی طرف بلائیں اور برائی سے دور رہنے کی تلقین کریں۔ اور اگر ان پر کوئی مصیبت آجائے تو وہ اسے برداشت کریں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد حضرت لقمان نے نصیحت کرتے ہوئے کہا: ﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ☆ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾ [لقمان: ۱۸۔۱۹]

''اور لوگوں (کو حقیر سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو بڑا تصور کرتے ہوئے) ان سے منہ نہ موڑنا۔ اور زمین پر اترا کر نہ چلنا کیونکہ اللہ تعالی تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور اپنی آواز کو پست رکھنا کیونکہ آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔''

یہ چار نصیحتیں بچوں کے اخلاق اور لوگوں کے ساتھ ان کے میل ملاپ اور گفتگو کرنے کے طریقوں کے بارے میں ہیں۔ لہذا بچوں کی تربیت میں ان تمام باتوں کو اہمیت دینی چاہئے اور انھیں اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے اور گفتگو کرنے کے آداب سکھانے چاہئیں۔

رسول اللہ ﷺ اور بچوں کی تربیت

اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو معاشرے کے ہر فرد کیلئے معلم بنا کر مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ چھوٹوں بڑوں کو دین کی تعلیمات سے آگاہ کیا کرتے تھے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کے متعلق یوں تو آپ ﷺ سے کئی احادیث کو روایت کیا گیا ہے لیکن ہم یہاں ایک جامع حدیث ذکر کریں گے جس میں آپ ﷺ نے ایک بچے کو چند بنیادی باتوں کی تعلیم دی تھی اور وہ باتیں آج بھی ہر بچے کی اسلامی تربیت کیلئے انتہائی ضروری ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

(يَا غُلَامُ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِنَّ؟)

''اے بچے! میں تمھیں آج نفع بخش باتیں نہ بتاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالی تمہیں نفع پہنچائے گا؟''

میں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

① (اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ)

''تم اللہ (کے دین کی) حفاظت کرنا (اس کے احکام پر عمل کرنا اور جن کاموں سے اس نے منع کیا ہے ان سے بچنا) اس طرح اللہ تعالی تمھاری حفاظت کرے گا۔''

② (اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز نہ کرنا اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے گا۔''

③ (إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ)

''تم جب بھی مانگنا چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔''

④ (وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ)

''اور جب بھی تمھیں مدد کی ضرورت ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا۔''

⑤ (وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ ، لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ ، وَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ)

''اور اس بات پر اچھی طرح سے یقین کر لو کہ اگر تمام لوگ مل کر تمھیں نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تمھیں محض اتنا نفع پہنچا سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمھارے حق میں لکھ رکھا ہے۔ اور اگر وہ سب کے سب مل کر تمھیں نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ ہاں اللہ نے جو تیرا نقصان لکھ رکھا ہے تو وہ ہو کر رہے گا۔''

⑥ (رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ)

''قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خوشک ہو چکے ہیں۔'' (یعنی تقدیریں لکھی جا چکی ہیں)

⑦ (تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ)

''خوشحالی کے ایام میں اللہ تعالیٰ کے اور لوگوں کے حقوق ادا کرنا، تنگی کے ایام میں اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے گا۔''

⑧ (وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ)

''اور اس بات کو بھی اچھی طرح سے یاد کر لو کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے جو چیز روک لے وہ تجھے ہرگز نہیں مل سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے جو چیز عطا کرنا چاہے اسے کوئی بھی تجھ سے روک نہیں سکتا۔''

⑨ (وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ)

''اور یہ بھی جان لو کہ مدد صبر کے ساتھ آتی ہے اور ہر پریشانی کے بعد خوشحالی یقینی ہے۔''

⑩ (وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا)

''اور ہر تنگی آسانی اور آسودگی کو لاتی ہے۔''

[احمد : ٢٨٠٤ ـ وصححه الأرناؤط ـ ترمذی : ٢٥١٦ ـ وصححه الألبانی]

یہ دس نصیحتیں بچوں اور بڑوں سب کیلئے انمول موتی ہیں۔ لہذا سب کو ان پر عمل کرنا چاہئے اور خصوصا بچوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتو یہ باتیں خوب یاد کرانی چاہئیں۔

اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

حَرِّضْ بَنِيكَ عَلَى الْآدَابِ فِيْ الصِّغَرِ كَيْمَا تقِرَّ بِهِمْ عَيْنَاكَ فِيْ الْكِبَرِ
وَإِنَّمَا مَثَلُ الْآدَابِ تَجْمَعُهَا فِيْ عُنْفُوَانِ الصِّبَا كَالنَّقْشِ فِيْ الْحَجَرِ

''اپنی اولاد کو بچپن سے ہی ادب سکھلاؤ تا کہ بڑے ہو کر وہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ اور بچپن میں ادب سکھانا ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش ہو۔''

اولاد پر شفقت

ماں باپ کو اپنے بچوں پر شفقت اور ان سے پیار کرنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا تو ایک صحابی (حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے تو آج تک ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تعجب سے دیکھا اور فرمایا:

(مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ) ''جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔'' [بخاری: ۵۹۹۷، ومسلم: ۲۳۱۸]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: کیا آپ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہاں۔ تو وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم اپنے بچوں کو بوسہ نہیں دیتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَوَ أَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنكُمُ الرَّحْمَةَ) [بخاری: ۵۹۹۸، مسلم: ۲۳۱۷]

''اگر اللہ تعالیٰ نے تمھارے دلوں سے رحمت کو کھینچ لیا ہے تو میں کیا کروں؟''

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اس دوران حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ انھوں نے سرخ رنگ کی دو قمیصیں پہنی ہوئی تھیں اور ان کے پیر پھسل رہے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو منبر سے نیچے اترے۔ انھیں اٹھایا اور پھر منبر پر چڑھ گئے اور فرمانے لگے: سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ یعنی ''تمھارے مال اور تمھاری اولاد آزمائش ہیں۔'' میں نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو صبر نہ کر سکا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری رکھا۔ [ابوداؤد: ۱۱۰۹۔ صحیح الجامع للألبانی: ۳۷۵۷]

ان تینوں احادیث سے ثابت ہوا کہ اولاد کے ساتھ محبت وپیار کا اظہار کر کے انھیں اپنائیت کا احساس دلانا چاہیے اور ان سے نفرت کرنے کی بجائے شفقت کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

بچوں کو ان کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہیے

بچے خواہ چھوٹے کیوں نہ ہوں انھیں ان کا حق ملنا چاہیے۔ اور انھیں چھوٹا سمجھ کر ان کے حقوق سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مشروب پیش کیا گیا۔ آپ اس سے پی کر فارغ ہوئے تو ابھی مشروب بچا ہوا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ ان کی دائیں جانب ایک بچہ بیٹھا ہوا ہے اور بائیں جانب کچھ عمر رسیدہ لوگ ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

(أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ ؟)

''کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں یہ مشروب پہلے ان بڑوں کو پیش کروں؟''

بچہ کہنے لگا: (وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا)

اے اللہ کے رسول! میں اپنے حصے پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروب اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ [البخاری: ۵۶۲۰، مسلم: ۲۰۳۰]

اولاد کو جائز کھیل کود کا موقعہ دینا چاہیے

اولاد کو خصوصا چھوٹے بچوں کو ہنسنے اور کھیلنے کودنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں تاکہ ان کی ذہنی نشو ونما ہو سکے لیکن شرط یہ ہے کہ کھیل کود اور ہنسی مذاق حدودِ شریعت کے اندر ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ اور میرا ایک بھائی تھا جو ابھی سنِ شعور کو نہیں پہنچا تھا اور ایک چھوٹے سے پرندے کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ وہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تو آپ اس سے (ازراہِ مزاح) کہا کرتے تھے:

(يَا أَبَا عُمَيْرٍ ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ ؟)

''اے ابوعمیر! وہ چھوٹے پرندے کا کیا بنا؟'' [بخاری: ۶۱۲۹، مسلم: ۲۱۵۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برادرانِ یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا تھا:

﴿أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [یوسف:۱۲]

''اسے کل ہمارے ساتھ بھیجیں تاکہ یہ خوب کھائے پئے اور کھیلے کودے۔اس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام میں جائز کھیل کود اور تفریح پر کوئی پابندی نہیں۔اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کھیل کود کی حد تک کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔محض اتنا کہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کھیل کود میں مشغول ہو جاؤ اور اسے بھیڑیا کھا جائے!

تربیتِ اولاد کیلئے اہم امور

تربیتِ اولاد کیلئے چند امور انتہائی ضروری ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ اولاد کو بچپن ہی سے اسلام اور ارکانِ اسلام، اسی طرح ایمان اور ارکانِ ایمان کے بارے میں تعلیم دی جائے اور انھیں یہ بتایا جائے کہ اسلام کیا ہے؟

اسلام کا معنی ہے اللہ تعالی کو وحدہ لا شریک تصور کرتے ہوئے ، اس کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اور شرک سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالی کے احکام کے سامنے جھکا دینا۔

اسی طرح بچوں کو ارکانِ ایمان کے متعلق یہ حدیث زبانی یاد کرائی جائے:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَحَجِّ بَيْتِ اللّٰهِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ) [متفق علیہ]

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔اور نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

پھر ایک ایک رکن بچوں کو الگ الگ یاد کرایا جائے:

پہلا رکن: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

دوسرا رکن: نماز قائم کرنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾[طه:۱۳۲]
''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اسے پابندی سے ادا کرتے رہو۔''

تیسرا رکن: زکاۃ ادا کرنا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ وَارْكَعُواْ مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾ [البقرة:۴۳] ''اور نماز قائم کرو، زکاۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

چوتھا رکن: رمضان کے روزے رکھنا۔ ارشاد باری ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[البقرة:۱۸۳]
''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔''

پانچواں رکن: حج بیت اللہ کرنا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ وَلِلّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً ﴾ [آل عمران:۹۷]
''اللہ تعالی نے ان لوگوں پر اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے جو اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔''

اسی طرح بچوں کو بتایا جائے کہ ایمان کیا ہے؟

ایمان: دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور اعضاء کے عمل کا نام ہے۔

پھر اس کے ارکان کے بارے میں بھی بچوں کو آگاہ کیا جائے جن کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

(أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ ، وَمَلَائِكَتِهِ ، وَكُتُبِهِ ، وَرُسُلِهِ ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ، وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللّٰهِ)

''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے ، اس کے فرشتوں پر ایمان لائے ، اس کی کتابوں پر ایمان لائے ، اس کے رسولوں پر ایمان لائے ، آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اس بات پر ایمان لائے کہ اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔'' [مسلم:۸]

اس کے بعد ایک ایک رکن کے بارے میں انھیں آگاہ کیا جائے کہ

① اللہ پر ایمان لانا کا مطلب ہے اللہ کے وجود کو تسلیم کرنا اور اس بات پر پختہ یقین رکھنا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار اور خالق و مالک ہے اور وہی تمام تر عبادات کا مستحق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الْبَاطِلُ ﴾ [لقمان:۳۰]
''یہ (نشانیاں اس لئے ہیں کہ تا کہ تم جان لو کہ) اللہ تعالی ہی برحق ہے اور اس کے سوا جتنے معبودوں کو یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں۔''

② فرشتوں پر ایمان لانے کا مفہوم ہے ان کے وجود کو ماننا اور اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ فرشتے اللہ کی نورانی اور غیبی مخلوق ہیں جو دن رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور اس کے احکام کو بجا لاتے ہیں۔ اور ان کی تعداد کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ☆ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ﴾ [الأنبياء: ١٩......٢٠]

''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے۔ اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے۔''

③ کتابوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ جن کتابوں کو اللہ نے آسمان سے اپنے انبیاء علیہم السلام پر اتارا انھیں برحق تسلیم کیا جائے اور ان کے ان احکام پر عمل کیا جائے جو منسوخ نہیں کیے گئے۔

④ رسولوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ جن برگزیدہ شخصیات کو اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا اور ان پر وحی نازل کر کے انھیں دین اسلام کی تبلیغ کا حکم دیا ان کی نبوت ورسالت کو برحق تسلیم کیا جائے۔ اور اس بات کا اقرار کیا جائے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کے بندے اور انسانوں میں سے انسان تھے۔ اور حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر عمل کیا جائے جنھیں قیامت تک کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [النساء: ٦٥]

''قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں اس سے یہ اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

⑤ روزِ قیامت پر ایمان لانے کا مطلب ہے اس بات پر پختہ یقین رکھنا کہ مرنے کے بعد قیامت کے روز زندہ ہونا ہے اور حساب وکتاب کیلئے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اور قیامت کے روز دو ہی ٹھکانے ہوں گے: یا جنت یا جہنم۔ مومنوں کیلئے جنت اور کافروں کیلئے جہنم۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسِيرٌ ﴾[التغابن:۷]

''کافروں کا خیال ہے کہ انھیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں، اللہ کی قسم! تمھیں ضرور بالضرور دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو اس کے بارے میں تمھیں یقیناً خبردار کیا جائے گا اور یہ کام اللہ پر بالکل آسان ہے۔''

⑥ تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب ہے اس بات کا اقرار کرنا کہ کائنات کی ہر چیز چاہے چھوٹی ہو یا بڑی اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ ہر ہر کام لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اور دنیا بھر میں کوئی کام اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ﴾ [یس:۱۲]

''اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔''

❷ اولاد کی تربیت کیلئے دوسرا اہم امر یہ ہے کہ اولاد کو کلمہ طیبہ زبانی یاد کرایا جائے اور اس کا مفہوم اس کے ذہنوں میں اچھی طرح سے بٹھایا جائے۔

کلمہ طیبہ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا مفہوم ہے:

''اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

کلمۂ توحید وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء ورسل علیہم السلام دعوت دیتے رہے۔ اور اس کے دو جز ہیں: (لا إله) اور (إلا الله) پہلے جزء میں تمام معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور دوسرے جزء میں صرف اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کا اثبات ہے۔ گویا اس کلمے کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودانِ باطلہ کا انکار کیا جائے اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو تمام عبادات کا مستحق گردانا جائے۔ یہ مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ﴾ [البقرۃ:۱۶۳]

''اور تم سب کا معبود ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے''

پہلے جملے میں صرف ایک معبود کا اثبات ہے اور دوسرے جملے میں اللہ تعالیٰ کے سوا باقی تمام معبودانِ باطلہ کی نفی کر دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کائنات میں معبود تو کئی ہو سکتے ہیں لیکن پوری کائنات کا معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول تسلیم کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔ ان کے بعد کوئی اور نبی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے والانہیں۔لہذا آپ کے بعد جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا یا جو کرے گا وہ دجال اور کذاب ہے۔

اس کلمہ پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے ،آپ ﷺ کو بہترین نمونہ تصور کرتے ہوئے آپ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے اور اسے اپنی زندگیوں میں ڈھالا جائے۔ آپ ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے انھیں کیا جائے اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان سے پرہیز کیا جائے۔اور آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے جن امور کے واقع ہونے کی خبر دی ہے اور اسی طرح قبر اور یومِ آخرت کے بارے میں آپ نے جو کچھ بتایا ہے اس سب کی تصدیق کی جائے۔

❸ والدین کو اولاد سے جھوٹ نہیں بولنا چاہئے تاکہ انھیں جھوٹ بولنے کی عادت نہ پڑے۔

حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے ،اس دوران میری ماں نے مجھے بلایا اور کہا: میں تجھے کچھ دونگی۔تو رسول اللہ ﷺ نے میری ماں سے پوچھا: تم نے اسے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟ ماں نے کہا: میں نے اسے کھجور دینے کا ارادہ کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيْهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكَ كِذْبَةٌ)

”خبردار!اگر تو اسے کچھ نہ دیتی تو یہ تجھ پر جھوٹ لکھ دیا جاتا۔“

[ابوداؤد:۴۹۹۱۔وصححه الألباني في الصحيحة:۷۴۸]

لہذا اولاد کے ساتھ ہمیشہ سچ بولنا چاہئے اور اسے بھی سچ ہی بولنے کی تلقین کرنی چاہئے۔اور اولاد کو یہ بھی بتانا چاہئے کہ جھوٹ بولنا منافقوں کی نشانی ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)

”منافق کی تین نشانیاں ہیں: وہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا اور جب اسے کوئی امانت دی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔“[بخاری ومسلم]

❹ اولاد کو کھانے پینے کے آداب سے روشناس کرانا چاہئے۔چنانچہ اولاد کو سمجھایا جائے کہ بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھائیں پئیں اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں.

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور ایک دن میں رسول اکرم ﷺ کی گود میں بیٹھا ہوا تھا اور کھانے کے دوران میرا ہاتھ پلیٹ میں اِدھر اُدھر جارہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(يَا غُلَامُ ! سَمِّ اللّٰهَ ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ) [البخاري:۵۳۷۶ ومسلم:۲۰۲۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے بچے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ کے ساتھ کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔'' حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ آپ ﷺ کی نصیحت کے مطابق ہی کھاتا رہا۔

⑤ اولاد میں عدل وانصاف کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہر ایک کو ایک جیسی چیزیں لیکر دی جائیں، ایسا نہیں کہ کسی کو تو اچھی چیز لیکر دیں اور کسی کو اس سے کم تر۔ اور نہ ہی ایسا کہ کسی کو تو لیکر دیں اور کسی کو محروم کر دیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے کچھ مال دینا چاہا تو میری والدہ نے کہا: جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہیں بناتے میں اس بات کو پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ میرے والد مجھے اپنے ساتھ لیکر رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم اپنی پوری اولاد کو اسی طرح مال دینا چاہتے ہو یا صرف اسے ہی دے رہے ہو؟ تو میرے والد نے کہا: صرف اسے ہی دینا چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(اِتَّقُوْا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِیْ أَوْلَادِكُمْ) ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل وانصاف کرو۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(إِنِّیْ لَا أَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ) ''میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔'' [البخاری: ۲۶۵۰، مسلم: ۱۶۲۳]

⑥ اولاد کو گالی گلوچ، فحش گوئی اور بے ہودہ گفتگو کرنے سے منع کرنا چاہئے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ، يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)

''اپنے والدین کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ وہ کسی کے باپ کو گالیاں دیتا ہے تو اُس کے نتیجے میں وہ اِس کے باپ کو گالیاں دیتا ہے اور وہ کسی کی ماں کو گالیاں دیتا ہے تو وہ اِس کی ماں کو گالیاں دیتا ہے۔'' [بخاری ومسلم]

گویا کسی کے ماں باپ کو گالیاں دینا اپنے ماں باپ کو گالیاں دینے کے مترادف ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔

⑦ باپ کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو ماں کی فرمانبرداری کرنے اور اس سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین کرے۔ اسی طرح ماں اپنی اولاد کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھائے کہ وہ اپنے باپ کی فرمانبرداری اور اس کا احترام کرے اور اس کی نافرمانی نہ کرے۔ ہم اس سے پہلے حضرت لقمان کی نصیحتوں کے ضمن میں یہ بات عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے والدین سے خصوصا والدہ سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے اس حق کی تاکید کی ہے اور والدین کو جھڑکنے بلکہ ان کے سامنے اف تک کرنے سے منع فرمایا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے بھی کئی احادیث میں اطاعتِ والدین اور ان سے حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔لہٰذا والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو والدین کی اطاعت کے بارے میں وقتا فوقتا آگاہ کرتے رہیں۔

❽ اولاد کو صفائی کا خیال رکھنے کی تلقین کریں اور انھیں اس بات کی تعلیم دیں کہ وہ اپنا جسم، اپنا لباس اور اپنا گھر صاف ستھرا رکھیں۔کھانے سے پہلے اور اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو دھوئیں۔

❾ والدین جہاں بچوں کی دنیاوی تعلیم کا اہتمام کرتے ہیں وہاں ان پر لازم ہے کہ وہ ان کی دینی تعلیم کا بھی اہتمام کریں بلکہ دنیاوی تعلیم کی نسبت دینی تعلیم کی اہمیت زیادہ ہے۔کیونکہ دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر اولاد اپنے والدین کیلئے دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی نفع بخش ہوگی اور اخروی نفع ہی زیادہ ہمارے مدِ نظر رہنا چاہئے۔اس سلسلے میں سب سے پہلے بچوں کو قرآن مجید پڑھانا چاہئے۔اگر بچے پورا قرآن مجید حفظ کرلیں تو یہ تو بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ والدین کو قیامت کے روز انہی بچوں کی وجہ سے تاج پہنایا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔اور اگر بچے پورا قرآن مجید حفظ نہ کرسکیں تو کم از کم آخری پارہ ضرور یاد کروانا چاہئے۔اس کے علاوہ بچوں کو رسول اللہ ﷺ کی کچھ احادیث بھی یاد کروائی جائیں، انھیں آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ بھی پڑھائی جائے اور اسلامی عقیدہ کی اہم معلومات اور دینی آداب وغیرہ سے بچوں کو آراستہ کیا جائے۔

❿ والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو بچپن ہی سے پردہ کرنے کی تعلیم دیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ﴾[الأحزاب :٥٩]

’’اے نبی! اپنی بیویوں سے، اپنی بیٹیوں سے اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی۔پھر انھیں ستایا نہیں جائے گا۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور آپ کی صاحبزادیوں سمیت تمام خواتینِ اسلام کو حکم دیا ہے کہ وہ ایک بڑی چادر کے ذریعے سر سے لیکر پاؤں تک مکمل پردہ کیا کریں۔پھر اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس سے ان کی پہچان ہو جائے گی کہ یہ شریف گھرانوں کی باعزت اور باحیا خواتین ہیں۔اس لئے کوئی شخص انھیں ستانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ پردہ کرنا شرافت اور حیا کی علامت ہے اور اس کے برعکس بے پردگی بے حیائی کی علامت ہے!

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کی اولاد کو نیک، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

برادران اسلام! تربیت اولاد کی اہمیت وضرورت اور تربیت اولاد کیلئے چند ضروری امور جن پر ہم نے پہلے خطبہ میں گفتگو کی ہے ان کے ساتھ ساتھ چند اور ضروری امور کو بھی بچوں کی تربیت میں مدنظر رکھنا چاہیئے:

⓫ اولاد کو فارغ اوقات میں فلم بینی اور فضول ڈائجسٹ پڑھنے سے منع کرنا چاہیئے کہ جس میں سوائے جھوٹ کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ اس سے اخلاق وکردار کا بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ فارغ اوقات کو ان فضول چیزوں میں ضائع کرنے کی بجائے بچوں کو ترجمہ وتفسیر قرآن مجید، رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ زندگیوں کے واقعات کا مطالعہ کرنے کی طرف ترغیب دلانی چاہیئے اور انھیں ان موضوعات پر مفید کتب مہیا کرنی چاہئیں تاکہ وہ انہی سے استفادہ کریں۔

⓬ اولاد کو بری صحبت سے بچانا از حد ضروری ہے کیونکہ زیادہ تر بچے بری صحبت سے ہی بگڑتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِیْرِ ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ یُّحْذِیَكَ ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِیْرِ إِمَّا أَنْ یُحَرِّقَ ثِیَابَكَ ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِیْحًا خَبِیْثَةً)

''اچھے اور برے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے انسان اور بھٹی میں پھونکنے والے انسان کی طرح ہے۔ کستوری اٹھانے والا انسان یا تو آپ کو خوشبو ہدیۃً دے گا یا آپ اس سے خریدیں گے یا کم از کم آپ کو اس سے اچھی خوشبو ضرور آئے گی۔ اور بھٹی میں پھونکنے والا انسان یا آپ کے کپڑے جلا ڈالے گا یا کم از کم آپ کو اس سے بدبو ضرور آئے گی۔'' [البخاری ۔ کتاب الذبائح والصید باب المسك:۵۵۳۴]

⓭ اولاد کو گانے سننے سے روکنا بھی بے حد ضروری امر ہے کیونکہ گانے سننے سے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور اخلاق وعادات میں بگاڑ آ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(لَیَکُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِیْ أَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ ، وَالْحَرِیْرَ ، وَالْخَمْرَ ، وَالْمَعَازِفَ)

''میری امت میں ایسے لوگ ضرور آئیں گے جو زنا کاری، ریشم کا لباس، شراب نوشی اور موسیقی کو حلال سمجھ لیں گے۔'' [البخاری : کتاب الأشربة باب ما جاء فیمن یستحل الخمر ویسمیه بغیر اسمه]

ان چار چیزوں کو حلال سمجھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ حقیقت میں تو حلال نہیں ہیں لیکن لوگ انھیں حلال تصور کر لیں گے، گویا یہ حرام ہیں۔ اور موسیقی کس قدر بری چیز ہے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ نے اسے زنا کاری اور شراب نوشی جیسے بڑے ہی بھیانک گناہوں کے ساتھ ذکر کیا ہے!

گانوں کی بجائے بچوں کو تلاوتِ قرآنِ مجید کرنے یا تلاوت سننے کی ترغیب دلانی چاہئے کہ اسی سے درحقیقت سکون نصیب ہوتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ أَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴾[الرعد:۲۸] ''خبردار! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔''

⑫ اولاد کی اصلاح کیلئے عملی جد وجہد کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز بڑی ہی اہم ہے اور وہ ہے ان کی اصلاح کیلئے اللہ تعالی سے دعا کرنا۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ ذکر کی ہے کہ وہ یوں دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴾[الفرقان:۷۴]

''اے ہمارے رب! تو ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔''

خصوصا وہ والدین جن کی اولاد بگڑ چکی ہو انھیں تو ضرور بالضرور اولاد کی اصلاح کیلئے اللہ تعالی سے بار بار دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ ہدایت دینے والا تو اللہ تعالی ہی ہے۔اور اولاد کے حق میں والد کی دعا ان دعاؤں میں سے ہے جنھیں رد نہیں کیا جاتا اور انھیں یقیناً قبول کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ : دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ)

''تین دعاؤں کو بلا شک قبول کیا جاتا ہے: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور اولاد کے حق میں والد کی دعا۔''

[صحیح الجامع للألبانی:۳۰۳۳]

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کی اولاد کو نیک وصالح بنائے اور انھیں دنیا وآخرت میں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلہ رحمی ...فضائل وفوائد

اہم عناصرِ خطبہ:

① صلہ رحمی کی تعریف ② قرآن مجید میں صلہ رحمی کی تاکید ③ صلہ رحمی کے فضائل ④ قطع رحمی کے نقصانات ⑤ صلہ رحمی کسے کہتے ہیں؟ ⑥ صلہ رحمی میں ترتیب

پہلا خطبہ

برادران اسلام ! آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ والدین کے حق کے بعد حقوق العباد میں رشتہ داروں کا حق سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے آج کے خطبہ میں ہم صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک کے بارے میں چند گذارشات پیش کریں گے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اللہ تعالی کے حقوق کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

سب سے پہلے ہم آپ کو یہ بتادیں کہ صلہ رحمی سے مراد کیا ہے؟

لفظ (صلہ) تمام مکارم اخلاق کو شامل ہے۔ خندہ پیشانی سے ملنا، سلام کرنا، نرم بات کہنا، قصور وار سے در گذر کرنا، خاطر داری وخاکساری سے پیش آنا، دستور کے مطابق مدارت کرنا، ناک منہ نہ چڑانا، اچھا سلوک کرنا اوران پر مال خرچ کرنا ...... یہ سب خصائل صلہ رحمی میں شامل ہیں۔

اور لفظ (رحم) کا اطلاق رشتہ پر ہوتا ہے اور ہر شخص کے رشتہ دار وہ ہوتے ہیں جن کا آپس میں نسب کا تعلق ہو خواہ وہ اس کے وارث ہوں یا نہ ہوں، محرم ہوں یا غیر محرم ہوں۔ یہی قول راجح ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ رحم سے مراد صرف محرم رشتہ دار ہیں لیکن اگر یہی مراد ہوں گے تو چچا اور ماموں کی اولاد خارج ہو جائے گی۔

اس مختصری تمہید سے یہ معلوم ہوا کہ ''صلہ رحمی'' سے مراد اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا اوران کی بد سلوکی پر انھیں درگذر کرنا ہے۔

قرآن مجید میں صلہ رحمی کی تاکید

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے صلہ رحمی کی شدید تاکید کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ﴾ [النساء:۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور قریبی رشتوں کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرتے رہو۔"

اس آیتِ کریمہ میں قریبی رشتہ داروں کے معاملہ میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اپنے عزیز واقارب کے حقوق ادا کرتے رہو اور ان کی حق تلفی قطعا نہ کرو۔ اور ان سے خوشگوار تعلقات قائم کرو۔ ان سے حسن سلوک کرو اور بدسلوکی سے بچو۔ اور ان میں سے جو شخص محتاج ہو اس کی مدد کرو۔

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى﴾ [النساء:٣٦]

"اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ۔ والدین سے اچھا سلوک کرو۔ نیز قریبی رشتہ داروں سے بھی۔"

اور فرمایا: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ إِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى﴾ [البقرة:٨٣]

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ تم لوگ اللہ تعالی کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین سے اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرو گے۔"

ان دونوں آیات میں اللہ تعالی نے سب سے پہلے اپنا حق ذکر فرمایا، پھر والدین کا۔ اور پھر قریبی رشتہ داروں کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقوق میں سب سے اہم حق اللہ تعالی کا حق ہے، پھر والدین کا حق اور اس کے بعد عزیز واقارب کا حق اہم ہے۔ اور ان کا حق یہ ہے کہ ان سے حسن سلوک کیا جائے، انہیں اذیت نہ دی جائے، ان سے بدسلوکی نہ کی جائے اور ان سے خوشگوار تعلقات قائم کئے جائیں۔

اور اللہ تعالی رشتہ داروں کی امداد کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ [النحل:٩٠]

"بے شک اللہ تعالی عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالی نے رشتہ داروں کو دینے یعنی ان کی امداد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے معاشرے کے خوشحال لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خاندان کے غریب لوگوں کو بھوکا ننگا نہ چھوڑیں اور ہر طرح سے ان کی مدد کریں۔ لیکن کتنے ستم کی بات ہے کہ آج کل خاندان کے بعض افراد تو عیاشی سے زندگی بسر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور انہی کے کئی رشتہ دار روٹی کپڑے تک کو ترستے ہیں!

اسی طرح اللہ تعالی رشتہ داروں کو ان کے حقوق دینے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ﴾ [بنی اسرائیل :۲۶]

''اور رشتہ داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو۔''

اس آیتِ کریمہ میں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔لہذا رشتہ داروں کو ان کے حقوق ادا کرنے چاہئیں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتنی چاہئے۔

یاد رہے کہ صلہ رحمی کرنا اللہ تعالی کے نزدیک عقلمندوں کی صفت ہے۔چنانچہ سورۃ الرعد میں جہاں اللہ تعالی نے ان کی دیگر صفات ذکر فرمائی ہیں وہاں ان کی ایک صفت یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ وہ رشتے توڑنے کی بجائے انہیں جوڑتے ہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُّوْصَلَ ﴾[الرعد :۲۱]

''اور اللہ تعالی نے جس چیز کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں'' (یعنی رشتوں کو توڑتے نہیں بلکہ ان کو جوڑتے اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔)

صلہ رحمی کے فضائل

(۱) صلہ رحمی سے رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت آتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ أَحَبَّ أَن يُّبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)

''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراوانی اور اس کے اجل (موت) میں دیر ہو وہ صلہ رحمی کرے۔''[البخاری ۔ الأدب باب من بسط له فی الرزق لصلة الرحم : ۵۹۸۶، مسلم ۔ البر والصلة باب صلة الرحم : ۲۵۵۷]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صلہ رحمی کرنے سے رزق میں کشادگی آتی ہے اور عمر زیادہ ہوتی ہے۔اور جب اللہ تعالی یہ چاہتا ہے کہ کسی بندے کی عمر بڑھ جائے تو اسے صلہ رحمی کرنے کی توفیق دیتا ہے۔جس طرح دنیا میں دیگر اسباب ہیں اسی طرح رزق واجل میں اضافے کا ایک سبب صلہ رحمی بھی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ عمر بڑھنے سے مراد عمر میں برکت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی توفیق ہے۔ یعنی صلہ رحمی کرنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے کی توفیق دیتا ہے جس سے اس کی زندگی با برکت ہو جاتی ہے اور ضائع ہونے سے بچ جاتی ہے۔ [شرح صحیح مسلم للنووی ج۹ ص۴۵۰]

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ ، وَلَا يَزِيْدُ فِيْ الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ)

''تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز رد نہیں کرتی۔ اور عمر میں سوائے نیکی کے کوئی چیز اضافہ نہیں کرتی۔'' نیکی سے مراد والدین سے اور اسی طرح اپنے قرابت داروں سے نیکی کرنا ہے۔

[أحمد ج ۵ ص ۲۸۰ ، ابن ماجة : ۹۰، ۴۰۲۲ وابن حبان ج ۳ ص ۱۵۳ : ۸۷۲ ، والحاکم ج ۱ ص ۶۷۰ وقال : صحیح الإسناد . وصححه الألباني في الصحيحة : ۱۵۴]

(۲) صلہ رحمی کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا موجب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رحم رحمان سے نکلا ہے۔ اللہ نے اس سے کہا: (مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ ، وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ) یعنی ''جس نے تجھے ملایا میں اسے ملاؤں گا۔ اور جس نے تجھے توڑا میں اس سے قطع تعلقی کروں گا۔''

[البخاری ۔ الأدب باب من وصل وصله الله : ۵۹۸۸]

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ ، تَقُوْلُ : مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ)

''رحم عرش سے لٹکا ہوا ہے (اور) کہتا ہے: جو مجھے ملائے گا اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) ملائے گا۔ اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹے گا۔''

[البخاری ۔ الأدب باب من وصل وصله الله : ۵۹۸۹ ، مسلم ۔ البر والصلة باب صلة الرحم : ۲۵۵۵]

جبکہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(أَنَا اللّٰهُ ، وَأَنَا الرَّحْمٰنُ ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ ، وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنْ اسْمِيْ ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ . أو قَالَ : بَتَتُّهُ)

''میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا اور میں نے اس کا نام اپنے نام سے نکالا۔ لہذا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص اسے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا۔ اور جو اسے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔" [احمد ج ١ ص ١٩٤، والترمذی ج٤ ص ٣١٥ : ١٩٠٧، الحاکم ج ٤ ص ١٧٤، صححه الألبانی فی صحیح الترغیب والترهیب : ٢٥٢٨]

یہ حدیث قدسی ہے اور اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ لفظِ رحم اللہ کے اسم مبارک (رحمٰن) سے نکلا ہے۔ اس لئے اللہ کے ہاں اس کے وصل وقطع (یعنی صلہ رحمی اور قطع رحمی) کی اہمیت انتہا درجے کی ہے۔

(٣) صلہ رحمی کرنے سے خاندان میں محبت پیدا ہوتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تَعَلَّمُوْا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِيْ الْأَهْلِ ، مَثْرَاةٌ فِيْ الْمَالِ ، مَنْسَأَةٌ فِيْ الْأَثَرِ)

"تم اپنا نسب معلوم کرلو تا کہ صلہ رحمی کرسکو کیونکہ صلہ رحمی سے گھر والوں میں محبت پیدا ہوتی ہے، مال میں اضافہ ہوتا ہے اور اجل میں تاخیر ہوتی ہے۔" [الترمذی ج ٤ ص ٣٥١ : ١٩٧٩، احمد ج ٢ ص ٣٧٤، الحاکم ج ٤ ص ١٧٨ : صحیح الإسناد ووافقه الذهبی، الطبرانی فی الکبیر ج ١٨ ص ٩٨ عن العلاء بن خارجة وهو أقوى الطرق لهذا الحديث عند الحافظ ابن حجر فی الفتح ج ٦ ص ٥٢٧ وصححه الألبانی فی صحیح الترغیب والترهیب : ٢٥٢٠]

اس حدیث میں صلہ رحمی کے تین فوائد بیان فرمائے ہیں اور ہر فائدہ بجائے خود ایک نفعِ عظیم اور ہر شخص کی اہم مراد ہے۔ یعنی محبت ایک نادر چیز ہے، اسی طرح آسودگی ہے کہ ہر شخص دولتمند ہونا چاہتا ہے، اسی طرح طولِ عمر ہے کہ ہر کوئی اس کا طلبگار ہے۔ سو یہ سب مرادیں محض صلہ رحمی کرنے سے میسر آسکتی ہیں۔

(٤) صلہ رحمی کرنا ایمان کی علامت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(....وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ..)

"جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ صلہ رحمی کرے۔" [البخاری۔ الأدب باب إکرام الضیف : ٦١٣٨]

اس سے معلوم ہوا کہ صلہ رحمی علامتِ ایمان ہے۔

(٥) صلہ رحمی کرنا جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ہے

حضرت ابو ایوب الأنصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تَعْبُدُ اللّٰهَ لاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، وَتُقِيْمُ الصَّلاَةَ ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ)

’’تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ اور نماز قائم کر، زکاۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔‘‘

[البخاری ۔ الأدب باب فضل صلة الرحم : ۵۹۸۳]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے سائل کو جنت میں پہنچانے والے اعمال کے بارے میں آگاہ فرمایا۔ اور ان میں سے ایک عمل صلہ رحمی کو ذکر فرمایا۔

(۶) صلہ رحمی کرنا اللہ کو محبوب اعمال میں سے ہے

خثعم قبیلے کے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں اپنے چند ساتھیوں سمیت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: کیا آپ دعوی کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟

آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں.

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا.

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کونسا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر صلہ رحمی کرنا.

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کونسا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا.

[ابو یعلی ۔ قال الألبانی : صحیح ۔ صحیح الترغیب والترھیب : ۲۵۲۲]

(۷) صلہ رحمی کرنے سے اللہ تعالی گناہ معاف فرما دیتا ہے

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُوْلُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُوْلِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [النور:۲۲]

’’اور تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہیں کھا لینی چاہئے بلکہ معاف کر دینا اور درگذر کر دینا چاہئے۔ کیا تم نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ معاف فرما دے؟ وہ معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

یہ آیت دراصل اس وقت نازل ہوئی تھی جب ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تھی اور بعض سادہ لوح مسلمان بھی اس فتنہ کی رو میں بہہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک مسطح رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار تھے اور چونکہ یہ محتاج تھے اس لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ انہیں خرچہ وغیرہ دیا کرتے تھے لیکن جب یہ بھی تہمت لگانے والے لوگوں میں شامل ہو گئے تو آسمان سے وحی کے ذریعے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل ہونے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ وہ اب مسطح رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں دیں گے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں عفو و درگذر کی تلقین کی گئی۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

(بَلٰی وَاللّٰہِ یَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا) ''کیوں نہیں اے ہمارے رب! ہم یقیناً یہ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں معاف کر دے۔'' اس کے بعد انہوں نے مسطح رضی اللہ عنہ کا خرچہ پہلے کی طرح جاری کر دیا۔

[البخاری۔ التفسیر، باب (إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشة......) : ۴۷۵۷]

لہذا اس آیتِ کریمہ اور اس کے سببِ نزول سے ثابت ہوتا ہے کہ رشتہ داروں پر خرچ کرنے اور ان سے اچھا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور وہ ایسا کرنے والے کے گناہ کو معاف فرما دیتا ہے۔

(۸) رشتہ داروں کو دینے سے دوگنا اجر ملتا ہے

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اَلصَّدَقَةُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَةٌ ، وَعَلٰی ذِیْ الرَّحِمِ ثِنْتَانِ : صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ)

''مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ ہی ہے جبکہ رشتہ دار پر خرچ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے۔''

[النسائی . الزکاة باب الصدقة علی الأقارب : ۲۵۸۲، والترمذی . الزکاة باب ما جاء فی الصدقة علی القرابة : ۶۵۸ وحسنه ، وابن ماجه . الزکاة باب فضل الصدقة : ۱۸۴۴ ، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجه : ۱۴۹۴]

اور حضرت ام کلثوم بنت عقبۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ : اَلصَّدَقَةُ عَلٰی ذِیْ الرَّحِمِ الْکَاشِحِ)

''جو صدقہ کسی ایسے رشتہ دار کو دیا جائے جس نے باطن میں دشمنی چھپا رکھی ہو وہ اجر میں سب صدقات سے افضل ہوتا ہے۔'' ''کاشح'' سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے اندر دشمنی چھپائے ہوئے ہو۔ [المعجم الکبیر ج ۳ ص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٢٠٢ : ٣١٢٦ عن حكيم بن حزام ، وابن خزيمة ج ٤ ص ٧٨ : ٢٣٨٦ ، والحاكم ج ١ ص ٥٦٤ عن أبي أيوب الأنصاري ،وقال الحاكم : صحيح على شرط مسلم ،وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب : ٢٥٣٥]

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَا أَنْفَقَ الْمَرْءُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَأَهْلِهٖ وَذِيْ رَحِمِهٖ وَقَرَابَتِهٖ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ)

''آدمی جو مال اپنے آپ پر، اپنی اولاد پر، اپنے گھر والوں پر اور اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرے وہ اس کیلئے صدقہ ہوتا ہے۔'' [الطبراني في الأوسط ج ٧ ص ٧٤ : ٦٨٩٦، وقال الألباني : حسن لغيره : صحيح الترغيب والترهيب : ١٩٦٠]

اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر اپنی ایک لونڈی کو آزاد کردیا تھا۔ جب ان کی باری آئی تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں آگاہ کیا۔تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اسے آزاد کردیا ہے ؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ)[البخاري:٢٥٩٢، مسلم:٩٩٩]

''اگر تو نے وہ لونڈی اپنے ماموؤں (ننھیال) کو دے دی ہوتی تو تجھے اور زیادہ اجر ملتا۔''

یہ اس لئے کہ اہل قرابت پر صدقہ کرنے سے دو نیکیوں کا اجر ملتا ہے۔ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کرنے کا۔

صلہ رحمی کے ان عظیم فوائد کے پیش نظر ہمیں اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اقرباء سے ہمارے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہیں اور ایک دوسرے سے ہم اچھا سلوک کرتے رہیں۔

قطع رحمی کے نقصانات

(۱) قطع رحمی کرنا اللہ کی لعنت کا موجب ہے

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ﴾[الرعد:٢٥]

''اور جو اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ اسے توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اُن پر لعنت ہے اور ان کیلئے برا گھر ہے۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالی جب مخلوق کو پیدا کر چکا تو رحم (رشتہ داری) نے کھڑے ہو کر کہا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ میں آنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالی نے کہا: ہاں، کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اسے (اپنی رحمت سے) ملاؤں جو تجھے ملائے اور اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں جو تجھے کاٹے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! تو اللہ تعالی نے کہا: بس یہ بات طے ہو گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اللہ کا یہ فرمان پڑھ لو:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ☆ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ﴾ ''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو، یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے، اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے۔'' [البخاری ۔ الأدب باب من وصل وصله الله: ۵۹۸۷ ، مسلم ۔ البر والصلة : ۲۵۵٤]

(۲) قطع رحمی کرنے والا جنت سے محروم

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ) ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

[البخاری ۔ الأدب باب إثم القاطع : ۵۹۸٤ ، مسلم ۔ البر والصلة : ۲۵۵٦]

اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(..... وَإِنَّ هَذِهِ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ ، فَمَنْ قَطَعَهَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)

''اور یہ رحم' رحمٰن سے نکلا ہے جو کہ عزت والا اور بزرگی والا ہے۔ لہذا جو آدمی اسے کاٹتا ہے (قطع رحمی کرتا ہے) اللہ تعالی اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔'' [احمد والبزار ۔ قال الألبانی : صحیح ۔ صحیح الترغیب والترهیب ۲۵۳۲]

(۳) قطع رحمی کرنے والے کو دنیا میں ہی سزا مل جاتی ہے

حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرَى أَنْ يُعَجِّلَ اللَّهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ) ''بغاوت اور قطع رحمی ایسے گناہ ہیں کہ اللہ تعالی ان کی سزا دنیا کے اندر ہی دے دیتا ہے۔ اور آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے۔'' [أحمد ج ۵ ص ۳٦ الترمذی ج ۴ ص ۶۶۴ : ۲۵۱۱ ، وأبوداؤد ج ۴ ص ۲۷۶ : ۴۹۰۲، وابن ماجة ج ۲ ص ۱۴۰۸ : ۴۲۱۱ ، وقال الترمذی : حدیث حسن صحیح ، وصححه الألبانی فی صحیح الترغیب والترهیب : ۲۵۳۷ والصحيحة : ۹۱۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) قطع رحمی کرنے والے کے خلاف رحم کی فریاد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رحم رحمان سے مشتق ہے اور عرش سے لٹکا ہوا ہے۔ اور کہتا ہے: اے رب! مجھے قطع کیا گیا، اے رب! میرے ساتھ برا سلوک کیا گیا، اے رب! مجھ پر ظلم کیا گیا، اے رب! اے رب!

تو اللہ تعالیٰ اسے جواب دیتا ہے: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں اسے (اپنی رحمت سے) ملاؤں جو تجھے ملائے اور اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں جو تجھے کاٹے۔'' [أحمد ج ۲ ص ۳۸۳ ، الحاکم ج ۴ ص ۱۷۹ وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب : ۲۵۳۰]

(۵) قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ أَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيْسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ، فَلاَ يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ)

''سب لوگوں کے اعمال ہر شبِ جمعہ کو پیش کئے جاتے ہیں۔ تو قطع رحمی کرنے والے شخص کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔'' [أحمد ج ۲ ص ۴۸۳ وحسنه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب : ۲۵۳۸]

(۶) قطع رحمی کرنا اللہ کو ناپسندیدہ اعمال میں سے ہے

خثعم قبیلے کے ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کونسا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر قطع رحمی کرنا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کونسا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر برائی کا حکم دینا اور نیکی سے منع کرنا۔ [ابو يعلى ۔ صححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب:۲۵۲۲]

برادران اسلام! قطع رحمی کے ان نقصانات کے پیش نظر ہم سب کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے اور حتی الامکان اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا چاہئے۔

صلہ رحمی کسے کہتے ہیں؟

برادران اسلام! صلہ رحمی کے فضائل اور قطع رحمی کے بھیانک نتائج کے بارے میں قرآنی آیات اور رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے بعد آیئے اب یہ بھی جان لیجئے کہ صلہ رحمی کس چیز کا نام ہے؟

صلہ رحمی کا ایک مفہوم عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ ہے کہ اگر رشتہ دار صلہ رحمی کریں تو ان سے صلہ رحمی کی جائے ، اگر وہ اچھا برتاؤ کریں تو ان سے اچھا برتاؤ کیا جائے ، اگر وہ احسان کریں تو ان سے احسان کیا جائے ، اگر وہ ملنے آئیں تو ان سے ملنے کیلئے جایا جائے اور اگر وہ کچھ دیں تو انہیں دیا جائے ......حالانکہ یہ مفہوم بالکل غلط ہے کیونکہ یہ تو ایک طرح کا بدلہ ہے کہ اگر وہ حسن سلوک کریں تو ان سے حسن سلوک کیا جائے اور اگر وہ نہ کریں تو ان سے بھی نہ کیا جائے ۔ صلہ رحمی کا یہ مفہوم درست نہیں ۔ درست مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ قطع رحمی کریں تو ان سے صلہ رحمی کی جائے ، اگر وہ بدسلوکی کریں تو ان سے اچھا سلوک کیا جائے اور اگر وہ نہ دیں تو تب بھی انہیں دیا جائے ۔ الغرض یہ کہ رشتہ دار صلہ رحمی کریں یا نہ کریں دونوں صورتوں میں اپنی طاقت کے مطابق انسان اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا رہے ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِیْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا)

''صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں صلہ رحمی کرے ۔ بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جس سے قطع رحمی کی جائے تو پھر بھی وہ صلہ رحمی کرے ۔'' [البخاری. الأدب باب لیس الواصل بالمکافیء:۵۹۹۱]

بدلے میں صلہ رحمی سے مراد یہ ہے کہ مثلا رشتہ دار اس سے ملتا ہے تو یہ بھی اس سے ملتا ہے اور اگر وہ نہیں ملتا ہے تو یہ بھی اس سے نہیں ملتا ہے ۔ جبکہ ہونا یہ چاہئے کہ اگر وہ نہ ملے تو بھی یہ اس سے میل ملاپ رکھے ، تب جا کر یہ صلہ رحمی کرنے والا کہلائے گا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں ، میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں ، میں ان سے حوصلہ سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جاہلوں کا سا برتاؤ کرتے ہیں ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ ، وَلاَ يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ)[مسلم۔ البر والصلة ۲۵۵۸]

''اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا تو گویا تُو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈالتا ہے اور جب تک تو اسی طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا رہے گا تیرے ساتھ اللہ کی طرف سے ہمیشہ ایک پشت پناہی کرنے والا رہے گا۔“

اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل حضرت محمد ﷺ نے خیر کی چند خصلتوں کی وصیت فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص کی طرف نہ دیکھوں جو دنیاوی اعتبار سے مجھ سے بڑا ہو اور اس شخص کی طرف دیکھوں جو دنیاوی اعتبار سے مجھ سے چھوٹا ہو ۔ اور آپ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں مسکینوں سے محبت کروں اور ان سے قریب رہوں ۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مجھے تاکیدی حکم دیا کہ میں صلہ رحمی کروں چاہے میرے رشتہ دار مجھ سے منہ کیوں نہ موڑ لیں ۔ اور آپ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں اللہ کے دین کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کھاؤں اور یہ کہ میں حق بات کہہ دوں چاہے وہ کڑوی کیوں نہ ہو ۔ اسی طرح یہ وصیت بھی کی کہ میں (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) زیادہ سے زیادہ پڑھوں کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ [الطبرانی وابن حبان ۔قال الألبانی : صحیح ۔ صحیح الترغیب والترھیب : ۲۵۲۵]

جبکہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی، میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے فضیلت والے اعمال کے متعلق بتائیے ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(يَا عُقْبَةُ ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ ، وَأَعْرِضْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ . وفي رواية : وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ)

”اے عقبہ! اس سے صلہ رحمی کرو جو تم سے قطع رحمی کرے ۔ اور اس کو دو جو تمھیں محروم رکھے ۔ اور اس سے اعراض کرلو جو تم پر ظلم کرے ۔ ایک روایت میں ہے کہ: اس سے درگذر کردو جو تم پر ظلم کرے۔“

[احمد والحاکم ۔ قال الألبانی : صحیح ۔ صحیح الترغیب والترھیب : ۲۵۳۶]

رشتہ دار کافر بھی ہوں تو ان سے صلہ رحمی کرنی چاہیے

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بے شک بنو فلاں کی آل واولاد میرے دوست نہیں ہیں بلکہ میرا دوست اللہ اور صلحاء مومنین ہیں ۔ لیکن میری ان سے رشتہ داری ہے جس کی وجہ سے میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں۔“

[البخاری . الأدب باب تبل الرحم ببلالها : ۵۹۹۰، مسلم : الإيمان : ۲۱۵]

یعنی وہ میرے رشتہ دار تو ہیں لیکن دوست نہیں کیونکہ وہ کافر ہیں لیکن رشتہ داری کی وجہ سے میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ (آل فلاں) سے ابولہب یا ابوسفیان یا حکم بن العاص یا عموما سارے قبائلِ قریش یا خصوصا بنو ہاشم یا آپ کے اعمام (چچے) مراد ہیں اور ظاہرِ حدیث بھی یہی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ بہ سبب مسلمان نہ ہونے کے مجھے ان سے دوستانہ محبت و پیار تو نہیں ہے مگر بہ سبب قرابت میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کرنے کیلئے اسلام شرط نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''میری ماں' جو کہ عہدِ قریش (صلح حدیبیہ) میں مشرکہ تھی میرے پاس آئی۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میرے پاس میری ماں آئی ہے اور وہ (کفر میں یا میرے مال میں) رغبت رکھتی ہے۔ تو کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کر۔'' [البخاری: ۵۹۷۸، مسلم: ۱۰۰۳]

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ قرابت دار خواہ کافر کیوں نہ ہوں ان سے نیکی کرنی چاہئے۔

دوسرا خطبہ

برادران اسلام ! پہلے خطبہ میں ہم نے جو کچھ بیان کیا اُس کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی کے متعلق چند اور مسائل بھی سماعت فرمالیں۔

صلہ رحمی میں ترتیب

یعنی قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کس ترتیب سے کرنی چاہئے اس بارے میں دو احادیث سماعت کیجئے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ! (مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ ؟) یعنی لوگوں میں حسن صحبت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ قَالَ : (أُمُّكَ) آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں۔

اس نے دوبارہ سہ بارہ یہی پوچھا تو ہر بار آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ تیری ماں۔ چوتھی بار فرمایا: تیرا باپ۔ پھر فرمایا: (ثُمَّ أَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ) یعنی اس کے بعد جو تجھ سے (رشتہ میں) زیادہ قریب ہو۔'' [مسلم: ۲۵۴۸]

اور حضرت المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ . ثَلَاثًا . إِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِآبَائِكُمْ ، إن الله يُوْصِيْكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ) [أحمد ج ٤ ص ١٣١ ، وابن ماجه ج ٢ ص ١٢٠٧ : ٣٦٦١ ، وصححه الحاكم ج ٤ ص ١٦٧،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والألباني في الصحيحة : ١٦٦٦]

''بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں ماں کے بارے میں وصیت کرتا ہے (کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔) آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ تمھیں باپ کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہے (کہ اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو۔) اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھیں قریبی رشتہ داروں کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہے (کہ ان کے ساتھ بھی نیکی کرو۔)''

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قرابت داروں میں صلہ رحمی اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق ماں کا ہے۔ پھر اس کے بعد باپ ہے اور پھر رشتہ میں سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار مثلا سگے بہن بھائی وغیرہ۔ پھر دوسرے رشتہ داروں کا مرتبہ ہے اور ان میں محرم رشتہ دار غیر محرم رشتہ داروں پر مقدم ہیں۔

جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

(بِرَّ أُمَّكَ وَأَبَاكَ ، وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ، ثُمَّ أَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ)

''ماں باپ سے صلہ رحمی کر اور بہن بھائی سے۔ پھر جو تجھ سے (رشتہ میں) زیادہ قریبی ہو اور پھر جو تجھ سے (رشتہ میں) زیادہ قریبی ہو۔'' [الحاکم ۔ ج٤ ص ١٦٧ ، وذكره الحافظ في الفتح ج ١٠ ص ٤٠٢ وسكت عنه]

www.KitaboSunnat.com

اور جو دور کے رشتہ دار ہوں ان کیلئے صلہ رحمی کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں ہے بلکہ وہ عام مسلمانوں کے حکم میں ہیں، جو حقوق اسلام میں تمام مسلمانوں کیلئے ثابت ہیں ان کا لحاظ ان کے ساتھ بھی کرنا چاہئے۔

رشتہ داروں پر خرچ کرنا

کسی رشتہ دار کا نان ونفقہ کسی رشتہ دار پر واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی کوئی خاص دلیل موجود نہیں ہے۔ اور صلہ رحمی کی احادیث عام ہیں، لہذا جو رشتہ دار نفقہ کا محتاج ہو وہ دیگر تمام رشتہ داروں میں صلہ کا زیادہ حقدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ﴾ [الطلاق:٧]

''کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہئے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہئے کہ جو کچھ اللہ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے (اپنی حیثیت کے مطابق) دے۔ کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی اسے طاقت دے رکھی ہے۔''

اور فرمایا: ﴿ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ﴾ [البقرة:٢٣٦]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’خوشحال اپنے انداز ے سے اور تنگ دست اپنی طاقت کے مطابق (خرچ کرے۔)‘‘

خرچ کرنے میں ترتیب

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِذَا أَعْطَى اللّٰهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ)

’’تم میں سے کسی کو جب اللہ تعالی مال عطا کرے تو وہ پہلے اپنی جان پر اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے۔‘‘

[مسلم ۔ الإمارة باب الناس تبع لقريش : ۱۸۲۲] گھر والوں میں بیوی بچے شامل ہیں۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ : أُمَّكَ وَأَبَاكَ ، وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ، وَأَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ)

’’نفقہ اولاد سے شروع کر، پھر اپنے ماں باپ پر اور اپنے بہن بھائیوں پر خرچ کر۔اور پھر جو زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں ان پر خرچ کر۔‘‘ [الطبراني في الكبير ج ۱۰ ص ۱۸٦ باسناد حسن وأصله في الصحيحين]

اس حدیث میں اولاد کو ماں باپ، بہن بھائی اور باقی رشتہ داروں پر مقدم کیا گیا ہے۔

جبکہ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ ،وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ)

’’جو تم اپنے آپ کو کھلاتے ہو وہ تمھارے لئے صدقہ ہے۔اور جو تم اپنی اولاد کو کھلاتے ہو وہ تمھارے لئے صدقہ ہے۔اور جو تم اپنی بیوی کو کھلاتے ہو وہ تمھارے لئے صدقہ ہے۔اور جو تم اپنے خادم کو کھلاتے ہو وہ تمھارے لئے صدقہ ہے۔‘‘[أحمد ج ۴ ص ۱۳۱ ، وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب : ۱۹۵۵]

اس حدیث میں نفقات کے اجر کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ترتیبِ نفقات بھی بیان کردی گئی ہے اور اس میں خصوصی طور پر گھر والوں کا ذکر کیا ہے۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ : أُمَّكَ وَأَبَاكَ ، وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ، وَأَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ)[الطبراني في المعجم الكبير ج ۱۸ ص ۱۴۹ : ۳۲۱ ، وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب : ۱۹۵٦]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اوپر والا (خرچ کرنے والا) ہاتھ نیچے والے (مانگنے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور تم خرچہ اس سے شروع کرو جو تمھارے زیرِ پرورش ہو۔ تمھارے ماں باپ، تمھارے بہن بھائی اور پھر زیادہ قریبی رشتہ دار۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے.

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنی جان پر خرچ کر.

اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنی بیوی پر خرچ کر.

اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنی اولاد پر خرچ کر.

اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے خادم پر خرچ کر.

اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (أَنْتَ أَبْصَرُ بِهِ) ”اب جہاں تو مناسب سمجھے وہاں خرچ کر۔“

[النسائی فی الکبری ج ۲ ص ۳٤، ابو داؤد ج ۲ ص ۱۳۲ : ۱٦۹۱، ابن حبان ج ۸ ص ۱۲٦، الحاکم ج ۱ ص ۵۷۵ وقال : صحیح علی شرط مسلم، وصححہ الألبانی فی صحیح الترغیب والترهیب : ۹۵۸]

ان تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خرچ کرنے کیلئے انسان کو یہ ترتیب ملحوظ خاطر رکھنی چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے آپ پر، پھر اپنے بیوی بچوں پر، پھر اپنے والدین پر، پھر اپنے قرابت داروں پر اور پھر اپنے خادم اور دوسرے لوگوں پر خرچ کرے۔ اللہ تعالی ہم سب کو صلہ رحمی کی توفیق دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر اللہ ...فضائل وفوائد

اہم عناصر خطبہ:

① ذکر اللہ کا مفہوم ② کثرتِ ذکر الٰہی کا حکم ③ ذکر اللہ کے بعض فوائد ④ مجالس ذکر کے فضائل ⑤ ذکر اللہ کے بعض آداب

عزیزان گرامی !

ذکر اللہ افضل ترین اعمال اور بہترین عبادات میں سے ایک ہے ۔ بلکہ اعمال صالحہ کی روح ذکر اللہ ہے کیونکہ عمل اگر ذکر اللہ سے خالی ہوتو وہ اس جسم کی مانند ہے جس میں روح نہ ہو۔قرآن مجید کی آیات مبارکہ اور احادیث نبویہ میں اس کی اہمیت ،قدرومنزلت ،فضیلت اور اس کے فوائد وثمرات کو متعدد طریقوں سے واضح کیا گیا ہے ۔ چنانچہ کہیں ذکر اور ذکر کرنے والوں کے اجر وثواب کا تذکرہ کرکے اس کی ترغیب دلائی گئی ہے، کہیں کثرتِ ذکر الٰہی کا حکم دیا گیا ہے اور کہیں ذکر اللہ سے غفلت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے ....

اور اللہ رب العزت نے اپنے ذکر کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا ہے ۔ اس کا فرمان ہے:

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾ [العنکبوت:۴۵] یعنی ’’اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔‘‘

اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ عبادات میں سب سے افضل عبادت ہے ، کیونکہ تمام عبادات کا مقصد بھی ذکر اللہ ہی ہے،سو اس اعتبار سے ذکر اللہ تمام عبادات کی روح اور ان کی جان ہے .

اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ ، وَأَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ ؟)

’’کیا میں تمھیں اس عمل کے بارے میں خبر نہ دوں جو اعمال میں سب سے افضل ہے؟ اور جو تمہارے بادشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ہاں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟ اور جو تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہے؟ اور جو تمہارے لئے سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے؟ اور جو اِس سے بھی افضل ہے کہ تمہاری دشمن سے مڈبھیڑ ہو، پھر تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں؟‘‘ [ترمذی:۳۳۷۷۔ وصححہ الألبانی]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں ۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ذِكْرُ اللّٰهِ) ’’وہ اللہ کا ذکر ہے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر اللہ کا مفہوم

ذکر کی دو قسمیں ہیں: ایک عام ذکر ہے جس میں ساری عبادات شامل ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج، تلاوتِ قرآن، دعا اور تسبیحات وغیرہ۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا اور اس کے قریب کرنے والا ہر لفظ اللہ کا ذکر ہے، چاہے علم کا حصول ہو، تعلیم ہو، امر بالمعروف یا نہی عن المنکر ہو۔

اور شیخ عبد الرحمٰن السعدیؒ کہتے ہیں کہ جب 'ذکر اللہ' کہا جائے تو اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ کے قریب کردے، چاہے اس کا تعلق عقیدے سے ہو یا سوچ وفکر سے ہو۔ چاہے وہ دل کا عمل ہو یا بدن کا۔ خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو یا حصولِ علمِ نافع ہو۔ اور اس جیسی باقی ساری عبادات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہیں.

لہذا یہ تصور کرنا غلط ہے کہ ذکر صرف تسبیحات میں ہی منحصر ہے، ذکر ہر وہ عمل ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے انجام دیا جائے.

اور دوسرا ذکر خاص ہے۔ اس سے مراد وہ خاص دعائیں یا اذکار ہیں جن کے الفاظ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ سے ثابت ہوں اور ان کے اوقات اور تعداد متعین ہوں مثلاً فرض نمازوں کے بعد کے مسنون اذکار، صبح وشام کے اذکار اور مختلف مواقع کی خاص دعائیں وغیرہ۔ اور یہ جو دوسری قسم کا ذکر ہے اس میں ثابت شدہ اوقات، تعداد اور کیفیات کا خیال رکھنا ضروری امر ہے، ورنہ اگر کوئی شخص آنحضور ﷺ کے صحیح اور ثابت شدہ طریقۂ کار کو چھوڑ کر اپنی منشاء کے مطابق یا اپنے بزرگوں کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذکر کرے گا تو اسے یقین ہونا چاہئے کہ وہ ذکر اللہ کی حقیقی برکات اور اس کے عظیم ثمرات وفوائد سے بہت دور چلا جائے گا.

نیز یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ذکر تین چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے: زبان کے ساتھ، دل کے ساتھ اور ان دونوں کے ساتھ۔ اور سب سے افضل اور سب سے زیادہ نفع بخش ذکر وہ ہے جو دونوں کے ساتھ ہو، یعنی زبان کو حرکت دیتے ہوئے اور دل میں اس کے معانی ومفاہیم کے بارے میں غور وفکر کرتے ہوئے مثلاً تسبیحات میں سے '' سبحان الله '' کا ذکر کرتے ہوئے زبان کو حرکت دینا اور دل میں یہ اعتقاد پختہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب سے پاک اور تمام نقائص سے مبرا ہے۔ '' الحمد لله'' کا ذکر کرتے ہوئے زبان کو حرکت دینا اور دل میں اللہ تعالیٰ کیلئے جذباتِ تشکر پیدا کرنا۔ '' الله اكبر '' کا ذکر کرتے ہوئے زبان ہلانا اور دل میں اس کی بڑائی اور عظمت کا تصور کرنا۔ اسی طرح '' لا إله إلا الله '' کا ورد کرتے ہوئے زبان ہلانا اور دل میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا.... اس کے بعد دوسرے درجہ پر بقول ابن القیمؒ وہ ذکر ہے جو صرف دل کے ساتھ ہو، یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نوازشوں کو یاد کرنا ، اس کے اوامر ونواہی کے بارے میں سوچ وفکر کرتے ہوئے جذبۂ اطاعت پیدا کرنا ، قدرتِ الٰہی کی نشانیوں کے بارے میں تدبر کرنا اور اس کی عظمت وکبریائی کو تسلیم کرنا وغیرہ ۔

اس کے بعد تیسرے درجہ پر وہ ذکر ہے جو صرف زبان کے ساتھ ہو اور دل ودماغ اس کا ساتھ نہ دے رہا ہو.

اسی طرح یہ بات بھی انتہائی توجہ کے قابل ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ ساری کی ساری خیر وبھلائی اس ذکر میں ہے جو قرآن مجید یا صحیح احادیث سے ثابت ہو اور خصوصا وہ ذکر جو نبی کریم ﷺ خود فرماتے تھے ، یا اس کی ترغیب دلاتے تھے وہی سب سے افضل ہے اور اسی میں سب سے زیادہ برکت ہے .

کثرتِ ذکر اللہ کا حکم

☆ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنا ذکر کثرت سے کرنے کا حکم دیا ہے ۔ چنانچہ اس کا فرمان ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ☆ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلاً﴾ [الأحزاب : ۴۱ ـ ۴۲]

’’ اے ایمان والو ! تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کیا کرو ۔ ‘‘

☆ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف مخصوص اوقات میں ہی مطلوب نہیں ہے بلکہ اٹھتے بیٹھتے ، چلتے پھرتے اور حتی کہ لیٹے ہوئے بھی اس کا ذکر کرنا مستحب ہے اور اِسے عقلمندوں کی ایک صفت قرار دیا گیا ہے ۔

جیسا کہ اس کا ارشاد ہے : ﴿ إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُوْلِيْ الْأَلْبَابِ ☆ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [آل عمران : ۱۹۰ ـ ۱۹۱]

’’ بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور لیل ونہار کی گردش میں ان عقل والوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں ۔ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ! تو نے انھیں بے کار نہیں پیدا کیا ہے ، تو ہر عیب سے پاک ہے ، پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا ۔ ‘‘

لہذا اگر ہم بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں عقلمندوں کی صف میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں ان کی یہ صفت اختیار کرنی ہوگی کہ ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں ، کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں ، چلتے پھرتے ہوں یا لیٹے ہوئے ہوں ، ہر حال میں اس کا ذکر جاری رکھیں اور ہماری زبان اس کے ذکرِ پاک سے تر رہے .

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا :

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ ، فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ)

''شریعت کے احکامات (میری کمزوری کی وجہ سے) مجھ پر غالب آ چکے ہیں، لہذا آپ مجھے کوئی (آسان سا) کام بتا دیں جس پر میں ہمیشہ عمل کرتا رہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: (لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا بِذِكْرِ اللّٰهِ) ''تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ تر رہے۔'' [ترمذی: ۳۳۷۵۔ وصححه الألبانی]

خود نبی کریم ﷺ بھی ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ) ''آنحضور ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے''

[رواه البخاری معلقا : الأذان باب هل يتتبع المؤذن فاه ههنا وههنا مسلم: ۳۷۳]

☆ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو تلاشِ معاش کے دوران بھی کثرت سے اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة: ۱۰]

''پھر جب نماز پڑھ لی جائے تو تم لوگ زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

☆ نہ صرف اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور تلاشِ معاش کے دوران بلکہ مسلمان جب کفار کے خلاف برسر پیکار ہوں اور میدان قتال میں دشمنانِ اسلام کے آمنے سامنے ہوں تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کثرت سے کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الأنفال: ۴۵]

''اے ایمان والو! جب دشمن کے کسی لشکر سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو تم ثابت قدم رہو اور اللہ کو خوب یاد رکھا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

☆ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی خواتین سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِينَ وَالْقٰنِتَاتِ وَالصّٰدِقِينَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِينَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخٰشِعِينَ وَالْخٰشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [الأحزاب :٣٥]

’’بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ، مومن مرد اور مومن عورتیں ، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں ، راست باز مرد اور راست باز عورتیں ، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں ، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں ، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں ، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں ، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں ، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ، ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔‘‘

☆ نبی کریم ﷺ نے کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے شخص کو مستجاب الدعوات قرار دیا ہے :

(ثَلَاثَةٌ لَا يَرُدُّ اللّٰهُ دُعَاءَهُمْ : اَلذَّاكِرُ اللّٰهَ كَثِيْرًا ، وَالْمَظْلُوْمُ ، وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطُ)

’’تین آدمیوں کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا ، کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا ، مظلوم اور انصاف کرنے والا حکمران۔‘‘ [رواه البيهقي في شعب الإيمان ۔ وحسنه الألباني في صحيح الجامع :٣٠٦٤]

یاد رہے کہ انسان کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا اس وقت ہوتا ہے جب وہ صبح وشام کے مسنون اذکار ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اس کے علاوہ مختلف اوقات وحالات کے مسنون اذکار اور دعائیں بھی پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے مثلاً گھر اور مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں ، کھانے پینے کی دعائیں ، بیت الخلاء میں جانے اور اس سے نکلنے کی دعائیں ، لباس پہننے کی دعا ، وضو سے پہلے اور اس کے بعد کی دعائیں ، فرض نمازوں کے بعد کے اذکار وادعیہ وغیرہ۔ اسی طرح ان مخصوص اوقات وحالات کے علاوہ بھی تسبیحات ، استغفار اور تلاوتِ قرآن مجید کا باقاعدہ اہتمام کرے تو وہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے خوش نصیبوں میں شامل ہو سکتا ہے.

اور مسلمان کو یہ بات ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا کم ذکر کرنا منافقوں کی صفت ہے نہ کہ مسلمانوں کی۔ جیسا کہ اس کا فرمان ہے :

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ [النساء:١٤٢]

’’بے شک منافق اللہ تعالیٰ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انھیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے۔ اور جب وہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی سستی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں ، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی دو صفات ذکر کی ہیں، ایک نماز کیلئے انتہائی سستی کی حالت میں کھڑا ہونا اور نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہے۔ اور دوسری اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرنا۔ لہذا ایمان والوں کا فرض یہ ہے کہ وہ منافقوں کے برعکس نماز کیلئے چستی، خلوص اور محبتِ الٰہی کے ساتھ کھڑے ہوں اور اس میں اللہ کا ذکر کثرت سے کریں.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا:

(تِلْكَ صَلاَةُ الْمُنَافِقِ ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَي الشَّيْطَانِ ، قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا ، لاَ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلاَّ قَلِيلاً) [مسلم:٦٢٢]

"وہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان چلا جاتا ہے تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ اور اس میں اللہ کا ذکر تو بس برائے نام ہی کرتا ہے۔"

ذکر اللہ کے بعض فوائد

ذکر اللہ کے فوائد بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایک کا ہم تذکرہ کرتے ہیں:

① جو شخص اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یاد رکھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَاتَكْفُرُوْنِ ﴾ [البقرة:١٥٢]

"پس تم مجھے یاد رکھا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور تم میری شکر گذاری کرتے رہو، ناشکری مت کرو۔"

② ذکر اللہ سے دلوں کو حقیقی سکون ملتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾[الرعد:٢٨]

"جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھو! دل اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتے ہیں۔"

مالک بن دینارؒ کہتے ہیں: لذت حاصل کرنے والوں کو جو لذت ذکر اللہ سے ملتی ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ملتی، کیونکہ اعمال میں سب سے کم محنت اور سب سے زیادہ اجر والا عمل یہی ہے.

اور حسن بصریؒ کہتے ہیں: تم حقیقی لذت اور مٹھاس تین چیزوں میں تلاش کرو: نماز، ذکر اور تلاوتِ قرآن۔ اگر ان میں تمہیں لذت محسوس ہو تو ٹھیک ہے ورنہ جان لو کہ (تمہارے دلوں کے) دروازے بند ہیں.

③ ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى : أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ ، فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا ، وَإِنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)

’’اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ کسی جماعت میں مجھے یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک کلا (دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے) اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔‘‘ [البخاري ـ التوحيد، باب قول الله ﴿ ويحذركم الله نفسه ﴾: ۷۴۰۵،مسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة ، باب الحث على ذكر الله تعالىٰ:۲۶۷۵]

④ ذکر اللہ ہی شیطان اور اس کے وسوسوں سے بچا سکتا ہے

اللہ رب العزت نے شیطان کے دو وصف ذکر کئے ہیں: ﴿ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴾ یعنی ’’وسوسے ڈالنے والا اور پیچھے ہٹ جانے والا‘‘ اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان ابن آدم کے دل پر ڈیرہ ڈالے رکھتا ہے۔ جب وہ غافل ہو جائے تو یہ وسوسے ڈالتا ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگ جائے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ☆ إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾[الأعراف : ۲۰۰ـ۲۰۱]

’’اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔ یقیناً وہ خوب سننے والا اور سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں انھیں جب شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ لاحق ہوتا ہے تو وہ (اللہ کو) یاد کرنے لگتے ہیں، پھر وہ اچانک بصیرت والے بن جاتے ہیں۔‘‘

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کریں، کیونکہ اس کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں کی ایک صفت ذکر فرمائی ہے کہ جب انھیں شیطان کی طرف سے وسوسے لاحق ہوتے ہیں تو وہ فوراً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں جس سے ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ اس کے فتنوں سے بچ جاتے ہیں۔

حضرت حارث الأشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنواسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ چنانچہ انھوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع ہونے کو کہا جس سے مسجد لوگوں سے بھر گئی اور جو لوگ مسجد سے باہر تھے وہ ٹیلوں پر چڑھ گئے۔ پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنا خطاب یوں شروع فرمایا:

اللہ نے مجھے اور آپ سب کو پانچ باتوں پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، کیونکہ مشرک کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنا خالص مال (سونا چاندی) دے کر ایک غلام خرید کیا، پھر اس سے کہا کہ یہ ہے میرا گھر اور یہ ہے میرا کام، تم محنت کرو اور جتنی آمدنی ہو مجھے ادا کرتے رہو۔ تو وہ غلام محنت مزدوری تو کرتا ہو لیکن ادائیگی اپنے آقا کو چھوڑ کر کسی اور کو کرتا ہو۔ تو تم میں سے کون ہے جو اس طرح کے غلام کو پسند کرتا ہو؟

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا تم جب نماز پڑھو تو دورانِ نماز اللہ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہوا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ نماز میں کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا.

تیسری بات یہ ہے کہ میں تمھیں روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں اور روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جو ایک جماعت میں ہو اور اس کے پاس کستوری کی خوشبو ہو۔ تو جماعت کے تمام لوگوں کو اس کی خوشبو پسند ہوتی ہے۔ اسی طرح روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی اچھی ہوتی ہے.

چوتھی بات یہ ہے کہ میں تمھیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہوں اور صدقہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جسے دشمنوں نے قیدی بنا لیا ہو اور اسے قتل کرنے کیلئے بالکل تیار ہو چکے ہوں۔ تو وہ ان سے کہے کہ میں تمھیں تھوڑا یا زیادہ مال دے کر اپنی جان بچانا چاہتا ہوں۔ اِس طرح وہ اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو جائے.

پھر فرمایا: (وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى ، فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا ، حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ ، كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى)

پانچویں بات یہ ہے کہ میں تمھیں اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں اور ذکر کرنے والے کی مثال اس شخص کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سی ہے کہ جس کے پیچھے دشمن لگا ہوا ہو اور اچانک وہ ایک مضبوط قلعے میں داخل ہو کر اس سے اپنی جان بچا لے۔ اسی طرح بندہ ہے کہ وہ بھی اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی اپنے آپ کو شیطان سے بچا سکتا ہے......''

[أحمد ، أبو داؤد الطيالسي ، ابن خزيمة ، مصنف عبد الرزاق ، أبو يعلى ، الحاكم وغيره ـ وصححه الألباني في صحيح الجامع : ١٧٢٤]

نیز اس کی تائید نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

(يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ ، يَضْرِبُ عَلٰى مَكَانِ كُلِّ عُقْدَةٍ : عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ ، فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ) [البخاری:۱۱۴۲، مسلم :۷۷۶]

''تم میں سے کوئی شخص جب سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ کی جگہ پر مارتے ہوئے کہتا ہے۔ لمبی رات ہے، مزے سے سوئے رہو۔ پھر اگر وہ بیدار ہو جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور اگر اٹھ کر وضو کرے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور اگر نماز بھی پڑھے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں پھر وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ ہشاش بشاش اور خوش مزاج ہوتا ہے، ورنہ بد مزاج اور سست ہوتا ہے۔''

⑤ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ان سات خوش نصیبوں میں سے ایک ہے جنہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ نصیب کرے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

(سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ : اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ ، وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ ، اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ : إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)

''سات افراد ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دے گا اور اس دن اس کے (عرش کے) سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا: عادل حکمران۔ وہ نوجوان جس کی نشو ونما اللہ کی عبادت کے ساتھ ہوئی۔ وہ آدمی جس کا دل مسجد سے لٹکا ہوا ہو۔ وہ دو آدمی جنہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اللہ کی رضا کیلئے محبت کی، اسی پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر جدا جدا ہوئے۔ وہ آدمی جس کو ایک عہدے پر فائز خوبصورت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت نے دعوتِ (زنا) دی تو اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ وہ آدمی جس نے اس طرح خفیہ طور پر صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ اور وہ آدمی جس نے علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔'' [البخاری: ٦٦٠، مسلم: ١٠٣١]

⑥ ذکر اللہ دلِ مومن کو زندگی بخشتا ہے

حضرت ابوموسی الأشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهُ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)

''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا رہتا ہے ایسے ہے جیسے ایک زندہ شخص ہو۔ اور اُس شخص کی مثال جو اس کی یاد سے غافل رہتا ہے ایسے ہے جیسے ایک مردہ شخص ہو۔'' [البخاری: ٦٤٠٧]

اور مسلم کی روایت میں ہے: (مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ ، وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَا یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ ، مَثَلَ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ) ''اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے ایسے ہے جیسے زندہ ہو۔ اور اس گھر کی مثال جس میں اس کا ذکر نہیں کیا جاتا ایسے ہے جیسے مردہ ہو۔'' [مسلم: ٧٧٩]

ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ مومن کے دل کو زندگی بخشتا ہے اور ذکر اللہ سے غفلت اسے مردہ بنا دیتی ہے۔

⑦ ذکر اللہ قیامت کے روز ترازو کو اجر وثواب سے بھر دے گا

حضرت ابو مالک الأشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِیْمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ (أَوْ تَمْلَأُ) مَا بَیْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ....) [مسلم: ٢٢٣]

''پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔ ''الحمد لله'' ترازو کو (اجر وثواب سے) بھر دے گا۔ اور ''سبحان الله'' اور ''الحمد لله'' یہ دونوں کلمات زمین وآسمان کے درمیانے خلاء کو (اجر وثواب سے) بھر دیتے ہیں.......''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ إِلَی الرَّحْمٰنِ ، خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ، ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ)

''دو کلمے ایسے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کو انتہائی پیارے، زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں انتہائی وزنی ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم " [البخاری: ۷۵۶۳]

ذکر اللہ کے ان عظیم ثمرات وفوائد کے پیش نظر ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے۔اور اس کے ذکر کی ایک شکل یہ ہے کہ ہم تسبیحات کے ساتھ اپنی زبان کو تر رکھیں اور انھیں بار بار پڑھیں کیونکہ ان کے فضائل بہت بڑے ہیں۔

فضائلِ تسبیحات

① یہ تسبیحات اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب کلام ہیں

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى أَرْبَعٌ ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ) [مسلم: ۲۱۳۷]

" چار کلمات اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب ہیں۔آپ پر کوئی حرج نہیں کہ ان میں سے جس سے چاہیں ابتداء کریں۔اور وہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ "

② یہ تسبیحات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سب سے زیادہ محبوب تھیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لَأَنْ أَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ) [مسلم: ۲۶۹۵]

" اگر میں سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہوں تو یہ مجھے ہر اس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوا۔" (یعنی دنیا کی ہر چیز سے محبوب ہے)

③ جنت میں شجر کاری

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ، أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ ، عَذْبَةُ الْمَاءِ ، وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ ، غِرَاسُهَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)

" اسراء ومعراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انھوں نے کہا: اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچا دینا۔اور انہیں آگاہ کرنا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے ، اس کا پانی انتہائی میٹھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی زمین بالکل ہموار ہے۔ اور (سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ) کے ساتھ اس میں شجرکاری کی جاسکتی ہے۔'' [ترمذی:۳۴۶۲۔ وصححه الألبانی]

اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شجرکاری کر رہے تھے کہ ان کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گذر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! کیا میں تمھیں اس سے بہتر شجرکاری نہ بتاؤں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم (سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ) کہا کرو، ہر ایک کے بدلے میں تمھارے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا۔'' [ابن ماجہ:۳۸۰۷۔ وصححه الألبانی]

④ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَقُولُ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ، إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ) [ترمذی:۳۴۶۰۔ وحسنه الألبانی]

''خطۂ زمین پر جو شخص بھی یہ کلمات کہے: **لا إله إلا الله والله أكبر ، وسبحان الله والحمد لله ، ولا حول ولا قوة إلا بالله** تو اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔''

⑤ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ ایک درخت کے پاس سے گذرے جس کے پتے خشک ہو چکے تھے، آپ نے اپنا عصا اس کو مارا تو اس کے خشک پتے جھڑ گئے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقَطَ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ) [ترمذی:۳۵۳۳۔ وحسنه الألبانی]

''بے شک یہ کلمات (**الحمد لله وسبحان الله ، ولا إله إلا الله والله أكبر**) بندے کو گناہوں ایسے جھاڑتے ہیں جیسا کہ اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہیں۔''

⑥ اللہ تعالیٰ نے ان تسبیحات کو اپنے بندوں کیلئے چن لیا ہے اور ان پر بہت بڑا اجر وثواب مرتب کیا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنَ الْكَلَامِ أَرْبَعًا :سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، فَمَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ كُتِبَ لَهُ عِشْرُونَ حَسَنَةً ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عِشْرُونَ سَيِّئَةً ، وَمَنْ قَالَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، وَمَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ ، وَمَنْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ كُتِبَتْ لَهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثَلَاثُونَ حَسَنَةً وَحُطَّ عَنْهُ ثَلَاثُونَ خَطِيئَةً)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے چار (کلمات کو) چن لیا ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔ لہذا جو شخص سبحان الله کہے اس کیلئے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے بیس گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ اور جو شخص الله اکبر کہے اس کیلئے بھی اسی طرح۔ اور جو شخص لا إله إلا الله کہے اس کیلئے بھی اسی طرح۔ اور جو شخص اپنی طرف سے الحمد لله رب العالمین کہے اس کیلئے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے تیس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔" [مسند احمد ومستدرک حاکم۔ وصححه الألبانی فی صحیح الجامع: ۱۷۱۸]

اپنی طرف سے الحمد لله رب العالمین کہنے سے مقصود یہ ہے کہ وہ کسی سبب کے بغیر الحمد لله رب العالمین کہے تو اس پر اسے زیادہ اجر وثواب ملے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ کسی سبب کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے مثلا کھانے پینے یا سونے سے بیدار ہونے کے بعد۔

⑦ یہ تسبیحات ڈھال ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(خُذُوا جُنَّتَكُمْ) "اپنی ڈھال لے لو۔"

ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! دشمن سے بچاؤ کیلئے ڈھال جو ہمارے سروں پر آ پہنچا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، جہنم سے بچاؤ کیلئے ڈھال۔"

پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا: (قُولُوا : سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، فَإِنَّهُنَّ يَأْتِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُنْجِيَاتٍ وَمُقَدِّمَاتٍ ، وَهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ)

"تم یہ کلمات پڑھا کرو: سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، کیونکہ یہ قیامت کے دن (جہنم سے) نجات دہندہ اور (جنت کی طرف) آگے بڑھانے والے ہونگے اور یہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔" [الحاکم ۔ وصححه الألبانی فی صحیح الجامع: ۳۲۱۴]

⑧ یہ تسبیحات عرش کے ارد گرد اپنے پڑھنے والے کا ذکر کرتی ہیں

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ مِمَّا تَذْكُرُونَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ : اَلتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ وَالتَّحْمِيدُ ، يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ ، تُذَكِّرُ بِصَاحِبِهَا ، أَمَا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ لَهُ ، أَوْ لَا يَزَالُ لَهُ مَنْ يُذَكِّرُ بِهِ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’وہ کلمات جن کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کی بزرگی ذکر کرتے ہو، وہ یہ تسبیحات بھی ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ یہ عرش باری تعالیٰ کے ارد گرد گھومتی ہیں اور ان سے شہد کی مکھیوں کی آواز کی طرح ایک آواز آتی ہے جس میں وہ اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتی ہیں ۔ تو کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کا تذکرہ کرنے والا بنے؟‘‘ [ابن ماجہ: ۳۸۰۹۔ وصححه الألبانی]

⑨ تسبیحات میں سے ہر ایک صدقہ ہے

جیسا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! (ذَھَبَ أَھْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ ، یُصَلُّونَ کَمَا نُصَلِّي ، وَیَصُومُونَ کَمَا نَصُومُ ، وَیَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِھِمْ)

یعنی ’’مال والے لوگ اجر وثواب لے گئے، وہ ہماری طرح نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، اور اپنے بچے ہوئے مالوں کا صدقہ بھی کرتے ہیں‘‘

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (أَوَ لَیْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ مَا تَصَدَّقُونَ ؟ إِنَّ بِکُلِّ تَسْبِیحَۃٍ صَدَقَۃً، وَکُلِّ تَکْبِیرَۃٍ صَدَقَۃً ، وَکُلِّ تَحْمِیدَۃٍ صَدَقَۃً ، وَکُلِّ تَھْلِیلَۃٍ صَدَقَۃً ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَۃٌ، وَنَھْیٌ عَنْ مُنْکَرٍ صَدَقَۃٌ ....)

’’کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھی صدقہ کرنے کا ذریعہ نہیں بنا دیا؟ بے شک ہر (سبحان اللہ) صدقہ ہے۔ ہر (اللہ اکبر) صدقہ ہے اور ہر (الحمد للہ) صدقہ ہے۔ اور ہر (لا إلہ إلا اللہ) صدقہ ہے۔ نیکی کا ہر حکم صدقہ ہے اور ہر برائی سے روکنا صدقہ ہے.....‘‘ [مسلم: ۱۰۰۶]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّہُ خُلِقَ کُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِيْ آدَمَ عَلٰی سِتِّیْنَ وَثَلَاثِمِائَۃِ مِفْصَلٍ ، فَمَنْ کَبَّرَ اللّٰہَ ، وَحَمِدَ اللّٰہَ ، وَھَلَّلَ اللّٰہَ ،وَسَبَّحَ اللّٰہَ ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰہَ ، وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ، أَوْ شَوْکَۃً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ ، وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ ، أَوْ نَھٰی عَنْ مُنْکَرٍ ، عَدَدَ تِلْکَ السِّتِّیْنَ وَالثَّلَاثِمِائَۃِ السُّلَامٰی ، فَإِنَّہُ یَمْشِيْ یَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَہُ عَنِ النَّارِ)[مسلم: ۱۰۰۷]

’’بنو آدم میں سے ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ لہذا جو شخص ان کے بقدر اللہ اکبر ، الحمد للہ ، لا إلہ إلا اللہ ، سبحان اللہ ، أستغفر اللہ کہے اور لوگوں کے راستے سے پتھر یا کانٹا یا ہڈی ہٹا دے ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے تو وہ یقین کر لے کہ اس دن اس نے اپنے آپ کو جہنم سے دور کر لیا۔''

⑩ یہ تسبیحات قیامت کے دن ترازو میں انتہائی وزنی ہوں گی

حضرت ابو سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے انتہائی خوشی اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: (مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَفّٰى لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَيَحْتَسِبُهُ)

'' یہ کلمات (سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ) ترازو میں کتنے وزنی ہیں! اسی طرح اگر مسلمان کی نیک اولاد فوت ہو جائے اور وہ اس پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کا طلبگار ہو۔'' [النسائی فی السنن الکبری، وصححه الحاکم فی المستدرک ووافقه الذهبی]

برادران اسلام! تسبیحات کے علاوہ ذکر اللہ کا ایک حصہ صبح وشام کے اذکار بھی ہیں، لہذا ہم انھیں بھی باقاعدگی کے ساتھ پڑھیں کیونکہ ان کے فضائل بھی بہت زیادہ ہیں اور دن اور رات میں ان کی برکات انتہائی عظیم ہیں۔ تو لیجئے ان میں سے بعض اذکار اور ان کے فضائل سماعت کیجئے:

صبح وشام کے بعض اذکار اور ان کے فضائل

① آیة الکرسی (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

فضیلت: ارشاد نبوی ہے کہ:'' جو شخص اسے صبح کے وقت پڑھ لے اسے شام تک جنوں سے پناہ دے دی جاتی ہے۔ اور جو اسے شام کے وقت پڑھ لے اسے صبح ہونے تک جنوں سے پناہ دے دی جاتی ہے۔''

[النسائی ......صحیح الترغیب والترهیب للألبانی ٦٦٢]

② معوذات یعنی'' قرآن کی آخری تین سورتیں'' (صبح وشام تین تین مرتبہ)

فضیلت: رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ارشاد فرمایا: (قُلْ : قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِي وَحِيْنَ تُصْبِحُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ)

'' تو قل هو الله أحد اور معوذتین (الفلق اور الناس) کو صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھا کر، یہ تجھے ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی'' [ابوداؤد: ۵۰۸۲، ترمذی: ۳۵۷۵......صحیح الترغیب والترهیب: ٦٤٩]

③ سید الاستغفار: (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

(اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ ، خَلَقْتَنِي ، وَأَنَا عَبْدُكَ ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ ، وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، أَعُوْذُ بِكَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِي ، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ)

''اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اعتراف اور اپنے گناہ گار ہونے کا اعتراف کرتا ہوں۔ لہذا تو مجھے معاف کردے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔''

فضیلت: ارشادِ نبوی ہے: ''جو شخص اسے شام کے وقت یقین کے ساتھ پڑھ لے اور اسی رات میں اس کی موت آجائے تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اسی طرح جو اسے صبح کے وقت یقین کے ساتھ پڑھ لے اور اسی دن اس کی موت آجائے تو وہ بھی سیدھا جنت میں جائے گا۔'' [بخاری: ۶۳۰۶، ۶۳۲۳]

④ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ) (صبح وشام سو مرتبہ)

فضیلت: ارشادِ نبوی ہے: (مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِي : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ ،إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ)

''جو شخص صبح وشام (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ) سو مرتبہ پڑھ لے قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل عمل نہیں لا سکے گا، سوائے اس شخص کے جو اسی آدمی کی طرح یا اس سے زیادہ عمل کرے۔'' [مسلم: ۲۶۹۲]

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ (مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ، حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ) [البخاری: ۶۴۰۵]

''جو شخص دن میں ایک سو مرتبہ (سبحان الله وبحمده) پڑھ لے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔'' جبکہ ایک روایت میں ہے کہ ''جو شخص اسے صبح وشام سو سو مرتبہ پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔'' [ابن حبان ، وقال الحاکم : صحیح علی شرط مسلم ووافقه الذهبی]

⑤ (بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ)
(صبح وشام تین تین مرتبہ)

''اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلت : ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص اسے صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔'' [ابوداؤد:۵۰۸۹، ابن حبان۔ صحیح الجامع الصغیر:5745 و 6426]

⑥ (رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا) (صبح وشام تین تین مرتبہ)

''میں اللہ کو رب ماننے اور اسلام کو دین ماننے اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔''

فضیلت : ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص اسے صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لے تو اللہ پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اسے قیامت کے دن راضی کرے۔'' [ابو داؤد : ۵۰۷۲ النسائی فی عمل الیوم واللیلة ، أحمد ، الحاکم : صحیح الإسناد ۔ البوصیری : إسناده صحیح رجاله ثقات]

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ : رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا ، فَأَنَا الزَّعِيمُ ، لَآخُذَنَّ بِيَدِهٖ حَتّٰى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ) [الطبرانی ۔ صحیح الترغیب والترهیب:۶۵۷]

''جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے میں اس کا ضامن ہوں اور میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جاؤں گا''

⑦ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) (صبح کے وقت سو مرتبہ)

اور اسے پڑھنے کے **فضائل** درج ذیل ہیں: ارشاد نبوی ہے: ''اسے سو مرتبہ پڑھنا دس گردنوں کو آزاد کرنے کے برابر ہے، اس کیلئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے سو گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اور یہ دعا شام ہونے تک اس کیلئے شیطان کے سامنے قلعہ بنی رہتی ہے۔'' [بخاری:۳۲۹۳، مسلم:۲۶۹۱]

⑧ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، وَرِضَا نَفْسِهٖ ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ)

''اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے، اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اپنے نفس کی رضا کے برابر، اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کے برابر۔'' (صبح وشام تین تین مرتبہ)

فضیلت : حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ صبح کی نماز کے بعد اپنی جائے نماز پر بیٹھی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ان کے پاس سے گذر ہوا، پھر آپ ﷺ چاشت کے وقت واپس آئے تو وہ بدستور اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تک تم اسی حال میں بیٹھی ہوئی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھارے پاس سے گذرنے کے بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے تھے اگر ان کا اور جو ذکر تو نے اتنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیر کیا اس کا وزن کیا جائے تو میرے چار کلمات کا وزن زیادہ ہوگا اور وہ ہیں: (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ، وَرِضَا نَفْسِهِ ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ) [مسلم، ابوداؤد، ابن حبان وغیرہ]

⑨ (أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) (صبح وشام تین تین مرتبہ)

''میں ہر مخلوق کے شر سے اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں۔''

فضیلت: ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے اسے صبح ہونے تک بچھو کا ڈسنا نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' [مسند احمد ۔ صحیح الجامع الصغیر: 1324 و 6427]

اور ایک روایت میں ہے: ''جو شخص شام کو تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیتا ہے اسے اس رات کو بخار کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' [صحیح الترغیب والترھیب: 652]

⑩ (لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) (صبح وشام دس دس مرتبہ)

فضیلت: ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص صبح کے وقت یہ دعا دس مرتبہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، دس گناہ مٹا دیتا ہے، دس گردنیں آزاد کرنے کا اجر دیتا ہے اور اسے شیطان سے پناہ دے دیتا ہے'' [احمد، نسائی، ابن حبان ۔ صحیح الترغیب والترھیب: 660]

⑪ سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات (آمَنَ الرَّسُوْلُ ......سے سورت کے آخر تک) (رات کو ایک مرتبہ)

فضیلت: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(اَلْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ ، كَفَتَاهُ) [بخاری: ۴۰۰۸، مسلم: ۸۰۷]

''جو شخص رات کو سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھے ، یہ اسے ہر چیز سے کافی ہو جاتی ہیں۔''

⑫ درود شریف (صبح وشام دس دس مرتبہ)

فضیلت : حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ عَشْرًا ، وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا ، أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

''جو آدمی صبح کے وقت دس مرتبہ اور شام کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے، اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔'' [صحیح الجامع: ۶۳۵۷]

یہ تھے صبح وشام کے بعض اذکار اور ان کے فضائل ۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم انہیں روزانہ پابندی کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے رہیں تاکہ ہمیں بھی وہ فوائد نصیب ہوں جو نبی کریم ﷺ نے ان کے پڑھنے والوں کیلئے ذکر فرمائے ہیں ۔

مجلسِ ذکر کے فضائل

یہ اذکارِ صبح وشام تو انسان انفرادی طور پر پڑھتا ہے اور ایک صورت اجتماعی ذکر کی بھی ہے ۔ اس سے مراد وہ مجلس ہے جس میں مثلا قرآن مجید کی تلاوت کی جائے ، یا درس قرآن یا درس حدیث دیا جائے ، یا قرآن مجید کی تعلیم دی جائے یا دیگر علومِ شریعت پڑھائے جائیں ، یا عموما اللہ کے دین کے بارے میں گفتگو کی جائے ۔ اور ایسی مجلس یقیناً بابرکت ہوتی ہے ، اس میں فرشتے شریک ہوتے ہیں اور اس کے شرکاء کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنی آغوش میں لے لیتی ہے .

ارشاد نبوی ہے : (لاَ يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ)[مسلم:٢٧٠٠]

” جو لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں ، انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں ، رحمتِ باری تعالیٰ انھیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے ، ان پر سکونِ قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان کا تذکرہ کرتا ہے ۔“

اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے چند لوگوں کے پاس آئے ، کہنے لگے : تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انھوں نے کہا :

(جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ) ”ہم یہاں بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں ۔“

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا : اللہ کی قسم تم صرف اسی لئے بیٹھے ہو؟

انھوں نے کہا : اللہ کی قسم ، ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں .

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا : خبردار ! میں نے تم سے حلف اس لئے نہیں لیا کہ میں تمہیں جھوٹا سمجھتا ہوں ، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کچھ لوگوں کو مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا تو آپ نے پوچھا : تم کیوں بیٹھے ہو؟ انھوں نے کہا : ہم یہاں بیٹھے اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہے ہیں اور اس نے ہمیں اسلام کی طرف جس طرح ہدایت دی ہے اس پر ہم اس کا شکر ادا کر رہے ہیں .

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اللہ کی قسم تم صرف اسی لئے بیٹھے ہو؟

انھوں نے کہا : اللہ کی قسم ، ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں .

تو آپ نے فرمایا : (أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ ، وَلٰكِنَّهُ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ)[مسلم:۲۷۰۱]

''یاد رکھنا! میں نے تم سے حلف اس لئے نہیں لیا کہ میں تمہیں جھوٹا سمجھتا ہوں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے، انھوں نے مجھے اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو چلتے پھرتے رہتے ہیں، ان کا اور کوئی کام نہیں سوائے اس کے کہ وہ مجالس ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ لہذا جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہ بھی شرکائے مجلس کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ دیتے ہیں۔ (اور ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ) اس مجلس سے آسمانِ دنیا تک سارے فرشتے ہی فرشتے ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ جدا جدا ہوتے ہیں تو آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کے حال کو زیادہ جانتا ہے: تم کہاں سے آئے ہو؟

وہ جواب دیتے ہیں: ہم زمین پر تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح، تیری بڑائی، تیری توحید اور تیری بزرگی بیان کرتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟

فرشتے کہتے ہیں: وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: نہیں اے ہمارے رب!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو پھر ان کی کیفیت کیا ہوتی!

فرشتے کہتے ہیں: اور وہ تیری پناہ بھی طلب کرتے ہیں.

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہیں؟

فرشتے جواب دیتے ہیں: تیری آگ سے اے ہمارے رب!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: نہیں.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیتے تو پھر ان کی حالت کیا ہوتی!

فرشتے کہتے ہیں: اور وہ تجھ سے مغفرت بھی طلب کرتے ہیں.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے انھیں معاف کر دیا اور انھیں وہ چیز عطا کر دی جس کا وہ سوال کرتے ہیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس چیز سے پناہ دے دی جس سے وہ پناہ مانگتے ہیں۔

فرشتے کہتے ہیں: اس مجلس میں فلاں بندہ بھی تھا جو انتہائی گنہگار ہے اور وہ گذر رہا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اسے بھی معاف کر دیا، یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا شخص بھی محروم نہیں ہوتا۔'' [البخاری: ۶۴۰۸، مسلم: ۲۶۸۹۔ واللفظ لمسلم]

یہ فضیلت ہے اس مجلس کی جس میں اللہ رب العزت کو یاد کیا جاتا ہو، چاہے تسبیحات کے ساتھ یا تلاوتِ قرآن مجید کے ساتھ یا درس قرآن وحدیث کے ساتھ۔ اور جہاں تک تعلق ہے اس مجلس کا جس میں محض فضول گفتگو ہی ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جاتا ہو تو اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ) [ترمذی: ۳۳۸۰۔ وصححه الألبانی]

''کوئی قوم جب کسی مجلس میں بیٹھتی ہے اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتی اور نہ ہی اس کے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتی ہے تو وہ مجلس اس کیلئے باعثِ حسرت وندامت ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو انھیں عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو انھیں معاف کر دے گا۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيهِ، إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ، وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً) [ابو داؤد: ۴۸۵۵۔ وصححه الألبانی]

''جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کئے بغیر کسی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو وہ ایسے ہے جیسے وہ کسی مردہ گدھے کی لاش پر سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس ان کیلئے باعث حسرت ہوگی۔''

لہٰذا ہمیں فضول مجلسوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور صرف ان مجلسوں میں بیٹھنا چاہئے جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو۔ اس کے کلام کی تلاوت ہو، اس کے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی احادیث مبارکہ کا تذکرہ ہو اور اس کے دین کے متعلق باتیں ہوں اور فضول گفتگو نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان لوگوں میں شامل فرمائے جو کثرت سے اس کا ذکر کرنے والے ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

برادران اسلام ! ذکر اللہ کی اہمیت ، اس کے فضائل اور ثمرات وفوائد کے بارے میں کچھ گذارشات قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ نے سماعت کیں ۔ اب یہ بھی جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر سے غفلت اختیار کرنے سے منع کیا ہے اور جو لوگ اس کے ذکر سے غافل رہتے ہیں ان کے بارے میں اس نے یہ واضح کردیا ہے کہ یہ لوگ یقیناً خسارے میں ہیں ۔ اس کا فرمان ہے :

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لاَ تُلْهِکُمْ أَمْوَالُکُمْ وَلاَ أَوْلاَدُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ ﴾ [المنافقون : ۹]

” اے ایمان والو ! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں ۔ اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی لوگ حقیقی معنوں میں خسارہ پانے والے ہونگے ۔ “

لہذا کسی مسلمان کو اس کے ذکر سے ، اس کے دین سے ، اس کے احکام وفرائض سے اور اس کی حدود سے غافل نہیں ہونا چاہئے ، ورنہ وہ یہ بات رکھے کہ اس طرح وہ اپنا خسارہ ہی یقینی بنا رہا ہے ۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿ وَاذْکُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلاَ تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ ﴾ [الأعراف : ۲۰۵]

” اور آپ اپنے رب کو اپنے دل میں صبح وشام یاد رکھا کیجئے ، عاجزی کے ساتھ ، ڈرتے ہوئے اور بغیر اونچی آواز کے ۔ اور غافلوں میں سے نہ ہو جایئے ۔ “

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے اور یہ حکم آپ ﷺ کی پوری امت کیلئے بھی ہے کہ وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں اور غافلوں میں سے نہ ہوں ۔ جس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ صبح وشام ذکر اللہ کا اہتمام نہیں کریں گے اور صبح وشام کے اذکار پابندی کے ساتھ نہیں پڑھیں گے تو وہ غافلوں کی صف میں شامل ہو جائیں گے ۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر اللہ کے بعض آداب بھی بیان فرمائے ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے ۔ اور وہ یہ ہیں :

۱۔ ذکر اللہ ' اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کو یاد رکھتے ہوئے عاجزی اور انکساری کے ساتھ کیا جائے اور گڑگڑاتے اور روتے ہوئے اس کی تسبیح وتحمید بیان کی جائے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ذکر اللہ، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور دل پر اس کی خشیت کو طاری کرتے ہوئے کیا جائے۔

۳۔ ذکر اللہ اونچی آواز کی بجائے پست آواز میں کیا جائے تاکہ ریاکاری کا شبہ نہ ہو اور لوگوں سے اپنی تعریف سننے کی خواہش دل میں پیدا نہ ہو۔

حضرت ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، راستے میں لوگوں نے اونچی اونچی آواز سے ''اللہ اکبر'' کہنا شروع کردیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(أَيُّهَا النَّاسُ! اِرْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ ، إِنَّكُمْ لَيْسَ تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ، إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَهُوَ مَعَكُمْ)

''اے لوگو! تم اپنے آپ پر نرمی کرو، تم کسی بہرے یا غیر حاضر کو نہیں پکار رہے، بلکہ تم تو اس کو پکار رہے ہو جو خوب سننے والا اور انتہائی قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔''

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اُس وقت آپ ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا اور ''**لا حول ولا قوۃ الا باللہ**'' پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: (**يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ ؟**) ''اے عبداللہ بن قیس! میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: (**قل : لا حول ولا قوۃ إلا باللہ**) ''تم **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** پڑھا کرو۔'' [البخاری: ۴۲۰۲، مسلم: ۲۷۰۴]

اِس حدیث میں ان لوگوں پر رد ہے جو اونچی آواز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں یا ''مراقبہ'' کی حالت میں ''اللہ اللہ'' یا ''الا اللہ ، الا اللہ'' یا ''ھو ھو'' کی ضربیں لگاتے ہیں۔

ذکر کے اِس طریقۂ کار میں کئی قباحتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ طریقہ نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والے تھے اور نہ ہی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور نہ تابعین کرامؒ سے۔ دوسری یہ کہ یہ اُس عاجزی وانکساری کے خلاف ہے جو ذکر اللہ میں مطلوب ہے۔ تیسری یہ کہ اس میں ریاکاری کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور چوتھی یہ کہ صرف ''اللہ اللہ'' یا ''الا اللہ، الا اللہ'' یا ''ھو ھو'' کے ساتھ ذکر کرنا ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے قطعا ثابت نہیں ہے اور نہ ہی یہ اُس طرح ذو معنی ذکر ہے جس طرح ''لا إلہ إلا اللہ'' یا ''سبحان اللہ'' وغیرہ ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو کثرت سے اپنا ذکر کرنے والوں میں شامل فرمائے اور اس کے برکات سے مستفید ہونے کی توفیق دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر... فضائل وفوائد

اہم عناصر خطبہ:

① شکر کی اہمیت ② اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اوران کا شکر

③ شکر کے فوائد وثمرات ④ ناشکری کے نقصانات

برادران اسلام ! اہل علم کا کہنا ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں : پہلا شکر اور دوسرا صبر، یعنی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خوشی نصیب ہوتو وہ اس پر اس کا شکر ادا کرے اور جب کوئی آزمائش یا مصیبت نازل ہوتو وہ اس پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ﴾[سبأ :١٩]

''اس میں یقیناً کئی نشانیاں ہیں ہراس شخص کیلئے جو انتہائی صبر کرنے والا اور بہت زیادہ شکر بجالانے والا ہو۔''

اس آیتِ کریمہ میں'' صبار ''اور'' شکور '' مبالغہ کے صیغے ہیں، معنی یہ ہے کہ جو شخص نہایت درجے کا صابر اور بہت ہی زیادہ شکر کرنے والا ہوتو وہی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے درس عبرت حاصل کرسکتا ہے۔

اوررسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ : إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ)[مسلم:٢٩٩٩]

''مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے اوراس کا ہر معاملہ یقیناً اس کیلئے خیر کا باعث ہوتا ہے۔اور یہ خوبی سوائے مومن کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوتی ۔ اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہوتو وہ شکر ادا کرتا ہے، لہذا وہ اس کیلئے خیر کا باعث بن جاتی ہے۔اور اگر اسے کوئی غمی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے، اور یوں وہ بھی اس کیلئے باعثِ خیر بن جاتی ہے''

لہذا ہم میں سے ہر شخص پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنا ایمان ان دونوں حصوں کے ساتھ مکمل کرے، یعنی انتہائی شکر گذار اور نہایت صبر کرنے والا ہو۔

آج کے خطبۂ جمعہ میں ہم شکر کی اہمیت اوراس کے فوائد وثمرات کے بارے میں کچھ گذارشات عرض کریں گے۔اوران شاء اللہ آئندہ خطبے میں ہمارا موضوع 'صبر' ہوگا۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ انتہائی شکر گذار تھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ (.....

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَكَّارًا ، لَكَ ذَكَّارًا ، لَكَ رَهَّابًا ....)

''اے میرے رب! مجھے اپنا انتہائی شکر گذار، بہت زیادہ ذکر کرنے والا اور نہایت ڈرنے والا بندہ بنا۔''

[ابوداؤد: ۱۵۱۰، ابن ماجہ: ۳۸۳۰۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

(يَا مُعَاذُ ! وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ ، وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ ، فَقَالَ : أُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ : لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)

''اے معاذ! اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ اور اے معاذ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد یہ کلمات کبھی نہ چھوڑنا: (اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ) یعنی اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور خوبصورت عبادت پر میری مدد فرما'' [ابوداؤد: ۱۵۲۲۔ وصححه الألبانی]

اس حدیث شریف میں آنحضور ﷺ نے اپنے محبوب صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تاکیدی حکم دیا کہ وہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں جس میں اللہ تعالیٰ سے اس کے ذکر، شکر اور حسنِ عبادت کا سوال کیا گیا ہے۔ اور آپ ﷺ خود اپنے لئے بھی یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اور حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّيْ لِيَجْعَلَ لِيْ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا ، قُلْتُ : لَا يَا رَبِّ ، وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوْعُ يَوْمًا ، فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ ، وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ) [ترمذی: ۲۳۴۷۔ وحسنه الألبانی]

''میرے رب نے مجھے پیش کش کی وہ وادیٔ بطحاء کو سونا بنا دے، لیکن میں نے کہا: نہیں میرے رب، میں ایک دن سیر ہونا چاہتا ہوں اور ایک دن بھوکا رہنا چاہتا ہوں۔ جب بھوک محسوس کرونگا تو گڑ گڑا کر تیری طرف رجوع کرونگا اور تجھے یاد کرونگا۔ اور جب سیر ہوں گا تو تیرا شکر ادا کرونگا اور تیری تعریفیں بیان کرونگا۔''

لہٰذا ہمیں بھی آپ ﷺ کی طرح اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہونا چاہئے، اس لئے کہ اس نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور ہم پر ان گنت احسانات کئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ☆ وَسَخَّرَ لَكُمُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنَ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ☆ وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لاَ تُحْصُوهَا إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴾[إبراهيم :۳۲۔۳۴]

'' اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا، پھر اُس سے تمہارے کھانے کیلئے پھل پیدا کئے اور کشتیوں کو تمہارے زیر فرماں کیا تا کہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیرِ فرماں کیا۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں۔ اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا۔ اور جو کچھ تم نے مانگا ہر چیز سے تمہیں عنایت کیا اور اگر اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو، کوئی شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔''

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان پر اپنی متعدد نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے مثلا بارش کا پانی، مختلف پھل، سورج اور چاند، دن اور رات وغیرہ۔ اس کے بعد فرمایا: '' اس نے تمھیں وہ سب کچھ دیا جو تم نے مانگا اور اگر تم اس کے احسانات کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔''

لہذا ان نعمتوں کے مقابلے میں انسان کا فرض یہ تھا کہ وہ اپنے محسن ومربی اور خالق ومالک کا شکر ادا کرتا، اس کے احکامات پر عمل کرتا، اس کی تعلیمات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا، اپنے آپ کو بس اسی کے سامنے جھکاتا، اسی سے امیدیں وابستہ کرتا، اسی کا خوف اپنے دل میں بساتا، اسی سے محبت کرتا اور اسی کو داتا، دستگیر اور غریب نواز تصور کرتا، لیکن افسوس کہ ﴿إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ﴾ ''انسان تو ہے ہی بے انصاف اور ناشکرا۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں دیگر کئی مقامات پر اپنی متعدد نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتا ہے:

﴿ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾ '' تا کہ تم شکر بجا لاؤ'' مثلا اس کا فرمان ہے:

﴿وَمِن رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾

[القصص :۷۳]

'' اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تا کہ تم اس (رات) میں آرام کرو اور اس (دن) میں اس کا فضل (رزق) تلاش کرو اور تا کہ شکر ادا کرو۔''

اسی طرح فرمایا: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَن يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾[الروم:۴۶]

'' اور اُسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے جو خوشخبری دیتی ہیں تا کہ تم کو اپنی رحمت کے مزے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکھائے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اُس کے فضل سے (روزی) طلب کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔''

نیز فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[النحل:۱۴]

''اور وہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں اور اس لئے بھی (دریا کو تمہارے اختیار میں کیا) کہ تم اللہ کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ اُس کا شکر کرو۔''

نیز ارشاد ہے: ﴿وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[النحل:۷۸]

''اور اللہ ہی نے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے تمہیں کان اور آنکھیں اور دل (اور ان کے علاوہ اور) اعضاء بخشے تاکہ تم شکر کرو۔''

یہ اور اس کے علاوہ دیگر کئی آیات جن میں اللہ تعالیٰ اپنی متعدد نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتا ہے: ﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ ''تاکہ تم شکر بجالاؤ'' ان تمام سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اس کا شکر ادا کریں، اس کے احکامات پر عمل کریں اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کریں تاکہ وہ انہیں اور زیادہ نعمتیں عطا کرے اور ان سے راضی ہو جائے۔

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہر انسان سے قیامت کے روز نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اس نے ان کا شکر ادا کیا تھا یا نہیں؟ ارشاد باری ہے:

﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾[التکاثر:۸]

''پھر اُس دن ضرور تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔''

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے تازہ کھجوروں اور پانی سے ان کی خاطر تواضع کی۔ بعد ازاں آنحضور ﷺ نے فرمایا:

(هَذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّتِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ) ''یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔''[مسند احمد:۱۴۶۷۸۔ الأرناؤط: إسناده صحيح على شرط مسلم]

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما' ابو الہیثم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الانصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے جو بہت کھجوروں اور بکریوں کے مالک تھے، وہ اُس وقت گھر پر نہیں تھے، مہمانوں نے ان کی بیوی سے ان کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ وہ پانی لینے کیلئے گئے ہوئے ہیں، تھوڑی دیر میں وہ بھی پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے پہنچ گئے۔ آتے ہی وہ نبی کریم ﷺ سے چمٹ گئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، پھر وہ ان مہمانوں کو کھجوروں کے باغ میں لے گئے جہاں انھوں نے ایک چادر بچھائی، انھیں بٹھایا اور خود ایک کھجور کے درخت سے ایک گچھا توڑ کر لے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم تازہ کھجوریں ہی توڑ کر لے آئے؟''

ابوالہیثم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ پسند کیا کہ آپ اپنی مرضی سے اِس گچھے سے توڑ توڑ کر کھائیں۔

چنانچہ انھوں نے کھجوریں تناول کیں اور مشکیزے سے پانی پیا۔ بعد ازاں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(هٰذَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مِنَ النَّعِيمِ الَّتِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ظِلٌّ بَارِدٌ، وَرُطَبٌ طَيِّبٌ، وَمَاءٌ بَارِدٌ) [ترمذی:۲۳۶۹۔ وصححه الألبانی]

''اللہ کی قسم! یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں تم سے قیامت کے روز سوال کیا جائے گا، ٹھنڈا سایہ، اچھی اور پاکیزہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .. يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ .. أَنْ يُقَالَ لَهُ: أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ؟) [ترمذی:۳۳۵۸۔ وصححه الألبانی]

''قیامت کے روز بندے سے نعمتوں میں سے جس نعمت کے بارے میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اس سے کہا جائے گا: کیا ہم نے تمھارے بدن کو صحت نہیں دی تھی؟ اور کیا تمھیں ٹھنڈا پانی نہیں پلایا تھا؟''

ان تینوں احادیث سے ثابت ہوا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں بطور غذا استعمال کرتا ہے ان کے بارے میں اس سے روزِ قیامت پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کا شکر ادا کیا تھا یا نہیں؟ اور یہ ساری نعمتیں کھا پی کر تم نے اپنی جسمانی توانائیوں اور صحت وتندرستی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کھپایا تھا یا ناشکری کرتے ہوئے اس کے احکامات سے روگردانی کی تھی؟

پانی کی نعمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ☆ أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ☆ لَوْ نَشَاءُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴾[الواقعة:٦٨-٧٠]

''بھلا دیکھو! تم جو پانی پیتے ہو کیا اسے بادل سے تم نے اتارا یا تارنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا بنا دیں۔ تو تم شکر کیوں نہیں ادا کرتے؟''

ان آیات میں پانی جیسی عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے جو اسے پیدا کرنے والا اور بندوں پر اتارنے والا ہے.

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾[البقرة:١٧٢]

''اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمھیں دے رکھی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اگر تم اکیلے اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرتے ہو تو اس کا شکر ادا کرو۔''

اسی طرح فرمایا: ﴿فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ إِنْ كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾[النحل:١١٤]

''جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمھیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

ان دونوں آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رزق حلال سے ہی کھانے کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر تم واقعتاً اللہ تعالیٰ کی ہی بندگی کرتے ہو اور صرف اسی کو معبود حقیقی مانتے ہو تو اس کے دیئے ہوئے رزق سے کھانے کے بعد اس کا شکر بجا لاؤ، اپنے آپ کو اسی کے سامنے جھکاؤ اور اسی کی عبادت کرو.

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَّأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا ، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا)

''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا بندہ جب کوئی کھانا کھائے یا پانی کا گھونٹ پیئے تو اس کا شکر ادا کرے۔'' [مسلم:٢٧٣٤]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ جب کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تو وہ اس سے راضی ہو جاتا ہے.

یہ آیات اور احادیث تو وہ تھیں جو کھانے پینے کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بارے میں ہیں۔

اسی طرح باقی نعمتوں کے متعلق بھی انسان سے سوال کیا جائے گا کہ تم نے ان کا شکر ادا کیا تھا یا نہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادنبوی ہے: (يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : يَا ابْنَ آدَمَ ! حَمَلْتُكَ عَلَى الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ، وَزَوَّجْتُكَ النِّسَاءَ ، وَجَعَلْتُكَ تَرْبَعُ وَتَرْأَسُ ، فَأَيْنَ شُكْرُ ذٰلِكَ ؟)

’’ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے ! میں نے تمھیں گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار کیا، تمھاری عورتوں سے شادی کی اور تمھیں رئیس قبیلہ بنا کر عیش وعشرت سے زندگی گذارنے کا موقع دیا۔ تو ان تمام نعمتوں کا شکر کہاں ہے؟‘‘ [مسند احمد۔ قال الأرناؤط : إسناده صحيح على شرط مسلم]

لہذا اُس دن کے پچھتاوے اور حسرت وندامت سے بچنے کیلئے ہم پر لازم ہے کہ آج ہی ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تمام نعمتوں کی قدر کریں، اس کے شکر گذار اور فرمانبردار بندے بنیں اور ناشکری سے اجتناب کریں.

فرمان الٰہی ہے: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ [البقرة:۱۵۲]

’’پس تم مجھے یاد رکھو میں تمھیں یاد رکھوں گا، اور تم میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری مت کرو۔‘‘

جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بہت کم ادا کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ﴾ [الملك:۲۳]

’’آپ ان سے کہئے کہ اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے، مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔‘‘

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے بڑی نعمت ذکر فرمائی کہ وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا، اور نہ صرف پیدا کیا بلکہ تمھیں سننے کیلئے کان اور دیکھنے کیلئے آنکھیں عطا کردیں اور ایک ایسا عضو دے دیا کہ اگر وہ درست ہوجائے تو سارا جسم درست ہوجاتا ہے اور اگر وہ فاسد ہوجائے تو سارا جسم فاسد ہوجاتا ہے یعنی دل.

انسان کے جسم میں اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی اعضاء پیدا کئے ہیں لیکن یہاں اس نے بطور خاص تین اعضاء ذکر کئے ہیں: کان، آنکھیں اور دل۔ معنی یہ ہے کہ انسان اپنی جسمانی ساخت اور جسم کے ایک ایک عضو کی بناوٹ پر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار رہوتا، تمام اعضائے جسم کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگاتا اور کسی عضو کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتا، خصوصا کانوں کے ذریعے جائز اور مباح گفتگو کو ہی سنتا، پاکیزہ اور اچھے الفاظ کا ہی سماع کرتا اور ناجائز گفتگو اور ناپاک باتیں ان کے قریب نہ آنے دیتا۔ اور آنکھوں کے ذریعے صرف جائز اور حلال چیزوں کو ہی دیکھتا اور ناجائز وحرام چیزوں کو دیکھنے سے پرہیز کرتا۔ اور جس ذات نے آنکھیں عطا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہیں اُس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے انھیں غیر محرم عورتوں سے جھکائے رکھتا اور اپنی نظروں کو آزاد چھوڑنے کی بجائے انھیں اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند بناتا۔ اسی طرح جس اللہ تعالیٰ نے اسے دل جیسا عظیم عضو عطا کیا اُس میں وہ بس اسی کی محبت کو بساتا، اسے بس اسی کے خوف وخشیت کا مرکز بناتا اور اس کی نافرمانی کرکے اسے کالا سیاہ نہ کرتا.... لیکن صد افسوس کہ ﴿قَلِیْلاً مَّا تَشْکُرُوْنَ﴾ ''تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔''

نہ کانوں، آنکھوں اور دل کا شکر ادا کیا اور نہ باقی اعضائے جسم کا.

جبکہ ہمیں یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا وہ شیطان کے اس عہد کو پورا کرتا ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے اِس طرح کیا تھا:

﴿ قَالَ فَبِمَا أَغْوَیْتَنِیْ لَأَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ☆ ثُمَّ لآتِیَنَّھُم مِّن بَیْنِ أَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ وَعَنْ أَیْمَانِھِمْ وَعَن شَمَآئِلِھِمْ وَلاَ تَجِدُ أَکْثَرَھُمْ شَاکِرِیْنَ﴾[الأعراف :۱۶۔۱۷]

''اس نے کہا: چونکہ تو نے مجھے گمراہ کردیا اس لئے میں تیری سیدھی راہ پر ان کے گھات میں بیٹھا رہونگا، پھر میں ان پر حملہ کرونگا ان کے آگے سے، ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے۔ اور تو ان میں اکثر لوگوں کو شکر گذار نہ پائے گا۔''

شکر کے ثمرات وفوائد اور ناشکری کے نقصانات

اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے کئی ثمرات وفوائد ہیں۔ اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ شکر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مزید نعمتیں عطا کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِن شَکَرْتُمْ لأَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِن کَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾[ابراھیم:۷]

'' اور جب تمھارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کروگے تو تمھیں میں یقیناً اور زیادہ دونگا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو پھر (یاد رکھنا) میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔''

اس آیتِ کریمہ میں جہاں اللہ تعالیٰ نے شکر ادا کرنے پر اور زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے وہاں اس نے ناشکری کرنے پر اپنے سخت عذاب سے بھی ڈرایا ہے، لہذا ہمیں ہر حال میں اپنے خالق ومالک کا شکر گذار رہنا چاہئے اور اس کی ناشکری سے قطعا اجتناب کرنا چاہئے.

ناشکری کا برا انجام ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴾ [النحل:۱۱۲]

''اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان کرتا ہے جس میں امن اور چین تھا اور ہر طرف سے اس کا رزق فراوانی کے ساتھ اس کے پاس پہنچ رہا تھا۔ پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس (بستی والوں کے) کرتوتوں کے نتیجے میں ان پر بھوک اور خوف (کا عذاب) مسلط کر دیا۔''

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جب تک کسی ملک کے لوگ اللہ تعالیٰ کے شکر گذار بندے بنے رہتے ہیں تب تک وہ ملک امن وسلامتی کا گہوارہ بنا رہتا ہے، اس کے باشندوں کے پاس ہر طرف سے رزق پہنچتا ہے اور اس کی معیشت بابرکت ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہوئے اس کے نافرمان بن جاتے ہیں تو امن وسلامتی کی نعمت چھن جاتی ہے، دشمن کا خوف مسلط ہو جاتا ہے، رزق اور معیشت میں بے برکتی آ جاتی ہے اور بھوک وپیاس کا عذاب ان کا مقدر بن جاتا ہے.

اور اگر ہم آج بحیثیتِ مجموعی مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لیں تو واضح طور پر نظر آتا ہے کہ خونِ مسلم پانی کی طرح بہہ رہا ہے، مسلمانوں کی معیشت برباد ہو چکی ہے اور بہت سارے مسلمان غربت کی چکی میں بری طرح پس رہے ہیں، بھوک وپیاس نے کئی مسلم ممالک میں ڈیرے لگا رکھے ہیں، دشمنانِ اسلام کا خوف اس قدر غالب ہے کہ ہم اپنے مسائل میں خود فیصلہ کرنے پر قادر نہیں اور ہم انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ہمارا گلا گھونٹ کر، تڑپا تڑپا کر ہمیں مارنا چاہتے ہیں۔ کبھی سوچا ہم نے کہ ذلت وخواری کے یہ بادل ہم پر کیوں چھا گئے؟ ہماری شان وشوکت کیوں لٹ گئی؟ ہماری عزت' ذلت میں کیوں تبدیل ہوگئی؟

یقیناً اس کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گذار بندے نہ بنے، ہم نے اس کے بے شمار احسانات کو بھلا ڈالا، اس کی لاتعداد نعمتیں استعمال کر کے ہم نے اس کے گھر کی طرف آنا گوارا نہ کیا، اس کے گھر کو چھوڑ کر ہم نے درباروں، مزاروں اور خانقاہوں کا رخ کر لیا، اُس سے محبت کرنے کی بجائے ہم نے فوت شدگان سے اندھی عقیدت پیدا کر لی، اُس سے مانگنے کی بجائے ہم نے دوسروں کے سامنے جھولی پھیلائی، صرف اسی سے امیدیں وابستہ کرنے کی بجائے ہم نے غیروں سے امیدیں وابستہ کر لیں، ہم نے اس کو چھوڑ کر غیروں کو داتا، دستگیر، غریب نواز اور غوث اعظم جیسے القاب دے دیئے ... الغرض یہ کہ اس کی شکر گذاری کی راہ کو چھوڑ کر ہم نے اس کی ناشکری کی راہ کو اختیار کر لیا، نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا خالق ومالک ہم سے ناراض ہو گیا اور اس نے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان گنت نعمتیں ہمیں نوازی تھیں وہ خود ہمارے کرتوتوں کی وجہ سے اس نے ہم سے چھین لیں۔ (والعیاذ باللہ)

ناشکری کا یہی برا انجام اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر یوں بیان کرتا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ☆ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَى أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ☆ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ﴾

[سبأ: ۱۵۔۱۷]

’’قوم سبا کیلئے ان کے مسکن میں ایک نشانی موجود تھی، اس کے دائیں بائیں دو باغ تھے، (ہم نے ان سے کہا:) اپنے رب کا رزق کھاؤ اوراس کا شکر ادا کرو، یہ پاکیزہ اور صاف ستھرا شہر ہے اور رب معاف کرنے والا ہے۔ پھر انھوں نے سرتابی کی، چنانچہ ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور ان کے دونوں باغوں کو ایسے باغوں میں بدل دیا جس کے میوے بدمزہ تھے اور ان میں کچھ پیلو اور جھاؤ کے درخت اور تھوڑی سی بیریاں تھیں۔ ہم نے یہ سزا انھیں ان کی ناشکری کی وجہ سے دی تھی۔ اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔‘‘

قوم سبا کے مسکن میں ایک نشانی سے مراد بقول مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ ایک تاریخی شہادت ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار اور شکر گذار بن کر رہتی ہے، وہ پھلتی پھولتی اور ترقی کی منازل طے کرتی جاتی ہے۔ اور جب وہ اللہ کی نافرمانی اور ناشکری کرنے لگے تو اسے بتدریج زوال آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنا رویہ نہ بدلے تو اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے، یہی حال قوم سبا کا ہوا۔

قوم سبا کا علاقہ آج کل یمن کا علاقہ کہلاتا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب تہذیب وتمدن کے لحاظ سے اسی قوم کا طوطی بولتا تھا اور روم اور یونان کی تہذیبیں ان کے سامنے ہیچ تھیں، زراعت اور تجارت کے میدان میں ان لوگوں نے خوب ترقی کی، اس علاقہ کے دوطرف پہاڑی سلسلے تھے، جگہ جگہ ان لوگوں نے بارش کا پانی روکنے اور ذخیرہ کرنے کیلئے بند بنا رکھے تھے اور دونوں طرف کے پہاڑوں کے دامن میں باغات کا سینکڑوں میں پھیلا ہوا سلسلہ موجود تھا اور انسان کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جس جگہ وہ کھڑا ہے اس کے دونوں طرف باغات ہی باغات ہیں۔

اس جنت نظیر علاقے میں انواع واقسام کے پھلوں کے درخت بھی تھے اور کھیتی بھی خوب پیدا ہوتی تھی، اسی کو اللہ تعالیٰ نے ﴿بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ﴾ کے الفاظ سے تعبیر فرمایا، یعنی سرسبزی، زرخیزی، فضا کا ہر وقت خوشبو میں معمور رہنا، موسم اور آب وہوا میں اعتدال، رزق کی فراوانی اور سامانِ عیش وعشرت کی بہتات.... یہ وہ نعمتیں تھیں جو اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عطا کر رکھی تھیں۔

پھر جب یہ قوم اپنی خوشحالی میں ہی مست ہو کر رہ گئی اور اپنے منعم حقیقی کو یکسر بھلا دیا تو آخران پر اللہ کی گرفت کا وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے سیلاب کا عذاب بھیج دیا، اوپر سے زور دار بارش برسا دی اور سارا قابلِ کاشت علاقہ زیرِ آب آ گیا، جس سے فصلیں اور کھیتیاں سب کچھ گل سڑ کر تباہ وبرباد ہو گیا، پھر کچھ مدت بعد زمین خشک ہوئی تو اس میں کوئی چیز بھی بارآور نہ ہو سکی، اب وہی زمین جو سونا اگلا کرتی تھی اس پر جھاڑ جھنکار، خار دار پودے، تھوہر کے درخت اور اسی قبیل کی دوسری چیزیں ازخود پیدا ہو گئیں، آجا کے اگر کوئی کھانے کی چیز وہاں اگی بھی تو وہ چند بیریوں کے درخت تھے جن سے وہ کسی حد تک اپنا پیٹ بھر سکتے تھے۔

قوم سبا کو جو سزا ملی وہ ان کی ناشکری کی وجہ سے ملی اور انہی کیلیے ہی مختص نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ وَهَلْ نُجَازِيْ إِلَّا الْكَفُوْرَ ﴾ کے مطابق جو قوم بھی اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے بعد اپنے محسن حقیقی کو بھول جاتی ہے اور اس کا شکر ادا کرنے کے بجائے سرتابی کی راہ اختیار کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ اس قوم کو ایسے ہی انجام سے دوچار کرتا ہے۔

[تیسیر القرآن از مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ ج ۳ ص ۶۲۵ (کچھ تصرف کے ساتھ)]

سامعین گرامی! اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کا برا انجام ذکر کر کے دراصل دوسری تمام اقوام عالم کو تنبیہ کی ہے کہ اگر وہ بھی قوم سبا کی روش اختیار کریں گی تو یقیناً ان کا انجام بھی وہی ہو گا۔ اور اگر وہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی راہ پر چلیں گی تو اللہ تعالیٰ کو کیا پڑی ہے کہ وہ خواہ مخواہ انھیں عذاب میں مبتلا کرے! ارشاد باری ہے:

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾ [النساء:۱۴۷]

"اگر تم لوگ اللہ کا شکر ادا کرو اور (خلوص نیت سے) ایمان لے آؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمھیں عذاب دے، (جبکہ) اللہ تعالیٰ تو بڑا قدر دان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اور فرمان ہے: ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ☆ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوْطٍ نَّجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ☆ نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴾ [القمر:۳۳۔۳۵]

"قومِ لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان پر پتھر برسائے، مگر لوط کے گھر والوں کو ہم نے بوقت سحر بچا کر نکال لیا، یہ ہماری طرف سے احسان تھا، ہم شکر گذاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے شکر گذار بندوں کو عذاب سے بچا لیتا ہے اور یہی جزا ہے تمام شکر گذاروں کی۔

شکر یا احسان شناسی میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر بھی رکھی ہے کہ نہ صرف موجودہ بھلائی کو بحال رکھتی ہے بلکہ مزید بھلائیوں کو بھی اپنی طرف جذب کر لیتی ہے۔ اور ناشکری یا احسان فراموشی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے احسان ناشناس سے پہلی نعمتیں بھی چھن جاتی ہیں اور حالات مزید بدتر ہو جاتے ہیں۔

اِس مضمون کی تفصیل کیلئے ہم یہاں تین احادیث آپ کے گوش گذار کرتے ہیں:

پہلی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے: پہلا کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں آزمانا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیج دیا جو سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اچھا رنگ اور خوبصورت جلد' کیونکہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کا کوڑھ پن جاتا رہا، رنگ اچھا اور جلد خوبصورت ہو گئی۔ پھر فرشتے نے پوچھا: تمھیں کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا: اونٹ۔ فرشتے نے ایک دس ماہ کی اونٹنی مہیا کر دی اور کہا: اللہ اس میں برکت دے گا۔

پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: یہی کہ میرا گنج جاتا رہے اور اچھے بال اگ آئیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ ٹھیک ہو گیا اور اچھے بال اگ آئے۔ پھر اس سے پوچھا: تمھیں کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا: گائیں، چنانچہ فرشتے نے اسے ایک حاملہ گائے مہیا کر دی اور کہا: اللہ اس میں برکت دے گا۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: یہی کہ میری بینائی مجھ کو مل جائے اور میں لوگوں کو دیکھنے کے قابل ہو جاؤں۔ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ پھر اس سے پوچھا: تمیں کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں۔ چنانچہ فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری مہیا کر دی اور کہا: اللہ اس میں برکت دے گا۔

کچھ مدت گذرنے کے بعد کوڑھی کے پاس اونٹوں کا، گنجے کے پاس گائیوں کا اور اندھے کے پاس بکریوں کا بہت بڑا ریوڑ بن چکا تھا۔

اب فرشتہ پھر ان کے پاس (انسانی صورت میں) آیا، پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور کہا: میں ایک محتاج آدمی ہوں، میرا سب سامان جاتا رہا، اب اللہ کی اور اس کے بعد تمھاری مدد کے بغیر میں کہیں پہنچ بھی نہیں سکتا، میں تم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اُس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تیرا رنگ اچھا کر دیا، تیری جلد کو خوبصورت بنا دیا اور تجھے بہت سا مال دیا کہ تم ایک اونٹ مجھے دے دو تاکہ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ سکوں۔ وہ کہنے لگا: مجھ پر تو بہت سے لوگوں کے مالی حقوق ہیں۔ فرشتے نے کہا: ایسے لگتا ہے جیسے میں تجھے پہچانتا ہوں۔ تُو ایک کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے کراہت کرتے تھے اور تُو ایک محتاج تھا پھر اللہ نے تم پر مہربانی کی اور یہ سب کچھ عطا کیا؟ وہ کہنے لگا: واہ! مجھے تو یہ سب کچھ باپ دادا کی وراثت سے ملا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تم نے جھوٹ بولا ہے تو اللہ تجھے تیری پہلی حالت میں لوٹا دے۔

پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی بالکل ویسے ہی سوال وجواب ہوئے جیسے کوڑھی سے ہوئے تھے اور اسے بھی فرشتے نے بالآخر یہی کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمھیں پہلی حالت میں لوٹا دے۔

اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور ویسے ہی سوال کیا جیسے کوڑھی اور گنجے سے کیا تھا، اندھا یہ سوال سن کر کہنے لگا: واقعی میں اندھا تھا اللہ نے مجھے بینائی بخشی، میں محتاج تھا اللہ نے مجھے مالدار بنا دیا، اب تم نے مجھ سے اسی اللہ کے نام پر سوال کیا ہے، جو کچھ چاہتے ہو لے لو، میں تمھیں روکوں گا نہیں۔

فرشتے نے کہا: (میں محتاج نہیں فرشتہ ہوں) اپنی بکریاں اپنے پاس ہی رکھو، اللہ تعالیٰ نے تم تین آدمیوں کو آزمایا تھا، اللہ تجھ سے تو خوش ہو گیا اور تیرے دونوں ساتھیوں (کوڑھی اور گنجے) سے ناراض ہوا۔

[البخاري : كتاب الأنبياء، باب حديث أبرص وأعمى وأقرع في بني إسرائيل:۳۴۶۴، مسلم:۲۹۶۴]

<u>دوسری حدیث</u>: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں کچھ عورتوں کے پاس سے گذرے تو آپ نے فرمایا:

(يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ)

''اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ خیرات کیا کرو کیونکہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ اہلِ جہنم کی اکثریت عورتوں کی ہے۔''

عورتوں نے کہا: اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟

آپ نے فرمایا: (تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ)

''تم لعنت بہت زیادہ بھیجتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔'' [البخاری:۳۰۴، مسلم:۷۹]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے جہنم میں دیکھا تو اس میں اکثریت عورتوں کی تھی جو ناشکری کرتی ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا گیا کہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟

فرمایا: ''خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان ناشناس ہوتی ہیں، اگر آپ ان میں سے ایک پر ساری زندگی احسان کرتے رہیں، پھر وہ آپ سے کوئی (ناپسندیدہ) چیز دیکھ لے تو کہتی ہے: (مَا رَأَیْتُ مِنْكَ خَیْرًا قَطُّ) ''میں نے تو آج تک تجھ سے کوئی خیر دیکھی ہی نہیں۔'' [البخاری: ۲۹]

اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی إِلَی امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا ، وَهِیَ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْهُ)

''اللہ تبارک وتعالیٰ اس عورت کی طرف دیکھتا ہی نہیں جو اپنے خاوند کی شکر گذار نہ ہو، حالانکہ وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتی۔'' [صحیح الترغیب والترهیب للألبانی : ١٩٤٤ ، والصحیحة ٢٨٩]

ان تینوں احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک خاتون اپنے خاوند کی (جو اس کا مجازی خدا کہلاتا ہے) ناشکر گذار ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور اسے اپنی نظر رحمت سے محروم کرتے ہوئے اسے جہنم میں بھیج دیتا ہے۔ تو اُس شخص کا کیا حال ہوگا جو اپنے معبود حقیقی کا ناشکر گذار ہو اور دن رات اس کی نافرمانی کرنے پر تلا ہوا ہو؟

تیسری حدیث: حضرت ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ ، فَیَقُوْلُ : قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ ، فَیَقُوْلُ : مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ : اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ)

''جب کسی آدمی کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کو قبض کر لیا؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے جگر گوشے کو فوت کر دیا؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: تب میرے بندے نے کیا کہا تھا: وہ جواب دیتے ہیں کہ اس نے تیرا شکر ادا کیا تھا اور (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام رکھ دو: شکرانے کا گھر۔'' [ترمذی: ۱۰۲۱۔ وحسنه الألبانی]

اس حدیث میں بشارت ہے اس شخص کیلئے جو اپنے لختِ جگر کی جدائی کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر کیا ہے؟

شکر سے مراد احسانات اور نعمتوں کا دل اور زبان سے اعتراف کرنا اور احسان مند ہونا ہے۔ اور اس میں احسان کرنے والے کی تعریف اور اس کی اطاعت بھی شامل ہے۔

ابن منظور کا کہنا ہے کہ ''شکور'' اس شخص کو کہتے ہیں جو اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے رب کا شکر بجا لائے اور ان عبادات کو سرانجام دے جن کا اس نے اسے مکلّف بنایا ہے۔ [لسان العرب: ج ۴ص ۲۳۰۵]

اور مناوی کہتے ہیں کہ شکر دو طرح کا ہوتا ہے: ایک زبان کے ساتھ یعنی نعمتیں دینے والے کی تعریف کرنا۔ اور دوسرا تمام اعضاء کے ساتھ یعنی نعمتوں کے بدلے میں عطا کرنے والے کی فرمانبرداری کرنا۔

اور علامہ ابن القیم کہتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اثر بندے کی زبان پر ظاہر ہو کہ وہ اس کی تعریف کرے اور اس کا ثنا خواں ہو۔ اور دل پر بھی ظاہر ہو کہ اس میں محسن حقیقی کیلئے محبت پیدا ہو۔ اور اس کے تمام اعضائے بدن پر بھی ظاہر ہو کہ وہ انھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی جھکائے اور ان کے ذریعے اس کی اطاعت کرے، نافرمانی نہ کرے۔ [مدارج السالکین: ج ۲ص ۲۴۴]

اور علامہ فیروز آبادی کہتے ہیں: شکر آدھا ایمان ہے اور پانچ اصولوں پر مبنی ہے:

① محسن کیلئے شکر گذار کی عاجزی وانکساری ② محسن سے محبت ③ محسن کے احسانات کا اعتراف ④ محسن کی تعریف ⑤ محسن کی نعمتوں کو اس کی ناراضگی میں استعمال نہ کرنا۔ [بصائر ذوی التمییز: ج ۳ص ۳۳۴]

شکر کی اہمیت

علامہ ابن القیمؒ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے: شکر گذار اور ناشکرے۔ اس کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ﴾ [الإنسان: ۳]

''ہم نے یقیناً اسے راہ دکھلا دی، اب خواہ وہ شکر گذار رہے یا ناشکرا بن جائے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گذار بندوں کو بہترین بدلہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے:

﴿وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴾ [آل عمران: ۱۴۵]

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام کی یہ صفت ذکر کی ہے کہ وہ انتہائی شکر گذار تھے: ﴿ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ﴾ [الإسراء: ۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دیگر کئی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ وہ اپنے رب کی نعمتوں کا شکر بجالاتے تھے: ﴿شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ﴾ [النحل:۱۲۱]

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے نبوت سے نوازا اور انھیں ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تو انھیں حکم ملا کہ ﴿يَا مُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ﴾ [الأعراف:۱۴۴]

بلکہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کا پہلا تاکیدی حکم ہی یہ ہے کہ وہ اس کا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرے، اس کا فرمان ہے: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ [لقمان:۱۴]

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ اگر وہ اس کا شکر بجالائیں گے تو وہ ان سے راضی ہو جائے گا..﴿وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾ [الزمر:۷] [عدة الصابرين لابن القيم: ۱۱۸۔۱۲۱]

زبانی اور عملی شکر

اللہ تعالیٰ کا سچا شکر گذار بندہ وہ ہوتا ہے جو اس کا زبانی اور عملی دونوں طرح سے شکر ادا کرے۔ زبانی شکر سے مقصود یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ مختلف نعمتوں کے استعمال کے بعد اللہ تعالیٰ کیلئے تعریفی کلمات پڑھتے تھے جس سے آپ کا مقصود اُن نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہوتا۔ مثلا:

☆ بیدار ہونے کے بعد آپ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْهِ النُّشُوْرُ) پڑھتے۔

☆ کھانا کھانے کے بعد آپ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ) پڑھتے۔

☆ پانی پیتے ہوئے تین سانس لیتے اور ہر سانس پر (الحمد لله) پڑھتے۔

☆ بیت الخلاء سے نکل کر یہ دعا پڑھتے: (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَذْھَبَ عَنِّی الْأَذٰی وَعَافَانِیْ)

☆ لباس پہن کر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا شکر یوں ادا کرتے:

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ)

یہ اور ان کے علاوہ دیگر کئی دعائیں پڑھ کر نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا زبانی شکر ادا کرتے، بلکہ آپ ﷺ ہر صبح وشام کو اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا شکر یوں ادا فرماتے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح کے وقت فرماتے: (اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ ، فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ)

اور شام کے وقت فرماتے: (اَللّٰهُمَّ مَا أَمْسٰى بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ ، فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ)

اس دعا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی اسے صبح کے وقت پڑھ لے اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا۔ اور جو اسے شام کے وقت پڑھ لے اس نے اس رات کا شکر ادا کر دیا۔''

[ابوداؤد: ۵۰۷۳، ابن حبان ۔الشیخ ابن بازؒ نے اسے حسن کہا ہے]

اور جہاں تک عملی شکر کا تعلق ہے تو اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرنا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِعْمَلُوْا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴾ [سبأ: ۱۳]

''اے آل داؤد! شکر کے طور پر عمل کرو اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر گذار ہیں۔''

جبکہ نبی کریم ﷺ نے عملی شکر کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو (اتنا طویل) قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک پھٹنے لگتے، میں عرض کرتی: اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں؟ تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے: (اَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا)

''کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟'' [البخاری: ۴۸۳۷، مسلم: ۲۸۲۰]

محمد بن کعب القرظیؒ کہتے ہیں کہ شکر سے مراد اللہ تعالیٰ کا تقوی اور عمل صالح ہے.

اور ابوعبد الرحمٰن السلمیؒ کہتے ہیں کہ نماز ادا کرنا شکر ہے، روزہ رکھنا شکر ہے۔ اور ہر وہ خیر جو آپ اللہ کی رضا کیلئے کریں شکر ہے۔ اور سب سے افضل شکر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا ہے. [تفسیر ابن کثیر]

عملی شکر کی سب سے اہم شکل یہ ہے کہ بندہ محض اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے، صرف اسی کے سامنے جھکے اور اس کے علاوہ کسی کے سامنے نہ جھکے، بس اسی کے نام کی نذر مانے اور غیر اللہ کے نام کی نذر نہ مانے، بس اسی کو مدد کیلئے پکارے اور اس کے علاوہ کسی کو نہ پکارے، صرف اسی سے مانگے اور اس کے علاوہ کسی سے نہ مانگے... الغرض یہ کہ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہی بجا لائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہی اس کے شکر کا ایک لازمی تقاضا ہے۔ جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

﴿ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ☆ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِیْنَ ﴾ [الزمر:٦٥]

''یقیناً آپ کی طرف بھی اور آپ سے پہلے (کے تمام انبیاء علیہم السلام) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو بلا شبہ آپ کا عمل ضائع ہوجائے گا اور بالیقین آپ خسارہ پانے والوں میں ہوجائیں گے۔ بلکہ آپ اللہ ہی کی عبادت کیجئے اور اس کے شکر گذار بن کر رہئے۔''

ان دونوں آیات کریمہ میں ذرا غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے شرک کا بدترین انجام ذکر فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ ہی کی عبادت کرنے کا حکم دیا، بعد ازاں انھیں شکر گذار بن کر رہنے کی تلقین فرمائی۔ گویا اللہ تعالیٰ کا شکر اسی صورت میں مکمل ہوگا کہ بندہ محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور شرک سے قطعی اجتناب کرے.

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنا شکر گذار اور مطیع وفرمانبردار بنائے.

دوسرا خطبہ

شکر کی ضرورت واہمیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف سے شکر کا قطعا محتاج نہیں اور جو شخص بھی اس کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اس کی ناشکری کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَیْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَن یَّشْكُرْ فَإِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴾ [لقمان:١٢]

''ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (جو یہ تھی کہ) اللہ کا شکر ادا کرتے رہو۔ جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے لئے ہی کرتا ہے۔ اور جو شخص ناشکری کرتا ہے (وہ یہ بات جان لے کہ) اللہ تعالیٰ یقیناً بے نیاز اور اپنی ذات میں محمود ہے۔''

نیز فرمایا: ﴿یَا أَیُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴾ [فاطر:١٥]

''اے لوگو! تم ہی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ ہی (ہر چیز سے) بے نیاز اور تعریف کے لائق ہے۔''

آخر میں یہ بات بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک بندہ اُس کا شکر بجالانے کے ساتھ ساتھ اپنے محسن بھائیوں کا شکر بھی ادا نہ کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لاَ یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لاَ یَشْکُرُ النَّاسَ) [ابوداود: ۴۸۱۱، ترمذی: ۱۹۵۴۔ وصححه الألبانی]

''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔''

لہذا ہمیں اپنے محسنین کا بھی شکر گذار ہونا چاہئے ، ان کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے حسب استطاعت ان کا بدلہ دینا چاہئے ، نیز ان کیلئے دعا گو بھی ہونا چاہئے ۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے :

(مَنْ صُنِعَ إِلَیْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ : جَزَاكَ اللّٰہُ خَیْرًا ، فَقَدْ أَبْلَغَ فِی الثَّنَاءِ)

''جس شخص کے ساتھ نیکی کی جائے ، پھر وہ نیکی کرنے والے کیلئے یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین بدلہ دے تو اُس نے اس کی تعریف کا حق ادا کر دیا۔'' [ترمذی: ۲۰۳۵۔ و صححه الألبانی]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنا شکر گذار بنائے اور ہمیں اپنے محسن بھائیوں کا شکر ادا کرنے کی بھی توفیق دے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر کے فوائد وثمرات

اہم عناصر خطبہ:

① صبر کا مفہوم ② صبر کی اہمیت ③ صبر کے بعض ثمرات وفوائد

④ مختلف آزمائشوں پر صبر: ☆ پیاروں کی جدائی پر صبر ☆ جسمانی تکلیفوں پر صبر ☆ لوگوں کی اذیتوں پر صبر ☆ حکمرانوں کے ظلم پر صبر ☆ بیٹیوں کی آزمائش پر صبر

⑤ صبر کی شرائط ⑥ صبر کی اقسام

برادران اسلام ! گذشتہ خطبۂ جمعہ میں ہم نے یہ عرض کیا تھا کہ ایمان کے دو حصے ہیں : پہلا شکر اور دوسرا صبر، پھر ہم ہے نے شکر کی اہمیت ، اس کے فضائل اور فوائد وثمرات کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی تھی۔ جبکہ آج ہمارا موضوع سخن ایمان کا دوسرا حصہ یعنی ''صبر'' ہے۔

عربی زبان میں ''صبر'' کا معنی ہے: روکنا اور بند کرنا۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ﴾ [الکہف:۲۸]

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں میں بند رکھیے جو صبح وشام اپنے رب کی رضا کو طلب کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں۔''

''صبر'' کے اسی لغوی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض اہل علم نے اس کی تعریف یوں کی ہے:

(حَبْسُ النَّفْسِ عَنِ الْجَزَعِ وَالتَّسَخُّطِ ، وَحَبْسُ اللِّسَانِ عَنِ الشَّكْوٰى ، وَحَبْسُ الْجَوَارِحِ عَنِ التَّشْوِيْشِ)

یعنی ''اپنے آپ کو گھبراہٹ اور ناگواری سے روکنا، زبان پر حرفِ شکایت نہ لانا اور باقی اعضائے جسم کو الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہونے سے بچانا۔''

گویا ''صبر'' سے مراد ہے: برداشت کرنا، زبان پر حرفِ شکایت نہ لانا اور گھبراہٹ، بے چینی اور مایوسی کا اظہار نہ کرنا.

ہمیں یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ ''صبر'' سب سے بڑی خیر ہے اور اس سے بہتر کوئی خیر نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مال طلب کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا کر دیا، انھوں نے پھر مانگا تو آپ نے پھر عطا کر دیا یہاں تک کہ جب آپ کے پاس مال ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ ، وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ ... وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ) [البخاری:۱۴۶۹، ۶۴۷۰، مسلم:۱۰۵۳]

''میرے پاس جو خیر بھی ہوگی اسے میں تم سے بچا کر ذخیرہ نہیں کرونگا۔ اور جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اسے اللہ تعالی بچائے گا.... اور کسی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔''

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ''صبر'' کا تذکرہ نوے سے زیادہ مرتبہ کیا ہے اور مختلف انداز سے اس کی ضرورت واہمیت کو واضح فرمایا ہے۔

☆ چنانچہ کہیں اللہ تعالی اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو صبر کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ﴾[الأحقاف:۳۵]

''پس آپ صبر کیجئے جیسا کہ الوالعزم پیغمبر صبر کرتے رہے، اور ان (کفار) کے بارے میں جلدی نہ کیجئے۔''

☆ اور کہیں اللہ تعالی اہلِ ایمان سے یوں مخاطب ہوتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[آل عمران:۲۰۰]

''اے ایمان والو! صبر کرو، پامردی دکھلاؤ، ہر وقت جہاد کیلئے تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیابی حاصل کرسکو۔''

☆ اور کہیں اللہ تعالی ''صبر'' کرنے والوں کو یوں بشارت دیتا ہے:

﴿ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ☆ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصَّابِرِيْنَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ [الحج:۳۴-۳۵]

''اور ان عاجزی کرنے والوں کو بشارت دیجئے کہ جن کے دل اُس وقت دہل جاتے ہیں جب اللہ تعالی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتے ہیں۔ اور نماز ہمیشہ پابندی کے ساتھ پڑھتے رہتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔''

☆ اور کہیں اللہ تعالی نماز اور صبر کو ایک ساتھ ذکر کرکے صبر کو بھی اتنا ہی اہم قرار دیتا ہے جتنی اہم نماز ہے:

﴿واسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ﴾ [البقرة:۴۵]

''اور صبر اور نماز کے ذریعے (اللہ تعالی سے) مدد مانگو۔''

☆ اور کہیں اللہ تعالی صبر کرنے والوں کو اپنی معیت کا یوں یقین دلاتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ﴾[البقرة:۱۵۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! تم صبر اور نماز کے ذریعے (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب کرو۔ اور یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

☆ اور کہیں اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے اپنی محبت کا اظہار فرماتا ہے:

﴿ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ ﴾[آل عمران:۱۴۶]

''اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

☆ اور کہیں اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بشارت دیتا ہے کہ ان کا اجر وثواب ضائع نہیں ہوگا:

﴿ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيِصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾[یوسف :۹۰]

''جو شخص اُس سے ڈرتا اور صبر کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ نیکو کار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

یہ دراصل حضرت یوسف علیہ السلام کی بات ہے جو انھوں نے اپنے ان بھائیوں سے کہی تھی جنھوں نے ان پر انتہائی ظلم کرتے ہوئے انھیں کنویں میں پھینک دیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اِس پر صبر کیا، پھر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ''صبر'' کے بدلے میں انھیں تختِ مصر پر بٹھا دیا اور ان کے بھائیوں کو ان کے دربار میں سوالی کے طور پر لا کھڑا کیا۔

☆ اور کہیں اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر وثواب دینے کا وعدہ فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾[الزمر:۱۰]

''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔''

☆ اور کہیں اللہ تعالیٰ مالی اور جسمانی آزمائشوں کا تذکرہ کرکے ایمان والوں کو صبر کی ترغیب دلاتا ہے:

﴿لَتُبْلَوُنَّ فِيْ أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيْرًا وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ﴾[آل عمران:۱۸۶]

''تمھیں اپنے اموال اور اپنی جانوں میں آزمائش پیش آکر رہے گی۔ نیز تمھیں ان لوگوں سے جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی' اور مشرکین سے بھی بہت سی تکلیف دہ باتیں سننا ہونگی۔ اور اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو بلاشبہ یہ بڑے حوصلے کا کام ہے۔''

ان تمام آیاتِ مبارکہ اور ان جیسی دیگر کئی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن کو صابر اور متحمل مزاج ہونا چاہئے، اسے پریشانیوں اور آزمائشوں میں بے صبری کا مظاہرہ کرنے کی بجائے مکمل طور پر برداشت سے کام لینا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئے اور اس سلسلے میں اسے انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیوں کو سامنے رکھنا چاہئے جو مصائب وآلام میں صبر وتحمل کے پہاڑ بنے رہتے تھے حالانکہ ان پاکباز حضرات پر آزمائشیں بھی سب سے بڑی آتی تھیں، اس کے باوجود وہ صبر کا مظاہرہ بھی سب سے زیادہ کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: (أَشَدُّ النَّاسِ بَلاَءً اَلْأَنْبِيَاءُ ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ ، يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهِ ، فَإِنْ كَانَ فِي دِيْنِهِ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلاَؤُهُ ، وَإِنْ كَانَ فِي دِيْنِهِ رِقَّةٌ اُبْتُلِيَ عَلٰى قَدْرِ دِيْنِهِ ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلاَءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ)

[ترمذی: ۲۳۹۸، ابن ماجہ: ۴۰۲۳۔ وحسنه الألبانی]

''انبیاء علیہم السلام لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں، پھر وہ جو سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ اور ہر شخص کو اس کی دینداری کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اگر وہ دینداری میں مضبوط ہو تو اس پر آزمائش بھی سخت آتی ہے۔ اور اگر وہ اس میں کمزور ہو تو اس کے مطابق ہی اسے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ اور آزمائشیں بندۂ مومن کو پریشان کئے رکھتی ہیں حتی کہ وہ زمین پر اس حالت میں چلتا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو چکا ہوتا ہے۔''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے بڑی آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر آئیں جبکہ انھوں نے صبر وتحمل کے وہ اعلی نمونے پیش کئے جو آج بھی ہر مومن کیلئے لائقِ اتباع اور قابلِ تقلید ہیں۔ ان نمونوں میں سے ایک عظیم الشان نمونہ حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا ہے جو انھوں نے اپنی جسمانی تکلیفوں کو برداشت کرکے پیش کیا اور جو آج بھی ضرب المثل کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ☆ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ☆ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ☆ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ [ص: ۴۱۔۴۴]

''اور ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کو یاد کیجئے جب انھوں نے اپنے رب کو پکار کر کہا: شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے۔ (ہم نے انھیں کہا:) اپنا پاؤں مارو، یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کیلئے۔ اور ہم نے انھیں ان کے اہل وعیال عطا کئے اور اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ اتنے اور بھی دے دیئے، یہ اہلِ دانش کیلئے نصیحت ہے۔ اور (ہم نے کہا:) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو، اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ایوب (علیہ السلام) کو صابر پایا، وہ بہترین بندے تھے جو ہر وقت (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔‘‘

نیز فرمایا: ﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ☆ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ﴾[الأنبياء:۸۳۔۸۴]

’’اور ایوب (علیہ السلام) کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ چنانچہ ہم نے انھیں ان کے اہل وعیال ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ اور بھی دے دیئے۔ یہ ہماری مہربانی تھی اور عبادت گذاروں کیلئے نصیحت۔‘‘

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالی نے اپنے بندے حضرت ایوب علیہ السلام کی سخت تکلیف اور شدید بیماری کا ذکر کیا ہے جو آپ کیلئے بہت بڑی آزمائش بن گئی تھی۔ چنانچہ اولاد اور بیویوں میں سے سوائے ایک بیوی کے باقی سب نے ساتھ چھوڑ دیا، خوشحالی تنگ حالی میں تبدیل ہوگئی، بارہ سال اس شدید ابتلا میں گذر گئے مگر پیکرِ صبر واستقامت کی زبان پر ایک مرتبہ بھی حرفِ شکایت نہ آیا۔ دعا کرتے تو اس میں بھی کسی چیز کا مطالبہ نہیں، بس اتنا کہتے کہ ’’اے میرے رب! میں بیمار ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے۔‘‘

اِس کڑے امتحان میں جب سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام پوری طرح کامیاب ہوگئے تو اللہ تعالی نے ان پر اپنی نوازشوں کی بارش کردی۔ انھیں حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں مارو، بس پاؤں مارنے کی دیر تھی کہ اللہ تعالی نے ایک چشمہ رواں کردیا، آپ اس کے شفا بخش پانی میں غسل کرتے اور اسے پیتے رہتے۔ جسمانی بیماری جاتی رہی اور جو آل واولاد اِس ابتلاء سے پہلے تھی اللہ تعالی نے اس سے دوگنی عطا فرمادی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جب حضرت ایوب علیہ السلام ننگے بدن نہا رہے تھے تو آپ پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش ہونے لگی، آپ انھیں اپنے کپڑے میں اکٹھا کرنے لگے تو اللہ تعالی نے انھیں پکارا: ایوب! کیا میں نے تمھیں ان ٹڈیوں سے بے نیاز نہیں کردیا؟ تو انھوں نے کہا: اللہ! تیری عزت کی قسم، یہ تو ٹھیک ہے لیکن میں تیری رحمت سے تو بے نیاز نہیں ہوسکتا۔‘‘ [البخاری:۲۷۹]

یہ یقینی طور پر اللہ تعالی کی رحمت اور حضرت ایوب علیہ السلام کے بے مثال صبر وتحمل کا پھل تھا۔

یہ ایک نمونہ تھا صبرِ انبیاء علیہم السلام کے نمونوں میں سے، ورنہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی طرح صبر واستقامت کے پیکر تھے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ﴾[الأنبياء:۸۵]

’’اسماعیل (علیہ السلام)، ادریس (علیہ السلام) اور ذوالکفل (علیہ السلام) یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خود امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ بھی انتہائی صابر تھے باوجود اس کے کہ آپ کی قوم نے آپ کو شدید تکلیفیں دیں، زبانی بھی اور جسمانی بھی۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا آپ پر کوئی دن یومِ احد سے بھی زیادہ سخت آیا؟ تو آپ نے فرمایا:

"مجھے تمھاری قوم کی طرف سے بہت اذیت پہنچی ہے اور سب سے بڑی اذیت مجھے یومِ عقبہ کو پہنچی جب میں نے ابن عبد یا لیل بن عبد کلال کو اسلام کی طرف دعوت دی تو اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میں شدید غمزدہ تھا، لہذا میں منہ جھکائے ہوئے واپس چل دیا۔ اور مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں قرن الثعالب (میقاتِ اہلِ نجد) کے قریب پہنچا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل مجھ پر سایہ فگن ہے، میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس میں حضرت جبریل علیہ السلام نظر آئے۔ انھوں نے مجھے پکارا اور کہنے لگے:

"آپ کی قوم نے آپ سے جو کچھ کہا ہے اور آپ سے جو سلوک کیا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے اور اس نے آپ کی طرف پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں اسے حکم صادر فرمائیں۔"

چنانچہ اس فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام کرنے کے بعد کہا:

(يَا مُحَمَّدُ ! ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ)

"اے محمد ﷺ! آپ جیسے چاہیں گے اسی طرح ہوگا۔ اگر آپ کی منشا ہو تو میں دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور یہ سب ان کے درمیان ہلاک ہو جائیں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)

www.KitaboSunnat.com

"نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ان لوگوں کو پیدا کرے گا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔" [البخاري: ۳۲۳۱، مسلم: ۱۷۹۵]

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو بخار تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو شدید بخار ہے؟ آپ نے فرمایا:

(أَجَلْ ، إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)

"کیوں نہیں، مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: اور آپ کو اجر بھی تو دوگنا ملتا ہے؟

آپ نے فرمایا: (أَجَلْ ، ذَلِكَ كَذَلِكَ) ''ہاں، یہ اسی طرح ہے''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى ، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا ، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)

''جس مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے، کانٹا چبھنے سے یا اس سے بڑی تکلیف، تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے ایک درخت اپنے پتے گراتا ہے۔'' [البخاری: ۵۶۴۸، مسلم: ۲۵۷۱]

صبر کے بعض ثمرات

صبر کے بعض ثمرات وفوائد ہم قرآن مجید کی بعض آیات کے حوالے سے عرض کر چکے ہیں۔ مثلاً یہ کہ صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور انھیں صبر کرنے کا اجرو ثواب بغیر حساب کے دیا جائے گا.... ان فوائد کے علاوہ صبر کے کچھ اور فوائد یہ ہیں:

① صبر کرنے والوں پر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نوازشیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ☆ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ☆ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾ [البقرۃ: ۱۵۵۔۱۵۷]

''اور ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے، کچھ خوف و ہراس اور بھوک سے اور مال وجان اور پھلوں میں کمی سے۔ اور آپ (اے محمد ﷺ!) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنھیں جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ایسے ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی نوازشیں اور رحمت ہوتی ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

ان آیات مبارکہ میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ ہم تمھیں ضرور بالضرور آزمائیں گے اور ہماری طرف سے آزمائش کسی بھی طرح سے آسکتی ہے، دشمن کے خوف کے ساتھ، یا بھوک وپیاس کے ساتھ، مال میں کمی کے ساتھ، یا اپنے پیاروں کی جدائی کے ساتھ، یا پھلوں کے نقصان کے ساتھ ..... یا اس کے علاوہ کسی اور انداز سے ہم تمھیں ضرور آزمائشوں میں مبتلا کریں گے۔ لیکن اگر تم صبر وتحمل کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو گے، اپنے رب کی تقدیر پر رضا مندی کا اظہار کرو گے، گھبراہٹ اور بے چینی سے اجتناب کرو گے، کسی بھی آزمائش کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھڑی میں (انا للہ و انا الیہ راجعون) پڑھتے ہوئے اس بات کا اعتراف کرو گے کہ "ہم خود بھی اللہ تعالی کیلئے ہیں اور ہم پر، ہماری اولاد پر اور ہمارے اموال پر بھی اسی کا حکم چلتا ہے اور ہم قیامت کے روز بھی اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔" اور ان الفاظ کے ساتھ مشکل سے مشکل حالات کو برداشت کر لیتے ہو تو پھر یقین کر لو کہ تم ہی اللہ کی نوازشوں اور اس کی رحمتوں کے مستحق ہو اور تم ہی ہدایت یافتہ اور راہِ حق پر گامزن ہو۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا:

(مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ : إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا ، إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا)

"جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے، پھر وہ اللہ کے حکم کے مطابق (انا للہ و انا الیہ راجعون) پڑھے اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے بعد مجھے خیر نصیب کر' تو اللہ تعالی اسے اس سے بہتر چیز عطا کرتا ہے۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے سوچا کہ ابو سلمہ سے بہتر مسلمان کون ہو سکتا ہے؟ وہ تو سب سے پہلے مہاجر تھے۔ پھر میں نے یہی دعا پڑھی تو اللہ تعالی نے مجھے ان سے بہتر شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیئے۔ [مسلم: ۹۱۸]

آیت کریمہ اور حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ صبر کرنے والے لوگ ہی دنیا میں اللہ تعالی کی نوازشوں کے مستحق ہوتے ہیں اور انہی لوگوں کو اللہ تعالی مصیبتوں کا بہترین بدلہ عطا کرتا ہے۔

② آخرت میں صبر کرنے والوں کو اللہ تعالی بہترین بدلہ دے گا۔ اس کا فرمان ہے:

﴿ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ [النحل: ۹۶]

"اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا بدلہ ان کے اعمال سے کہیں زیادہ اچھا عطا کریں گے۔"

یہ بہترین بدلہ کیا ہوگا؟ جنت کے بالا خانے ہونگے۔

چنانچہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی صفات ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتا ہے:

﴿ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴾ [الفرقان: ۷۵]

"یہی ہیں جنھیں صبر کے بدلے میں بالا خانے دیئے جائیں گے اور وہاں آداب وتسلیمات کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔"

نیز فرمایا: ﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ☆ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ [العنکبوت: ۵۸۔۵۹]

''اور جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ہم انھیں یقیناً جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور عمل کرنے والوں کیلئے کیا ہی اچھا اجر ہے! جنھوں نے (مصائب میں) صبر کیا اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔''

عزیزان گرامی! یہ ہیں صبر کے بعض ثمرات، دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نوازشیں اور رحمتیں اور آخرت میں جنت کے بالا خانے۔لہذا ہمیں ہر پریشانی اور تمام مصائب وآلام میں صبر ہی کرنا چاہیے۔

ہم صبر کیوں نہ کریں جبکہ ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ ہر مصیبت وآزمائش' خواہ بڑی ہو یا چھوٹی' ہمارے اپنے گناہوں کی وجہ سے ہی آتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ [الشوریٰ: ۳۰]

''اور تمھیں جو مصیبت آتی ہے تمھارے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے آتی ہے۔اور وہ بہت سے گناہوں کو تو ویسے ہی معاف کردیتا ہے۔''

اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہر قسم کی مصیبت پر' چاہے وہ کانٹا چبھنے کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو، صبر کرنے والے شخص کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے:

(مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ ، وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حَزَنٍ ، وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ ، حَتَّى الشَّوْكَةُ الَّتِي يُشَاكُهَا ، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ) [البخاری: ۵۶۴۱۔۵۶۴۲، مسلم: ۲۵۷۳]

''مسلمان کو جب تھکاوٹ یا بیماری لاحق ہوتی ہے یا وہ حزن وملال اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے حتی کہ اگر ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا يَزَالُ الْبَلاَءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)

''آزمائشیں مومن مرد اور مومنہ عورت کا پیچھا نہیں چھوڑتیں، کبھی جان میں، کبھی اولاد میں اور کبھی مال میں (کسی نہ کسی طرح آزمائشیں ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہیں) یہاں تک کہ وہ جب اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔'' [ترمذی: ۲۳۹۹۔ وصححه الألبانی]

سو آزمائشوں اور مصیبتوں کو اپنے گناہوں کا کفارہ تصور کرتے ہوئے ان پر صبر وتحمل ہی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیاروں کی جدائی پر صبر

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں میں سے ایک آزمائش پیاروں کی جدائی کی صورت میں آتی ہے۔ سو اس پر بھی ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کو صابر ہونا چاہئے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کا ایک بچہ قریب المرگ ہے۔ لہٰذا آپ ان کے گھر تشریف لائیں۔ آپ نے پیغامبر کو کہا کہ انہیں میری طرف سے سلام کہو اور آگاہ کرو کہ

(إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى ،وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمّٰى ، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)

" اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے جو کچھ اس نے لیا اور جو کچھ اس نے عطا کیا۔ اور ہر ایک کی موت کا وقت متعین ہے۔ لہٰذا تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب طلب کرو۔"

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پیغامبر کو دوبارہ بھیجا اور آپ کو قسم دے کر ضرور بالضرور آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اپنی صاحبزادی کے گھر میں پہنچے۔

اُس بچے کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی گود میں رکھ دیا گیا، اُس وقت وہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا اور اِس طرح حرکت کر رہا تھا جیسے ایک پرانے مشکیزے میں حرکت ہوتی ہے۔ بچے کی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بہہ نکلے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهِ ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ) "یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت کر دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔" [البخاری:۱۲۸۴، مسلم:۹۲۳]

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے معصوم سے بچے کی موت کے وقت صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب طلب کرنے کی تلقین کی۔ اور آپ کا یہ حکم ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کیلئے ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں ، خاص طور پر خواتینِ اسلام کو ایسے مواقع پر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سامنے رکھتے ہوئے صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہئے اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اونچی اونچی آواز سے رونے پیٹنے اور ماتم کرنے سے قطعی پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اِس جیسے افعال کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں پر طمانچے مارے، گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کے دعوی کے ساتھ پکارا یعنی واویلا کیا اور مصیبت کے وقت ہلاکت اور موت کو پکارا۔'' [البخاری:۱۲۹۴، مسلم:۱۰۳]

اور حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر اس عورت سے لاتعلقی اور براءت کا اظہار فرمایا جو کسی مصیبت کے وقت اونچی آواز سے روئے۔ اور جو کسی آزمائش میں اپنا سر منڈوائے اور کسی صدمے میں اپنے کپڑے پھاڑے۔'' [البخاری:۱۲۹۶، مسلم:۱۰۴]

نیز حدیثِ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پیاروں کی جدائی کے وقت آنکھوں سے آنسو بہانا صبر کے منافی نہیں، کیونکہ خود نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے اور آپ نے اسے رحمت قرار دیا۔ اسی طرح آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم جب قریب المرگ تھے تو اس وقت بھی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ اور آپ نے فرمایا تھا: (إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا ، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ) [البخاری:۱۳۰۳، مسلم:۲۳۱۵]

''بے شک آنکھیں اشکبار ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم صرف وہی بات کرتے ہیں جو ہمارے رب کو راضی کرنے والی ہے۔ اور اے ابراہیم! ہم تمھاری جدائی پر یقیناً غمگین ہیں۔''

اور جہاں تک معصوم بچوں کی جدائی کا تعلق ہے تو اس پر تو ہرگز ہرگز بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کی موت ان کے والدین کیلئے باعثِ نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

① حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ) [البخاری:۱۳۸۱]

''لوگوں میں سے جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالی ان پر رحم کرتے ہوئے اسے بھی جنت میں داخل کر دیتا ہے۔''

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ) [

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أخرجه البخاری معلقا ۔ کتاب الجنائز باب ما قیل فی اولاد المسلمین]

''جس شخص کی اولاد میں سے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو وہ اس کیلئے جہنم سے پردہ بن جائیں گے (یا آپ ﷺ نے فرمایا:) وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

③ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! آپ کی احادیث بس مرد حضرات ہی سنتے ہیں، لہذا آپ ہمارے لئے بھی ایک دن خاص کر دیں جس میں ہم آپ کے پاس حاضر ہوں اور آپ ہمیں وہ چیز سکھلائیں جو اللہ نے آپ کو سکھلائی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، تم فلاں فلاں دن جمع ہو جایا کرو۔''

چنانچہ جب وہ جمع ہوئیں تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اللہ تعالی کی تعلیمات پہنچائیں۔ اور آپ نے فرمایا:

(مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَّلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ)

''تم میں سے جو عورت بھی اپنی اولاد میں سے تین بچے آگے بھیجے تو وہ اس کیلئے جہنم سے پردہ بن جائیں گے۔''

ایک عورت نے کہا: اور دو بچے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بچے بھی۔'' [البخاری: ۱۲۴۹، مسلم: ۲۶۳۳]

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنَ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ)

''اللہ تعالی فرماتا ہے: میرا وہ مومن بندہ جس کا اہلِ دنیا میں سے کوئی محبوب فوت ہو جائے، پھر وہ صبر کرتے ہوئے مجھ سے اجر وثواب کا طلبگار رہو تو میرے پاس اس کیلئے سوائے جنت کے اور کوئی بدلہ نہیں۔'' [البخاری: ٦٤٢٤]

⑤ حضرت قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آتا تھا، اُس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا بھی ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں اس سے محبت ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس طرح میں اس سے محبت کرتا ہوں اسی طرح اللہ تعالی آپ سے محبت کرے۔

پھر (کچھ عرصہ بعد) اُس شخص نے آپ ﷺ کی مجلس میں آنا چھوڑ دیا۔ آپ نے پوچھا: فلاں آدمی کہاں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اس کا بیٹا فوت ہو چکا ہے۔ تو آپ ﷺ اُس کے باپ سے ملے اور تعزیت کرنے کے بعد فرمایا: (أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَّا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَّهُ يَنْتَظِرُكَ)

''کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں کہ تم جنت کے جس دروازے پر آؤ اسے اپنا انتظار کرتے ہوئے پاؤ؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَا يَسُرُّكَ أَن لَّا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَّهُ عِنْدَهُ يَسْعٰى يَفْتَحُ لَكَ)

''کیا تمھیں یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تم جنت کے جس دروازے پر بھی آؤ اسے اپنے سامنے پاؤ اور وہ دوڑ کر تمھارے لئے اس دروازے کو کھول دے؟'' [النسائی: ۱۸۷۱، ۲۰۸۸۔ وصححہ الألبانی]

⑥ حضرت ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللّٰهُ: اِبْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)

''جب کسی آدمی کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کو قبض کر لیا؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے جگر گوشے کو فوت کر دیا؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالی پوچھتا ہے: تب میرے بندے نے کیا کہا تھا: وہ جواب دیتے ہیں کہ اس نے تیرا شکر ادا کیا تھا اور (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا تھا۔ تو اللہ تعالی فرماتا ہے: تم میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام رکھ دو: شکرانے کا گھر۔'' [ترمذی: ۱۰۲۱۔ وحسنہ الألبانی]

ان احادیث کے پیش نظر معصوم بچوں کی وفات پر ان کے والدین کو صبر ہی کرنا چاہئے اور انہیں اپنا غم اِس عظیم خوشخبری کے ساتھ ہلکا کرنا چاہئے کہ یہی بچے روزِ قیامت ان کی نجات کا سبب بنیں گے اور جنت کے ہر دروازے پر ان کا استقبال کریں گے۔

خصوصا خواتین اسلام کو بچوں کی جدائی پر جزع فزع کرنے کی بجائے اللہ تعالی کی قضاء وقدر پر رضا مندی کا اظہار کرنا چاہئے اور انہیں اس سلسلے میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا وہ قصہ ہر وقت اپنے ذہنوں میں رکھنا چاہئے جس میں انھوں نے صبر کا ایک ایسا نمونہ پیش کیا جو آج بھی ہر خاتون کیلئے قابل تقلید ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا جو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے تھا بیمار ہو گیا، پھر وہ اُس وقت فوت ہو گیا جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تھے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب تک میں خود ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بیٹے کی موت کے بارے میں نہ بتاؤں اُس وقت تک کوئی اور ان سے اس بارے میں بات نہ کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر انھوں نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ شام کو گھر واپس لوٹے تو انھوں نے آتے ہی بیٹے کے بارے میں پوچھا کہ وہ کیسا ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ آرام کر رہا ہے اور شاید پہلے سے زیادہ راحت میں ہے! اس کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انھیں کھانا پیش کیا، پھر زیب وزینت اختیار کی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے صحبت کی اور جب انھوں نے دیکھا کہ وہ سیر ہو کر فارغ ہو چکے ہیں تو انھوں نے کہا: ابوطلحہ! تمھارا کیا خیال ہے اگر کچھ لوگ کسی کو کوئی چیز ادھار پر دیں، پھر وہ اُس سے اس چیز کی واپسی کا مطالبہ کریں تو کیا اسے یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ اس چیز کو واپس نہ لوٹائے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: تب تم اپنے بیٹے کی موت پر صبر کرو۔

[صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ صبح کے وقت غسل کر کے گھر سے جانے لگے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انھیں بیٹے کی موت کی اطلاع دی]

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ تم نے مجھے پہلے اطلاع نہیں دی یہاں تک کہ میں جنبی ہو گیا، بعد ازاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی اور آپ کو پورے واقعہ کی خبر دی۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّبَارِكَ لَكُمَا فِيْ لَيْلَتِكُمَا) ''شاید اللہ تعالیٰ تم دونوں کی رات میں برکت دے'' سفیان (راویٔ حدیث) کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی نے انہیں بتایا کہ میں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے نو بیٹے دیکھے جو سب کے سب حافظ قرآن تھے۔[البخاری : الجنائز باب من لم یظهر حزنه عند المصیبة ۱۳۰۱، مسلم: ۲۱۴۴]

عزیزان گرامی! معصوم سے لختِ جگر کی وفات پر یہ ہے صبر وتحمل کا اعلیٰ نمونہ کہ اس صابرہ خاتون نے غم وافسوس کے آثار ہی اپنے اوپر طاری نہ ہونے دیئے، بلکہ اس کے برعکس خاوند کیلئے زیب وزینت اختیار کی اور اسے مقاربت کا موقع دیا۔ بعد ازاں انتہائی عمدہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے اسے یہ بات سمجھائی کہ بیٹا ہمارے پاس اللہ کی امانت تھا جو اس نے واپس لے لی ہے۔ پھر انھوں نے خود بھی صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور اپنے خاوند کو بھی اسی کی تلقین کی ...... کاش اِس دور کی خواتین بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسی طرح صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں اور ایسے مواقع پر بے صبری، سینہ کوبی اور اونچی اونچی آواز سے رونے پیٹنے سے پرہیز کریں!

جسمانی تکلیفوں پر صبر

مختلف آزمائشوں میں سے ایک آزمائش جسمانی بیماریوں کی شکل میں آتی ہے۔ (نسأل الله العفو والعافية في الدنيا والآخرة) لہذا جو لوگ اس قسم کی آزمائش میں مبتلا ہوں انھیں بھی صبر وتحمل ہی کرنا چاہئے۔ جیسا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ایوب علیہ السلام اپنی جسمانی بیماری میں، جو تقریباً بارہ تیرہ سال جاری رہی، صبر کرتے تھے اور اس دوران بار بار یہی دعا کرتے تھے کہ ﴿أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ ”مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔“

پھر اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول کر لی اور انھیں صحت وتندرستی جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔

جسمانی بیماریوں میں مبتلا حضرات کو یہ بات ہمیشہ اپنے ذہنوں میں رکھنی چاہیے کہ بیماری سے شفا دینے والا اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں۔ لہذا ہر وقت اسی کے سامنے عاجزی، انکساری اور محتاجی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے عافیت کا سوال کرتے رہیں۔ نیز انھیں اپنے آپ کو رسول اکرم ﷺ کی اُس عظیم خوشخبری کے ساتھ تسلی دینی چاہیے جو آپ نے ایک بیمار عورت کو دی تھی۔

عطاء بن ابی رباح جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا میں تمھیں ایک جنتی خاتون نہ دکھلاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو انھوں نے فرمایا: یہ جو کالے رنگ کی عورت ہے، یہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس میں میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ لہذا آپ اللہ تعالی سے میرے لئے دعا کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا: (إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ)

”اگر تم چاہو تو صبر کرو (اور اگر صبر کرو گی تو) تمھارے لئے جنت ہے۔ اور اگر چاہو تو میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمھیں عافیت دے۔“

(اب اس خاتون نے سوچا کہ ایک طرف صبر کرنے پر آخرت میں جنت کی ضمانت ہے اور دوسری طرف آپ ﷺ عافیت کیلئے دعا کرنے کی پیش کش فرما رہے ہیں اور اس میں جنت کی ضمانت نہیں ہے۔)

تو اس نے کہا: میں صبر ہی کرتی ہوں، تاہم میں مرگی کے دورہ میں بے پردہ ہو جاتی ہوں تو آپ بس یہ دعا کر دیجئے کہ میں کم از کم بے پردہ نہ ہوں۔

تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ [البخاری: ۵۶۵۲، مسلم: ۲۵۷۶]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ ، عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ) يُرِيدُ عَيْنَيْهِ

”بے شک اللہ تعالی فرماتا ہے: جب میں اپنے بندے کو اس کی آنکھوں کے ذریعے آزمائش میں ڈالتا ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یعنی اس کی بینائی چھین لیتا ہوں) پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں اس کی آنکھوں کے بدلے میں اسے جنت عطا کرتا ہوں۔'' [البخاري:٥٦٥٣]

لوگوں کی اذیتوں پر صبر

آزمائش بعض اوقات یوں بھی آتی ہے کہ لوگ خواہ مخواہ کسی مسلمان کو پریشان کرتے ہیں، جھوٹے الزامات لگاتے ہیں یا طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ یا برا بھلا کہتے ہیں اور مختلف القاب سے اس کا ذکر کرکے اس کی اذیت کا سبب بنتے ہیں۔ تو اِس قسم کی آزمائش میں بھی مسلمان کو صابر ہونا چاہئے اور اسے یہ بات اپنے ذہن میں رکھنی چاہئے کہ لوگوں نے تو امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو بھی معاف نہیں کیا۔ کسی نے آپ کو ''مجنون'' کہا، کسی نے ''دیوانہ شاعر'' کہا اور کسی نے ''ساحر'' کہا۔ اور زبانی اذیتوں کے علاوہ آپ ﷺ کو جسمانی اذیتیں بھی پہنچائیں، لیکن آپ ﷺ نے اللہ تعالی کے اس حکم پر کہ ﴿ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ ﴾ [طه: ١٣٠] ''آپ ان کی باتوں پر صبر ہی کیجئے'' ہمیشہ صبر وتحمل کا ہی مظاہرہ کیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مال تقسیم کیا، ایک شخص نے کہا: یہ تقسیم اللہ تعالی کو راضی کرنے والی نہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اُس شخص کی اِس بات کے بارے میں مطلع کیا۔ تب میں نے آپ کے چہرۂ انور پر غصے کے آثار دیکھے۔ پھر آپ نے فرمایا: (يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)

''اللہ تعالی موسی علیہ السلام پر صبر کرے، انھیں اِس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی لیکن انھوں نے صبر کیا۔''

[البخاري:٣٤٠٥، مسلم:١٠٦٢]

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اَلْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُمْ ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُمْ) [ترمذی:٢٥٠٧، ابن ماجه:٤٠٣٢۔ وصححه الألباني]

''جو مومن لوگوں میں گھل مل جاتا ہے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے وہ اُس مومن سے زیادہ اجر وثواب کا مستحق ہے جو لوگوں سے الگ تھلک رہتا ہے اور ان کی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمرانوں کے ظلم پر صبر

آزمائشوں میں سے ایک آزمائش رعایا پر حکمرانوں کے ظلم کی صورت میں آتی ہے۔ چنانچہ بعض اوقات وہ ٹیکسوں کے ظالمانہ نظام کو نافذ کرکے عوام پر ظلم کرتے ہیں۔ بعض اوقات بے گناہ لوگوں کو ناجائز مقدمات میں ملوث کرکے پریشان کرتے ہیں۔ بعض اوقات مجرم پیشہ لوگوں کو چھوٹ دے دیتے ہیں کہ وہ جیسے چاہیں، جب چاہیں اور جہاں چاہیں لوگوں کی عزتوں اور ان کے اموال کو لوٹیں اور ان کی جانوں سے کھیلتے رہیں۔ بعض اوقات اہل اور باصلاحیت افراد کو ان کے حقوق سے محروم کرکے سفارشوں اور رشوت کے ذریعے نا اہل لوگوں کو نوازا جاتا ہے اور بعض اوقات اربابِ اقتدار اور اصحابِ اختیار غریب عوام کا خون پسینہ چوستے ہوئے اپنی تجوریاں بھرنے پر ہی تلے رہتے ہیں.... سو اس قسم کی آزمائشوں میں بھی انسان کو دامن صبر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ) [مسلم:۱۸۴۹]

"جو شخص اپنے حکمران سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر صبر کرے۔"

بیٹیوں کی آزمائش پر صبر

بعض اوقات انسان اپنی بیٹیوں کی وجہ سے بھی آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے، مناسب تعلیم وتربیت نہ ہونے کی وجہ سے، یا ان کیلئے مناسب رشتے نہ ملنے کی وجہ سے، یا اولاد میں صرف بیٹیاں ہونے کی وجہ سے .... تو اس قسم کی آزمائش میں بھی والدین کو مکمل صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور انہیں اپنے لئے باعثِ خیر وبرکت تصور کرتے ہوئے اور روزِ قیامت انھیں اپنے لئے باعثِ نجات سمجھتے ہوئے ان کی تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دینی چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْئٍ مِنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ)

"جس شخص کو بیٹیوں کی وجہ سے کسی طرح سے آزمائش میں ڈالا جائے، پھر وہ ان پر صبر کرتا رہے تو وہ اس کیلئے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔" [ترمذی:۱۹۱۳۔ وصححه الألباني]

اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ان کے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیاں اٹھائے ہوئے آئی، اس نے مجھ سے کچھ مانگا تو میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ ملا۔ چنانچہ میں نے وہی کھجور اس کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دی۔ اس نے اس کے دو حصے کیے اور دونوں بیٹیوں کو آدھی آدھی کھجور دے دی اور خود اس نے کچھ نہ کھایا اور چلی گئی۔ پھر میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو اُس کے بارے میں بتایا۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا: (مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْئٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ)

''جس شخص کو بیٹیوں کی وجہ سے کسی طرح آزمایا جائے، پھر وہ ان سے اچھا سلوک کرتا رہے تو وہ اس کیلئے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔'' [البخاری: ۱۴۱۸، ۵۹۹۵، مسلم: ۲۶۲۹]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ)وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

''جو آدمی دو بچیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو قیامت کے روز وہ اور میں ایسے اکٹھے ہونگے جیسے یہ انگلیاں اکٹھی ہیں۔'' [مسلم: ۲۶۳۱]

صبر کی شروط

برادران اسلام ! آپ نے اب تک صبر کے فوائد اور مختلف آزمائشوں میں اس کی اہمیت وضرورت کے بارے میں ہماری چند گذارشات سماعت کیں۔ اب سوال یہ ہے کہ صحیح معنوں میں صبر کیسے ہوتا ہے؟

صبر کے فوائد سے حقیقی معنوں میں مستفید ہونے کیلئے اس میں تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

❶ پہلی شرط یہ ہے کہ صابر محض اللہ تعالی کی رضا کیلئے صبر کرے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَؤُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد: ۲۲]

''اور جنھوں نے اپنے رب کی رضا کو طلب کرتے ہوئے صبر کیا، نماز قائم کی اور ہم نے انھیں جو کچھ دے رکھا ہے اس سے پوشیدہ طور پر اور دکھلا کر خرچ کیا۔ اور وہ برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں (یا گناہ کے بعد نیکی کرتے ہیں) تو انہی لوگوں کیلئے آخرت کا گھر ہے۔''

نیز فرمایا: ﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ [المدثر: ۷] ''اور اپنے رب کی خاطر ہی صبر کیجئے۔''

❷ دوسری شرط یہ ہے کہ بندۂ مومن ہر قسم کی آزمائش میں اپنی زبان پر کوئی حرفِ شکایت نہ لائے اور کسی کے سامنے اللہ کا شکوہ مت کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِی الْمُؤْمِنَ وَلَمْ يَشْكُنِی إِلٰی عُوَّادِهٖ أَطْلَقْتُهٗ مِنْ إِسَارِیْ ، ثُمَّ أَبْدَلْتُهٗ لَحْمًا خَيْرًا مِّنْ لَحْمِهٖ ، وَدَمًا خَيْرًا مِّنْ دَمِهٖ ، ثُمَّ يَسْتَأْنِفُ الْعَمَلَ)

'' اللہ تعالی فرماتا ہے: میں جب اپنے بندۂ مومن کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ عیادت کیلئے آنے والوں کے سامنے میری شکایت نہیں کرتا تو میں اسے اپنی قید سے آزاد کردیتا ہوں ، پھر اسے پہلے سے بہتر گوشت اور بہتر خون عطا کرتا ہوں ۔ پھر وہ نئے سرے سے عمل کرنا شروع کردیتا ہے ۔''

[الحاکم ج ۱ ص ۳۴۹ : صحیح علی شرط الشیخین و وافقه الذهبی]

❸ تیسری شرط یہ ہے کہ بندۂ مومن ابتدائے آزمائش سے ہی صبر کرے ، نہ یہ کہ ابتداء میں تو وہ خوب رو پیٹ لے اور پھر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ دعوی کرے کہ میں صابر ہوں ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ) ''تم اللہ تعالی سے ڈرو اور صبر کرو ۔''

اس نے کہا: آپ جائیں اپنا کام کریں، آپ کو کیا معلوم کہ مجھ پر کتنی بڑی مصیبت آئی ہے!

پھر اسے بتایا گیا کہ وہ تو نبی کریم ﷺ تھے ۔ تو وہ فورا آپ ﷺ کے دروازے پر پہنچی ، اسے وہاں کوئی پہرے دار نہ ملا اور وہ سیدھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور کہنے لگی: میں آپ کو نہیں پہچان سکی تھی (اس لئے مجھے معاف کردیں ۔) آپ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰی)

'' صبر تو ابتدائے صدمہ میں ہی ہوتا ہے ۔'' [البخاری:۱۲۸۳، مسلم:۹۲۶]

تو یہ ہیں تین شرائط جن کی موجودگی میں ایک صابر ''صبر'' کا مکمل اجروثواب اور اس کے فوائد وثمرات حاصل کرسکتا ہے ۔

اِس کے ساتھ ہی یہ بھی جان لیجئے کہ آزمائشوں میں مبتلاء انسان اگر اللہ تعالی کے سامنے دست بدعا ہو کر اس سے یہ سوال کرے کہ وہ اسے ان آزمائشوں سے نجات دے تو یہ صبر کے منافی نہیں بلکہ عین عبادت ہے ۔ اور اس کا سب سے بڑا ثبوت انبیاء کرام علیہم السلام کا وہ طرز عمل ہے جو وہ مختلف مصائب وآلام میں اختیار کرتے تھے، چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب برادران یوسف علیہ السلام نے بتایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے تو انھوں نے کہا: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ﴾ پھر جب ان کے دوسرے بھائی کے بارے میں انھیں بتایا گیا کہ بادشاہ نے اسے چوری کے الزام میں گرفتار کرلیا ہے تو تب بھی انھوں نے یہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا﴾ اس کے بعد انھوں نے کہا: ﴿إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ﴾ ''میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔''

اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام بھی اپنے دورِ ابتلاء میں اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے رہے اور بار بار یہ دعا کرتے رہے: ﴿أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾

اور حضرت یونس علیہ السلام سمندر کی گہرائی اور مچھلی کے پیٹ میں یوں دعا کرتے رہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

اس سے یہ ثابت ہوا کہ پریشانیوں اور آزمائشوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا قطعاً صبر کے منافی نہیں بلکہ یہی ہر مومن مرد اور مومنہ عورت سے مطلوب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرے کہ وہ اسے تمام آزمائشوں سے نجات دے کیونکہ اس کے علاوہ کسی کے پاس اس کا اختیار نہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَّئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ☆ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ﴾ [الأنعام:٦٣۔٦٤]

''کہہ دیجئے کہ بحر و بر کی تاریکیوں میں تمھیں کون نجات دیتا ہے؟ اس کو تم عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارتے ہو کہ اگر اس نے ہمیں ان سے نجات دے دی تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہونگے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تمھیں اس مصیبت سے اور ہر شدت سے نجات دیتا ہے، پھر بھی تم اس کا شریک بناتے ہو۔''

اسی طرح اس کا ارشاد ہے: ﴿أَمَّنْ يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ [النمل:٦٢]

''بھلا کون ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تمھیں زمین کا جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔''

لہذا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو تمام مصائب وآلام اور ہر آزمائش سے محفوظ رکھے اور ہمیں دنیا وآخرت کی سعادت نصیب کرے. آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

پہلے خطبہ میں آپ نے ''صبر'' کی ضرورت واہمیت ،فضیلت اور اس کے ثمرات وفوائد کے بارے میں ہماری چند گذارشات قرآن وحدیث کی روشنی میں سماعت کیں ۔اور یہ وہ صبر تھا جو آزمائشوں اور مصیبتوں میں ہر مسلمان کو کرنا چاہئے ۔ اِس کے علاوہ صبر کی دو قسمیں اور بھی ہیں:

پہلی قسم ہے اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری پر ہر حال میں قائم رہنا۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ☆ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيلاً ☆ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلاً طَوِيْلاً ﴾ [الإنسان :۲۴۔۲۶]

''لہذا آپ اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر کیجئے اور ان میں سے کسی گناہگار یا ناشکرے کی بات مت مانئے ۔اور صبح وشام اپنے رب کا نام ذکر کیجئے اور رات کو بھی اس کے حضور سجدہ کیجئے ۔اور رات کے طویل اوقات میں اس کی تسبیح کیجئے ۔''

نیز فرمایا: ﴿ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَى إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ﴾ [یونس:۱۰۹]

''آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے اس کی اتباع کیجئے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالی فیصلہ کردے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۔''

اسی طرح اس کا فرمان ہے:

﴿ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾ [مریم :۶۵]

''وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے،لہذا اسی کی عبادت کیجئے اور اس کی عبادت پر ڈٹے رہئے ۔''

نیز فرمایا: ﴿ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ﴾[طه :۱۳۲]

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس پر جمے رہئے ۔''

اور دوسری قسم ہے اللہ تعالی کی نافرمانی سے اجتناب کرنے پر ڈٹے رہنا۔

امام ابن القیمؒ کہتے ہیں: ''صبر کی تین قسمیں ہیں: اوامر الٰہی پر ہمیشہ عمل کرتے رہنا ، اس کی نواہی سے ہمیشہ پرہیز کرنا اور قضاء وقدر پر ناراضگی کا اظہار نہ کرنا ۔'' [مدارج السالکین ج۱ص ۱۶۵]

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صبر کی ان تینوں اقسام پر عمل کرنے کی توفیق دے .آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازنفل (۱)

اہم عناصر خطبہ:

➊ نفل کا مفہوم ➋ نمازنفل کے فضائل ➌ نمازنفل کے بعض مسائل ➍ نمازنفل کی اقسام ➎ فرائض سے پہلے اوران کے بعد مؤکدہ وغیر مؤکدہ سنتیں ➏ نماز چاشت

برادران اسلام ! نماز اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، نماز آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون پہنچاتی ہے اور نماز بے حیائی اور برائی سے منع کرتی ہے ۔آج کا خطبۂ جمعہ نمازِ نفل کے فضائل ومسائل اور اس کی بعض انواع کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو پابندی کے ساتھ فرائض ونوافل کو ادا کرنے کی توفیق دے۔

➊ **نفل کا مفہوم**: نفل اس کام کو کہتے ہیں جو مسلمان پر فرض نہ ہو اور وہ اسے اپنی خوشی سے انجام دے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ﴾ [البقرۃ:۱۸۴]

"اور جو شخص اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کیلئے بہتر ہے"

اس مفہوم کے اعتبار سے نماز نفل میں ہر وہ نماز آتی ہے جو فرض نہ ہو۔ مثلا فرائض سے پہلے اور ان کے بعد دائمی سنتیں، نماز وتر، نماز چاشت اور تہجد وغیرہ۔

➋ نمازنفل کے فضائل

① نمازنفل فرض نمازوں کو مکمل اوران کے نقص کو پورا کرتی ہے

اگر فرض نمازوں میں کوئی کمی رہ جائے مثلا نماز مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ نہ پڑھی جائے ، یا اس کی بعض سنتیں یا بعض مستحب امور چھوٹ جائیں تو نمازنفل فرض نمازوں کے اس طرح کے نقص کو پورا کردیتی ہے۔

جیسا کہ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ ، فَإِنْ كَانَ أَتَمَّهَا كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ أَتَمَّهَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ :اُنْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَتُكْمِلُوْنَ بِهَا فَرِيْضَتَهُ ، ثُمَّ الزَّكَاةُ كَذٰلِكَ ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''روزِ قیامت بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ ہے اس کی نماز ۔ اگر اس نے اسے مکمل کیا ہوگا تو وہ اس کیلئے مکمل لکھ دی جائے گی ۔ اور اگر اس نے اسے مکمل نہیں کیا ہوگا تو اللہ تعالی فرشتوں کو حکم دے گا: ذرا دیکھو، میرے بندے نے کوئی نفل نماز بھی پڑھی تھی یا نہیں؟ (اگر نفل نماز پڑھی تھی تو) اس کے ذریعے اس کی فرض نمازوں کو مکمل کر دو ۔ پھر زکاۃ کا اور اس کے بعد باقی تمام اعمال کا حساب بھی اسی طرح سے لیا جائے گا ۔'' [ابو داؤد : ٨٦٤ ، ابن ماجة : ١٤٢٥ ـ وصححه الألباني]

یہ نمازِ نفل کا بہت بڑا فائدہ ہے کیونکہ ہم میں سے ہر شخص کی فرض نمازوں میں کوئی نہ کوئی کمی کوتاہی رہ ہی جاتی ہے خصوصا خشوع وخضوع میں ۔ چنانچہ ہم اُس یکسوئی اور توجہ کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے جس کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے ۔ اور خشوع وخضوع ہی وہ چیز ہے جس کے ساتھ نماز میں لذت محسوس ہوتی ہے اور اسی سے نماز راحت وسکون کا بڑا ذریعہ بنتی ہے ۔

② نمازِ نفل کے ذریعے درجات بلند ہوتے اور گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً**)

''تم زیادہ سے زیادہ سجدے کیا کرو، کیونکہ تم اللہ تعالی کی رضا کیلئے ایک سجدہ کرو گے تو وہ اس کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند کر دے گا اور تمہارا ایک گناہ مٹا دے گا ۔'' [مسلم: ۴۸۸]

کثرتِ سجود سے مراد فرائض کے علاوہ نمازِ نفل کثرت سے پڑھنا ہے تاہم یہ بات ذہن میں رہے کہ نوافل کی ادائیگی میں بھی مسلمان کو نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے ، کیونکہ تمام تر خیر وبھلائی صرف اس عمل میں ہے جو آنحضور ﷺ کی سنت طیبہ کے مطابق ہو ۔ اور جو شخص نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کو مد نظر نہ رکھے اور آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے وہ گویا یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ آنحضور ﷺ سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے حالانکہ آپ ﷺ سے زیادہ متقی اور پرہیزگار کوئی نہیں ۔

③ کثرتِ نوافل نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے

حضرت ربیعہ بن کعب الأسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گذارتا تھا ۔ ایک رات میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور آپ کی ضرورت کی اشیاء لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سوال کرو'' میں نے کہا: میں آپ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ داخل ہوں ! آپ ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: کوئی اور سوال ؟ میں نے کہا: بس یہی ہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ) ''تم کثرتِ سجود کے ذریعے اپنے نفس پر میری مدد کرو۔'' [مسلم:۴۸۹]

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے اپنے اس پیارے صحابی کو جو آنحضور ﷺ کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا خواہشمند تھا اس بات کی وصیت فرمائی کہ وہ کثرت سے سجدے کرے ۔یعنی فرض نمازوں کو پابندی سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ نوافل کثرت سے پڑھے جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہوں ۔

④ نمازنفل جہاد کے بعد بدنی نوافل میں سب سے افضل عمل ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ)[ابن ماجه : ۲۷۷ ۔ وصححه الألباني]

''تم استقامت اختیار کرو۔ اور تم ہرگز اس کی طاقت نہیں رکھو گے ۔ اور اس بات پر یقین کر لو کہ تمہارا بہترین عمل نماز پڑھنا ہے ۔ اور ایک سچا مومن ہی ہمیشہ وضو کی حالت میں رہتا ہے۔''

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے نماز کو سب سے بہتر عمل قرار دیا ہے ۔لہذا آنحضور ﷺ کی سنت مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے نماز کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے ۔

⑤ نمازنفل گھر میں برکت لاتی ہے

نمازِ نفل کی ادائیگی کی بہترین جگہ اپنا گھر ہے ۔ اس لئے اسے اپنے گھر میں ادا کرنا چاہئے ، کیونکہ اس سے گھر میں برکت آتی ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِنْ صَلَاتِهٖ ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْرًا)[مسلم:۷۷۸]

''تم میں سے کوئی شخص جب مسجد میں نماز پڑھے تو وہ اپنی نماز میں سے کچھ حصہ اپنے گھر کیلئے بھی رکھے ، کیونکہ گھر میں کچھ نماز ادا کرنے سے اللہ تعالی گھر میں خیر وبھلائی لاتا ہے۔''

جبکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ، فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ)

''اے لوگو! تم اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو، کیونکہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جسے وہ اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر میں ادا کرے، سوائے فرض نماز کے۔'' صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

(فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِيْ بُيُوتِكُمْ ،فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ)

''تم اپنے گھروں میں بھی نماز ضرور پڑھا کرو، کیونکہ آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے، سوائے فرض نماز کے۔'' [البخاری: ۷۳۱، مسلم: ۷۸۱]

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا)[البخاری: ۴۳۲، مسلم: ۷۷۷]

''تم کچھ نماز اپنے گھروں میں ادا کیا کرو، اور انہیں قبرستان مت بناؤ۔''

⑥ نفلی عبادت بندے کی طرف اللہ تعالیٰ کی محبت کھینچ لاتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا ، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ)

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص میرے دوست سے دشمنی کرتا ہے میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اور میرا بندہ سب سے زیادہ میرا تقرب اس چیز کے ساتھ حاصل کرسکتا ہے جسے میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ (یعنی فرائض کے ساتھ میرا تقرب حاصل کرنا ہی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔) اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرلیتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرلیتا ہوں تو میں اس کا کان جس کے ذریعے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھ جس کے ذریعے وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ جس کے ذریعے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس کے ذریعے وہ چلتا ہے ان تمام اعضاء کو اپنی اطاعت میں لگا دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور بالضرور عطا کروں گا۔ اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو میں یقیناً اسے پناہ دوں گا۔'' [البخاری: ۶۵۰۲]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فرائض پر ہمیشگی کرنے سے بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ فرائض کے بعد نفلی نماز، نفلی روزہ، صدقہ، نفلی حج اور اس کے علاوہ باقی نفلی عبادات پر ہمیشگی کرنے سے اللہ تعالیٰ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقرب حاصل ہوتا ہے۔

⑦ نفلی نماز سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو (اتنا طویل) قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک پھٹنے لگتے۔ میں عرض کرتی، اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں؟ تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے: (اَفَلاَ أَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا) ''کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟'' [البخاری: ۴۸۳۷، مسلم: ۲۸۲۰]

اسی طرح حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ آپ کے پاؤں مبارک پر ورم ہو گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں، پھر بھی آپ اتنا لمبا قیام کرتے ہیں! تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اَفَلاَ أَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا) ''کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟'' [البخاری: ۴۸۳۶، مسلم: ۲۸۱۹]

لہذا ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں اور اس کے ان گنت احسانات پر اس کا شکر گذار ہونا چاہئے اور شکر کا اظہار ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کرتے تھے۔

نمازِ نفل کے متعلق بعض مسائل

محترم حضرات! نمازِ نفل کے بعض فضائل کے بعد اب اس کے بعض مسائل بھی سن لیجئے۔

① نماز نفل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ رات کو نو رکعات پڑھتے جن میں نماز وتر شامل ہوتی۔ آپ ﷺ کھڑے ہو کر لمبا قیام فرماتے اور پھر بیٹھ کر بھی لمبی نماز پڑھتے۔ اور جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع وسجود میں بھی قیام کی حالت سے جاتے۔ اور جب آپ بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع وسجود بھی بیٹھ کر کرتے ... [مسلم: ۷۳۰]

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی رات کی نماز میں بیٹھ کر قراءت کرتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ جب عمر رسیدہ ہو گئے تو بیٹھ کر قراءت فرماتے۔ یہاں تک کہ جب کسی سورت کی تیس چالیس آیات باقی ہوتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور ان کی قراءت کر کے رکوع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں چلے جاتے ۔ [البخاری: ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، مسلم: ۱۱۴۸]

لیکن جب طاقت موجود ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ) [مسلم: ۷۳۵]

''کسی شخص کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔'' یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے سے اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی نسبت آدھا اجر ملتا ہے۔ اس لئے مکمل اجر کے حصول کیلئے نماز نفل کھڑے ہو کر ہی پڑھنی چاہئے۔

اسی طرح حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (إِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ ، وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلّٰی نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ) [البخاری: ۱۱۱۵]

''اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو یہ افضل ہے۔ اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا آدھا اجر ملتا ہے۔ اور جو آدمی لیٹ کر نماز پڑھتا ہے اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملتا ہے۔''

② حالتِ سفر میں سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے چاہے سفر لمبا ہو یا مختصر

سواری پر نفل نماز پڑھنا درست ہے چاہے وہ کار ہو یا جہاز ہو، کشتی ہو یا کوئی اور سواری ہو۔ لیکن فرض نماز کیلئے سواری سے اترنا لازم ہے الا یہ کہ اس سے اترنا ناممکن ہو۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سفر کے دوران سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر ہی نماز پڑھ لیتے تھے۔ آپ رات کی نماز میں اپنے سر سے اشارہ کرتے۔ ہاں البتہ فرض نمازیں سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔ اسی طرح نماز وتر بھی سواری پر ہی پڑھ لیتے تھے ۔ [البخاری: ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۹۵، ۱۰۹۸، ۱۱۰۵، مسلم: ۷۰۰]

اسی طرح کی ایک حدیث حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، ان کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سفر کی حالت میں آپ کی سواری کا رخ چاہے کسی طرف بھی ہوتا آپ رات کی نفل نماز اپنی سواری کی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے ہی پڑھ لیتے تھے ۔ [البخاری: ۱۰۹۳، ۱۱۰۴، مسلم: ۷۰۱]

تاہم جب سواری پر نماز پڑھنی ہو تو تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے قبلہ رخ ہونا مستحب ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب حالتِ سفر میں ہوتے اور نفل نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنی اونٹنی کا رخ قبلہ کی جانب کر لیتے، پھر تکبیر تحریمہ کہتے، اس کے بعد سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا آپ ﷺ نماز پڑھتے رہتے۔ [ابو داؤد : ۱۲۲۵ ۔ وحسنه الحافظ ابن حجر في بلوغ المرام : ۲۲۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ نمازنفل اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے

نمازنفل مسجد میں، گھر میں اور ہر پاکیزہ مقام (جیسے صحراء وغیرہ) پر پڑھی جاسکتی ہے لیکن گھر میں پڑھنا افضل ہے، سوائے اس نفل نماز کے جس کی جماعت مشروع ہے مثلاً نماز تراویح جسے مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلاَةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ)[البخاری:۷۳۱، مسلم:۷۸۱]

''آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے سوائے فرض نماز کے۔''

④ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے محبوب نفلی عبادت وہ ہے جو ہمیشہ ادا کی جائے

اللہ تعالی کو اعمال میں سے سب سے محبوب عمل وہ ہے جسے اس کا کرنے والا ہمیشہ کرتا رہے اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس بنواسد کی ایک عورت بیٹھی تھی، اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: یہ فلاں عورت ہے، رات کو نہیں سوتی اور یہ اپنی نماز کا تذکرہ کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَهْ ، عَلَيْكُمْ مَا تُطِيْقُوْنَ مِنَ الْأَعْمَالِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا)

''ٹھہر جاؤ، تم اتنا عمل کیا کرو جتنا تمہاری طاقت میں ہو کیونکہ اللہ تعالی نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کو وہی عمل سب سے زیادہ محبوب تھا جسے اس کا کرنے والا ہمیشہ کرتا رہے۔[البخاری:۱۱۵۱، ۷۸۵]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی باندھی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ رسی کیسی ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کیلئے ہے جو نماز پڑھتی ہیں اور جب تھک جاتی ہیں تو اسی رسی کا سہارہ لے لیتی ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:(لاَ ، حُلُّوْهُ ، لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ)

''نہیں، اسے کھول دو۔ اور تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے جب تک کہ وہ چست ہو۔ اور جب تھک جائے تو وہ بیٹھ جائے۔''[البخاری ۱۱۵۰، مسلم:۷۸۴]

جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا ، وَأَبْشِرُوْا ، وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ)[البخاری:۳۹]

''دین (اسلام) یقیناً آسان ہے۔اور جو شخص دین میں سختی کرے گا دین اس پر غالب آ جائے گا۔لہٰذا تم (افراط وتفریط سے بچتے ہوئے) درمیانی راہ اختیار کرو، قریب رہو اور خوش ہو جاؤ۔ اور صبح، شام اور کچھ رات کے حصے میں عبادت کر کے مدد طلب کرو۔''

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا ، وَشَيْئًا مِنَ الدُّلْجَةِ ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا)

''تم میانہ روی اختیار کرو۔ (اعتدال کے) قریب رہو۔صبح کے وقت بھی عبادت کرو اور شام کے وقت (دوپہر کے بعد) بھی۔ اسی طرح رات کے کچھ حصے میں بھی عبادت کرو۔ اور میانہ روی ہی اختیار کرو تا کہ تم منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ۔'' [البخاری:٦٤٦٣]

ان تمام احادیث میں عمل صالح پر ہمیشگی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔اور ان میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ عبادت میں میانہ روی اختیار کی جائے اور سختی اور تشدد سے اجتناب کیا جائے۔

⑤ نمازِ نفل کبھی کبھی جماعت کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے

نمازِ نفل کبھی کبھی با جماعت ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔تو آپ ﷺ نے خوب لمبی نماز پڑھائی یہاں تک کہ میں نے برا ارادہ کر لیا۔ان سے پوچھا گیا کہ کس چیز کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ بیٹھ جاؤں اور چھوڑ کر چلا جاؤں۔[البخاری:۱۱۳۵، مسلم:۷۷۳]

اسی طرح حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے سورۃ البقرۃ شروع کر دی۔ میں نے دل میں کہا: شاید آپ سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے لیکن آپ نے قراءت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا: شاید آپ اسے دو رکعات میں مکمل کریں گے لیکن آپ نے پھر بھی قراءت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا: شاید اسے مکمل کر کے رکوع میں چلے جائیں گے لیکن آپ نے اسے ختم کر کے سورۃ النساء شروع کر دی اور اسے بھی ختم کر دیا۔پھر آپ نے سورۃ آل عمران شروع کر دی اور اسے بھی ختم کر دیا۔آپ ٹھہر ٹھہر کر قراءت کر رہے تھے۔ جب کسی تسبیح والی آیت سے گذرتے تو وہاں تسبیح پڑھتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب سوال والی آیت سے گذرتے تو وہاں سوال کرتے ۔ اور جب پناہ والی آیت سے گذرتے تو وہاں پناہ طلب کرتے ... [مسلم:۷۷۲]

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی حضرت ملیکۃ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو انہوں نے خود تیار کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس میں سے کچھ کھایا۔ پھر فرمایا:

(قُوْمُوْا فَأُصَلِّيَ لَكُمْ) ''کھڑے ہو جاؤ، میں تمہیں نماز پڑھاؤں ۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک چٹائی بچھائی جو طویل عرصے سے پڑی سیاہ ہو چکی تھی ۔ میں نے اس پر پانی بہایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو گئے ۔ میں اور ایک یتیم (ہم دونوں) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی دادی جان ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں اور پھر چلے گئے . [البخاری:۳۸۰، مسلم:٦٥٨]

ان تمام احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کی نمازِ تراویح کے علاوہ بھی نفل نماز باجماعت پڑھی جا سکتی ہے لیکن اسے ہمیشہ کیلئے عادت بنانا درست نہیں ہے، کبھی کبھی ایسے کیا جا سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر وبیشتر نفل نماز اکیلے ہی ہوتی تھی ۔

نمازِ نفل کی بعض اقسام

حضرات ! نمازِ نفل کے بعض فضائل ومسائل کے بعد اب آیئے اس کی بعض اقسام کا تذکرہ قدرے تفصیل کے ساتھ سن لیجئے ۔

① فرائض کے ساتھ مؤکدہ سنتیں

نمازِ نفل کی سب سے پہلی قسم فرائض سے پہلے اور اس کے بعد مؤکدہ سنتوں کی ہے اور وہ بارہ رکعات ہیں جیسا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ صَلّٰى اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)

''جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات پڑھتا ہے اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے ۔''

اور دوسری روایت میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں :

(مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو مسلمان بندہ ہر دن اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے بارہ رکعات نفل (جو کہ فرض نہیں) ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ یا اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔''

یہ حدیث بیان کر کے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (مَاتَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)

''میں نے جب سے ان بارہ رکعات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے تب سے انہیں کبھی نہیں چھوڑا۔'' [مسلم: ۷۲۸]

ان بارہ رکعات کی تفصیل سنن الترمذی میں موجود ہے۔ چنانچہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ : أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ)

[الترمذی : ٤١٥ـ وصححه الألبانی]

''جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات پڑھتا ہے اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے: ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد دو، مغرب کے بعد دو، عشاء کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو رکعات۔''

یاد رہے کہ ایک روایت میں ظہر کے بعد بھی چار رکعات پڑھنے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے جیسا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)

''جو آدمی ظہر سے پہلے چار رکعات اور اس کے بعد بھی چار رکعات پر ہمیشگی کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔'' [احمد فی المسند ٦/٣٢٦ ، ابو داؤد : ١٢٦٩ ، الترمذی : ٤٢٧ وقال : حديث حسن ، والنسائی : ١٨١٤ ، وابن ماجه : ١١٦٠ ، وصححه الألبانی]

فرض نمازوں کی غیر مؤکدہ سنتیں

① عصر سے پہلے چار رکعات

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا)

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعات ادا کیں۔''

[ابو داؤد : ١٢٧١ ،الترمذی : ٤٣٠ وقال : حديث حسن، وصححه الألبانی]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عصر سے پہلے چار رکعات پڑھنا سنت ہے لیکن یہ سنن مؤکدہ میں سے نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان پر ہمیشگی نہیں کی۔

② مغرب سے پہلے دو رکعات

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں غروب شمس کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعات پڑھتے تھے۔[مسلم:۸۳۶]

دوسری روایت میں ان کا بیان ہے کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے اور جب مؤذن اذان کہتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلدی جلدی ستونوں کی طرف جاتے اور دو رکعات ادا کرتے یہاں تک کہ جب باہر سے آنے والا کوئی شخص مسجد کے اندر پہنچتا تو وہ یہ سمجھتا کہ مغرب کی نماز پڑھی جا چکی ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد یہ دو رکعات پڑھتی تھی۔[البخاری: ۶۲۵، مسلم: ۸۳۷]

ایک روایت میں ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے بھی مغرب سے پہلے دو رکعات ادا کیں۔

[صحیح ابن حبان : ۳/ ۴۵۷ ، برقم : ۱۵۸۸ ۔ وقال شعیب الأرناؤط : إسنادہ علی شرط مسلم]

یہ تمام احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ مغرب سے پہلے دو رکعات نبی کریم ﷺ کی قولی، فعلی اور تقریری سنت ہے۔

③ عشاء سے پہلے دو رکعات

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلَاۃٌ ، بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلَاۃٌ) قال فی الثالثۃ : (لِمَنْ شَاءَ)

''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ (پھر تیسری بار فرمایا:) جو چاہے پڑھے۔''[البخاری:۶۲۴] دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

فجر کی دو سنتوں کے متعلق بعض امور

فجر سے پہلے دو رکعات تمام سنن مؤکدہ میں سے سب سے زیادہ اہم ہیں اور ان کے متعلق چند ضروری امور یہ ہیں:

① نبی کریم ﷺ ان دو رکعات کا شدت سے اہتمام کرتے تھے جو ان کی عظمت کی دلیل ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نوافل میں جتنا اہتمام فجر کی دو رکعات کا کرتے تھے اتنا کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نفل نماز کا نہیں کرتے تھے۔ [البخاری: ۱۱۶۹، مسلم: ۷۲۴]

② نبی کریم ﷺ نے خصوصی طور پر ان دو رکعات کی فضیلت بیان فرمائی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)

''فجر کی دو رکعات دنیا اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس سے بہتر ہیں۔'' [مسلم: ۷۲۵]

③ فجر کی دو سنتوں میں تخفیف کرنا مسنون ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی فرض نماز سے پہلے دو رکعات میں اس قدر تخفیف فرماتے کہ میں (دل میں) یہ کہتی کہ پتہ نہیں آپ ﷺ نے سورت فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں! [البخاری: ۱۱۷۱، مسلم: ۷۲۴]

④ ان کا وقت اذان اور اقامت کے درمیان ہے جیسا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب مؤذن فجر کی اذان کہہ کر خاموش ہوتا اور صبح صادق ظاہر ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ اقامت سے پہلے ہلکی سی دو رکعات پڑھتے تھے۔ [البخاری: ۶۱۸، مسلم: ۷۲۳]

⑤ فجر کی دو سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کا پڑھنا مسنون ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعات میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔ [مسلم: ۷۲۶]

یا پہلی رکعت میں سورۃ البقرۃ کی آیت (۱۳۶) ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا ...﴾ اور دوسری رکعت میں سورت آل عمران کی آیت (۵۲) ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ پڑھتے تھے۔ جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا ...﴾ اور ﴿تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ پڑھتے تھے۔ [مسلم: ۷۲۷]

⑥ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مسنون ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے۔ [البخاری: ۱۱۶۰، مسلم: ۷۳۶]

⑦ فجر کی سنتوں کی قضا: جس شخص کی فجر کی سنتیں رہ جائیں وہ فجر کی فرض نماز کے بعد یا سورج کے بلند ہونے کے بعد انہیں پڑھ سکتا ہے۔ حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) تشریف لائے۔ نماز کی اقامت کہی گئی۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی۔ پھر آپ ﷺ (گھر کو) جانے لگے تو آپ نے مجھے دیکھا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (مَهْلًا يَا قَيْسُ! أَصَلَاتَانِ مَعًا؟) ''ٹھہر جاؤ قیس! کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں !

آپ ﷺ نے فرمایا: (فَلاَ إِذَنْ) ''تب کوئی بات نہیں ۔'' [الترمذی : ٤٢٢ ۔ وصححه الألبانی]

جبکہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے فجر کی نماز ہونے کے بعد دو رکعات ادا کیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(صَلاَةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ) ''نمازِ فجر کی صرف دو رکعات ہیں''

ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: (أَصَلاَةُ الصُّبْحِ مَرَّتَيْنِ ؟)

'' کیا تم نے فجر کی نماز دو مرتبہ ادا کی ہے؟''

اس نے کہا: میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں، اب وہی سنتیں میں نے ادا کی ہیں ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ۔ [ابو داؤد : ١٢٦٧ ، ابن ماجه : ١١٥٤ ۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ)

''جو شخص فجر کی دو رکعات نہ پڑھ سکا، وہ طلوعِ آفتاب کے بعد انہیں ادا کر لے ۔''

[الترمذی : ٤٢٣ ، ابن حبان : ٢٤٧٢ وغیرهما ۔ وصححه الألبانی]

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب آپ سفر میں نماز فجر کے وقت سوئے رہ گئے تو آپ ﷺ نے فجر کی سنتیں بھی قضا کیں اور انہیں فرض نماز سے پہلے ادا کیا ۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرض نماز ادا فرمائی ۔ اور یہ سورج کے بلند ہونے کے بعد تھا ۔ [مسلم :٦٨١]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ فجر کی سنتیں نیند کی وجہ سے نہیں پڑھ سکے تھے ، اس لئے آپ ﷺ نے انہیں طلوعِ آفتاب کے بعد قضا کیا ۔ [ابن ماجه : ١١٥٥ ۔ وصححه الألبانی]

جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد......

جمعہ سے پہلے مسلمان مطلق نفل نماز پڑھ سکتا ہے اور اس کی کوئی مقدار متعین نہیں کی گئی ۔ بلکہ امام کے منبر پر آنے تک اسے نفل نماز اور ذکر وغیرہ میں مشغول رہنا چاہئے ۔ جیسا کہ حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لاَ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طِيْبِ بَيْتِهِ ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهُ ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى)

''جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے، حسب استطاعت پوری طہارت کرے اور تیل لگائے یا اپنے گھر والوں کی خوشبو لگائے ، پھر (مسجد میں پہنچ کر) دو آدمیوں کو جدا جدا نہ کرے (جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے) پھر وہ نماز ادا کرے جتنی اس کے (مقدر میں) لکھی گئی ہے ۔ پھر جب امام خطبہ دے تو وہ خاموشی سے سنے تو دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں ۔'' [بخاری :۸۸۳]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ ، فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهُ ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهُ ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)

''جو شخص غسل کرے ، پھر نمازِ جمعہ کیلئے آئے اور (مسجد میں پہنچ کر) نماز ادا کرے جتنی اس کیلئے مقدر کی گئی ہے ۔ پھر وہ خطیب کا خطبہ ختم ہونے تک خاموشی سے خطبہ سنتا رہے ، پھر اس کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرے تو دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور مزید تین دن کے بھی ۔'' [مسلم :۸۵۷]

اگر نمازی مسجد میں تاخیر سے پہنچے اور وہ اس وقت مسجد میں داخل ہو جب امام منبر پر جا چکا ہو تو اسے اس حالت میں صرف ہلکی سی دو رکعات ہی تحیۃ المسجد کے طور پر پڑھنی چاہئیں ۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اسی دوران ایک شخص آیا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا : اے فلاں ! کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا : نہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعات پڑھو ۔ ایک روایت میں فرمایا:

(إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ، وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا)

''تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کے روز اس وقت (مسجد میں) آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو، تو وہ دو رکعات ادا کرے اور ان میں تخفیف کرے ۔'' [البخاری :۹۳۱ ، مسلم :۸۷۵]

جہاں تک جمعہ کے بعد نفل نماز کا تعلق تو اس کے بعد چار رکعات کا پڑھنا سنت ہے ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'' تم میں سے کوئی شخص جب نمازِ جمعہ پڑھ لے تو اس کے بعد چار رکعات پڑھے۔''

ایک اور روایت میں اس کے الفاظ یہ ہیں: (مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا)

'' تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کے بعد نماز پڑھنے والا ہو تو وہ چار رکعات پڑھے۔''

اس حدیث کے ایک راوی (سہیل) کا کہنا ہے کہ اگر تمہیں جلدی ہو تو دو رکعات مسجد میں اور دو رکعات گھر جا کر ادا کر لیا کرو۔ [مسلم:۸۸۱]

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب نمازِ جمعہ ادا کر کے گھر کو لوٹتے تو دو رکعات پڑھتے، اس کے بعد فرماتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے. [مسلم:۸۸۲]

فرض نماز کی اقامت کے بعد سنتوں کو چھوڑ دینا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ صَلاَةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ)

'' جب نماز کی اقامت ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔'' [مسلم:۷۱۰]

اور حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اقامت کے بعد دو رکعات نماز پڑھ رہا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ (فجر) سے فارغ ہوئے تو لوگوں میں گھل مل گئے۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دیکھا تو فرمایا: (آلصُّبْحَ أَرْبَعًا ؟ آلصُّبْحَ أَرْبَعًا ؟)

'' کیا صبح کی چار رکعات ہیں؟ کیا صبح کی چار رکعات ہیں؟'' [البخاری:۶۶۳، مسلم:۷۱۱]

جبکہ حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آملا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا:

(يَا فُلاَنُ ! بِأَيِّ الصَّلاَتَيْنِ اعْتَدَدْتَ ؟ أَبِصَلاَتِكَ وَحْدَكَ أَمْ بِصَلاَتِكَ مَعَنَا ؟)

'' اے فلاں! تم نے دو نمازوں میں سے کونسی نماز کو شمار کیا ہے؟ اس نماز کو شمار کیا ہے جو تم نے اکیلے پڑھی ہے یا اس کو جو تم نے ہمارے ساتھ ادا کی ہے؟'' [مسلم:۷۱۲]

فجر کی سنتوں اور وتر کے علاوہ باقی سنتوں کو بحالتِ سفر چھوڑ دینا سنت ہے

عاصم بن عمر بن الخطاب کہتے ہیں کہ میں مکہ کے راستے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں نمازِ ظہر کی دو رکعات پڑھائیں، پھر ہم آپ کے ساتھ وہاں چلے گئے جہاں ہم نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔آپ بھی بیٹھ گئے اور ہم بھی بیٹھ گئے۔ اسی دوران ان کی نظر اس جگہ کی طرف گئی جہاں انہوں نے نماز پڑھائی تھی، انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ابھی تک وہیں کھڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: یہ نفل نماز پڑھ رہے ہیں۔انہوں نے کہا: اگر مجھے نفل نماز پڑھنی ہوتی تو میں ظہر کی نماز پوری پڑھتا (قصر نہ کرتا۔) اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا، لیکن آپ ﷺ نے دو رکعات سے زیادہ نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کی روح قبض کر لی۔ پھر میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی سفر کیا، لیکن آپ نے بھی دو رکعات سے زیادہ نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کی روح قبض کر لی۔ پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی سفر کیا، لیکن آپ نے بھی دو رکعات سے زیادہ نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کی روح قبض کر لی۔ پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی سفر کیا، لیکن انہوں نے بھی دو رکعات سے زیادہ نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کی روح قبض کر لی۔

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[الأحزاب:۲۱]

''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔'' [البخاری: ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، مسلم: ۶۸۹۔ واللفظ لمسلم]

جہاں تک سنتِ فجر اور نمازِ وتر کا تعلق ہے تو سفر وحضر دونوں حالتوں میں انہیں نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سنتِ فجر کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ انہیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

[البخاری: ۱۱۵۹، مسلم: ۷۲۴]

اور سنتِ وتر کے متعلق حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر کی حالت میں اپنی سواری پر ہی نماز پڑھ لیتے تھے، چاہے اس کا رخ کسی طرف ہوتا۔آپ رات کی نماز میں اپنے سر سے اشارہ کرتے، ہاں البتہ فرض نمازیں سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔اور نماز وتر بھی سواری پر ہی پڑھ لیتے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر نمازِ وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔[البخاری: ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۹۵، ۱۰۹۸، ۱۱۰۵، مسلم: ۷۰۰]

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو تمام نمازیں نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کرنے کی توفیق دے۔آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

اب نمازِ نفل کی ایک اور قسم (نمازِ چاشت) کے متعلق بھی نبی کریم ﷺ کے کچھ ارشادات پیش خدمت ہیں۔

❶ نمازِ چاشت سنتِ مؤکدہ ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ خود بھی اسے پڑھتے رہے اور آپ نے اپنے بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا تاکیدی حکم دیا۔ اور ایک آدمی کو تاکیدی حکم پوری امت کیلئے تاکیدی حکم ہوتا ہے الا یہ کہ کسی شخص کیلئے اس کے خاص ہونے کی دلیل ثابت ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (أَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ ﷺ بِثَلَاثٍ [لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰی أَمُوْتَ] ، صِیَامِ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ ، وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی، وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ) [البخاری: ۱۹۸۱، ۱۱۷۸، مسلم: ۷۲۱]

”مجھے میرے خلیل حضرت محمد ﷺ نے تین باتوں کا تاکیدی حکم دیا ہے جنہیں میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔ ہر مہینے میں تین دن کے روزے، چاشت کی دو رکعات اور یہ کہ میں نمازِ وتر سونے سے پہلے پڑھوں۔“

بعینہ یہی وصیت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو بھی فرمائی۔ [مسلم: ۷۲۲]

اور نبی کریم ﷺ نے جہاں اس کا تاکیدی حکم دیا وہاں خود بھی اس پر عمل کیا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب یہ سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ چاشت کی کتنی رکعات پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: چار رکعات پڑھتے تھے اور کبھی کبھی زیادہ بھی پڑھ لیتے جتنی اللہ تعالی چاہتا۔ [مسلم: ۷۱۹]

❷ نمازِ چاشت کی فضیلت

پہلی حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ أَحَدِکُمْ صَدَقَةٌ ، فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ ، وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ ، وَیُجْزِیءُ مِنْ ذٰلِكَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی) [مسلم: ۷۲۰]

”تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر ہر دن صدقہ کرنا ضروری ہے۔ پس ہر (سبحان اللہ) صدقہ ہے، ہر (الحمد للہ) صدقہ ہے، ہر (لا إلہ إلا اللہ) صدقہ ہے، ہر (اللہ اکبر) صدقہ ہے، نیکی کا ہر حکم صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب سے چاشت کی دو رکعات ہی کافی ہو جاتی ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث: حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(فِيْ الْإِنْسَانِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ مِفْصَلاً ، فَعَلَيْهِ أَنْ يَّتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مِفْصَلٍ بِصَدَقَةٍ)

''ہرانسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور اس پر لازم ہے کہ وہ ہر جوڑ کی جانب سے ایک صدقہ کرے''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: (اَلنَّخَاعَةُ فِيْ الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا ، وَالشَّيْءُ تُنَحِّيْهِ عَنِ الطَّرِيْقِ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَا الضُّحٰى تُجْزِئُكَ)

''مسجد میں پڑی تھوک کو دفن کردو اور راستے پر پڑی چیز کو ہٹادو۔ اگر تم یہ نہ پاؤ تو چاشت کی دو رکعتیں کافی ہوجائیں گی'' [ابو داؤد : ۵۲۴۲ ، احمد : ۵/۳۵٤ ـ وصححه الألباني]

تیسری حدیث: حضرت نعیم بن ھمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : يَا ابْنَ آدَمَ ! لَا تُعْجِزْنِيْ مِنْ أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ فِيْ أَوَّلِ النَّهَارِ ، أَكْفِكَ آخِرَهُ)[ابو داؤد : ۱۲۸۹ ـ وصححه الألباني]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تم دن کے اول حصے میں چار رکعات مت چھوڑو، میں دن کے آخری حصے میں تمہیں کافی ہوجاؤں گا۔''

چوتھی حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فجر کے بعد مسجد میں بیٹھے رہنے اور سورج کے بلند ہونے کے بعد نمازِ چاشت کے پڑھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ)[الترمذی : ۵۸٦ ـ وصححه الألباني]

''جس شخص نے نمازِ فجر باجماعت ادا کی ، پھر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اسے یقینی طور پر مکمل حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔''

۳ نمازِ چاشت کا وقت ایک نیزے کے برابر سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوالِ آفتاب سے کچھ پہلے تک جاری رہتا ہے۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ اسے سورج کی دھوپ کی گرمی کے وقت پڑھا جائے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)[مسلم: ۷۴۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اوابین کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب دھوپ سخت گرم ہو جائے۔''

لہذا جو شخص اسے نیزے کے برابر سورج کے بلند ہونے کے بعد پڑھے اس پر کوئی حرج نہیں۔اور جو اسے سخت گرمی کے وقت زوال کا ممنوع وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھے تو وہ زیادہ بہتر ہے۔

[مجموع فتاوی ابن باز: ۱۱/ ۳۹۵]

❻ **نمازِ چاشت کی کم از کم رکعات دو ہیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ** ۔کیونکہ نبی کریم ﷺ نے دو رکعات کے پڑھنے کا تاکیدی حکم دیا ہے اور اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کرکے ہم نے آپ ﷺ کا فعل بھی آپ کو بتا دیا ہے کہ آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے تھے اور کبھی کبھی زیادہ بھی پڑھ لیتے جتنی اللہ چاہتا۔اس کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ چاشت کی چھ رکعات پڑھیں۔[الطبرانی فی الأوسط : ۱۰۶۵ ، ۱۰۶۶ ، ۱۰۶۷ ، الترمذی فی الشمائل : ۲۴۵ ، وصححه الألبانی فی الإرواء : ۴۶۳]

جبکہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن سورج کے بلند ہونے کے بعد ان کے گھر میں آٹھ رکعات پڑھیں۔اور ان کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اتنی ہلکی نماز پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تاہم آپ ﷺ رکوع وسجود مکمل کرتے تھے۔[البخاری: ۱۱۰۳، مسلم: ۳۳۶]

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق کثرت سے نوافل پڑھنے کی توفیق دے اور ہمیں اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع نصیب فرمائے۔آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازنفل (۲)

اہم عناصر خطبہ:

❶ تہجد کا مفہوم ❷ نماز تہجد کا حکم ❸ نماز تہجد کے بعض فضائل ❹ نماز تہجد کا سب سے افضل وقت ❺ نماز تہجد کی رکعات ❻ نماز تہجد کے بعض آداب ❼ نماز وتر ❽ قیام اللیل کیلئے معاون اسباب

محترم حضرات ! گذشتہ خطبۂ جمعہ میں ہم نے نماز نفل کے فضائل ومسائل کے علاوہ اس کی بعض اقسام ذکر کی تھیں اور آج کا خطبہ بھی اسی موضوع کی ایک کڑی ہے۔لہذا آج ہم ان شاء اللہ تعالی نماز تہجد کے فضائل وآداب اوراسی طرح نماز وتر کے بعض فضائل ومسائل قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے ۔

❶ نمازِ تہجد سنت مؤکدہ ہے

نمازِ تہجد کی عظمت واہمیت کی بناء پر اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو حکم دیا:

﴿ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ☆ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلاً ☆ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً ☆ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلاً ﴾ [المزمل:۱۔۴]

” اے کپڑا اوڑھنے والے! رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی قیام کیجئے ،رات کا آدھا حصہ یا اس سے کچھ کم کر لیجئے ،یا اس سے زیادہ کیجئے اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے ۔“

اسی طرح فرمایا: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [الإسراء:۷۹] ” اور رات کو تہجد ادا کیجئے ، یہ آپ کیلئے زائد کام ہے۔ممکن ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز کردے ۔“

اسی طرح فرمایا: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيْلاً ☆ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلاَ تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُوْرًا ☆ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيْلاً ☆ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلاً طَوِيْلاً﴾

[الإنسان:۲۳۔۲۶]

” ہم نے ہی آپ پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے ۔لہذا آپ اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر کیجئے ۔اوران میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ مانئے ۔اورصبح وشام اپنے رب کا نام ذکر کیجئے ۔اوررات کو بھی اس کے حضور سجدہ کیجئے۔اوررات کے طویل اوقات میں اس کی تسبیح کیجئے ۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام آیات مبارکہ میں اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو رات کے وقت اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے اور اس کی تسبیح بیان کرنے کا حکم دیا ہے۔ آنحضور ﷺ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے طویل رات تک قیام فرماتے اور اس پر ہمیشگی فرماتے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ تہجد سنت مؤکدہ ہے۔

بلکہ نبی کریم ﷺ اس نماز کا اتنا اہتمام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو (اتنا طویل) قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک پھٹنے لگتے۔ میں عرض کرتی: اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں؟ تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے:

(أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا) ''کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟'' [البخاری: ۴۸۳۷، مسلم: ۲۸۲۰]

اور حضرت عبد اللہ بن رواحۃ رضی اللہ عنہ نے چند اشعار میں آپ کے قیام کی کیفیت یوں بیان کی:

وفينا رسول الله يتلو كتابه إذا انشق معروف من الفجر ساطع

يبيت يجافي جنبه عن فراشه إذا استثقلت بالكافرين المضاجع

''اور ہم میں ایک ایسے اللہ کے رسول ﷺ ہیں جو اس وقت کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں جب صبح صادق کی روشنی پھیلتی ہے۔ اور آپ رات اس حالت میں گذارتے ہیں کہ آپ کا پہلو بستر سے دور رہتا ہے جبکہ کافر اس وقت اپنی گہری نیند میں مست ہوتے ہیں۔''

لہذا ہمیں بھی آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے رات کو نمازِ تہجد کا اہتمام کرنا چاہئے۔

❷ نمازِ تہجد کے فضائل

① نمازِ تہجد دخولِ جنت کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ بڑی تیزی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھے (اور آپ کا استقبال کیا) اور ہر جانب یہ آواز لگائی گئی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ چنانچہ میں بھی لوگوں میں شامل ہو گیا تا کہ آپ کو دیکھ سکوں۔ پھر جب میں نے آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا نہیں ہو سکتا۔ اور میں نے آپ ﷺ سے جو سب سے پہلی حدیث سنی وہ یہ تھی:

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)[ابن ماجه : ۱۳۳٤ ، ۳۲٥۱ ، الترمذی : ۲٤۸٥ ، ۱۹۸٤ والحاکم : ۱۳/۳ ، واحمد : ٤٥١/٥ ۔ وصححه الألبانی فی الصحیحة : ٥٦٩ وإرواء الغلیل : ۲۳۹/۳]

”اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو اس وقت نماز پڑھا کرو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (اگر یہ کام کروگے تو) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“

اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ألهتك لذة نومة عن خير عیش مع الخیرات فی غرف الجنان

تعیش مخلدا لا موت فیها وتنعم فی الجنان مع الحسان

تیقظ من منامك إن خیرا من النوم التهجد بالقرآن

”تجھے نیند کی لذت نے اس بہترین زندگی سے غافل کردیا ہے جو جنت کے بالا خانوں میں خوب سیرت عورتوں کے ساتھ ہوگی، تم وہاں ہمیشہ رہو گے اور وہاں موت نہیں آئے گی۔ تم جنت میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ عیش کرو گے۔ (لہذا) اپنی نیند سے بیدار ہو جاؤ، کیونکہ نمازِ تہجد میں قرآن پڑھنا سونے سے کہیں بہتر ہے۔“ [قیام اللیل للمروزی : ۹۰ ، التهجد وقیام اللیل لابن ابی الدنیا : ۳۱۷]

② قیام اللیل جنت کے بالا خانوں میں درجات کی بلندی کا ایک سبب ہے جیسا کہ حضرت ابو مالک الأشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا يُرٰى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا ، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا ، أَعَدَّهَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَنْ أُطْعَمَ الطَّعَامَ ، وَأَلَانَ الْكَلَامَ ، وَتَابَعَ الصِّيَامَ ، وَأَفْشَى السَّلَامَ ، وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ)[احمد : ۳٤۳/٥ ، ابن حبان (موارد الظمآن) : ٦٤١ ، الترمذی (عن علی رضی اللہ عنہ) : ۲٥۲۷ ، وحسنه الألبانی فی صحیح سنن الترمذی وصحیح الجامع : ۲۱۱۹]

”بے شک جنت میں ایسے بالا خانے ہیں کہ جن کا بیرونی منظر اندر سے اور اندرونی منظر باہر سے دیکھا جا سکتا ہے۔ انھیں اللہ تعالی نے اس شخص کیلئے تیار کیا ہے جو کھانا کھلاتا ہو، بات نرمی سے کرتا ہو، مسلسل روزے رکھتا ہو اور رات کو اس وقت نماز پڑھتا ہو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔“

③ قیام اللیل پر ہیشگی کرنے والے متقین اور محسنین میں سے ہیں جو کہ اللہ کی رحمت اور اس کی جنت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّعُيُونٍ ☆ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِينَ ☆

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ☆ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾[الذاریات:۱۵،۱۸]

''بلاشبہ متقی (اس دن) باغات اور چشموں میں ہونگے ۔ جو کچھ ان کا رب ان کو دے گا وہ لے لیں گے۔ وہ اس دن کے آنے سے پہلے نیکوکار تھے۔ وہ رات کو کم سویا کرتے تھے اور سحری کے وقت مغفرت مانگا کرتے تھے۔''

④ اللہ تعالی نے عباد الرحمٰن کی صفات کے ضمن میں قیام اللیل کرنے والوں کی یوں تعریف فرمائی :

﴿ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴾[الفرقان:۶۴]

''اور جو اپنے رب کے حضور سجدہ اور قیام میں رات گذارتے ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالی اپنے بندوں کے بعض اوصاف ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ☆اَلصَّابِرِيْنَ وَالصَّادِقِيْنَ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ ﴾[آل عمران:۱۶۔۱۷]

''(اس کے بندے دعا کرتے ہوئے) کہتے ہیں : اے ہمارے رب ! ہم ایمان لے آئے ہیں۔ لہذا ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے ۔ یہ لوگ صبر کرنے والے ، سچ بولنے والے ، فرمانبردار، خرچ کرنے والے اور رات کے آخری حصے میں استغفار کرنے والے ہیں۔''

⑤ اللہ تعالی نے قیام اللیل کرنے والوں کے ایمانِ کامل کی شہادت یوں دی:

﴿ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لاَ يَسْتَكْبِرُوْنَ ☆ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ ☆ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾[السجدہ: ۱۵،۱۶،۱۷]

''ہماری آیات پر تو وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں ان کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ۔ ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں۔ اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے کیا چیزیں ان کیلئے چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ یہ ان کاموں کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

⑥ اللہ تعالی نے قیام کرنے والوں کو ان لوگوں کے برابر قرار نہیں دیا جو قیام نہیں کرتے اور اس نے ان ایمان والوں کو اصحابِ علم قرار دیا ہے جو رات کو قیام کرتے ہیں اور اللہ تعالی نے ان کا مرتبہ دوسرے لوگوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبت زیادہ بڑا بیان کیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا يَّحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوْ رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴾ [الزمر:۹]

’’ کیا (یہ بہتر ہے) یا جو شخص رات کے اوقات سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کرتے گذارتا ہے، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے۔ ان سے پوچھئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ مگر ان باتوں سے سبق تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔‘‘

⑦ قیام اللیل گناہوں کو مٹاتا اور برائیوں سے روکتا ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلٰى رَبِّكُمْ ، وَمُكَفِّرٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلْآثَامِ) [الترمذی : ۳۵۴۹ ، الحاکم : ۳۰۸/۱ ، البیهقی : ۵۰۲/۲ ، وحسنه الألبانی فی صحیح سنن الترمذی ، وإرواء الغلیل : ۴۵۲]

’’ تم قیام اللیل ضرور کیا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت تھی ، اس سے تمہیں تمہارے رب کا تقرب حاصل ہوتا ہے، یہ گناہوں کو مٹانے والا اور برائیوں سے روکنے والا ہے۔‘‘

⑧ فرض نماز کے بعد قیام اللیل سب سے افضل نماز ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ تہجد کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ : شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ : صَلَاةُ اللَّيْلِ) [مسلم :۱۱۶۳]

’’ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں، اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل رات کی نماز ہے۔‘‘

⑨ مومن کا شرف قیام اللیل میں ہے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: (يَا مُحَمَّدُ ! عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ ، وَأَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهٖ) ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ ! شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ ، وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے محمد! آپ جتنا عرصہ چاہیں زندہ رہیں، آخر کار آپ پر موت ہی آنی ہے۔ اور جس سے چاہیں محبت کر لیں، آخر کار آپ اس سے جدا ہونے والے ہیں۔ اور آپ جو چاہیں عمل کریں، آپ کو اس کا بدلہ ضرور دیا جائے گا۔'' پھر انہوں نے کہا: ''اے محمد! مومن کا شرف قیام اللیل میں ہے، اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہونے میں ہے۔'' [الحاکم : ۳۲۵/۴ ـ وصححه ووافقه الذهبی ، وحسن إسناده المنذری فی الترغیب والترهیب : ۶۴۰/۱ وحسنه الألبانی فی الصحیحة : ۸۳۱]

⑩ قیام اللیل کے عظیم ثواب کی بناء پر قیام کرنے والا قابلِ رشک ہے، کیونکہ قیام دنیا اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)

''صرف دو آدمی ہی قابلِ رشک ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا (اسے حفظ کرنے کی توفیق دی) اور وہ اس کے ساتھ دن اور رات کے اوقات میں قیام کرتا ہے۔ دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اسے دن اور رات کے اوقات میں خرچ کرتا ہے۔'' [مسلم: ۸۱۵]

⑪ قیام اللیل میں قراءتِ قرآن کرنا بہت بڑی غنیمت ہے

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ) [ابو داؤد : ۱۳۹۸ ، وابن خزیمه : ۱۸۱/۲ : ۱۱۴۲ ، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابی داؤد والصحیحة : ۶۴۳]

''جو شخص دس آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا۔ اور جو شخص سو آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے وہ فرمانبرداروں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص ایک ہزار آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے اسے اجر وثواب کے خزانے حاصل کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

❷ قیام اللیل کا سب سے افضل وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے

نمازِ تہجد کا سب سے افضل وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے تاہم رات کے ابتدائی حصے میں، درمیانے حصے میں اور اس کے آخری حصے میں بھی تہجد پڑھنا جائز ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کسی مہینے میں اس قدر روزے چھوڑتے کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ نے اس میں سرے سے روزے رکھے ہی نہیں ۔ اور کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ نے کبھی روزہ چھوڑا ہی نہیں ۔ اور رات کے جس حصہ میں آپ نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے ضرور دیکھ لیتے ۔ اور جس حصہ میں آپ کو سوئے ہوئے دیکھنا چاہتے دیکھ لیتے ۔ [البخاری: ۱۱۴۱]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اس مسئلہ میں آسانی ہے اور کوئی مسلمان رات کے کسی حصے میں جب بآسانی قیام اللیل کرسکتا ہو تو وہ کر لے ۔ تاہم رات کے آخری تہائی حصے میں کرنا افضل ہے جیسا کہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ)

''اللہ تعالی اپنے بندے کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب رات کے آخری حصے کا وسط ہوتا ہے، لہذا اگر تم اس بات کی طاقت رکھو کہ اس وقت اللہ کا ذکر کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ تو ایسا ضرور کرنا۔''

[الترمذی : ۳۵۷۹ ، ابو داؤد : ۱۲۷۷ ، النسائی : ۵۷۲ ـ وصححه الألبانی]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ ، فَيَقُوْلُ : مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ ؟ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ) وفی روایة لمسلم: (فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُضِيْءَ الْفَجْرُ)

''ہمارا رب جو بابرکت اور بلند وبالا ہے جب ہر رات کا آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے تو وہ آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے۔ پھر کہتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے تو میں اسے معاف کردوں؟'' مسلم کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: ''پھر وہ بدستور اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ فجر روشن ہو جائے۔'' [البخاری: ۱۱۴۵، ۶۳۲۱، ۷۴۹۴، مسلم: ۷۵۸]

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ) [مسلم: ۷۵۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک ہر رات کو ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جس میں کوئی مسلمان بندہ جب اللہ تعالی سے دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالی اسے وہ بھلائی ضرور عطا کرتا ہے۔''

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ ، وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى)) [البخاری:۱۱۳۱، ۱۹۷۹، مسلم:۱۱۵۹]

''اللہ تعالی کو سب سے محبوب نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ اور اللہ تعالی کو سب سے محبوب روزے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ آدھی رات سوتے تھے اور اس کا تیسرا حصہ قیام کرتے تھے اور اس کا چھٹا حصہ سو جاتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب (دشمن سے) ملاقات کرتے تو راہِ فرار اختیار نہ کرتے۔''

⑤ رکعاتِ نمازِ تہجد

نمازِ تہجد یا قیام اللیل کیلئے کوئی ایک عدد خاص نہیں کیا گیا جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى ، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى))[البخاری:۹۹۰، مسلم:۷۴۹]

''رات کی نفل نماز دو دو رکعات ہے۔ لہٰذا تم میں سے کسی شخص کو جب صبح کے طلوع ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ایک رکعت ادا کر لے جو اس کی نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی۔''

تاہم افضل یہ ہے کہ گیارہ یا تیرہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھی جائیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا اپنا عمل یہی تھا۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نماز عشاء سے (جسے لوگ العتمة یعنی رات کی نماز کہتے ہیں) فارغ ہو کر فجر کی نماز تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لیتے ..... [مسلم:۷۳۶]

اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے تھی؟ تو انہوں نے کہا: ((مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ....))

''رسول اللہ ﷺ رمضان میں اور اس کے علاوہ باقی تمام مہینوں میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے....'' [البخاری: ۱۱۴۷، مسلم: ۷۳۸]

جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔'' [مسلم: ۷۶۴]

❻ قیام اللیل کے آداب

① سوتے وقت قیام اللیل کی نیت کرے اور نیند کے ذریعے اطاعت کیلئے طاقت کے حصول کا ارادہ کرے تاکہ اس کی نیند پر بھی اسے ثواب حاصل ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَا مِنِ امْرِیءٍ تَكُوْنُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ ، وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ ﴾ [النسائی : ۱۷۸٤ ،ابو داؤد : ۱۳۱٤ ،المؤطأ : ۱۱۷/۱ ۔ وصححه الألبانی]

''جو شخص رات کو نماز پڑھنے کا عادی ہو، لیکن (کسی رات) اس پر نیند غالب آجائے تو اس کیلئے اس کی نماز کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی نیند اس کیلئے صدقہ ہوتی ہے۔''

اسی طرح حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ أَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِیْ أَنْ يَّقُوْمَ يُصَلِّیْ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ حَتّٰى أَصْبَحَ ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوٰى ، وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴾ [النسائی : ٦٨٧ ۔ وصححه الألبانی]

''جو شخص اپنے بستر پر اس نیت کے ساتھ آئے کہ وہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا، پھر اس پر نیند غالب آگئی یہاں تک کہ اس نے صبح کر لی تو اس کیلئے اس کی نیت کے مطابق اجر لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی نیند اللہ تعالی کی طرف سے اس کیلئے صدقہ ہوتی ہے۔''

② بیدار ہوتے وقت نیند کے آثار ختم کرنے کی غرض سے اپنا ہاتھ منہ پر پھیرے، پھر (بیدار ہونے کی) دعا پڑھے اور اس کے بعد مسواک کر کے یہ دعا پڑھے:

﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ﴾

''اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کیلئے ساری بادشاہت ہے اور اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اللہ پاک ہے۔ اور اللہ سب سے بڑا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور اللہ کی توفیق کے بغیر نہ کسی برائی سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ کچھ کرنے کی۔ اے میرے اللہ! مجھے معاف کر دے۔"

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص رات کو بیدار ہو، پھر یہ دعا پڑھے تو اس کے بعد وہ جو دعا بھی کرتا ہے اسے قبول کیا جاتا ہے۔" [البخاری: ۱۱۵۴]

③ رات کی نفل نماز کا آغاز دو ہلکی سی رکعات سے کرے، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کے قول وفعل سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز پڑھنے کی غرض سے کھڑے ہوتے تو اپنی نماز کا آغاز دو ہلکی پھلکی رکعات سے کرتے۔ [مسلم: ۷۶۷]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ) [مسلم: ۷۶۸]

"تم میں سے کوئی شخص جب رات کے قیام کیلئے کھڑا ہو تو دو ہلکی پھلکی رکعات سے اپنی نماز کا افتتاح کرے۔"

④ نمازِ تہجد گھر میں پڑھنا مستحب ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں ہی تہجد پڑھتے تھے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(..فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ)

"لہذا تم پر لازم ہے کہ تم اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھا کرو کیونکہ آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے سوائے فرض نماز کے" [البخاری: ۷۳۱، مسلم: ۷۸۱]

⑤ قیام اللیل بغیر انقطاع کے ہمیشہ جاری رکھنا چاہئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ مسلمان چند معلوم رکعات پر ہمیشگی کرے۔ اگر وہ ہشاش بشاش ہو تو ان میں لمبا قیام کرے اور اگر اس میں سستی ہو تو ہلکا قیام کرے۔ اور اگر وہ رکعات اس سے فوت ہو جائیں تو وہ انہیں قضا کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا ، وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ) [البخاری: ۱۹۷۰، مسلم: ۷۸۲ ۔ واللفظ له]

"تم اپنی طاقت کے مطابق ہی عمل کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں اکتاتا جب تک تم خود نہ اکتا جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے چاہے وہ کم کیوں نہ ہو۔"

اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(يَا عَبْدَ اللّٰهِ ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)[البخاری:۱۱۵۲،مسلم:۱۱۵۹]

''اے عبداللہ! تم فلاں آدمی کی طرح نہ بنو کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے قیام اللیل کو چھوڑ دیا۔''

⑥ اگر اس پر اونگھ طاری ہو تو اسے قیام اللیل ترک کرکے سو جانا چاہئے یہاں تک کہ اس سے اونگھ کے آثار ختم ہو جائیں اور وہ ہشاش بشاش ہو جائے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (إِذَا نَعِسَ أَحَدُكُمْ فِيْ الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ)[البخاری:۲۱۲،مسلم:۷۸۶]

''تم میں سے کسی شخص کو جب حالتِ نماز میں اونگھ آئے تو وہ سو جائے یہاں تک کہ اس سے نیند کے آثار ختم ہو جائیں، کیونکہ تم میں سے کوئی شخص جب حالتِ اونگھ میں نماز جاری رکھے تو ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کرنا چاہتا ہو لیکن وہ اپنے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دے۔''

⑦ اس کیلئے مستحب ہے کہ وہ قیام اللیل کیلئے اپنے اہلِ خانہ کو بھی بیدار کرے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام کرتے، پھر جب وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے بھی ارشاد فرماتے:

(قُوْمِيْ ، فَأَوْتِرِيْ يَا عَائِشَةُ) ''اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھ لو۔'' [البخاری:۹۹۷،مسلم:۷۴۴]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى ، ثُمَّ أَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ ، وَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ، ثُمَّ أَيْقَظَتْ زَوْجَهَا ، فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ)[النسائی : ۱۶۱۰ ، ابن ماجه : ۱۳۳۶ ، ابو داؤد : ۱۳۰۸ ـ وصححه الألباني]

''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحمت فرمائے جو رات کو بیدار ہوا اور اس نے نماز پڑھی، پھر اس نے اپنی بیوی کو بھی جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس نے اس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔ اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحمت فرمائے جو رات کو بیدار ہوئی اور اس نے نماز پڑھی، پھر اس نے اپنے خاوند کو بھی جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس نے اس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔''

اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ ، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ)[ابن ماجه : ۱۳۳۵ ، ابو داؤد : ۱۳۰۹ ـ وصححه الألباني]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب ایک شخص رات کو بیدار ہو اور وہ اپنی بیوی کو بھی جگائے ، پھر وہ دو رکعات ادا کریں تو انہیں اللہ تعالی کا زیادہ ذکر کرنے والوں اور ذکر کرنے والیوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کے وقت آئے اور آپ نے فرمایا: (أَلَا تُصَلِّيَانِ؟) ''تم دونوں نماز نہیں پڑھتے ؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں ، وہ جب چاہے گا تو ہمیں اٹھا دے گا۔ میں نے جب یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا تاہم جب آپ پیٹھ پھیر رہے تھے تو اس وقت میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا اور فرمایا: (وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلاً) ''انسان اکثر باتوں میں جھگڑالو واقع ہوا ہے۔'' [البخاری: ۱۱۲۷، مسلم: ۷۷۵]

اگر قیام اللیل کا اتنا زیادہ اجر وثواب نہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادی اور اپنے چچازاد کے پاس ایسے وقت میں نہ جاتے جسے اللہ تعالی نے مخلوق کے آرام کیلئے بنایا ہے ، لیکن رسول اللہ ﷺ نے رات کے آرام و سکون پر قیام اللیل کی فضیلت کو ترجیح دی تاکہ وہ دونوں اسے حاصل کرسکیں

اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ گھبراہٹ کی حالت میں بیدار ہوئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: (سُبْحَانَ اللّٰهِ ! مَاذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ ! وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْفِتَنِ ! أَيْقِظُوْا صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ . يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ حَتّٰى يُصَلِّيْنَ . ، رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ) [البخاری: ۱۱۵، ۱۱۲۶، ۶۲۱۸]

''سبحان اللہ ! اللہ تعالی نے کتنے خزانے نازل فرمائے ہیں اور کتنے فتنے اتارے ہیں ! ان حجروں والیوں کو جگا دو یعنی آپ کی ازواج مطہرات کو تاکہ وہ نماز پڑھ لیں ۔ دنیا میں لباس پہننے والی کئی عورتیں قیامت کے دن برہنہ ہونگی۔''

⑧ نماز تہجد پڑھنے والا شخص حسب طاقت اس میں قرآن مجید کی قراءت کرے اور غور وفکر کے ساتھ کرے۔ اور اسے اختیار ہے چاہے تو اونچی آواز سے کرے اور چاہے تو پست آواز سے کرے تاہم اگر اونچی آواز سے قراءت کرنا اسے چست رکھنے کا باعث ہو، یا اس کے پاس کوئی ایسا شخص ہو جو اس کی قراءت سن رہا ہو، یا اس سے فائدہ اٹھا رہا ہو تو پھر قراءت جہرا کرنا افضل ہے۔ اور اگر اس کے قریب کوئی اور شخص بھی تہجد پڑھ رہا ہو، یا اس کی اونچی آواز سے کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس حالت میں قراءت سرا (پست آواز کے ساتھ) کرنا افضل ہے اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو وہ جیسے چاہے قراءت کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ (نماز میں) کھڑا ہوا۔آپ نے سورۃ البقرۃ کی قراءت فرمائی۔آپ جب رحمت والی آیت سے گذرتے تو رک جاتے اور (رحمت کا) سوال کرتے اور جب عذاب والی آیت سے گذرتے تو رک کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور وہ بھی اتنا ہی لمبا تھا جتنا قیام تھا۔آپ رکوع میں یہ دعا بار بار پڑھتے رہے: (سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ ، وَالْمَلَكُوْتِ ، وَالْكِبْرِيَاءِ ، وَالْعَظَمَةِ) پھر آپ ﷺ نے قیام ہی کے بقدر سجدہ کیا اور اس میں بھی یہی دعا پڑھتے رہے۔ پھر آپ دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوئے تو اس میں سورۃ آل عمران کی تلاوت فرمائی۔اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک سورت پڑھتے رہے۔[ابو داؤد : ۸۷۳ ، النسائی : ۱۰۴۹ ۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے چار رکعات پڑھیں اور ان میں سورۃ البقرۃ ، سورۃ آل عمران ، سورۃ النساء ، سورۃ المائدۃ اور سورۃ الأنعام کو پڑھا.[ابو داؤد : ۷۷٤۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے بتایا کہ وہ ایک ہی رکعت میں پوری مفصل سورتوں کو پڑھتا ہے۔ تو انہوں نے کہا: تم اشعار کی طرح قرآن کو انتہائی تیزی کے ساتھ پڑھتے ہو! میں ان ملتی جلتی سورتوں کو جانتا ہوں جن کو ملا کر نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے، پھر انہوں نے بیس سورتیں ذکر کیں۔

[البخاری: ۷۷۵، مسلم: ۸۲۲]

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم قرآن مجید کو شعروں کی طرح انتہائی تیزی کے ساتھ پڑھتے ہو! بے شک کئی لوگ ایسے ہیں جو قرآن مجید کو پڑھتے ہیں لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا۔اور جب قرآن دل میں اتر جائے اور اس میں راسخ ہو جائے تو وہ اس کیلئے نفع بخش ہوتا ہے۔اور نماز کا سب سے افضل حصہ رکوع وسجود والا حصہ ہے... [مسلم: ۸۲۲]

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قیام میں صبح ہونے تک ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رہے اور وہ ہے: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

[ابن ماجه : ۱۳۵۰ ۔ وحسنه الألبانی]

یہ تمام احادیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہیں کہ رات کی نفل نماز میں اپنی جسمانی اور ایمانی طاقت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق اور جتنی اللہ تعالی بندے کو توفیق دے، اسے مختلف سورتوں کو پڑھنا چاہیے۔

رہی یہ بات کہ قیام اللیل میں قراءت جہرا ہو یا سرا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز میں قراءت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آپ جہرا پڑھتے یا سرا؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عمل کیا کرتے تھے، کبھی جہرا اور کبھی سرا۔ [احمد : ۱۴۹/۶ ، ابو داؤد : ۱۴۳۷ ، الترمذی : ۲۹۲۴ ، النسائی : ۱۶۶۲ ، ابن ماجہ : ۱۳۵۴ ۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے ابو بکر! آپ نماز پڑھ رہے تھے تو میں آپ کے پاس سے گذرا اور آپ کی آواز پست تھی۔''

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں جس سے سرگوشی کر رہا تھا بس اسی کو سنا رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اِرْفَعْ قَلِيْلًا) ''اپنی آواز تھوڑی سی اونچی کر لیا کرو۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ کے پاس سے گذرا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کی آواز اونچی تھی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سوئے ہوئے لوگوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اِخْفِضْ قَلِيْلًا) ''اپنی آواز ذرا پست رکھا کرو۔''

[ابو داؤد : ۱۳۲۹ ، الترمذی : ۴۴۷ ۔ وصححه الألبانی]

⑨ نمازِ تہجد کا اختتام نمازِ وتر کے ساتھ کرے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا) ''تم رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔''

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ (مَنْ صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا (قَبْلَ الصُّبْحِ) فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذٰلِكَ)

'' جو شخص رات کو نفل نماز پڑھے وہ اس کے آخر میں (صبح ہونے سے پہلے) نمازِ وتر پڑھے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم دیا کرتے تھے۔'' [البخاری: ۹۹۸، مسلم: ۷۵۱]

⑩ اپنی نیند اور اپنے قیام دونوں پر اللہ تعالی سے اجر وثواب کا طلبگار رہو

ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسی الأشعری رضی اللہ عنہ نے آپس میں اعمال صالحہ کا مذاکرہ کیا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عبد اللہ (ابو موسی الأشعری رضی اللہ عنہ کا نام) ! آپ قرآن کیسے پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں ہمیشہ دن رات پڑھتا رہتا ہوں۔ اور اے معاذ! آپ کیسے پڑھتے ہیں؟ انہوں نے جواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا: میں رات کے ابتدائی حصے میں سوتا ہوں، پھر بیدار ہو کر قرآن پڑھتا ہوں جتنا اللہ تعالی چاہتا ہے ۔ یوں میں اپنی نیند پر بھی اللہ تعالی سے اجر کی امید رکھتا ہوں اور اپنے قیام پر بھی ..... ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ قرآن کیسے پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں بیٹھے ہوئے، کھڑے ہوئے، اپنی سواری پر ہر حال میں اور دن اور رات میں ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں ۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رات کو سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں ۔ یوں میں نیند اور قیام دونوں پر اللہ تعالی سے اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں ۔ [البخاری: ۴۳۴۱، مسلم: ۱۷۳۳]

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو نماز تہجد پڑھنے کی توفیق دے ۔ آمین

دوسرا خطبہ

محترم حضرات! جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ نماز تہجد کا اختتام نماز وتر کے ساتھ کرنا چاہئے تو آیئے اب نماز وتر کے متعلق بھی چند ضروری گذارشات سماعت کر لیجئے ۔

❶ نمازِ وتر سنتِ مؤکدہ ہے اور وتر رات کی نفل نماز کا حصہ ہے ۔ اور اس کی (کم از کم) ایک رکعت ہے جس کے ساتھ رات کی نفل نماز کا اختتام ہوتا ہے ۔

حضرت ابو ایوب الأنصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ یُّوْتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْیَفْعَلْ ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ یُّوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْیَفْعَلْ)[ابو داود: ۱۴۲۲، النسائی: ۱۷۱۲، ابن ماجہ: ۱۱۹۰ ۔ وصححہ الألبانی]

''نمازِ وتر ہر مسلمان پر حق ہے، لہذا جو شخص تین وتر پڑھنا چاہے وہ تین پڑھ لے ۔ اور جو شخص ایک وتر پڑھنا چاہے وہ ایک پڑھ لے ۔''

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (اَلْوِتْرُ لَیْسَ بِحَتْمٍ کَصَلَاتِکُمُ الْمَکْتُوْبَةِ، وَلٰکِنْ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم)[الترمذی: ٤٥٤، النسائی: ١٦٧٧، وغیرھما ۔ وصححہ الألبانی]

''وتر فرض نماز کی طرح ضروری نہیں، بلکہ یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت ہے ۔''

❷ **وتر کی فضیلت:**

وتر کی بڑی فضیلت ہے جیسا کہ حضرت خارجہ بن حذافة العدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ وَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ)

''بے شک اللہ تعالی نے تمہیں ایک نماز زائد عطا کی ہے جو کہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ ہے نمازِ وتر۔ اسے اللہ تعالی نے تمہارے لئے عشاء اور فجر کے درمیان رکھ دیا ہے۔'' [ابو داؤد : ۱۴۱۸ ، الترمذی : ۴۵۲ ، ابن ماجه : ۱۱۶۸ ، والحاکم ۱/۳۰۶ ، وصححه ووافقه الذهبی]

❸ نمازِ وتر کا وقت:

① نمازِ عشاء کے بعد طلوعِ فجر تک پوری رات نمازِ وتر کا وقت ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت ابو بصرہ الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ ، فَصَلُّوْهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ)

[احمد فی المسند : ۶/۳۹۷ ، ۲/۱۸۰ ، ۲۰۶ ، ۲۰۸ ۔ وصححه الألبانی فی إرواء الغلیل : ۲/۱۵۸]

''بے شک اللہ تعالی نے تمہیں ایک نماز زیادہ عطا کی ہے اور وہ ہے نمازِ وتر۔ لہذا تم اسے نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کے درمیان کسی وقت پڑھ لیا کرو۔''

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وتر کا وقت نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کے درمیان ہے چاہے کوئی شخص نمازِ عشاء اپنے وقت پر ادا کرے یا اسے مغرب کے ساتھ جمع تقدیم کر کے پڑھے، کیونکہ وتر کا وقت نمازِ عشاء کے بعد سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ فَلَمْ يُوْتِرْ، فَلَا وِتْرَ لَهُ) [ابن حبان ۔ الإحسان : ۶/۱۶۸ : ۲۴۰۸، ابن خزیمه : ۲/۱۴۸ : ۱۰۹۲ ، والحاکم : ۱/۳۰۱ وصححه ووافقه الذهبی ، وصححه الألبانی فی تحقیق ابن خزیمة]

''جس شخص کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ اس نے نمازِ وتر نہیں پڑھی تو اب اس کی نماز وتر نہیں۔''

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرِ ، فَأَوْتِرُوْا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ)

''جب فجر طلوع ہو جائے تو رات کی ساری نماز کا اور اسی طرح نمازِ وتر کا وقت چلا جاتا ہے، لہذا تم طلوعِ فجر سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔'' [الترمذی : ۴۶۹ ۔ وصححه الألبانی]

ان تمام احادیث کو سامنے رکھ کر یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ وتر کا وقت نمازِ عشاء کے بعد شروع ہوتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فجر صادق کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے قول کے بعد کسی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔

② جس شخص کو رات کے آخری حصہ میں بیدار نہ ہونے کا اندیشہ ہو اس کیلئے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(أَوْصَانِي خَلِيْلِي ﷺ بِثَلَاثٍ [لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰى أَمُوْتَ] صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى ، وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ)[البخاری:۱۹۸۱، ۱۱۷۸، مسلم:۷۲۱]

''مجھے میرے خلیل حضرت محمد ﷺ نے تین باتوں کا تاکیدی حکم دیا ہے جنہیں میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا اور وہ ہیں ہر مہینے میں تین دن کے روزے، چاشت کی دو رکعات اور یہ کہ میں نمازِ وتر سونے سے پہلے پڑھوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ وتر کا معاملہ لوگوں کے احوال اور ان کی طاقت پر موقوف ہے۔ اس کی ایک اور دلیل حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: عشاء کے بعد رات کے ابتدائی حصہ میں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم کس وقت پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: رات کے آخری حصے میں۔ تب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَأَخَذْتَ بِالْوُثْقٰى ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عُمَرُ فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ)

''اے ابو بکر! تم نے مضبوطی کو پکڑا ہے، اور اے عمر! تم نے قوت کو پکڑا ہے''

[ابن ماجه : ۱۲۰۲ ۔ وابو داؤد : ۱۴۳۴ من حديث أبي قتادة ۔ وصححه الألباني]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عمل کو مستحسن اور مضبوط قرار دیا کیونکہ وہ احتیاط سے کام لیتے اور نیند کی وجہ سے وتر کے فوت ہونے کے اندیشے کے پیشِ نظر اسے سونے سے پہلے پڑھ لیتے۔ اور چونکہ نیند کو قربان کر کے نماز کیلئے بیدار ہونا ایک مشکل امر ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے یوں دادِ تحسین دی کہ تم نے طاقت، ہمت اور پختہ ارادے کا ثبوت دیا ہے۔

③ جس شخص کو بیدار ہونے کا یقین ہو اس کیلئے وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَّقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ)[مسلم:۷۵۵]

''جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ سکے گا تو وہ رات کے ابتدائی حصہ ہی میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتر پڑھ لے۔ اور جو رات کے آخری حصہ میں اٹھنے کا خواہشمند ہو تو وہ آخری حصہ ہی میں پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔''

اور آخرِ شب میں وتر پڑھنے کی فضیلت ایک اور حدیث سے بھی ثابت ہوتی ہے جسے ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں اور یہاں دوبارہ اس کی یاددہانی کراتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ ، فَيَقُوْلُ : مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ ؟ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ) وفي رواية لمسلم: (فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُضِيْءَ الْفَجْرُ)

'' ہمارا رب جو بابرکت اور بلند وبالا ہے ہر رات کا جب آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے تو وہ آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے۔ پھر کہتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے تو میں اسے معاف کردوں؟''

مسلم کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: '' پھر وہ بدستور اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ فجر روشن ہو جائے۔'' [البخاری: ۱۱۴۵، ۶۳۲۱، ۷۴۹۴، مسلم: ۷۵۸]

④ اگر کوئی شخص تہجد کیلئے بیدار ہونے کا ارادہ کرکے سوئے، پھر وہ بیدار نہ ہوسکے تو اسے نمازِ تہجد (وتر سمیت) جتنی وہ پڑھنے کا عادی تھا اشراق سے لیکر زوال تک کسی وقت قضاء کر لینی چاہئے، لیکن طاق عدد میں نہیں، جفت عدد میں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی نماز شروع فرماتے تو اسے ہمیشہ جاری رکھتے اور جب آپ ﷺ پر نیند غالب آجاتی یا آپ کو کوئی تکلیف ہوتی جس سے آپ قیامِ لیل نہ کر پاتے تو دن کے وقت آپ ﷺ بارہ رکعات پڑھ لیتے .... [مسلم: ۷۴۶]

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ نَامَ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ) [مسلم: ۷۴۷]

'' جو شخص اپنا ورد یا اس کا کچھ حصہ نیند کی وجہ سے نہ پڑھ سکے اور اسے نمازِ فجر اور نمازِ ظہر کے درمیان پڑھ لے تو وہ اس کیلئے ایسے ہی لکھ دیا جاتا ہے جیسا کہ اس نے اسے رات کو پڑھا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❻ رکعاتِ نمازِ وتر

نبی کریم ﷺ سے نمازِ وتر کی متعدد کیفیات ورکعات ثابت ہیں:

① گیارہ رکعات: ہر دو رکعتوں کے بعد سلام اور آخر میں ایک وتر. [مسلم:۷۳۶]

② تیرہ رکعات: ہر دو رکعتوں کے بعد سلام اور آخر میں ایک وتر. [بخاری:۹۹۲، مسلم:۷۳۶]

③ نو رکعات: ان میں آٹھ رکعات ایک ہی تشہد کے ساتھ اور پھر ایک وتر. [مسلم:۷۴۶]

④ سات رکعات: اور یہ دو طرح سے ثابت ہیں۔ ایک ہی تشہد کے ساتھ۔[مسلم:۷۴۶، نسائی:۱۷۱۸، ابن ماجہ:۱۱۹۲] اور چھ رکعات ایک ہی تشہد کے ساتھ اور پھر ایک وتر. [ابن حبان:۲۴۴۱۔ وهو صحيح]

⑤ پانچ رکعات: ایک ہی تشہد کے ساتھ۔[ابوداؤد:۱۴۲۲، نسائی:۱۷۱۲، ابن ماجہ:۱۱۹۵۔ وصححه الألباني]

⑥ تین رکعات: اور یہ دو طرح سے ثابت ہیں۔ دو رکعات کے بعد سلام اور پھر ایک وتر۔[بخاری: ۹۹۱ عن ابن عمر موقوفا، ابن حبان : ۲۴۳۳ ۔ وهو صحيح]

اور تینوں رکعات ایک ہی تشہد کے ساتھ، کیونکہ اگر تین رکعات دو تشہد کے ساتھ ہوں تو اس سے مغرب کے ساتھ تشبیہ لازم آتی ہے جس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ ، أَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ ، أَوْ بِسَبْعٍ ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ**)[ابن حبان : ۲۴۲۹ ، الدارقطني : ۲/۲۴، البيهقي : ۳/۳۱ ، وصححه الحاكم ووافقه الذهبي ، وقال الحافظ في الفتح : ۲/۴۸۱ : إسناده على شرط الشيخين]

''تم تین رکعات نمازِ وتر نہ پڑھو، بلکہ پانچ یا سات رکعات پڑھو اور اسے مغرب کے ساتھ تشبیہ نہ دو''

⑦ ایک رکعت جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(**اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ**) ''نمازِ وتر رات کے آخری حصے میں ایک ہی رکعت ہے''[مسلم:۷۵۲]

برادران اسلام ! آج کا خطبۂ جمعہ رات کی نفل نماز کے متعلق تھا جس میں ہم نے نمازِ تہجد اور نمازِ وتر کے فضائل ومسائل کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ نوافل خاص طور پر نمازِ تہجد اور فرائض سے پہلے اور ان کے بعد والی سنتوں کو ہمیشہ پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوم جمعہ......اہمیت، فضائل اور احکام وآداب

اہم عناصر خطبہ:

☆ یوم جمعہ کی اہمیت ☆ نمازِ جمعہ کی اہمیت اور فضیلت ☆ آدابِ جمعہ ☆ جمعہ کیلئے جلدی آنے کا تاکیدی حکم ☆ تحیۃ المسجد ☆ خطبہ جمعہ کے دوران خاموش رہنے کا تاکیدی حکم ☆ جمعہ کے روز ایک مبارک گھڑی ☆ نمازِ جمعہ کے بعد نمازِ سنت ☆ یومِ جمعہ کو روزہ کیلئے یا شبِ جمعہ کو تہجد کیلئے خاص کرنے کا حکم ☆ سورۃ الکھف کی تلاوت کی فضیلت ☆ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود ☆ نماز جمعہ کا پانا

پہلا خطبہ

برادران اسلام! ہفتہ بھر کے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کے خطبہ میں ہم اس عظیم الشان دن کی اہمیت، فضیلت اور اس کے احکام وآداب بیان کریں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو سنتِ نبویہ سے محبت کرنے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق دے۔

یومِ جمعہ کی اہمیت

اللہ تعالی نے باقی امتوں کو اس دن کی برکات سے محروم رکھا، صرف اِس امت پر اس نے خصوصی فضل وکرم فرمایا اور اس نے اس کی اس دن کی طرف راہنمائی فرمائی اور اسے اس کی برکات سے نوازا۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، بَیْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِیْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ، وَهٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ ، فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ ، فَهُمْ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ ، فَالْیَهُوْدُ غَدًا ، وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ)[البخاری:۳۴۸۶، مسلم:۸۵۵]

”ہم آخر میں آئے ہیں لیکن قیامت کے روز ہم سبقت لے جائیں گے، تاہم انہیں (پہلی امتوں کو) ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ اور یہی (یومِ جمعہ) ہی وہ دن ہے کہ جو ان پر فرض کیا گیا تو انہوں نے اس کے متعلق آپس میں اختلاف کیا۔ اور اللہ تعالی نے ہماری اس کیلئے خاص طور پر راہنمائی فرمائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ اس میں ہمارے تابع ہیں، لہذا یہودیوں کا (عید کا) دن کل (ہفتہ کو) اور نصاری کا اس سے اگلے دن (اتوار کو) آئے گا۔"

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(أَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا ، فَكَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ ، وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْأَحَدِ ،فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا ، فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ ، فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ، وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، نَحْنُ الْآخِرُوْنَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ، وَالْأَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، اَلْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ) [مسلم:۸۵۶]

"اللہ تعالی نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے محروم رکھا، چنانچہ یہودیوں کیلئے ہفتہ اور نصاری کیلئے اتوار کا دن تھا۔ پھر اللہ تعالی ہمیں لے آیا اور اس نے ہماری یوم جمعہ کی طرف راہنمائی فرمائی۔ اور اس نے (ایام کی ترتیب اس طرح بنائی کہ) پہلے جمعہ، پھر ہفتہ اور اس کے بعد اتوار۔ اور اسی طرح وہ قیامت کے روز بھی ہمارے پیچھے ہی ہونگے۔ ہم دنیا میں آئے تو آخر میں ہیں لیکن قیامت کے روز ہم پہلے ہونگے۔ اور تمام امتوں میں سب سے پہلے ہمارے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے یوم جمعہ کو سب سے افضل دن قرار دیا ہے۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ ، وَفِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ ، وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا ، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ) [مسلم:۸۵۴]

"سب سے بہتر دن' جس کا سورج طلوع ہوا' جمعہ کا دن ہے۔ اس میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا اور اسی میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ اور اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا۔ اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔"

اسی طرح حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ : فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ ، وَفِيْهِ أُهْبِطَ ، وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ،وَفِيْهِ مَاتَ ،وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُسِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ ، إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَاجَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ)

[ابوداؤد:۱۰۴۶۔ وصححه الألباني]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سب سے بہتر دن' جس کا سورج طلوع ہوا' جمعہ کا دن ہے، اس میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا، اور اسی میں انہیں زمین پر اتارا گیا، اور اسی دن ان کی توبہ قبول کی گئی، اور اسی دن ان کا انتقال ہوا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، اور ہر جانور جمعہ کے دن صبح سے لے کر طلوعِ آفتاب تک قیامت سے ڈرتے ہوئے اس کا منتظر رہتا ہے، سوائے جن وانس کے، اور جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ عین اسی گھڑی میں جو مسلمان بندہ نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اللہ تعالی سے جس چیز کا سوال کرے، تو اللہ تعالی اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے۔''

اور حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ : فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ ، وَفِيْهِ قُبِضَ ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ)

[ابوداؤد:۱۰۴۷۔ وصححه الألباني]

''تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی میں حضرت (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا، اور اسی میں ان پر موت آئی، اور اسی میں صور پھونکا جائے گا، اور اسی میں زوردار چیخ کی آواز آئے گی...''

بلکہ ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ جمعہ کو عید کا دن قرار دیا ہے۔

جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ، فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ ، وَإِنْ كَانَ طِيْبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ ، وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ) [ابن ماجہ:۱۰۹۸۔ وصححه الألباني]

''بے شک یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالی نے صرف مسلمانوں کیلئے (عید کا دن) بنایا ہے، لہذا جو شخص نمازِ جمعہ کیلئے آئے، وہ غسل کرے، اور اگر خوشبو موجود ہو تو ضرور لگا لے، اور تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔''

اور ایک اور حدیث میں پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ جمعہ کو تمام دنوں کا سردار قرار دیا ہے، اور اسے یومِ عید الاضحیٰ اور یومِ عید الفطر سے بھی افضل بیان فرمایا۔

جیسا کہ حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ ،وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ،وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ، فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ : خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ ، وَأَهْبَطَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ ، وَفِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ آدَمَ ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ لاَ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا ، وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ،مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ ،وَلاَ سَمَاءٍ ،وَلاَ أَرْضٍ ،وَلاَ رِيَاحٍ ، وَلاَ جِبَالٍ ، وَلاَ بَحْرٍ، إِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ) [ابن ماجہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۸۴۔ وصححہ الألبانی]

’’بے شک یومِ جمعہ تمام ایام کا سردار ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اور وہ اللہ تعالی کے ہاں عید الأضحیٰ اور عید الفطر سے بھی زیادہ فضیلت والا ہے۔ اور اس کی پانچ خصوصیات ہیں: (پہلی یہ کہ) اللہ تعالی نے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اور (دوسری یہ کہ) اللہ تعالی نے اسی دن انہیں زمین کی طرف اتارا۔ اور (تیسری یہ کہ) اللہ تعالی نے اسی دن انہیں فوت کیا۔ اور (چوتھی یہ کہ) اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں بندہ اللہ تعالی سے جس چیز کا سوال کرتا ہے اللہ تعالی اسے عطا کرتا ہے بشرطیکہ وہ حرام کا سوال نہ کرے۔ اور (پانچویں یہ کہ) اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ اور مقرب فرشتے، آسمان، زمینیں، ہوائیں، پہاڑ اور سمندر...سب کے سب یومِ جمعہ سے ڈرتے ہیں۔‘‘

ان تمام احادیث مبارکہ میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ جمعہ کی اہمیت وفضیلت بیان فرمائی وہاں اس کی خصوصیات کی بھی نشاندہی فرمائی۔ اور وہ بالاختصار یہ ہیں:

(۱) یومِ جمعہ کو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (۲) اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا (۳) اسی دن انہیں زمین پر اتارا (۴) اسی دن ان کی توبہ قبول کی (۵) اسی دن ان کی موت آئی (۶) اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے (۷) اور اسی دن صور میں پھونکا جائے گا اور قیامت قائم ہوگی۔

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا تاکیدی حکم اور اسے چھوڑنے والے کیلئے سخت وعید

جمعہ کے روز سب سے اہم عبادت نمازِ جمعہ ہے اور یہ ہر مکلّف، مستطیع پر فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ﴾ [الجمعة : ۹]

’’اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کیلئے اذان کہی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف دوڑ کر آؤ، اور خرید وفروخت چھوڑ دو، اگر تم جانو تو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے۔‘‘

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ادا کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے، جیسا کہ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةٌ : عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ ، أَوِ امْرَأَةٌ ، أَوْ صَبِيٌّ، أَوْ مَرِيْضٌ)[ابو داؤد: ۱۰۶۷۔ وصححہ الألبانی]

’’نمازِ جمعہ با جماعت ادا کرنا ہر (مکلّف) مسلمان پر حق اور واجب ہے، سوائے چار افراد کے، ایک غلام جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کی ملکیت ہو، دوسری عورت، تیسرا بچہ اور چوتھا مریض۔“

اس حدیث میں نمازِ جمعہ کو جہاں ہر مکلّف مسلمان پر واجب قرار دیا گیا ہے وہاں چار افراد کو اس سے مستثنی بھی کیا گیا ہے، اور وہ ہیں: غلام، عورت، نابالغ بچہ اور وہ مریض جو نمازِ جمعہ کیلئے مسجد میں جانے کی طاقت نہ رکھتا ہو، اسی طرح مسافر پر بھی جمعہ فرض نہیں ہے، اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

نیز اس حدیث میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ نمازِ جمعہ باجماعت ادا کرنا فرض ہے، لہذا اسے انفرادی طور پر ادا کرنا درست نہیں، اور جس شخص کی نمازِ جمعہ فوت ہو جائے وہ ظہر کی چار رکعات ادا کرے۔

اور نمازِ جمعہ کو بغیر کسی شرعی عذر کے چھوڑنے والے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید سنائی ہے، جیسا کہ حضرت ابو الجعد الضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا ،طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ)[ابوداؤد:۱۰۵۲۔ وصححه الألبانی]

”جو آدمی غفلت کی بناء پر تین جمعے چھوڑ دے، اللہ تعالی اس کے دل پر مہر ثبت کر دیتا ہے۔“

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ، ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ)[مسلم:۸۶۵]

”لوگ نمازِ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ تعالی ان کے دلوں پر مہریں لگا دے گا، پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔“

اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ جمعہ سے پیچھے رہنے والے لوگوں کے متعلق فرمایا: (لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ) ”میرا دل چاہتا ہے کہ میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں ان لوگوں کو ان کے گھروں سمیت آگ لگا دوں جو نمازِ جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔“[مسلم:۶۵۲]

آدابِ جمعہ

(۱) غسل جمعہ: یوم جمعہ کے آداب میں غسل کو خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور اسے ہر بالغ پر واجب قرار دیا ہے۔ لہذا اس دن غسل، صفائی، خوشبو اور اچھے لباس کا خاص طور پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہتمام کرنا چاہئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ ، فَلْيَغْتَسِلْ) [بخاری: ۸۷۷، مسلم: ۸۴۴]

''تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کیلئے آنے کا ارادہ کرے تو وہ غسل کر لے۔''

اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلىٰ كُلِّ مُحْتَلِمٍ)

''روزِ جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔'' [بخاری: ۸۷۹، مسلم: ۸۴۶]

اور جناب عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کے کچھ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ کا کیا خیال ہے کہ یومِ جمعہ کا غسل واجب ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، واجب تو نہیں ہے لیکن غسل کرنا بہتر اور باعثِ خیر ہے اور اس سے غسل کرنے والے کو زیادہ پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ غسل کیسے شروع ہوا تھا؟ در اصل لوگ اونی لباس پہنتے تھے اور بہت محنت مزدوری کرتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر سامان وغیرہ اٹھاتے تھے۔ اس وقت ان کی مسجد چھوٹی اور بہت تنگ تھی۔ اور ایک دن جبکہ گرمی زوروں پر تھی اور لوگوں کو اونی لباس میں شدید پسینہ آیا ہوا تھا اور ان سے ایسی بو آرہی تھی کہ جس سے وہ ایک دوسرے کیلئے اذیت کا سبب بن رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کے پسینے کی بو محسوس فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَيُّهَا النَّاسُ ! إِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا ، وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيْبِهِ)

''اے لوگو! جب یہ دن آئے تو غسل کر لیا کرو، اور تم میں سے ہر ایک اپنی استطاعت کے مطابق تیل اور خوشبو ضرور لگائے۔'' پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے بعد اللہ تعالی نے لوگوں کو مال دے دیا، جس سے انہوں نے اون چھوڑ کر دوسرا لباس پہننا شروع کر دیا اور سخت محنت مزدوری سے انہیں نجات مل گئی۔ مسجد کی توسیع کر دی گئی اور وہ بو جو ان کے پسینوں سے پھوٹتی تھی اور جو ان کیلئے اذیت کا سبب بنتی تھی، ختم ہو گئی۔

[ابو داؤد : ۳۵۳ ۔ وحسنه الألباني]

(۲) خوشبو لگانا (۳) گردنیں نہ پھلانگنا

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لاَ یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ، وَیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ ، أَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِهٖ ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَلاَ یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ، ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا کُتِبَ لَهُ ، ثُمَّ یُنْصِتُ إِذَا تَکَلَّمَ الْإِمَامُ ، إِلاَّ غُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰی) [بخاری :۸۸۳]

’’جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے، حسب استطاعت پوری طہارت کرے اور تیل لگائے یا اپنے گھر والوں کی خوشبو لگائے ، پھر (مسجد میں پہنچ کر) دو آدمیوں کو جدا جدا نہ کرے، (جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے) پھر وہ نماز ادا کرے جتنی اس کے (مقدر میں) لکھی گئی ہے، پھر جب امام خطبہ دے تو وہ خاموشی سے سنے تو دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔‘‘

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَی الْجُمُعَةَ ، فَصَلّٰی مَا قُدِّرَ لَهُ ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ، ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَهُ ، غُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلاَثَةِ أَیَّامٍ) [مسلم :۸۵۷]

’’جو شخص غسل کرے، پھر نمازِ جمعہ کیلئے آئے ، اور (مسجد میں پہنچ کر) نماز ادا کرے جتنی اس کیلئے مقدر کی گئی ہے ، پھر وہ خطیب کا خطبہ ختم ہونے تک خاموشی سے خطبہ سنتا رہے ، پھر اس کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرے ، تو دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں ، اور مزید تین دن کے بھی ۔‘‘

ان دونوں احادیث میں جہاں غسل جمعہ، خوشبو لگانے ، گردنیں نہ پھلانگنے، خطبۂ جمعہ خاموشی سے سننے اور نماز جمعہ پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے وہاں ان سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ نمازِ جمعہ سے قبل کوئی سنت نماز نہیں ہے ۔ بلکہ امام کے منبر پر جانے سے پہلے مسجد میں آنے والے شخص کیلئے مشروع یہ ہے کہ وہ حسب توفیق جتنی چاہے نماز (نفل) پڑھ لے ، اس میں تحیۃ المسجد کے دو نفل بھی شامل ہیں ۔ اور جہاں تک خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں پہنچنے والے شخص کا تعلق ہے تو وہ صرف دو رکعات تحیۃ المسجد ہی پڑھے گا اور اس کے بعد خطیب کا خطبہ توجہ سے سنے گا ۔ (ہم اس بارے میں وارد احادیث بعد میں ذکر کریں گے ۔ ان شاء اللہ تعالی)

اسی طرح حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ، وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ ، وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ ، فَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ ، کَانَ لَهُ بِکُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ ، أَجْرُ صِیَامِهَا وَقِیَامِهَا)

’’جس شخص نے جمعہ کے روز غسل کرایا اور خود غسل کیا ، اور نماز کے اول وقت میں آیا اور خطبۂ جمعہ شروع سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنا، اور چل کر آیا اور سوار نہیں ہوا، اور امام کے قریب بیٹھ کر غور سے خطبہ سنا اور اس دوران کوئی لغو حرکت نہیں کی، تو اسے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا اجر ملے گا۔" [ابوداود: ۳۴۵، ابن ماجہ: ۱۰۸۷ ۔ وصححه الألباني]

جمعہ کیلئے جلدی آنے کی فضیلت

نمازِ جمعہ کیلئے مسجد میں جلدی آنا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ﴾[الجمعة : ۹]

"اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کیلئے اذان کہی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف دوڑ کر آؤ، اور خرید وفروخت چھوڑ دو، اگر تم جانو تو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں جہاں نمازِ جمعہ کیلئے جلدی آنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں اذانِ جمعہ کے بعد خرید وفروخت سے منع بھی کیا گیا ہے، اور اس سے معلوم ہوا کہ اذان (ثانی) کے بعد خرید وفروخت کرنا حرام ہے۔

اور رسول اکرم ﷺ نے نماز جمعہ کیلئے جلدی آنے کی بڑی فضیلت ذکر فرمائی ہے۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ، ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِيْ السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً،وَمَنْ رَاحَ فِيْ السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِيْ السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دُجَاجَةً،وَمَنْ رَاحَ فِيْ السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً،فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ)[بخاری:۸۸۱، مسلم:۸۵۰]

"جس شخص نے جمعہ کے دن غسلِ جنابت جیسا غسل کیا، پھر وہ نماز جمعہ کیلئے مسجد میں چلا گیا تو اس نے گویا ایک اونٹ کی قربانی کی۔ اور جو آدمی دوسری گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک گائے قربان کی۔ اور جو تیسری گھڑی میں پہنچا اس نے گویا سینگوں والے ایک مینڈھے کی قربانی کی۔ اور جو چوتھی گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک مرغی کی قربانی کی۔ اور جو پانچویں گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک انڈے کی قربانی کی۔ پھر جب امام منبر کی طرف چل نکلے تو فرشتے (مسجد میں) حاضر ہو کر ذکر (خطبہ) سنتے ہیں۔"

اس حدیث کے پیشِ نظر ہمیں بھی جمعہ کی پہلی گھڑی میں مسجد میں آنا چاہئے تاکہ ہمیں اونٹ کی قربانی کا ثواب مل سکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلَائِكَةُ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ ، فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ، وَجَاؤُوْا يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ ....) [بخاری:۹۲۹، مسلم:۸۵۰]

''جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے پہنچ جاتے ہیں جو آنے والوں کے نام باری باری لکھتے ہیں (یعنی جو پہلے آتا ہے اس کا نام پہلے، اور جو اس کے بعد آتا ہے اس کا نام بعد میں لکھتے ہیں)، پھر جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے صحیفوں کو لپیٹ کر مسجد میں آجاتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔''

محترم حضرات ! اگر ہم بھی یومِ جمعہ کو فرشتوں کے صحیفوں میں نام لکھوانا چاہتے ہیں تو ہمیں امام کے منبر پر جانے (دوسری اذان) سے پہلے مسجد میں پہنچنا چاہئے۔ ورنہ یہ بات یاد رہے کہ اگر ہم امام کے منبر پر جانے کے بعد مسجد میں پہنچیں گے تو نہ ہمیں قربانی کا ثواب ملے گا اور نہ ہی ہمارا نام فرشتوں کے صحیفوں میں لکھا جائے گا۔

تحیۃ المسجد کا تاکیدی حکم

نمازِ جمعہ کیلئے مسجد میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام تحیۃ المسجد کی ادائیگی ہے، چاہے نمازی خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں آئے یا اس کے منبر پر جانے کے بعد۔

جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ فَقَالَ : صَلَّيْتَ ؟ قَالَ : لَا ، قَالَ : فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ) [بخاری:۹۳۱، مسلم:۸۷۵]

یعنی ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھو۔

وفی روایۃ لمسلم : www.KitaboSunnat.com

(جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ ، فَجَلَسَ ، فَقَالَ لَهُ : يَا سُلَيْكُ ! قُمْ ، فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا ، ثُمَّ قَالَ : إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ،فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ، وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا) [مسلم:۸۷۵]

یعنی حضرت سلیک الغطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز اس وقت آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، وہ آکر بیٹھ گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلیک ! کھڑے ہو جاؤ، اور دو ہلکی پھلکی رکعات ادا کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کے دن اس وقت آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دو رکعت نماز ادا کرے، اور انہیں ہلکا پھلکا پڑھے۔''

لہذا رسول اللہ ﷺ کا خطبہ روک کر اس شخص کو تحیۃ المسجد کی ادائیگی کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ تحیۃ المسجد کا پڑھنا لازمی امر ہے۔

دورانِ خطبہ خاموش رہنے کی خصوصی تاکید

خطیب کے خطبہ کے دوران مکمل خاموشی اختیار کرنا واجب ہے حتی کہ کسی بولنے والے شخص کو خاموش رہنے کا حکم دینا بھی لغو قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ : أَنْصِتْ ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ)

''جب تم نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے دوران اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے یوں کہا کہ خاموش رہو، تو تم نے لغو حرکت کی۔'' [بخاری:۹۳۴، مسلم:۸۵۱]

خطبہ کے دوران خاموش رہنا اس قدر ضروری امر ہے کہ اس میں گفتگو کرنے کی وجہ سے جمعہ کا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خطبۂ جمعہ کے دوران نبی کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوئے سورۃ الملک پڑھی، اور آپ ﷺ نے ہمیں اللہ تعالی کے بڑے ایام (جن میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے تھے) یاد کرائے۔ اسی دوران حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے میری طرف آنکھ کا اشارہ کیا اور کہنے لگے: یہ سورۃ (الملک) کب نازل ہوئی؟ میں نے تو اسے آج پہلی مرتبہ سنا ہے!

چنانچہ میں نے انہیں اشارہ کر کے کہا کہ خاموش رہو... پھر جب لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ سے یہ پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی، لیکن آپ نے مجھے کچھ نہیں بتایا؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: آج آپ کو آپ کی نماز سے کچھ نہیں ملا سوائے اس لغو بات کے جو آپ نے کی۔ یہ سن کر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سیدھے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے اور انہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بات سے آگاہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(صَدَقَ أُبَيّ) یعنی ''ابی رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔'' [ابن ماجہ:۱۱۱۱۔ وصححه الألباني]

اور رسول اللہ ﷺ نے لغو حرکت یا بے ہودہ گفتگو کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا کہ اسے جمعہ کا اجر نہیں ملے گا اور اس کی نماز' نمازِ ظہر شمار ہوگی۔

جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَمَسَّ مِنْ طِیْبِ امْرَأَتِہٖ إِنْ کَانَ لَھَا ، وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِیَابِہٖ ، ثُمَّ لَمْ یَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ ، وَلَمْ یَلْغُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ ، کَانَتْ کَفَّارَةً لِمَا بَیْنَھُمَا ، وَمَنْ لَغَا وَتَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ ، کَانَتْ لَہٗ ظُھْرًا) [ابوداود: ۳۴۷ ۔ وصححہ الألبانی]

’’جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا ، اور اگر اس کی بیوی کے پاس خوشبو تھی تو اس نے اس سے کچھ خوشبو لگائی ، اور اچھے کپڑے پہنے ، اور پھر لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگا ، اور خطبہ کے دوران کوئی بے ہودہ حرکت نہیں کی ، تو اس کا یہ جمعہ اگلے جمعہ تک اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا ، اور جس شخص نے بے ہودہ حرکت کی اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگا ، تو اس کا یہ جمعہ نمازِ ظہر شمار ہوگا ۔‘‘

برادران اسلام ! ایک اور حدیث مکمل توجہ کے ساتھ سنئے اور فیصلہ کیجئے کہ اس میں لوگوں کی جن تین قسموں کا تذکرہ کیا گیا ہے ، ان میں سے آپ کس قسم سے تعلق رکھتے ہیں ؟

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

(یَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ : رَجُلٌ حَضَرَھَا یَلْغُوْ وَھُوَ حَظُّہٗ مِنْھَا ، وَرَجُلٌ حَضَرَھَا یَدْعُوْ ، فَھُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ ، إِنْ شَاءَ أَعْطَاہُ ، وَإِنْ شَاءَ مَنَعَہٗ ، وَرَجُلٌ حَضَرَھَا بِإِنْصَاتٍ وَسُکُوْنٍ ، وَلَمْ یَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ ، وَلَمْ یُؤْذِ أَحَدًا ، فَھِیَ کَفَّارَةٌ إِلَی الْجُمُعَةِ الَّتِیْ تَلِیْھَا وَزِیَادَةُ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ ، وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ : ﴿ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہٗ عَشْرُ أَمْثَالِھَا﴾

’’نمازِ جمعہ کیلئے آنے والے لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں : ایک وہ شخص ہے جو نمازِ جمعہ کیلئے آتا ہے اور اس دوران وہ لغو (بے ہودہ) بات یا کام کرتا ہے تو اسے صرف بے ہودگی ہی ملتی ہے ۔ دوسرا وہ آدمی ہے جو جمعہ کیلئے حاضر ہوتا ہے اور اس کا مقصد صرف دعا کرنا ہوتا ہے تو یہ ایسا آدمی ہے جو اللہ تعالی سے محض دعا ہی کرتا ہے ، اور اگر اللہ تعالی چاہے تو اس کی دعا قبول کر لے اور چاہے تو اسے رد کر دے ۔ اور تیسرا وہ آدمی ہے جو جمعہ کیلئے حاضر ہو کر پر سکون رہتا ہے اور خاموشی اور توجہ کے ساتھ خطیب کا خطبہ سنتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن کو نہیں پھلانگتا اور نہ ہی کسی کو اذیت پہنچاتا ہے ۔ تو اسی شخص کا جمعہ آنے والے جمعہ تک بلکہ مزید تین دن (یعنی مکمل دس دن تک) اس کیلئے کفارہ بنتا ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : (ترجمہ) ’’جو شخص ایک نیکی لاتا ہے اس کیلئے اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ہے ۔‘‘ [ابوداود : ۱۱۱۳ ۔ وصححہ الألبانی]

جمعہ کے روز ایک مبارک گھڑی

جمعہ کے روز ایک ایسی مبارک گھڑی آتی ہے جس میں اللہ تعالی دعا کرنے والے آدمی کی دعا قبول فرماتا ہے ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم جمعہ کا ذکر کیا اور پھر ارشاد فرمایا:

(فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى شَيْئًا ، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ) وَأَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا. [بخاری: ۹۳۵، مسلم: ۸۵۲]

''اس میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں ایک مسلمان بندہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالی سے دعا مانگ رہا ہو تو وہ اللہ تعالی سے جس چیز کا سوال کرتا ہے اللہ تعالی اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھڑی کا تذکرہ کرتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اسے بہت ہی مختصر گھڑی بتایا۔

وہ مبارک گھڑی کونسی ہے؟ اس سلسلے میں دو قسم کی روایات ذکر کی گئی ہیں۔ ایک روایت جس کے راوی حضرت ابو موسی الأشعری رضی اللہ عنہ ہیں، اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک گھڑی کے بارے میں ارشاد فرمایا: (هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ)

''وہ (مبارک گھڑی) امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ختم ہونے کے درمیان ہوتی ہے۔'' [مسلم: ۸۵۳]

اور دوسری روایت کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ . يُرِيْدُ سَاعَةً . لَا يُوْجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا، إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، فَالْتَمِسُوْهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ)

''جمعہ کے روز بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں۔ (اور ان میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ) اس میں کوئی مسلمان اللہ تعالی سے جس چیز کا بھی سوال کرتا ہے اللہ تعالی اسے عطا کر دیتا ہے۔ لہذا تم اسے عصر کے بعد آخری گھڑی میں تلاش کرو۔'' [ابو داؤد: ۱۰۴۸۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کہا: ہم اللہ کی کتاب (توراۃ) میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ جمعہ کے روز ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جس میں کوئی مومن نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالی سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ گھڑی مختصر سی ہوتی ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے سچ فرمایا ہے، وہ گھڑی واقعتا مختصر سی ہوتی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: وہ گھڑی کونسی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ) ''وہ دن کی گھڑیوں میں سے آخری گھڑی ہے'' میں نے کہا: وہ گھڑی نماز کی گھڑی تو نہیں ہوتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، بے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شک ایک بندہ جب نماز پڑھ لیتا ہے اور پھر وہ نماز کیلئے ہی بیٹھا رہتا ہے تو اس کا بیٹھنا نماز ہی تصور کیا جاتا ہے۔'' [ابن ماجہ: ۱۱۳۹۔ وصححہ الألبانی]

اور سنن سعید بن منصور میں ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں یومِ جمعہ کی اس مبارک گھڑی کے بارے میں مذاکرہ کیا۔ اور جب انہوں نے مجلس برخاست کی تو وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ وہ گھڑی یومِ جمعہ کی آخری گھڑی ہے. [زاد المعاد: ۱/ ۳۷۹]

ان مختلف روایات کی بناء پر اس مبارک گھڑی کی تحدید میں علماء کے درمیان بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے حتی کہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کے بارے میں فتح الباری میں چالیس اقوال ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ یہ گھڑی متعین ہی نہیں ہے اور اسے لیلۃ القدر کی طرح مخفی رکھا گیا ہے تاکہ اللہ کے بندے اسے تلاش کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ دعا کریں.

جبکہ پہلی روایت کو سامنے رکھتے ہوئے بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ مبارک گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نمازِ جمعہ کے ختم ہونے کے دوران کسی وقت آتی ہے۔ اور دوسری روایات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ علماء کا کہنا ہے کہ یہ گھڑی جمعہ کے روز عصر کے بعد آتی ہے۔ اور جناب سعید بن جبیرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی قول نقل کیا ہے اور اسی وجہ سے وہ (سعید بن جبیرؒ) عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کسی سے کوئی بات نہیں کرتے تھے اور یہ وقت ذکر اور دعا میں گذارتے تھے. [زاد المعاد: ۱/۳۸۲]

اور امام ابن القیم الجوزیہؒ نے انہی دو اقوال کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ یہ دونوں اقوال صحیح احادیث پر مبنی ہیں، اور ان میں سے دوسرے قول کو زیادہ راجح بتایا ہے. [زاد المعاد: ۱/ ۳۷۸]

اور بعض علماء ان دونوں روایات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ کبھی یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نمازِ جمعہ کے ختم ہونے کے دوران آتی ہے اور کبھی عصر کے بعد آتی ہے، لہذا ان دونوں اوقات میں اس کی امید رکھتے ہوئے اللہ تعالی سے دعا کرنی چاہئے. واللہ اعلم.

نمازِ جمعہ کے بعد نمازِ سنت

عزیزان گرامی! ہم اس سے پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ نمازِ جمعہ سے پہلے کوئی سنت نماز نہیں ہے۔ اور جہاں تک نمازِ جمعہ کے بعد سنتوں کا تعلق ہے تو اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فعل سے یہ ثابت ہے کہ آپ دو رکعات ادا فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهِ ، وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ ، وَكَانَ لاَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ . [بخاری: ۹۳۷، مسلم: ۸۸۲]

رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں ، اور اس کے بعد دو رکعتیں ، اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں ، اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے ، اور نمازِ جمعہ کے بعد آپ ﷺ کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ نماز ختم کرکے (گھر) چلے جاتے ، پھر آپ ﷺ دو رکعات ادا کرتے ۔

یہ تو ہے آپ ﷺ کا اپنا فعل ، جبکہ امت کیلئے آپ کا ارشاد یہ ہے کہ جو شخص نمازِ جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو وہ چار رکعات پڑھے ۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا) [مسلم: ۸۸۱]

’’ تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو وہ چار رکعات پڑھے ۔ ‘‘

وفی رواية عنه : (إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوْا أَرْبَعًا) قال سهيل : فَإِنْ عَجِلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ ، وَرَكْعَتَيْنِ إِذَا رَجَعْتَ . [مسلم: ۸۸۱]

’’ جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو چار رکعات پڑھو ‘‘ سہیل (راوئ حدیث) کہتے ہیں کہ اگر تمہیں کسی کام کی جلدی ہو تو دو رکعات مسجد میں پڑھ لو ، اور دو رکعات گھر میں لوٹ کر پڑھ لو

ان تمام روایات کی بناء پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد اگر کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھنا چاہے تو وہ چار رکعات پڑھے ، اور اگر اسے جلدی ہو تو دو رکعات مسجد میں پڑھ لے اور دو گھر جا کر پڑھ لے ، اور اگر وہ چاہے تو مسجد میں نماز نہ پڑھے اور اپنے گھر پہنچ کر دو رکعات ادا کرلے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کرتے تھے ، اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے ، چنانچہ جناب نافعؒ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد گھر چلے جاتے تھے اور وہاں دو رکعات پڑھتے تھے ، اور اس کے بعد کہتے تھے : رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے ۔ [مسلم: ۸۸۲]

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یومِ جمعہ کو مسجد میں جاتے ، پھر چند رکعات پڑھتے جن میں لمبا قیام کرتے ، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد گھر کو لوٹ جاتے اور دو رکعات ادا کرتے ۔ اس کے بعد کہتے : رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے ۔ [اخرجه احمد وصححه سنده الألبانی فی ارواء الغليل: ۳/ ۹۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے روز (نماز جمعہ کے بعد) اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے دو رکعتیں پڑھ رہا ہے، تو انہوں نے اسے دھکا دیا اور فرمایا: کیا تم جمعہ کی چار رکعات پڑھتے ہو؟ [ابو داؤد : ۱۱۲۷ ـ وصححه الألبانی]

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یوم جمعہ کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق دے.

دوسرا خطبہ

محترم حضرات! آیئے اب یومِ جمعہ کے حوالے سے بعض مخصوص احکامات بھی سماعت کر لیجئے۔

(۱) یومِ جمعہ کو روزہ کیلئے اور شبِ جمعہ کو قیام کیلئے خاص کرنا

ہفتہ بھر کے دنوں میں صرف جمعہ کے دن کو روزہ کیلئے، اور پورے ہفتہ کی راتوں میں صرف جمعہ کی رات کو تہجد کیلئے خاص کرنا درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لاَ تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ ، وَلَا تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ أَحَدُكُمْ) [مسلم :۱۱۴۴]

''باقی راتوں کو چھوڑ کر صرف جمعہ کی رات کو قیام کیلئے خاص نہ کرو۔ اسی طرح باقی دنوں کو چھوڑ کر صرف جمعہ کے دن کو روزہ کیلئے خاص نہ کرو۔ ہاں اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کا عادی ہو اور وہ جمعہ کے دن آجائے تو (کوئی حرج نہیں)''

اور محمد بن عباد کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے' کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یومِ جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: اِس گھر کے رب کی قسم! ہاں آپ نے منع فرمایا تھا. [البخاری: ۱۹۸۴، مسلم: ۱۱۴۳]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لاَ يَصُوْمُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ) [البخاری: ۱۹۸۵، مسلم: ۱۱۴۴]

''تم میں سے کوئی شخص صرف یومِ جمعہ کا روزہ نہ رکھے، ہاں اگر (اس کے ساتھ) اس سے ایک روز پہلے یا ایک روز بعد کا بھی روزہ رکھے تو (کوئی حرج نہیں)۔''

اور حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ یومِ جمعہ کو ان کے پاس آئے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ انہوں (حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا) نے روزہ رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے کل بھی روزہ رکھا تھا''؟ انہوں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم آنے والی کل کا روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''تب تم ابھی روزہ کھول دو۔'' [البخاری:۱۹۸۶]

یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صرف یومِ جمعہ کا روزہ رکھنا درست نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شخص جمعرات کا روزہ رکھ کر جمعہ کا روزہ بھی رکھ لے، یا جمعہ کا روزہ رکھ کر ہفتہ کا روزہ بھی رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے.

(۲) یومِ جمعہ کو سورۃ الکہف کی تلاوت

جمعہ کے روز یا جمعہ کی رات سورۃ الکہف کی تلاوت کا اہتمام خصوصی طور پر کرنا چاہئے، کیونکہ احادیث مبارکہ میں اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ)

''جس شخص نے جمعہ کی رات سورۃ الکہف کی تلاوت کی ، اس کے سامنے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان مسافت کے برابر نور آ جاتا ہے۔'' [صحیح الجامع:۶۴۷۱]

اور دوسری روایت میں ارشاد فرمایا:

(مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ)

''جو آدمی یومِ جمعہ کو سورۃ الکہف پڑھتا ہے، اس کیلئے اگلے جمعہ تک نور ہی نور ہو جاتا ہے۔''

[صحیح الجامع للألبانی:۶۴۷۰]

(۳) نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود

اسی طرح جمعہ کی رات اور جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنا چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، جیسا کہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کی بعض خصوصیات ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: (... فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ . قَالَ : قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ : بَلِيْتَ ، فَقَالَ : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لہذا تم اس دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا : اے اللہ کے رسول ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ (قبر میں آپ کا جسدِ اطہر) تو بوسیدہ ہو جائے گا ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: بے شک اللہ تعالی نے زمین پر یہ بات حرام کردی ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے ۔'' [ابوداؤد: ۱۰۴۷۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(صَلاۃُ أُمَّتِي تُعْرَضُ عَلَيَّ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ ، فَمَنْ كَانَ أَكْثَرَهُمْ عَلَيَّ صَلاۃً كَانَ أَقْرَبَهُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً) [أخرجه البيهقي : ٣٦٢/٣ برقم : ٦٠٨٩ بسند لا باس بہ]

''میری امت کا درود مجھ پر ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے، پس جو شخص مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا وہ سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا''

اللہ رب العزت نے مومنوں کو اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے اور سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾[الأحزاب:٥٦]

''بے شک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں ۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔''

اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے : اے اللہ کے رسول ! سلام کا طریقہ تو ہمیں اللہ تعالی نے سکھلا دیا ہے، ہم درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یوں کہا کرو:

(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ) [بخاری: ٣٣٧٠]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ) [بخاری: ٣٣٦٩]

سب سے افضل درود یہی درود ہے جو کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھلایا تھا۔ اور درود کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے زیادہ بابرکت الفاظ بھی وہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے سکھلائے کیونکہ آپ ﷺ وحی کے بغیر نہیں بولتے تھے۔

درود بھیجنے کی فضیلت میں کئی احادیث ثابت ہیں۔ یہاں ہم صرف تین احادیث ذکر کرتے ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا)

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔'' [مسلم:۴۰۹]

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيْئَاتٍ ، وَرَفَعَ عَشْرَ دَرَجَاتٍ)

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے، اور اس کے دس درجات بلند کرتا ہے۔'' [صحيح الجامع :۶۳۵۹]

۳۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ عَشْرًا ، وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا ، أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

''جو آدمی صبح کے وقت دس مرتبہ اور شام کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے، اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی'' [صحيح الجامع:۶۳۵۷]

(۴) نمازِ فجر میں (السجدة) اور (الدهر) کی قراءت

یوم جمعہ کو نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں سورتِ فاتحہ کے بعد سورۃ السجدۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدہر کا پڑھنا مسنون ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿ألم تنزيل﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھتے تھے۔ [بخاری:۸۹۱، مسلم:۸۸۰]

(۵) نمازِ جمعہ میں (الأعلى) اور (الغاشية) یا (الجمعة) اور (المنافقون) کی قراءت

یوم جمعہ کو نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورتِ فاتحہ کے بعد سورۃ الاعلی اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیۃ یا پہلی رکعت میں سورۃ الجمعۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کا پڑھنا مسنون ہے، جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں، اور نمازِ جمعہ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے، اور جب ایک دن میں عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تو پھر بھی رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ دونوں نمازوں میں انہی سورتوں کی قراءت کرتے. [مسلم:۸۷۸]

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یوم جمعہ کو نمازِ فجر میں ﴿ألم تنزيل السجدة﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾ پڑھتے، اور نمازِ جمعہ میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون کی قراءت کرتے. [مسلم:۸۷۹]

اور ابن ابی رافع روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ مروان جب مکہ مکرمہ میں گئے تو انہوں نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین مقرر کیا، چنانچہ انہوں نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی، اور پہلی رکعت میں سورۃ الجمعۃ اور دوسری میں سورۃ المنافقون پڑھی، نماز کے بعد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا: آج آپ نے وہ سورتیں پڑھی ہیں جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے۔ تو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کے دن یہی دو سورتیں پڑھتے ہوئے سنا تھا. [مسلم:۸۷۷]

نمازِ جمعہ کیسے پائی جا سکتی ہے؟

نمازِ جمعہ کو پانے کیلئے ضروری ہے کہ نمازی امام کے ساتھ کم از کم آخری رکعت پالے۔ اور اگر وہ آخری رکعت نہیں پاتا، بایں صورت کہ وہ امام کے ساتھ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد شامل ہوتا ہے تو اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو کر صرف دو رکعات نہیں بلکہ ظہر کی چار رکعات پڑھنی ہونگی.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى) [ابن ماجہ:۱۱۲۱۔ وصححه الألبانی]

''جو شخص نمازِ جمعہ کی ایک رکعت (امام کے ساتھ) پالے، وہ اس کے ساتھ ایک اور رکعت کو ملائے۔''

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرِهَا ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ)

''جو آدمی نمازِ جمعہ یا کسی اور نماز کی ایک رکعت (امام کے ساتھ) پالے، تو اس نے نماز (با جماعت کا ثواب) حاصل کر لیا۔'' [النسائی:۵۵۷، ابن ماجہ:۱۱۲۳۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

(إِذَا أَدْرَكْتَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَأَضِفْ إِلَيْهَا أُخْرٰى ، فَإِذَا فَاتَكَ الرُّكُوْعُ فَصَلِّ أَرْبَعًا)

''جب تم جمعہ کی ایک رکعت کو پالو تو اس کے ساتھ ایک اور رکعت کو ملا لینا، اور جب تم سے (دوسری رکعت کا)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع فوت ہو جائے تو تم چار رکعات پڑھنا۔'' [اخرجه ابن ابی شيبة والطبرانی والبیهقی ، وصححه الألبانی فی إرواء الغليل : ۳/ ۸۲]

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

(إِذَا أَدْرَكْتَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَأَضِفْ إِلَيْهَا أُخْرٰى ، وَإِنْ أَدْرَكْتَهُمْ جُلُوْسًا فَصَلِّ أَرْبَعًا)

''جب تمہیں جمعہ کی ایک رکعت مل جائے تو تم اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا لینا، اور جب تم ان کے ساتھ تشہد میں ملو تو تم چار رکعات پڑھ لینا۔'' [اخرجه البیهقی ۔ إرواء الغليل:۳/۸۳]

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کا ثواب پانے کیلئے ضروری ہے کہ کم از کم ایک رکعت امام کے ساتھ ملے۔ اور جس شخص کو ایک رکعت بھی نہیں ملتی اور وہ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد امام کے ساتھ شامل ہوتا ہے تو اس سے نماز جمعہ کا ثواب فوت ہو جاتا ہے اور اس صورت میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے چار رکعات پڑھنی ہونگی.

اللہ تعالی ہم سب کو دین حنیف پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے اور ہمیں دنیا وآخرت میں کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت ایک اٹل حقیقت

اہم عناصرِ خطبہ:

① موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں ② موت کی یاد ③ موت سے غفلت کیوں؟

④ موت کی سختیاں ⑤ نیک اور بد کی موت میں فرق ⑥ موت کی کیفیت کے متعلق حضرت براء رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ⑦ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے

پہلا خطبہ

برادرانِ اسلام! موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں اور یہ وہ قانون الٰہی ہے کہ جس سے نہ انبیاء، نہ اولیاء اور نہ ہی شاہ و گدا مستثنیٰ ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے:

اَلْمَوْتُ قَدْحٌ کُلُّ نَفْسٍ شَارِبُهُ   وَالْقَبْرُ بَابٌ کُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُهُ

موت ہر زندہ پر آتی ہے۔ بڑے پر بھی اور چھوٹے پر بھی۔ مرد پر بھی اور عورت پر بھی۔ نیک پر بھی اور برے پر بھی۔ مالدار پر بھی اور غریب پر بھی ...اور جس پر آتی ہے وہ نہ تو خود اس سے بچ سکتا ہے اور نہ اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے اس کے ورثاء اس کو اس سے بچا سکتے ہیں..... الغرض یہ کہ کسی کو اس سے چھٹکارا نہیں۔ کوئی طاقتور ہو تب بھی اور کوئی کمزور ہو جب بھی، ہر حال میں اسے اس کا ذائقہ چکھنا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں دوٹوک فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ☆ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ [الأنبياء: ۳۴۔۳۵]

''اور آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہیشگی نہیں دی، کیا آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کیلئے زندہ رہیں گے؟ ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

یعنی اے محمد ﷺ! نہ تو آپ سے پہلے کسی انسان کو ہمیشہ کیلئے زندہ رکھا گیا اور نہ ہی آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں، بلکہ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

اور سچ ہے کہ   لَوْ كَانَ فِي الدُّنْيَا بَقَاءٌ   لَمَا مَاتَ خَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اگر دنیا میں کسی کیلئے بقاء ہوتی تو افضل الرسل حضرت محمد ﷺ دنیا سے رخصت نہ ہوتے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلٰى مُوْسٰى علیہ السلام فَلَمَّا جَاءَ هُ صَكَّهُ ، فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ : أَرْسَلْتَنِيْ إِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ ، قَالَ : ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَّهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطّٰى يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ ، قَالَ : أَيْ رَبِّ ، ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : ثُمَّ الْمَوْتُ . قَالَ : فَالْآنَ)

''موت کے فرشتے کو حضرت موسی علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا، چنانچہ وہ جب ان کے پاس آیا تو انھوں نے اسے تھپڑ رسید کر دیا (اور اس کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی۔مسلم) وہ اپنے رب کے پاس واپس لوٹا اور کہا: تو نے مجھے اُس بندے کی طرف بھیجا جو موت کا خواہشمند نہیں۔اللہ تعالی نے (اس کی آنکھ اسے واپس لوٹائی اور) کہا: جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ ایک بیل کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھے، پھر جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں ان میں سے ہر بال کے بدلے اُس کیلئے ایک سال مزید ہے۔تو حضرت موسی علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالی نے فرمایا: پھر موت۔تو انھوں نے کہا: پھر تو موت ابھی منظور ہے۔'' [البخاری:۱۳۳۹،۳۴۰۷، مسلم:۲۳۷۲]

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ موت سے قطعا چھٹکارا نہیں ہے چاہے کوئی کتنی لمبی عمر کیوں نہ پائے۔

حضرات! موت ایسی چیز ہے جو اپنے وقتِ مقررہ پر ہی آتی ہے۔نہ ایک لمحہ پہلے آتی ہے اور نہ ایک لمحہ تاخیر سے آتی ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾[المنافقون:۱۱]

''اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو اسے اللہ تعالی ہرگز مہلت نہیں دیتا۔اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالی بخوبی باخبر ہے۔''

کسی انسان کو نہ موت کا وقت معلوم ہے اور نہ اسے یہ پتہ ہے کہ یہ کہاں آئے گی۔اپنی موت کے مقررہ وقت پر کوئی جس حالت میں ہوگا اور جہاں ہوگا اسے موت آکر رہے گی۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾[لقمان:۳۴]

''کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کچھ کرے گا؟ اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔بے شک اللہ تعالی بہت جاننے والا اور نہایت باخبر ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ اسے موت کہاں آئے گی؟ گھر میں یا گھر سے باہر؟ اپنے وطن میں یا دیارِ غیر میں؟ جوانی میں یا بڑھاپے میں؟ اپنی آرزوؤں اور خواہشات کی تکمیل کے بعد یا پہلے؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں۔

فرمایا: ﴿أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾[النساء:۷۸]

''تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمھیں آ پکڑے گی، گو تم مضبوط قلعوں میں ہو۔''

اور موت سے کوئی شخص راہِ فرار اختیار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾[الجمعة:۸]

''کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ تمھیں پہنچ کر رہے گی۔ پھر تم سب اس ذات کی طرف لوٹا دئے جاؤ گے جو ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اور وہ تمھیں تمھارے کئے ہوئے تمام کاموں کے متعلق خبردار کرے گا۔''

عزیزان گرامی! جو آیات ہم نے اب تک ذکر کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔ اور یہ اپنے اس مقررہ وقت پر ہی آتی ہے جس کا کسی کو علم نہیں۔ اور ہر حال میں آ کر رہتی ہے چاہے کوئی اسے پسند کرے یا نہ کرے۔ لہذا ہر انسان کو موت سے پہلے کا وقت غنیمت تصور کرنا چاہئے اور اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہی لگانا چاہئے تاکہ جب اس کی موت آئے تو اس کا پروردگار اس سے راضی ہو۔ ورنہ اگر انسان اپنی زندگی مستی اور عیش پرستی میں گذار دے اور اس دوران اس دھوکے میں پڑا رہے کہ ابھی نیکی اور توبہ کرنے کو بہت وقت پڑا ہے اور پھر اسی حالت میں اس کی موت آ جائے تو اس سے بڑھ کر سیاہ بختی اور محرومیٔ قسمت اور کیا ہو گی؟

ارشاد باری ہے: ﴿وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ﴾[المنافقون:۱۰]

''اور جو کچھ ہم نے تمھیں دے رکھا ہے اس میں سے موت کے آنے سے پہلے (ہماری راہ میں) خرچ کر لو۔ (ورنہ جب موت آ جائے گی تو وہ کفِ افسوس ملتے ہوئے) کہے گا: اے میرے رب! مجھے تو نے تھوڑی دیر کیلئے مہلت کیوں نہ دی کہ میں اس میں صدقہ کر لیتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔''

گویا موت کے وقت نیکی کرنے کی خواہش اور نیک لوگوں میں سے ہو جانے کی تمنا کسی کام نہیں آئے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے وہ وقت آنے سے پہلے ہی انسان کو نیکی اور توبہ کر لینی چاہئے۔

موت کی یاد

برادرانِ اسلام! موت کو ہر دم یاد رکھنا چاہئے اور کبھی اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اور ہر انسان کو اپنے ان رشتہ داروں اور دوستوں کے متعلق سوچنا چاہئے کہ جو کل تک دنیا میں اس کے ساتھ تھے اور آج مٹی کے ڈھیر تلے دب چکے ہیں۔ بڑی حیرت ہوتی ہے اس شخص پر جو اپنے کندھوں پر کئی جنازے اٹھا چکا ہو، اپنے ہاتھوں کئی فوت شدگان کو دفن کر چکا ہو، اپنی آنکھوں سے قبرستان کے کئی خوفناک مناظر دیکھ چکا ہو، اپنے کانوں سے کئی لوگوں کی اچانک موت کے واقعات سن چکا ہو اور پھر بھی اپنی موت سے غافل ہو!

امام ابن قدامہ نے موت کی یاد کے حوالے سے لوگوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے:

ایک وہ انسان ہے جو کہ دنیاوی کاموں میں بری طرح مشغول رہتا ہے اور دنیا کی طلب میں دن رات ایک کر دیتا ہے۔ ایسا شخص موت سے غافل رہتا ہے اور اگر کبھی اسے موت یاد بھی آتی ہے تو وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔

دوسرا وہ انسان ہے جو کہ موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کرتا ہے اور موت کو یاد کر کے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے وہ کثرت سے توبہ کرتا رہتا ہے۔ ایسا شخص موت سے محبت کرنے والا ہوتا ہے اور اگر اس کے دل میں کبھی موت کو ناپسند کرنے کا خیال آتا بھی ہے تو وہ محض اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو گناہ گار تصور کرتا ہے اور مزید نیکیاں کمانے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اور اس کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ اس کی موت اس حالت میں آئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو۔ تو اس تمنا کے پورا ہونے تک اگر وہ موت کو ناپسند کرتا ہو تو اور بات ہے ورنہ عام حالات میں موت اسے پسند ہی ہوتی ہے۔

اور تیسرا انسان وہ ہے جو کہ موت کو ہر دم یاد رکھتا ہے اور کسی بھی لمحے اس سے غافل نہیں ہوتا۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے جلد ملاقات کرنے کا متمنی ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا کی پریشانیوں سے نجات پا کر جلد از جلد نعمتوں والے گھر میں جا پہنچے۔

ان تینوں میں سے سب سے بہتر شخص تیسرا ہے، اس کے بعد دوسرا اور سب سے بدتر انسان پہلا ہے جو کہ موت سے مکمل طور پر غافل رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(أَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ : اَلْمَوْتَ ، فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ أَحَدٌ فِيْ ضَيْقٍ مِنَ الْعَيْشِ إِلَّا وَسَّعَهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ)[شعب الإيمان ،صحيح ابن حبان۔ صحيح الجامع للألباني:١٢١١]
’’لذتوں کو ختم کردینے والی چیز یعنی موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کیا کرو، کیونکہ جو شخص بھی اسے تنگ حالی میں یاد کرتا ہے اللہ تعالی اسے خوشحال بنادیتا ہے۔‘‘

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک انصاری آیا، اس نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا، پھر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مومنوں میں سب سے افضل کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (أَحْسَنُهُمْ أَخْلَاقًا) ’’ان میں جو سب سے اچھے اخلاق والا ہو۔‘‘

اس نے پھر پوچھا: مومنوں میں سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا ، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا ، أُولٰئِكَ الْأَكْيَاسُ)

’’ان میں جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا ہو اور جو موت کے بعد آنے والے مراحل کیلئے سب سے زیادہ تیاری کرنے والا ہو وہی زیادہ عقلمند ہے۔‘‘ [ابن ماجہ:٤٢٥٩۔ وصححه الألباني]

الدقاق کا کہنا ہے کہ جو شخص موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اس کا تین طرح سے اکرام کیا جاتا ہے: ایک یہ کہ اسے جلدی توبہ کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ جتنا ملتا ہے اسے اتنے پر قناعت نصیب ہوتی ہے۔ اور تیسرا یہ کہ اسے عبادت میں لذت اور نشاط محسوس ہوتی ہے۔ اور جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے اسے تین طرح سے سزا دی جاتی ہے: ایک یہ کہ اسے جلدی توبہ کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ دوسرا یہ کہ جتنا آتا ہے اس پر قناعت نصیب نہیں ہوتی۔ اور تیسرا یہ کہ عبادت میں سستی اور بے دلی محسوس ہوتی ہے۔

اور اللہ رب العزت کے اس فرمان ﴿ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً ﴾ [الملك:٢] ’’(اللہ وہ ہے) جس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ تمھیں آزما سکے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون زیادہ اچھا ہے۔‘‘

کے متعلق السدی کا کہنا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم میں کون زیادہ موت کو یاد کرنے والا، اس کی تیاری کرنے والا اور اس سے ڈرنے والا ہے۔

جو چیز موت اور آخرت کی یاد دلاتی ہے اور دنیا سے بے رغبت کردیتی ہے وہ ہے قبرستان کی زیارت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر گئے تو آپ خود بھی روئے اور جو آپ کے ساتھ تھے آپ نے انھیں بھی رلایا۔ پھر فرمایا: (اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّیْ فِیْ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِیْ ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِيْ أَنْ أَزُوْرَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِيْ ، فَزُوْرُوْا الْقُبُوْرَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ)

''میں نے اپنے رب سے والدہ کیلئے استغفار کی اجازت طلب کی لیکن مجھے اجازت نہیں ملی ۔ پھر میں نے والدہ کی قبر پر آنے کی اجازت طلب کی تو اجازت مل گئی ۔ لہٰذا تم قبرستان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ (قبریں) موت کی یاد دلاتی ہیں ۔'' [مسلم ۔ الجنائز باب استئذان النبی ﷺ ربه عز وجل فی زیارة قبر أمه ۹۷۶]

اس لئے انسان کو گاہے بگاہے قبرستان میں ضرور جانا چاہئے تاکہ اسے عبرت حاصل ہو اور وہ اپنے انجام کو یاد کر کے راہِ راست پر آ جائے ۔ یا اگر وہ پہلے ہی راہِ راست پر چل رہا ہے تو موت کو یاد کر کے استقامت کے ساتھ اسی راہِ راست پر چلتا رہے ۔

پتھر دلوں کا علاج

پتھر دل لوگ اگر اپنے دل نرم کرنا چاہتے ہوں تو ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ :

۱۔ جن گناہوں میں منہمک ہوں انہیں فوراً چھوڑ دیں اور دینی مجلسوں میں حاضر ہوں ۔

۲۔ موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کیا کریں ۔ وہ موت جو لذتوں کو ختم کر دیتی ہے، پیاروں سے جدا کر دیتی ہے اور بچوں کو یتیم بنا دیتی ہے ۔

۳۔ جن لوگوں کی موت کا وقت قریب ہو اور وہ سکراتِ موت میں مبتلا ہوں ان کے پاس بیٹھیں ۔ اس سے بھی پتھر دل نرم ہو جاتے ہیں ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِيْ الْعِجْلِ ، فَلَمْ يُلْقِ الْأَلْوَاحَ ، فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا ، أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ)

''کسی خبر کا سننا اس کو دیکھنے کی مانند نہیں ہوتا ۔ اسی لئے جب اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو ان کی قوم کے بارے میں خبر دی کہ اس نے بچھڑے کو معبود بنا لیا ہے تو انہوں نے اپنی تختیاں نہ پھینکیں ، لیکن جب انہوں نے جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو (غصے سے) تختیاں پھینک دیں جس سے وہ ٹوٹ گئیں ۔''

[مسند احمد ج ٤ ص ٢٦٠ : ٢٤٤٧ ، ابن حبان : ٦٢١٣ ۔ وهو حديث صحيح]

یعنی جن لوگوں کی موت کا وقت قریب ہو انہیں دیکھنا ، قبروں پر جانا اور میت کو غسل دینے ، کفن پہنانے اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد اس کی تدفین کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا ، محض خبریں سننے کی بہ نسبت زیادہ مؤثر اور عبرتناک ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت سے غفلت کیوں ؟

موت اور موت کے بعد آنے والے تمام مراحل کٹھن اور انتہائی خوفناک ہیں ۔ اس لئے سچا مومن جب بھی موت اور قبر کا تصور اپنے ذہن میں لاتا ہے تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ اس کے خوف سے کانپ اٹھتا ہے ۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے ایک انسان کو پر خطر سفر طے کرنا ہو تو وہ سفر شروع کرنے سے پہلے ہر وقت اس کے متعلق سوچ وبچار میں پڑا رہتا ہے اور ہر ممکن حد تک اس کے خطرات کو کم کرنے کی تگ ودو میں لگا رہتا ہے ۔ بالکل اسی طرح آخرت کا سفر ہے جس کا آغاز موت سے ہوتا ہے اور اس کی پہلی منزل قبر ہے ۔۔ جی ہاں ! ایک تنگ وتاریک کوٹھڑی کہ جہاں کوئی دوست کام آئے گا نہ رشتہ دار ساتھ دیں گے ...

کہا احباب نے ہر دفن کے وقت ۔۔۔ اب ہم وہاں کا کیا حال جانیں
لحد تک آپ کی تعظیم کر دی ۔۔۔ آگے آپ کے نامہ اعمال جانیں

پھر اس کے بعد آنے والی تمام منزلیں اس سے بھی زیادہ سنگین ...تو ایسے پر خطر سفر سے آخر ہم لوگ کیوں غافل ہیں ؟ موت کا تصور ہمیں کیوں نہیں جھنجھوڑتا ؟ موت کو یاد کرکے ہم خوابِ غفلت سے کیوں بیدار نہیں ہوتے ؟ بظاہر اس کے دو اسباب ہیں :

ایک دنیا کی محبت اور دوسرا جہالت ۔

چنانچہ دنیا کی محبت اور اس کی لذتوں اور شہوتوں میں ہم اس قدر غرق ہو چکے ہیں کہ کبھی اس بارے میں سوچا ہی نہیں کہ جس طرح ہمارے باپ دادا اس دنیا کو چھوڑ کر چلے گئے اسی طرح ہمیں بھی اسے الوداع کہنا ہے ۔ لیکن صد افسوس ! ہمارے سامنے ہر وقت دنیاوی خواہشات کی ایک لمبی چوڑی فہرست رہتی ہے جس کو پورا کرنا ہمارا مقصدِ حیات ہوتا ہے ۔ اور جب تک ان میں سے چند خواہشات پوری ہوتی ہیں تب تک زندگی کا بڑا حصہ گذر چکا ہوتا ہے اور مزید خواہشات جنم لے چکی ہوتی ہیں ۔ اور ابھی بہت ساری خواہشات نامکمل ہوتی ہیں کہ فرشتۂ اجل دروازے پر آ پہنچتا ہے ۔ تب سوائے پچھتاوے اور افسوس کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا ۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اثْنَتَیْنِ : فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا ، وَطُوْلِ الْأَمَلِ)[بخاری: ٦٤٢٠]

'' دو چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں عمر رسیدہ انسان کا دل ہمیشہ جوان رہتا ہے : دنیا سے محبت اور لمبی لمبی امیدیں ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(يَكْبُرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبُرُ مَعَهُ اثْنَانِ : حُبُّ الْمَالِ ، وَطُولُ الْعُمُرِ)[بخاری:٦٤٢١]

''ابن آدم جیسے جیسے بڑا ہوتا ہے اس کے ساتھ دو چیزیں بھی بڑی ہوتی رہتی ہیں: مال کی محبت اور لمبی زندگی کی خواہش۔''

حالانکہ ابن آدم ذرا سا سوچے تو اسے یقین ہو جائے کہ اس کی موت نے تو اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع لکیر کھینچی، پھر اس کے عین درمیان میں ایک اور لکیر کھینچی جو ایک جانب سے باہر کو جا رہی تھی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان والی لکیر کی دونوں جانب چھوٹی چھوٹی اور لکیریں کھینچیں۔ پھر ارشاد فرمایا:

(هٰذَا الْإِنْسَانُ ، وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ ، وَهٰذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ : أَمَلُهُ ، وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ : اَلْأَعْرَاضُ ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا ، وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا)[بخاری: ٦٤١٧]

''یہ (درمیان والی لکیر) انسان ہے اور یہ (مربع لکیر) اس کی موت ہے جس نے اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اور یہ جو لکیر باہر کو نکل رہی ہے یہ اس کی امیدیں ہیں۔ اور یہ جو درمیان والی لکیر کی دونوں جانب چھوٹی چھوٹی لکیریں ہیں یہ اس کو پیش آنے والی غیر دائمی پریشانیاں ہیں۔ اگر وہ اس (پریشانی) سے بچ جائے تو یہ اسے آدبوچتی ہے اور اگر وہ اس سے بچ جائے تو ایک اور پریشانی اسے آلیتی ہے۔''

لہٰذا موت سے غافل ہونے کی بجائے ہمیشہ موت کو یاد رکھنا چاہئے اور دنیا میں یوں رہنا چاہئے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا:

(كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)

''دنیا میں ایک اجنبی یا ایک مسافر کی طرح رہو۔'' اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

(إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ)[بخاری ـ الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (كن فی الدنیا كأنك غريب ...):٦٤١٦]

''جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار مت کرو۔ اور تندرستی کی حالت میں اتنا عمل کرلو کہ جو بیماری کی حالت میں بھی کافی ہو جائے۔ اور اپنی زندگی میں اس قدر نیکیاں کمالو کہ جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت کے بعد بھی تمہارے لئے نفع بخش ہوں۔''

مسند احمد وغیرہ میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

(کُنْ فِیْ الدُّنْیَا کَأَنَّکَ غَرِیْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ،وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ)[الصحیحة للألبانی: ۱۱۵۷] ''دنیا میں ایک اجنبی یا ایک مسافر کی طرح رہو اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔''

ایک اور روایت میں یوں ارشاد فرمایا: (یَا ابْنَ آدَمَ ! اِعْمَلْ کَأَنَّکَ تَرَ اللّٰهَ ، وَعُدَّ نَفْسَکَ مَعَ الْمَوْتٰی ، وَإِیَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ)[المرجع السابق]

''اے ابن آدم! تم عمل یوں کرو کہ جیسے تم اللہ تعالی کو دیکھ رہے ہو۔ اور اپنے آپ کو فوت شدگان میں شمار کرو۔ اور مظلوم کی بددعا سے بچو۔''

جہاں تک موت سے غفلت کا دوسرا سبب (یعنی جہالت) کا تعلق ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ بہت سارے لوگ اپنی جوانی سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ موت جوانی میں نہیں بڑھاپے میں آتی ہے۔ اور یہی سمجھ کر وہ موت سے غافل ہو جاتے ہیں حالانکہ اگر وہ اپنے محلے میں بوڑھے لوگوں کی گنتی کریں تو شاید وہ دس سے بھی کم ہوں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زیادہ تر لوگ بڑھاپے تک پہنچنے سے پہلے ہی وفات پا جاتے ہیں.

جبکہ کئی لوگ اپنی تندرستی سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ موت تو بیماری کی حالت میں آتی ہے حالانکہ اگر وہ اپنے آس پاس رہنے والے لوگوں کا جائزہ لیں تو انھیں معلوم ہوگا کہ کتنے لوگ صحتمند ہونے کے باوجود اچانک اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ تو کیا ان جیسی اچانک موت ان پر نہیں آسکتی؟

موت کی سختیاں

اللہ تعالی نے موت کی سختیوں کا ذکر چار آیاتِ قرآنیہ میں کیا ہے:

۱۔ ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾[ق:۱۹] ''موت کی سختی حق کے ساتھ آچکی۔''

۲۔ ﴿وَلَوْتَرٰی إِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ﴾[الأنعام:۹۳]

''اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے''

۳۔ ﴿فَلَوْ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ﴾[الواقعة:۸۳] ''پس جبکہ روح نرخرے تک پہنچ جائے۔''

۴۔ ﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ﴾[القیامة:۲۶] ''ہرگز نہیں، جب روح ہنسلی تک پہنچ جائے گی۔''

جس وقت انسان پر موت آتی ہے وہ لمحہ آسان نہیں بلکہ انتہائی مشکل اور زندگی کا سب سے سخت لمحہ ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس کی سب سے بڑی دلیل رسول اللہ ﷺ کی موت ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ (کی وفات کے وقت) آپ کے سامنے پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا ، آپ پانی میں اپنے ہاتھ داخل کرتے اور اپنے چہرے پر پھیرتے ہوئے فرماتے: (لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ لَسَكَرَاتٍ) ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ، یقیناً موت کی سختیاں ہوتی ہیں'' پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو اوپر اٹھایا اور فرمانے لگے : (فِيْ الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى) یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی اور آپ کے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے۔ [بخاری : ۴۴۴۹]

یہ حالت تھی رسول اللہ ﷺ کی حالانکہ آپ تو انسانوں میں سب سے افضل انسان اور انبیاء علیہم السلام میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔لہذا ذرا سوچئے تو سہی کہ موت کے وقت میری اور آپ کی کیا حالت ہوگی ! اگر پیغمبروں کے سردار حضرت محمد ﷺ کو بھی موت کی سختیوں کا احساس ہو رہا تھا تو کوئی اور انسان موت کی ان سختیوں سے کیونکر بچ سکتا ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ:

(مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ، فَلاَ أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ)

جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو (آپ کا سر مبارک) میری ٹھوڑی اور ہنسلی کے درمیان تھا ۔[ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میری گردن اور میرے سینے کے درمیان تھا] اور جب سے میں نے آپ کی موت کو دیکھا ہے اس کے بعد میں کسی کی موت کی سختی کو ناپسند نہیں کرتی ۔[بخاری : ۴۴۴۶]

یعنی آپ ﷺ کی موت کی سختی کو دیکھ کر مجھے اب کسی اور کی موت کی سختی پر کوئی تعجب نہیں ہوتا ۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی امت میں سب سے اونچا مرتبہ آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تابعین ؒ کا ہے۔تو آیئے ذرا دیکھیں کہ موت کے وقت ان صلحاءِ امت کے احساسات کیا تھے :

① حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ پر موت کی گھڑی آئی تو کہنے لگے : کیا کوئی ہے جو اس گھڑی کیلئے عملِ صالح کرلے ؟ کیا کوئی ہے جو اس دن کیلئے کچھ کمالے ؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ان کی بیوی نے کہا: آپ تو صحابیٔ رسول ہیں ، آپ کیوں روتے ہیں ؟ انھوں نے کہا : میں کیوں نہ رووں جبکہ مجھے کچھ پتہ نہیں کہ میرے کس گناہ پر میری پکڑ ہو جائے !

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت رونا شروع کر دیا تو کسی نے پوچھا : کیوں روتے ہیں ؟ تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دنیا کو چھوڑنے کے غم میں نہیں رو رہا بلکہ اس لئے رو رہا ہوں کہ ابھی میں ایک لمبے سفر پر روانہ ہونے والا ہوں اور میرا سفر خرچ بہت کم ہے۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں!

③ حضرت عطاء السلمیؒ کی موت کا وقت قریب آیا تو ان سے کسی نے پوچھا: آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ تو کہنے لگے: موت میری گردن میں ہے، قبر میرے سامنے ہے، روزِ قیامت مجھے اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور پھر پل صراط سے گذرنا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ان تمام مراحل میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا! یہ کہہ کر انھوں نے رونا شروع کر دیا اور اتنے روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب افاقہ ہوا تو دعا کرتے ہوئے کہنے لگے: اے اللہ! تو میرے حال پر رحم فرما اور قبر میں آسانی فرما اور موت کا لمحہ آسان کر دے۔

④ حضرت محمد بن المنکدرؒ نے موت کے وقت رونا شروع کیا تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: میں اپنے کسی گناہ پر نہیں رو رہا بلکہ اس لئے رو رہا ہوں کہ میں نے کہیں کوئی کام ہلکا سمجھ کر نہ کر لیا ہو اور وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا ہو۔

⑤ حضرت سفیان الثوریؒ نے موت کی گھڑی میں کہا: موت کی سختی سے زیادہ سخت موقعہ مجھ پر کبھی نہیں آیا اور مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اس سخت مرحلے میں مجھ پر مزید سختی نہ کی جائے۔

عزیزان گرامی! اب وقت آ چکا کہ غفلت کی نیند میں سویا ہوا انسان بیدار ہو جائے اور موت کے کڑوے گھونٹ کو پینے کا وقت آنے سے پہلے ..... سانس اور حرکاتِ قلب بند ہو جانے سے پہلے ...... اور قبر کا سفر شروع کرنے سے پہلے غافل اپنی غفلت سے خبردار ہو جائے۔

جب موت نے انبیاء ورسل علیہم السلام اور اولیاء و متقین کو معاف نہیں کیا تو ہم کون ہیں کہ موت کو یاد نہیں کرتے؟ اور اس کی تیاری نہیں کرتے؟

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ☆ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ﴾ [ص: ٦٧۔٦٨]

''کہہ دیجئے! وہ بہت بڑی خبر ہے جس سے تم اعراض کرتے ہو۔''

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''مجھے تین باتوں نے ہنسایا ہے اور تین باتوں نے رونے پر مجبور کیا ہے۔ جن تین باتوں نے مجھے ہنسایا ہے وہ ہیں: دنیا کو طلب کرنے والا انسان جبکہ وہ خود موت کو مطلوب ہے۔ اور ایک غافل انسان جبکہ اللہ تعالی اور فرشتے اس سے غافل نہیں۔ اور ایسا انسان جو منہ بھر کر ہنستا ہے اور اسے یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اس نے اس طرح اللہ تعالی کو راضی کیا ہے یا ناراض؟ اور جن تین باتوں نے مجھے رونے پر مجبور کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ ہیں: اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی جدائی۔ اور موت کی سختیوں کے وقت قریب المرگ انسان کا شدید خوف۔ اور اس دن اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہونا جب ہر خفیہ چیز ظاہر ہو جائے گی اور انسان کو کچھ پتہ نہ ہوگا کہ اس کا ٹھکانا جنت ہے یا جہنم؟''

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''کیا میں تمھیں ان دو دنوں اور ان دو راتوں کے متعلق نہ بتاؤں کہ ان جیسے دن اور رات کبھی کسی نے نہیں دیکھے؟ دو دنوں میں سے پہلا دن وہ ہے جب تمھارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے ایک فرشتہ اس کی رضا یا اس کی ناراضگی کو لے کر آئے گا۔ اور دوسرا دن وہ ہے جب تمھیں اللہ تعالی کے سامنے پیش کیا جائے گا، پھر تمھیں تمھارا نامہ اعمال تمھارے دائیں ہاتھ میں یا تمھارے بائیں ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا۔ اور دو راتوں میں سے پہلی رات وہ ہے جو کہ میت کو قبر میں گذارنی ہے اور دوسری رات وہ ہے جس کی صبح کو قیامت قائم ہوگی۔''

نیک اور بد کی موت میں فرق

جس طرح نیک اور بد کی زندگی ور اللہ کے فرمانبردار اور اس کے نافرمان کی زندگی ایک جیسی نہیں ہوتی اسی طرح ان دونوں کی موت بھی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُم وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ [الجاثية:۲۱]

''کیا برے کام کرنے والوں کا یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے؟ کیا ان کا مرنا جینا ایک جیسا ہوگا؟ برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں۔''

یعنی اگر ان مجرموں کا یہ خیال ہے کہ ان کا اور ایمان والوں اور عمل صالح کرنے والوں کا مرنا جینا ایک جیسا ہوگا تو یقینی طور پر ان کا یہ خیال برا ہے، کیونکہ ان کی موت وحیات میں بہت فرق ہے ... اور یہ فرق کیا ہے؟ اس بارے میں متعدد قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ موجود ہیں۔ ان میں سے چند ایک آپ بھی سماعت فرمالیں:

نیک اور صالح انسان کی موت کی کیفیت کو اللہ تعالی یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ☆ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ☆ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ☆ وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾ [الفجر: ۲۷۔۳۰]

''اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس طرح کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش۔ پھر میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔‘‘
یہ عظیم خوشخبری مومن کو اس کی موت کے وقت دی جاتی ہے۔ گویا اس کی موت آسان ہوتی ہے اور اس حالت میں اس پر آتی ہے کہ جب وہ اللہ سے اور اللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ کے نافرمان کی موت اس حالت میں آتی ہے کہ فرشتۂ موت اسے موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی خبر سناتا ہے اور اس کی روح کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے: تو اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف چلی جا۔

برے اور نافرمان انسان کی موت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلاَئِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴾ [الأنعام: ۹۳]

’’اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا کر انہیں کہہ رہے ہوتے ہیں: اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی کیونکہ تم اللہ پر جھوٹ بولتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔‘‘

اس آیت میں غور فرمائیں کہ ظالم کی موت کتنی بری اور کس قدر سخت ہوتی ہے کہ فرشتے اس کی جان نکالنے پر تیار نہیں! وہ اسی کو حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی جان خود نکالو! اور موت کے وقت ہی اسے عذابِ الٰہی کی دھمکی سنا دیتے ہیں!

اور کافر کی موت کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے یوں کھینچا ہے:

﴿فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴾ [محمد: ۲۷]

’’پس ان کی کیسی (درگت) ہوگی جبکہ فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہوئے ان کے چہروں اور ان کی سرینوں پر ماریں گے۔‘‘

جبکہ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبرداروں اور نافرمانوں کی موت کے فرق کو یوں واضح کیا ہے:

سب سے پہلے نافرمانوں کی موت کی متعلق فرمایا:

﴿الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِن سُوءٍ بَلَى إِنَّ اللّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ☆ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ﴾ [النحل: ۲۸-۲۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ جو (نافرمانی کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں فرشتے جب ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو وہ نیاز مندی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے۔ (تو ان سے کہا جاتا ہے) کیوں نہیں! اللہ تمھارے عملوں کو خوب جاننے والا ہے۔ لہذا تم ہمیشہ کیلئے جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، پس کیا ہی برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا!''

اس کے بعد اللہ تعالی اپنے فرمانبردار اور نیک لوگوں کی موت کا تذکرہ یوں فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [النحل:۳۲]

''وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں فرشتے انہیں کہتے ہیں: تمھارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے، جاؤ جنت میں چلے جاؤ اپنے ان اعمال کے سبب جو تم کرتے تھے۔''

ان آیات سے ثابت ہوا کہ نیک لوگوں کو ان کی موت کے وقت فرشتے سلامتی اور جنت کی عظیم خوشخبری سناتے ہیں جبکہ نافرمانوں کو اللہ تعالی کی ناراضگی اور اس کے غضب کی سخت وعید سناتے ہیں۔ یہی بنیادی فرق ہے نیک اور بد کی موت میں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فرشتے حاضر ہوتے ہیں، پھر اگر مرنے والا نیک ہو تو وہ کہتے ہیں: اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی نکل، تُو قابلِ ستائش حالت میں نکل اور تجھے آرام اور عمدہ روزی کی خوشخبری ہو اور اس بات کی کہ اللہ تجھ پر راضی ہے۔ فرشتے یہ باتیں بار بار اسے کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کی روح نکل جاتی ہے۔ پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو پوچھا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ تو کہا جاتا ہے: اس پاک روح کو خوش آمدید جو پاک جسم میں تھی، تم قابلِ ستائش حالت میں اندر آ جاؤ۔ اور تمھیں آرام اور عمدہ روزی کی خوشخبری ہو اور اس بات کی کہ اللہ تم پر راضی ہے۔ فرشتے اسے بار بار یہ خوشخبریاں سناتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس آسمان پر پہنچ جاتی ہے جہاں اللہ تعالی ہے (یعنی علیین میں۔)

اور اگر مرنے والا برا ہو تو فرشتہ کہتا ہے: اے وہ ناپاک روح جو ناپاک جسم میں تھی نکل، تُو قابلِ مذمت حالت میں نکل۔ اور تجھے جہنم اور پیپ اور طرح طرح کے عذاب کی خوشخبری ہو، پھر اس سے یہ بات بار بار کہی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی روح نکل جاتی ہے، پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کیلئے جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان کا دروازہ کھلوایا جاتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے: اس ناپاک روح کو کوئی خوش آمدید نہیں جو ناپاک جسم میں تھی، تم قابلِ مذمت حالت میں واپس پلٹ جاؤ اور تمھارے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جا سکتے۔ پھر اسے واپس بھیج دیا جاتا ہے اور پھر وہ قبر میں آجاتی ہے۔'' [ابن ماجہ: ۴۲۶۲۔ وصححہ الألبانی]

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ)

''جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہو اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہو اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے تو اسے تو ہم سب ناپسند کرتے ہیں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَيْسَ كَذٰلِكَ ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ ، وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حَضَرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ ، فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ) [بخاری: ۶۵۰۷، مسلم: ۲۶۸۴]

''نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کی رضا کی خوشخبری دی جاتی ہے اور اسے یہ بتایا جاتا ہے کہ اللہ تعالی انتہائی کریم ہے۔ اس لئے اسے اللہ تعالی کی ملاقات کے سوا کوئی اور چیز زیادہ محبوب نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کی ناراضگی اور اس کے عذاب کی خوشخبری دی جاتی ہے، اس لئے اسے اللہ تعالی کی ملاقات کے سوا کوئی اور چیز زیادہ ناپسندیدہ نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔''

موت کی کیفیت کے متعلق حضرت براء رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کا جنازہ لے کر نکلے، ہم قبرستان میں پہنچے تو ابھی اس کیلئے لحد تیار نہیں کی گئی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد یوں پرسکون ہو کر بیٹھ گئے جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین میں کچھ کرید رہے تھے۔ اِس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آسمان کی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے اور کبھی زمین پر دیکھتے ۔آپ ﷺ نے تین بار اوپر نیچے دیکھا ، پھر فرمانے لگے :''تم عذابِ قبر سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کیا کرو۔'' آپ ﷺ نے تین بار فرمایا ، پھر آپ ﷺ نے تین بار یہ دعا کی :

(اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)''اے اللہ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک بندۂ مومن جب دنیا سے منقطع ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو آسمان سے سفید چہرے والے فرشتے اس کی طرف نازل ہوتے ہیں ۔اُن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ان کے ساتھ جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے ایک خوشبو ہوتی ہے۔وہ اس سے حدِ نگاہ تک دور بیٹھ جاتے ہیں ۔پھر ملک الموت (علیہ السلام) آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا ہے :اے پاک روح! تو اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف نکل ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کی روح یوں نکلتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کا ایک قطرہ بہہ نکلتا ہے۔ پھر وہ (فرشتہ) اسے وصول کر لیتا ہے ۔[ایک روایت میں ہے کہ جب اس کی روح نکلتی ہے تو زمین و آسمان کے درمیان اور اسی طرح آسمان پر جتنے فرشتے ہوتے ہیں سب اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں ،آسمان کے دروازے اس کیلئے کھول دئے جاتے ہیں اور ہر دروازے پر متعین فرشتے اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ان کے راستے سے اوپر لے جایا جائے] پھر جب ملک الموت اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے تو وہ فرشتے جو اس کیلئے جنت سے کفن اور خوشبو لے کر آتے ہیں اور دور بیٹھے ہوتے ہیں وہ پلک جھپکتے ہی اس کے پاس آجاتے ہیں اور ملک الموت سے اس کی روح کو لے لیتے ہیں اور اسے جنت کے کفن اور خوشبو میں لپیٹ دیتے ہیں۔یہی معنی ہے اللہ کے اس فرمان کا :﴿تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ﴾[الأنعام :٦١] یعنی ''اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔''

اور اس کی روح سے زمین پر پائی جانے والی سب سے اچھی کستوری کی خوشبو پھوٹ نکلتی ہے .

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ اسے لے کر(آسمان کی طرف) اوپر جاتے ہیں اور وہ جتنے فرشتوں کے پاس سے گذرتے ہیں سب کہتے ہیں : یہ کتنی پاکیزہ روح ہے ! تو وہ جواب دیتے ہیں : یہ فلاں بن فلاں ہے۔وہ اسے سب سے اچھے نام کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جس کے ساتھ وہ اس کا دنیا میں تذکرہ کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اسے لے کر آسمانِ دنیا (پہلے آسمان) پر پہنچ جاتے ہیں ۔ فرشتے اس کیلئے دروازہ کھلواتے ہیں ، چنانچہ ان کیلئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے ۔ پھر ہر آسمان پر اللہ کے سب سے مقرب فرشتے اسے الوداع کہنے کیلئے دوسرے آسمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک اس کے ساتھ جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے ساتویں آسمان تک لے جاتے ہیں ۔ تو اللہ تعالی فرماتا ہے: میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھ دو:

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ☆ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ☆ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ﴾ [المطففین:۱۹۔۲۱]

یعنی ''تجھے کیا پتہ کہ علیین کیا ہے! وہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے، مقرب فرشتے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔''

لہذا اس کی کتاب علیین میں لکھ دی جاتی ہے ۔ پھر کہا جاتا ہے: اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے انھیں اسی سے پیدا کیا ہے، میں انھیں اسی میں لوٹاؤں گا اور ایک بار پھر انھیں اسی سے اٹھاؤں گا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک کافر بندہ (ایک روایت میں فاجر کا لفظ ہے) جب دنیا سے منقطع ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو آسمان سے سخت دل اور مضبوط اور سیاہ چہروں والے فرشتے اس کی طرف نازل ہوتے ہیں ۔ ان کے ساتھ جہنم کا ایک ٹاٹ ہوتا ہے ۔ وہ اس سے حد نگاہ تک دور بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (علیہ السلام) آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا ہے: اے ناپاک روح! تو اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کی طرف نکل ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں ادھر ادھر جاتی ہے تو ملک الموت اسے یوں کھینچتا ہے جیسے گوشت بھوننے والی سیخ کو تر اُون سے کھینچا جائے ۔ اس سے اس کی رگیں اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں ۔ پھر زمین و آسمان کے درمیان اور اسی طرح آسمان پر جتنے فرشتے ہوتے ہیں سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں ۔ اور آسمان کے دروازے اس کیلئے بند کر دئے جاتے ہیں ۔ اور ہر دروازے پر متعین فرشتے اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ان کے راستے سے اوپر نہ لے جایا جائے ۔ پھر جب ملک الموت اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے تو وہ فرشتے جو اس کیلئے جہنم سے ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور دور بیٹھے ہوتے ہیں وہ پلک جھپکتے ہی اس کے پاس آ جاتے ہیں اور ملک الموت سے اس کی روح کو لے لیتے ہیں اور اسے اس ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں ۔ اس کی روح سے زمین پر پائی جانے والے کسی مردہ جانور کی سب سے گندی بد بو پھوٹ نکلتی ہے ۔ پھر وہ اسے لے کر (آسمان کی طرف) اوپر جاتے ہیں اور وہ جتنے فرشتوں کے پاس سے گذرتے ہیں وہ سب کہتے ہیں: یہ کتنی ناپاک روح ہے! تو وہ جواب دیتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں ہے ۔ وہ اسے سب سے برے نام کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جس کے ساتھ دنیا میں اس کا تذکرہ کیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ اسے لے کر آسمانِ دنیا (پہلے آسمان) پر پہنچ جاتے ہیں ۔ تو فرشتے اس کیلئے دروازہ کھلواتے ہیں لیکن اس کیلئے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ لاَ تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلاَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ﴾[الأعراف : ۴۰]

یعنی ''ان کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔''

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے: اس کی کتاب سجین (سب سے نچلی زمین) میں لکھ دو۔ پھر کہا جاتا ہے: اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے انھیں اسی سے پیدا کیا ہے، میں انھیں اسی میں لوٹاؤں گا اور ایک بار پھر انھیں اسی سے اٹھاؤں گا۔ تو اس کی روح کو آسمان سے زمین کی طرف پھینک دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے جسم میں واپس آ جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِي مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴾[الحج: ۳۱] ''اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پر پھینک دے گی.......'' [ابو داؤد ، الحاكم ، الطيالسی ، الآجری ، احمد ۔صحيح الجامع للألبانی:۱۶۷۶]

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو نیک لوگوں کی موت نصیب کرے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

دوسرا خطبہ

حضرات محترم!

پہلے خطبہ میں ہم نے موت کے متعلق چند گذارشات تفصیل سے عرض کی ہیں۔ ان گذارشات کی روشنی میں ہم پر لازم ہے کہ ہم ہر لحظہ موت کیلئے تیار رہیں اور موت سے غافل نہ ہوں۔ اگر کوئی انسان اب تک موت سے غافل رہا ہے اور اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے کرتے اس نے زندگی کا بڑا حصہ گذار لیا ہے تو وہ فورا توبہ کر لے اور صراط مستقیم پر آ جائے۔ اللہ تعالی معاف کرنے والا اور اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ ﴾[فاطر: ۳۷]

''کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو حاصل کر لیتا اور تمھارے پاس نذیر (ڈرانے والا) آ چکا۔''

'نذیر' سے بعض مفسرین نے قرآن مجید مراد لیا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد رسول (ﷺ) ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے چالیس سال کی عمر مکمل ہونے کے بعد سفید بالوں کا نمودا ہونا مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ﴾ [الأحقاف: ١٥]

''یہاں تک کہ وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے۔''

لہذا جس شخص نے علمائے کرام (جو کہ انبیاء علیہم السلام کے ورثاء ہیں) کی وعظ ونصیحت کو سنا، اُدھر اس کے سر اور چہرے میں بڑھاپے کا ظہور ہوا اور وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ گیا، پھر بھی اس نے توبہ نہ کی، نیک عمل کر کے آخرت کیلئے تیار نہ ہوا اور اسی حالت میں اچانک اس کی موت آگئی اور مزید مہلت نہ ملی تو وہ کسی اور کو ملامت کرنے کی بجائے اپنے آپ کو ہی ملامت کرے، کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کے حقوق بجا نہ لانے کا اس کیلئے کوئی عذر باقی نہیں رہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً) [بخاری: ٦٤١٩]

''اس شخص کیلئے اللہ تعالیٰ نے کوئی عذر نہیں چھوڑا جس کی موت کو اس نے اتنا مؤخر کیا کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔''

اگر کوئی انسان اللہ کے فضل وکرم سے اب تک صراط مستقیم پر چلتا رہا ہے اور اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے پر امید رہے اور اپنے آپ کو سنوارنے کی مزید کوشش کرتا رہے۔ کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيلَ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخْتَمُ لَهُ عَمَلُهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيلَ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ يُخْتَمُ لَهُ عَمَلُهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ) [مسلم: ٢٦٥١]

''بے شک ایک آدمی لمبے عرصے تک اہلِ جنت والا عمل کرتا رہتا ہے، پھر اس کا خاتمہ جہنمیوں کے کسی عمل پر ہو جاتا ہے۔ اور ایک آدمی لمبے عرصے تک جہنم والوں کے عمل کرتا رہتا ہے، پھر اس کا خاتمہ اہلِ جنت کے کسی عمل پر ہو جاتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کا (کسی جنگ میں) آمنا سامنا ہوا اور دونوں فوجوں میں شدید لڑائی ہوئی ۔ پھر رسول اللہ ﷺ اپنی قیامگاہ کی طرف لوٹ آئے اور دوسرے لوگ اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے ۔ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں ایک شخص ایسا تھا کہ اس کے سامنے مشرکین میں سے جو بھی آتا وہ اس پر حملہ آور ہوتا اور اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی بہادری دیکھی تو اس کے متعلق کہا: جس طرح آج اس شخص نے شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھائے ہیں اس طرح ہم میں سے کسی نے بھی نہیں دکھائے !

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ) ''خبردار! وہ جہنمی ہے ۔''

تو لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: آج میں اس کے ساتھ ہی رہونگا (تاکہ دیکھ سکوں کہ یہ جہنمی کیوں ہے ۔) یہ کہہ کر وہ اس کے ساتھ نکل گیا ، وہ جہاں رکتا یہ بھی رک جاتا اور وہ جہاں تیز چلتا یہ بھی تیز چلنے لگتا ۔ آخر کار وہ شخص شدید زخمی ہو گیا ۔ چنانچہ وہ صبر نہ کر سکا اور اس نے اپنی موت کیلئے جلد بازی کرتے ہوئے تلوار کا قبضہ زمین پر ٹکایا اور اس کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھ کر اپنے بدن کا پورا بوجھ اس پر ڈال دیا ۔ یوں اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا ۔ اس کا یہ انجام دیکھتے ہی تعاقب کرنے والا صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: (أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں.

آپ ﷺ نے پوچھا: بات کیا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے جب یہ فرمایا تھا کہ فلاں آدمی جہنمی ہے تو لوگوں پر یہ بات بڑی گراں گذری تھی ۔ اس پر میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ آج میں اس کا تعاقب کرونگا اور تمھیں بتاؤنگا کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے ۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے نکل گیا یہاں تک کہ جب وہ شدید زخمی ہوا تو اس نے موت کیلئے جلد بازی کی ۔ تلوار کا قبضہ زمین پر ٹکایا اور اس کی نوک اپنے سینے پر رکھ کر اپنے جسم کا پورا وزن اس پر ڈال دیا ۔ یوں وہ خودکشی کر کے ہلاک ہو گیا ۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)وفی روایة للبخاری : (وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ) [بخاری: ۲۸۹۸، ۶۶۰۷، مسلم: ۱۱۲]

''بے شک ایک آدمی بظاہر اہلِ جنت والا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہوتا ہے ۔ اور ایک آدمی بظاہر اہلِ جہنم والا عمل کرتا ہے اور درحقیقت وہ اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے ۔ اور اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہوتا ہے ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے'' اس سے مقصود یہ ہے کہ جس عمل پر انسان کا خاتمہ ہوتا ہے موت کے بعد اسی کے مطابق اس سے سلوک کیا جاتا ہے۔ اگر ایمان اور عمل صالح پر خاتمہ ہوا تو قبر میں اس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے، اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جاتا ہے اور روزِ قیامت اسے ایمان اور عمل صالح پر ہی اٹھایا جائے گا۔ اور اگر اس کا خاتمہ (نعوذ باللہ) کفر یا فسق وفجور پر ہوتا ہے تو قبر میں اس سے اچھا سلوک نہیں کیا جاتا بلکہ اس کی قبر کو جہنم کا ایک گڑھا بنا دیا جاتا ہے اور روزِ قیامت اسے کفر یا فسق وفجور پر ہی اٹھایا جائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: (مَنْ مَّاتَ عَلٰی شَیْءٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ)

''جس عمل پر انسان کا خاتمہ ہوتا ہے اسی پر اللہ تعالی اسے (روزِ قیامت) اٹھائے گا۔''

[رواه الحاكم وقال : صحيح على شرط مسلم ـ صحيح الجامع للألباني ۶۵۴۳]

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)[ابوداود: ۳۱۱۶۔ وصححه الألبانی]

''جس شخص کی آخری بات لا إله إلا الله ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ ، خُتِمَ لَهُ بِهَا ، دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ ، خُتِمَ لَهُ بِهَا ، دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، خُتِمَ لَهُ بِهَا ، دَخَلَ الْجَنَّةَ)

''جس شخص نے محض اللہ تعالی کو راضی کرنے کیلئے لا إله إلا الله کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوگیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس شخص نے صرف اللہ تعالی کی رضا کی خاطر ایک دن کا روزہ رکھا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو گیا تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس شخص نے صرف اللہ تعالی کی رضا کی خاطر صدقہ کیا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوگیا تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔'' [مسند احمد ج ۳۸ ص ۳۵۰ : ۲۳۳۲٤ ـ وهو حديث صحيح لغيره كما قال محقق المسند وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب : ۹۸۵]

یہی وجہ ہے کہ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ ہمیشہ اطاعت وفرمانبرداری اور ایمان اور عمل صالح پر ثابت قدمی کی دعا کرتے رہتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ اکثر یہ دعا فرماتے تھے:

(يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی طَاعَتِكَ)

''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنی اطاعت پر ثابت رکھنا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! آپ اکثر یہ دعا فرماتے ہیں، کیا آپ کو کوئی خدشہ ہے؟
آپ ﷺ نے جواب دیا: (وَمَا يُؤْمِنِّيْ وَإِنَّمَا قُلُوْبُ الْعِبَادِ بَيْنَ أُصْبُعَيِ الرَّحْمٰنِ ، إِنَّهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْلِبَ قَلْبَ عَبْدٍ قَلَبَهُ) [احمد: ج۴۱ص ۱۵۱: ۲۴۶۰۴، ج ۴۳ص ۲۳۰: ۲۶۱۳۳۔ وهو صحيح لغيره]

''اے عائشہ! مجھے کونسی چیز بے خوف کرسکتی ہے جبکہ بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جب کسی کے دل کو پھیرنا چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔''

حضرات! جب رسول اللہ ﷺ کو خوف تھا تو ہمیں بالاَولیٰ خوف ہونا چاہئے اور خصوصا سوءِ خاتمہ سے ہمیں ڈرتے رہنا چاہئے، کیونکہ جو شخص ڈرتا ہے وہی اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو شخص اپنی اصلاح کی کوشش مسلسل کرتا رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہنے کی دعا بھی کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اعمالِ صالحہ پر قائم رہنے کی توفیق دیتا ہے اور اسے حسن خاتمہ نصیب کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ خَافَ أَدْلَجَ ، وَمَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ ، أَلاَ إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ ، أَلاَ إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ)

''جس شخص کو خوف ہوتا ہے وہ رات بھر چلتا رہتا ہے اور جو آدمی رات بھر چلتا رہتا ہے وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کا سودا مہنگا ہے اور اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے۔'' [ترمذی: ۲۴۵۰۔ وصححه الألبانی]

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنی فرمانبرداری پر ثابت رکھے۔ وہی ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر... آخرت کی سب سے پہلی منزل

اہم عناصر خطبہ:

① قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ② قبر کا میت کو دبوچنا ③ قبر میں میت سے سوال وجواب ④ عذابِ قبر کا ثبوت قرآن وحدیث سے ⑤ عذابِ قبر کی مختلف شکلیں ⑥ قبر کیلئے تیاری ⑦ نیک عمل قبر کا ساتھی ⑧ عذابِ قبر سے نجات دینے والے بعض اعمال

برادران اسلام ! یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ ہر نفس کے چار دور ہوتے ہیں:

پہلا دور: ماں کے پیٹ میں، جہاں نفس بند رہتا ہے اور وہاں تنگی اور تین اندھیروں کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

دوسرا دور: دنیا، جس میں نفس کی نشو ونما ہوتی ہے اور اسی میں وہ خیر وشر کو کماتا ہے۔ یہ دوسرا دور پہلے دور کی بہ نسبت زیادہ وسیع ہوتا ہے۔

تیسرا دور: قبر یا عالمِ برزخ۔ اور یہ دور دوسرے دور کی بہ نسبت زیادہ وسیع ہوتا ہے۔

چوتھا دور: آخری ٹھکانا، جنت یا جہنم۔ ان دو ٹھکانوں کے سوا کوئی اور ٹھکانا نہیں ہوگا۔ **اللهم أدخلنا الجنة وأجرنا من النار.**

آج کے خطبہ میں ہمارا موضوع تیسرا دور (قبر یا عالمِ برزخ) ہے۔

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے

انسان کے سفرِ آخرت کا آغاز اس کی موت سے ہوتا ہے اور ہم موت کے بارے میں ایک خطبہ گذشتہ جمعۃ المبارک کو عرض کر چکے ہیں۔ پھر موت کے بعد اس سفر کی پہلی منزل قبر ہے جس کے تصور سے ہی مومن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام 'ہانی' کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ ان سے کہا گیا کہ جب جنت ودوزخ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو آپ اتنا نہیں روتے جتنا قبر پر کھڑے ہو کر روتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: (إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ أَحَدٌ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ)[ترمذی: ۲۳۰۸، وابن ماجه: ۴۲۶۷۔ وصححه الألبانی]

''بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر انسان اس میں نجات پا گیا تو بعد میں آنے والی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی۔ اور اگر وہ اس میں نجات نہ پا سکا تو بعد میں آنے والی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔''

قبر کا میت کو دبوچنا اگرچہ میت نیک کیوں نہ ہو

تدفین کے بعد میت کو اس کی قبر دباتی ہے چاہے وہ نیک اور صالح کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

(هٰذَا الَّذِیْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ ، وَشَهِدَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ)[النسائی : ۲۰۵۵ ۔ وصححه الألبانی]

''یہ جس کیلئے رحمٰن کا عرش حرکت میں آ گیا، جس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور اس کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی اسے قبر میں دبوچا گیا، پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔''

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً لَوْ نَجَا مِنْهَا أَحَدٌ لَنَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ)

''بے شک قبر (میت کو) دبوچتی ہے۔ اگر اس سے کوئی محفوظ رہتا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ضرور محفوظ رہتے۔''[أخرجه البغوی وأحمد ۔ وصححه الألبانی فی الصحيحة: ۱۶۹۵]

یاد رہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر کے دبوچنے کے سبب کے بارے میں الحکیم الترمذیؒ نے ذکر کیا ہے کہ وہ پیشاب سے بچنے میں کوتاہی کرتے تھے، اسی وجہ سے قبر نے انہیں دبوچا۔ مولانا عطاء اللہ حنیفؒ نے التعلیقات السلفیة میں الحکیم الترمذیؒ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد سنن بیہقی کا حوالہ دیا ہے اور انہوں نے ابو القاسم السعدیؒ سے نقل کیا ہے کہ قبر ہر نیک و بد کو دبوچتی ہے، لیکن مسلمان اور کافر میں فرق یہ ہے کہ کافر کو ہمیشہ اس سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور مومن کو جب قبر میں دفنایا جاتا ہے تو اسے قبر دبوچتی ہے، پھر وہ اس کیلئے کھلی ہو جاتی ہے۔[التعلیقات السلفية علی سنن النسائی: ۲۳۴۔۲۳۵]

قبر میں میت سے فرشتوں کے سوالات

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ قبر میں میت سے سوالات کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور نیک آدمی کو اس کی قبر میں بے خوف وخطر بٹھایا کر اس سے پوچھا جاتا ہے: تم کس حالت میں تھے؟ وہ کہتا ہے: میں اسلام کی حالت میں تھا۔

اسے کہا جاتا ہے: یہ شخص کون ہے؟ وہ کہتا ہے: محمد ﷺ جو کہ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ہمارے پاس اللہ کی نشانیاں لے کر آئے تو ہم نے ان کی تصدیق کی۔

اس سے کہا جاتا ہے: کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے؟

وہ کہتا ہے: نہیں یہ تو کسی کے لائق ہی نہیں کہ وہ اللہ کو دیکھے۔

پھر جہنم کی آگ کی طرف اس کیلئے ایک چھوٹا سا سوراخ کیا جاتا ہے تو وہ جہنم کی طرف دیکھتا ہے جس کے شعلے ایک دوسرے کو کھا رہے ہوتے ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: دیکھو! اللہ تعالی نے تمھیں کیسے بچا لیا ہے!

پھر جنت کی طرف اس کیلئے ایک چھوٹا سا سوراخ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ جنت کی شادابی اور اس کی نعمتوں کو دیکھتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: یہ تمھارا ٹھکانا ہے کیونکہ تم ایمان پر تھے، اسی پر تمھاری موت آئی اور اسی پر تمھیں ان شاء اللہ تعالی اٹھایا جائے گا۔

اور برے آدمی کو اس کی قبر میں خوف اور رعب کی حالت میں بٹھایا جاتا ہے۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: تم کس حالت میں تھے؟ وہ کہتا ہے: مجھے کچھ پتہ نہیں۔

پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: یہ شخص کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نے لوگوں سے سنا، جو وہ کہتے تھے میں نے بھی وہی کہا۔

پھر اس کیلئے جنت کی طرف ایک چھوٹا سا سوراخ کیا جاتا ہے تو وہ جنت کی شادابی اور اس کی نعمتوں کو دیکھتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: دیکھو اللہ تعالی نے کیسے اس کو تم سے پھیر دیا ہے! اس کے بعد جہنم کی آگ کی طرف اس کیلئے ایک چھوٹا سا سوراخ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ جہنم کی طرف دیکھتا ہے جس کے شعلے ایک دوسرے کو کھا رہے ہوتے ہیں۔ تو اسے کہا جاتا ہے: یہ تمھارا ٹھکانا ہے، تم شک پر تھے اور اسی پر تمھاری موت آئی ور اسی پر تمھیں ان شاء اللہ تعالی اٹھایا جائے گا۔" [ابن ماجہ ۔ الزھد باب ذکر القبر والبلی : ٤٢٦٨ ۔ وصححہ الألبانی]

میت کو اس کا ٹھکانا صبح وشام دکھایا جاتا ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ،إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ ، يُقَالُ : هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)[البخاری ۔الجنائز باب المیت یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی : ۱۳۷۹ ، مسلم ۔ کتاب الجنۃ باب عرض مقعد المیت من الجنۃ أو النار علیہ : ۲۸۶۶]

''بے شک تم میں سے کوئی شخص جب مرجاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے ۔ اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہے تو اہلِ جنت کا ٹھکانا ۔ اور اگر وہ اہلِ جہنم میں سے ہے تو اہلِ جہنم کا ٹھکانا اسے پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے : یہی تمھارا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی تمھیں قیامت کے دن کھڑا کردے ۔''

قبر کیلئے تیاری کرو

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ۔ آپ قبر کے کنارے پر بیٹھے رورہے تھے اور اتنے روئے کہ آنسوؤں سے آپ کے نیچے مٹی تر ہوگئی ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يَا إِخْوَانِيْ ! لِمِثْلِ هٰذَا فَأَعِدُّوْا) ''میرے بھائیو! اس طرح کے دن کیلئے تم بھی تیاری کرلو۔''

[ابن ماجہ ۔ الزھد باب الحزن والبکاء : ۴۱۹۵ ۔وصححہ الألبانی فی الصحیحۃ : ۱۷۵۱ وصحیح ابن ماجہ]

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ تدفینِ میت کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے قریب بیٹھے ہوئے رو رہے تھے اور آپ اس قدر شدید روئے کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی ۔ اس سے ثابت ہوا کہ قبر مقامِ عبرت ہے ۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار قبرستان میں جایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بھی یہی حکم دیا ہے کہ وہ قبرستان میں جایا کرے ، کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے ۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ''اس طرح کے دن کیلئے تم بھی تیاری کرلو'' اس بات کی دلیل ہے کہ ہمیں قبر کی زندگی کیلئے تیاری کرنی چاہئے اور اس کیلئے تیاری ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے کیونکہ قبر میں انسان کا واحد ساتھی اس کا عمل ہوگا اور اس کے عمل کے مطابق ہی اس کے ساتھ سلوک کیا جائے گا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : (يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ : أَهْلُهُ وَعَمَلُهُ وَمَالُهُ ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ ، يَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ ، وَيَبْقٰى عَمَلُهُ) [متفق علیہ]

''میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں : گھر والے ، عمل اور مال ۔ پھر دو چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی چیز اس کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ گھر والے اور مال واپس آجاتے ہیں اور صرف عمل اس کے ساتھ رہتا ہے۔''

عذابِ قبر

سب سے پہلے یہ جان لیجئے کہ عذابِ قبر غیبی امور میں سے ہے اور اس کے متعلق ہم صرف وہی جانتے ہیں جو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں یا رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں ذکر کیا ہے، اس سے زیادہ کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ کوئی شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ عذابِ قبر آخر کیوں غیبی امور میں سے ہے؟ اور اس میں کیا حکمت ہے کہ قبر میں یا عالمِ برزخ میں کسی فوت شدہ کے ساتھ جو کچھ بیت رہا ہوتا ہے اسے زندہ لوگ محسوس نہیں کر سکتے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یقیناً اس میں اللہ تعالی کی کئی حکمتیں ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

① اللہ تعالی ارحم الراحمین ہے اور اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ ہم زندہ لوگ فوت شدگان کے عذابِ قبر سے بے خبر ہوں۔ ورنہ اگر کسی انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا باپ، یا اس کا بھائی، یا اس کا بیٹا، یا اس کی بیوی، یا کوئی اور رشتہ دار، یا کوئی عزیز دوست عذابِ قبر میں مبتلا ہے تو کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کی زندگی کس حالت میں گذرے گی؟ کیا وہ ہر وقت پریشان اور غمگین نہیں رہے گا؟

② کسی میت کے بارے میں یہ معلوم ہو جانا کہ اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے اس میں اس کی ذلت ورسوائی ہے، کیونکہ اس کی زندگی میں تو اللہ تعالی نے اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا اور ہمیں ان کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہ چلا۔ اب اس کے مرنے کے بعد اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اسے تو عذاب دیا جا رہا ہے تو اس میں یقیناً اس کی رسوائی ہوگی۔

③ قبروں میں مردوں کو دیئے جانے والے عذاب کے متعلق زندوں کو بے خبر رکھنے میں اللہ تعالی کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اگر زندوں کو وہ عذاب دکھایا یا سنایا جاتا تو شاید وہ اپنے مردوں کو دفنانا چھوڑ دیتے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَوْ لاَ أَنْ لاَّ تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) [مسلم: ۲۸۶۸]

''اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالی سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں عذابِ قبر سناتا۔''

گویا اس اندیشے کے پیشِ نظر کہ کہیں زندہ لوگ مردوں کو دفنانا چھوڑ نہ دیں عذابِ قبر کو مخفی اور غیبی امور میں رکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذابِ قبر برحق ہے

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ قبر میں صالح مومن کو جنت کی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں اور فاسق وفاجر اور کافر ومنافق کو قبر میں عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔قرآن وحدیث میں اس کے متعدد دلائل موجود ہیں۔ان میں سے چند دلائل پیش خدمت ہیں:

① ارشاد باری تعالی ہے :﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾[المؤمن:۴۶]

’’ آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح وشام لائے جاتے ہیں۔اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں ڈال دو۔‘‘

اس آیت میں دو عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک قیامت سے پہلے اور دوسرا قیامت کے روز۔تو قیامت سے پہلے جس عذاب میں انہیں مبتلا کیا جاتا ہے اس سے یقینی طور پر عذابِ برزخ ہی مراد ہے۔اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں:(وَهٰذِهِ الْآيَةُ أَصْلٌ كَبِيْرٌ فِيْ اسْتِدْلَالِ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى عَذَابِ الْبَرْزَخِ فِيْ الْقُبُوْرِ) یعنی ’’اس آیت میں قبروں میں عذابِ برزخ پر اہل السنۃ کی بہت بڑی دلیل ہے۔‘‘

[تفسیر ابن کثیر: ج ۴ص ۸۲]

② حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی کے اس فرمان ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِيْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِيْ الْآخِرَةِ﴾ کے متعلق فرمایا:

(نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، فَيُقَالُ لَهُ : مَنْ رَّبُّكَ ؟ فَيَقُوْلُ : رَبِّيَ اللّٰهُ ، وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ)

’’یہ آیت عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔چنانچہ میت سے کہا جاتا ہے: تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ تعالی ہے اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔‘‘[البخاری:۱۳۶۹، مسلم:۲۸۷۱]

③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ)[البخاری ۔ الجنائز باب عذاب القبر من الغيبة والبول : ۱۳۷۸ ، مسلم ۔ الطهارة باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه : ۲۹۲]

’’ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور ان کو یہ عذاب (ان کے خیال کے مطابق) کسی بڑے گناہ کی وجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں دیا جا رہا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا گناہ بڑا ہے ۔ ان میں سے ایک تو چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔''

اس حدیث میں جہاں عذابِ قبر کا اثبات ہے وہاں اس کے دو اسباب بھی بتا دیئے گئے ہیں: چغل خوری کرنا یعنی دو بھائیوں کو لڑانے کیلئے ان میں سے ہر ایک کی بات کو دوسرے تک پہنچانا اور پیشاب سے نہ بچنا۔ اِس آخری سبب کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے کہ (أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ)

''اکثر عذابِ قبر پیشاب (سے نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔'' [ابن ماجة : ٣٤٨ وغيره وصححه الألباني في صحيح الجامع الصغير : ١٢٠٢ والإرواء : ٢٨٠]

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

(اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ،وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ) [البخاري ـ الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر:١٣٧٧]

''اے اللہ ! میں عذابِ قبر سے ، عذابِ جہنم سے ، زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیحِ دجال کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

آپ ﷺ کا عذابِ قبر سے پناہ طلب کرنا اس کے ثبوت کی واضح دلیل ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے امت کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ عذابِ قبر سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کیا کریں۔

⑤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ میرے پاس آئے ، اُس وقت میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی ہوئی تھی اور وہ کہہ رہی تھی : کیا تمھیں معلوم ہے کہ قبروں میں تمھاری آزمائش ہوتی ہے؟ تو رسول اکرم ﷺ خوفزدہ ہو گئے اور فرمانے لگے : وہ تو یہودی ہیں جن کی قبروں میں آزمائش ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کچھ راتیں گذر گئیں ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ میری طرف اس بات کی وحی کی گئی ہے کہ تمھیں قبروں میں آزمایا جائے گا ؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: (اس کے بعد) میں نے رسول اکرم ﷺ کو سنا کہ آپ عذابِ قبر سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

[مسلم ـ كتاب المساجد باب استحباب التعوذ من عذاب القبر:٥٨٤]

اور مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی) خدمت کرتی تھی اور جب بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے کسی قسم کا اچھا سلوک کرتیں تو وہ کہتی : اللہ تعالی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھیں عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی جھوٹے ہیں، قیامت کے دن سے پہلے کوئی عذاب نہیں ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک ایک دن دوپہر کے وقت نکلے اور پکار کر فرمانے لگے:

(أَيُّهَا النَّاسُ! اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ)

''اے لوگو! عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ عذابِ قبر برحق ہے۔'' [قال الحافظ في الفتح: رواه أحمد بإسناد على شرط البخاري ،فتح الباري ـ كتاب الجنائز باب ماجاء في عذاب القبج ٣ ص ٣٠٢]

⑥ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنونجار کے باغ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے کہ اچانک خچر بدکنے لگا اور اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے گرا دیتا۔ ہم نے دیکھا تو وہاں چند قبریں (چھ یا پانچ یا چار) نظر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ان قبر والوں کو کون جانتا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا: میں جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تو بتلاؤ یہ کب فوت ہوئے تھے؟ اس نے کہا: یہ حالتِ شرک میں مر گئے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلىٰ فِيْ قُبُوْرِهَا، فَلَوْ لَا أَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ أَسْمَعُ مِنْهُ)

''بے شک اس امت کے لوگوں کو ان کی قبروں میں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ اور اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں عذابِ قبر سنا تا جسے میں اب سن رہا ہوں۔''

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے: تم سب عذابِ جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ تو لوگ کہنے لگے: ہم عذابِ جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سب عذابِ قبر سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ تو لوگ کہنے لگے: ہم عذابِ قبر سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں... [مسلم ـ كتاب الجنة باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه وإثبات عذاب القبر والتعوذ منه: ٢٨٦٧]

⑦ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ الْمَوْتىٰ لَيُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ، حَتّٰى إِنَّ الْبَهَائِمَ لَتَسْمَعُ أَصْوَاتَهُمْ)

''بے شک مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے حتی کہ چوپائے جانور بھی ان کی آوازیں سنتے ہیں۔'' [رواه الطبراني ـ وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب ٣٥٤٨]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذابِ قبر سے مراد عذابِ برزخ ہے

عذابِ قبر اسے دیا جاتا ہے جو اس کا مستحق ہو۔ اور یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ عذابِ قبر سے مراد عذابِ برزخ ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اس کا مستحق ہوتا ہے اسے مرنے کے بعد اس کا ذائقہ چکھنا پڑتا ہے، چاہے اسے قبر میں دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اور اگر کسی کو درندے کھا لیں یا اسے آگ میں جلا دیا جائے یہاں تک کہ وہ راکھ ہو جائے اور وہ راکھ ہوا میں اڑا دی جائے، یا کسی کو پھانسی پہ لٹکا دیا جائے، یا کوئی پانی میں غرق ہو جائے اور وہ عذابِ قبر کا مستحق ہو تو یہ عذاب اس کے بدن اور روح تک ضرور پہنچے گا جیسا کہ کسی کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اسے کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں۔

عذابِ قبر کی مختلف شکلیں

برادرانِ اسلام! متعدد احادیث میں عذابِ قبر کی مختلف شکلیں بیان کی گئی ہیں۔ ہم یہاں اِس دعا کے ساتھ ان احادیث کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے اور ہماری قبروں کو جنت کے باغیچے بنائے۔ آمین

عذابِ قبر کی مختلف شکلیں یہ ہیں:

1 لوہے کے ہتھوڑے سے مارنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ . وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ . أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ، لِمُحَمَّدٍ ﷺ ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ : أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ، فَيُقَالُ لَهُ : انْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ ،فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟ فَيَقُوْلُ : لَا أَدْرِيْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ ، فَيُقَالُ : لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ، وَ يُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ ، فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ)

[البخاری ۔ الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر:۱۳۷۴]

”بے شک بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسے دفنانے والے اس سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ اس وقت ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں: اس شخص (محمد ﷺ) کے متعلق تم کیا کہتے تھے؟ مومن جواب دیتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ چنانچہ اسے کہا جاتا ہے: تم جہنم میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھو، اللہ تعالی نے تمھیں اس کے بدلے میں جنت میں ٹھکانا دے دیا ہے۔

رہا منافق وکافر تو اس سے کہا جاتا ہے: تم اس شخصیت (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے تھے؟

وہ کہتا ہے: مجھے کچھ پتہ نہیں، میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ چنانچہ اسے کہا جاتا ہے: نہ تم نے معلوم کیا اور نہ تم نے (قرآن کو) پڑھا۔ پھر اس کے کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑوں کے ساتھ اس قدر زور سے مارا جاتا ہے کہ اس سے اس کی چیخیں نکلتی ہیں جنھیں سوائے جن وانس کے باقی تمام مخلوقات سنتی ہیں۔''

صحیح مسلم کی روایت میں حضرت قتادۃ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ بات بھی بتائی گئی ہے کہ اس (مومن) کیلئے اس کی قبر کو ستر ہاتھ تک کشادہ کر دیا جاتا ہے اور قیامت تک کیلئے اس میں نعمتوں اور شادابی کو بھر دیا جاتا ہے۔[مسلم ـ کتاب الجنة باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه ٢٨٧٠]

❷ تا ❼ قبر میں جہنم کی آگ کا بستر، جہنم کی آگ کا لباس، جہنم کی طرف دروازے کا کھولا جانا، قبر کو تنگ کر دینا، لوہے کی سیخ سے مارنا اور میت کو آخرت کے شدید عذاب کی دھمکی ...

یہ چھ شکلیں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں ذکر کی گئی ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''.... پھر اس (کافر) کی روح کو آسمان سے زمین کی طرف پھینک دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے جسم میں واپس آجاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۤءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴾ [الحج: ٣١] ''اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کہیں دور دراز پھینک دے گی۔''

چنانچہ اس کی روح کو اس کے جسم میں واپس لوٹا دیا جاتا ہے۔ تو اس کے ساتھی جب اسے دفن کرنے کے بعد واپس پلٹ رہے ہوتے ہیں وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے جھڑک کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں: تمھارا رب کون ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جواب دیتا ہے: ہائے مصیبت، ہائے مصیبت میں نہیں جانتا۔

پھر وہ پوچھتے ہیں: تمھارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے مصیبت، ہائے مصیبت میں نہیں جانتا.

پھر وہ کہتے ہیں: وہ آدمی کون ہے جسے تم میں نبی بنا کر بھیجا گیا؟

تو اسے آپ ﷺ کا نام یاد نہیں آتا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: محمد ﷺ؟

وہ کہتا ہے: ہائے مصیبت، ہائے مصیبت میں نہیں جانتا۔ میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ وہ آپ ﷺ کا تذکرہ کرتے تھے۔

تو کہا جاتا ہے: تم نے نہ معلوم کیا اور نہ قرآن پڑھا۔ پھر آسمان سے ایک نداء آتی ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے، لہذا اس کیلئے جہنم کا بستر بچھا دو اور اس کیلئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چنانچہ اسے جہنم کی بد بو اور گرم ہوا آتی ہے اور اس کی قبر کو اتنا تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی دونوں طرف کی پسلیاں باہم مل جاتی ہیں۔ اس کے پاس ایک بدصورت شخص آتا ہے جس کا لباس انتہائی بدنما ہوتا ہے اور اس سے بہت گندی بد بو پھوٹ رہی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے: تمھیں اس چیز کی خوشخبری ہو جو تمھارے لئے بری ہے۔ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو وہ کہتا ہے: اور تمھیں بھی اللہ تعالی بدی ہی کی خوشخبری دے۔ تم کون ہو؟ تمھارا چہرہ تو وہ چہرہ ہے جو شر ہی کو لاتا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے: میں تمھارا برا عمل ہوں اور اللہ کی قسم ہے میں نے تمھیں ہمیشہ اس حالت میں دیکھا کہ تم نیکی کے کام میں دیر کیا کرتے تھے اور اللہ کی نافرمانی بہت جلدی کرتے تھے۔ سو اللہ تعالی تمھیں برا بدلہ دے۔ پھر اس پر ایک اندھے، بہرے اور گونگے کی ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے جس کے ہاتھ میں ایک لوہے کی سلاخ ہوتی ہے۔ اگر وہ اسے ایک پہاڑ پر مارے تو وہ مٹی ہو جائے۔ پھر وہ اس کے ساتھ اسے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالی اسے پہلی حالت میں کر دیتا ہے۔ وہ پھر اسے اس کے ساتھ مارتا ہے جس سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے کہ جسے جن وانس کے سوا کائنات کی ہر چیز سنتی ہے۔ بعد ازاں اس کیلئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جہنم ہی کا ایک بستر اس کیلئے بچھا دیا جاتا ہے۔ تو وہ دعا کرتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم نہ کر۔'' [ابو داؤد۔ ٤٧٥٣، احمد۔١٧٨٠٣۔ صححه الألباني في احكام الجنائز : ص ١٥٦]

❽ زمین میں دھنسنا

عذابِ قبر کی ایک شکل یہ ہے کہ میت کو زمین میں دھنسایا جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)[البخاری: ۵۳۴۳، مسلم: ۳۸۹۴]

''ایک شخص تکبر سے اپنی چادر (ٹخنوں سے نیچے) گھسیٹ رہا تھا، اسی دوران اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ تو وہ قیامت تک زمین ہی میں غوطے کھاتا رہے گا۔''

۹۔ ۱۲ باچھوں کو گدی تک چیرنا، سر کو پتھر سے کچلنا، آگ کے تنور میں جلانا، خون کی نہر میں پتھر سے مارنا... یہ چاروں شکلیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر پوچھتے: آج رات تم میں سے کس نے خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کر دیتا اور آپ ﷺ اس کی تعبیر کر دیتے۔ پھر ایک دن آیا، آپ ﷺ نے حسبِ معمول یہی سوال کیا تو ہم نے جواب دیا: نہیں ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا:

''لیکن میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ انھوں نے میرے ہاتھوں کو پکڑا اور مجھے ارضِ مقدسہ میں لے گئے۔

وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے پاس کھڑا ہوا ہے جس کے ہاتھ میں ایک مہمیز تھی۔ اسے وہ اس کی ایک باچھ میں داخل کرتا (پھر اسے کھینچ کر) اس کی گدی تک لے جاتا۔ پھر دوسری باچھ کو بھی اسی طرح کھینچ کر پیچھے گدی تک لے جاتا اور یوں اس کی دونوں باچھیں اس کی گدی کے پاس مل جاتیں۔ پھر اس کی باچھیں اپنی حالت میں واپس آجاتیں۔ پھر وہ اس کے ساتھ پہلے کی طرح کرتا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے کہا: آگے چلو۔

تو ہم آگے چلے گئے یہاں تک کہ ہم نے ایک اور آدمی کو دیکھا جو اپنی گدی کے بل سیدھا لیٹا ہوا تھا اور ایک آدمی اس کے قریب کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور وہ اس کے ساتھ اس کے سر کو کچل رہا تھا۔ وہ جیسے ہی اسے اس کے سر پر مارتا پتھر لڑھک جاتا۔ اور جب تک وہ اسے اٹھا کر واپس آتا اس کا سر پھر جڑ چکا ہوتا اور اپنی اصلی حالت میں واپس آچکا ہوتا۔ تو یہ پھر اس کے ساتھ پہلے کی طرح کرتا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: آگے چلو۔

تو ہم آگے چلے گئے جہاں ہم نے تنور کی طرح ایک سوراخ دیکھا، اس کا اوپر والا حصہ تنگ تھا اور نیچے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیع ۔اس میں آگ جلائی جا رہی تھی اور میں اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں ہیں ۔آگ کے شعلے جب ان کے نیچے سے آتے ہیں تو وہ اوپر کو آجاتے ہیں حتی کہ نکلنے کی قریب ہو جاتے ہیں اور جب شعلے مدھم ہو جاتے ہیں تو وہ ایک بار پھر نیچے چلے جاتے ہیں ۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: آگے چلو۔

تو ہم آگے چلے گئے حتی کہ ہم خون کی ایک نہر پر پہنچ گئے ۔ایک آدمی اس کے اندر کھڑا ہوا تھا اور دوسرا اس کے کنارے پر ۔ کنارے پر کھڑے ہوئے آدمی کے سامنے ایک پتھر پڑا ہوا تھا اور اندر کھڑا ہوا آدمی جب باہر نکلنے کی کوشش کرتا تو کنارے پر کھڑا ہوا آدمی وہ پتھر اس کے منہ پر دے مارتا اور اسے اس کی جگہ پر واپس لوٹا دیتا۔ وہ بار بار ایسا کر رہے تھے ۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: آگے چلو۔

تو ہم آگے چلے گئے حتی کہ ایک سرسبز باغیچے میں پہنچ گئے ۔اس میں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کی جڑوں کے قریب ایک بزرگ بیٹھا ہوا تھا اور اس کے آس پاس کچھ بچے بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص درخت کے قریب کھڑا آگ جلا رہا تھا ۔تو میرے دونوں ساتھی مجھے اس درخت پر چڑھا کر لے گئے اور ایک ایسے گھر میں داخل کر دیا جو اتنا خوبصورت تھا کہ اس جیسا خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا ۔اس میں بوڑھے، نوجوان، عورتیں اور بچے سب موجود تھے ۔ پھر وہ دونوں مجھے اپنے ساتھ لے کر درخت پر مزید اوپر چڑھنے لگے یہاں تک کہ انھوں نے مجھے ایک اور گھر میں داخل کر دیا، وہ بھی انتہائی خوبصورت تھا اور اس میں بھی بوڑھے اور جوان موجود تھے ۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

آج رات تم نے مجھے بہت گھمایا ہے ۔ ذرا بتاؤ تو سہی، جو کچھ ہم نے دیکھا ہے وہ کیا تھا؟

وہ کہنے لگے: ہاں اب ہم آپ کو سب کچھ تفصیل سے بتاتے ہیں ۔

☆ وہ شخص جس کی باچھوں کو چیرا جا رہا تھا وہ جھوٹ بولنے والا انسان تھا جو ایک جھوٹ بولتا تھا تو لوگ اس کے جھوٹ کو دور دور تک پھیلا دیتے تھے ۔ اسے یہ عذاب قیامت تک دیا جاتا رہے گا۔

☆ وہ شخص جس کا سر کچلا جا رہا تھا وہ وہ شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھلایا تھا لیکن وہ رات بھر سویا رہتا (اور نفل نماز میں اس کی تلاوت نہ کرتا ۔) اور جب دن آتا تو وہ اس پر عمل نہ کرتا ۔ تو اسے بھی یہ عذاب قیامت تک دیا جاتا رہے گا۔

☆ رہے وہ لوگ جنھیں آپ نے ایک تنور میں دیکھا تھا تو وہ بدکار لوگ تھے ۔

☆ جسے آپ نے نہر میں دیکھا تھا وہ سود خور تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ وہ بوڑھا انسان جسے آپ نے ایک درخت کی جڑوں کے پاس دیکھا تھا وہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) تھے اور ان کے آس پاس لوگوں کی اولاد تھی۔

☆ وہ شخص جو اس درخت کے قریب کھڑا آگ جلا رہا تھا وہ (مالک) یعنی جہنم کا داروغہ تھا۔

☆ جو پہلا گھر آپ نے دیکھا تھا وہ عام مومنوں کا گھر تھا۔

☆ اور یہ گھر جس میں آپ کھڑے ہیں یہ شہداء کا گھر ہے۔ میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ اور آپ ذرا اپنا سر اوپر اٹھائیں۔ میں نے اپنا سر اوپر کو اٹھایا تو ایک محل بادلوں جیسا نظر آیا۔ انھوں نے کہا: یہ آپ کا گھر ہے۔ میں نے کہا: مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اس گھر کے اندر جا سکوں۔ انھوں نے کہا: ابھی آپ کی عمر باقی ہے جسے آپ نے مکمل نہیں کیا۔ اگر آپ اسے مکمل کر چکے ہوتے تو یقیناً اس میں داخل ہو جاتے۔"

[البخاري : كتاب الجنائز ١٣٨٦، ٧٠٤٧]

یہ حدیث عذابِ قبر یا عذابِ برزخ کے متعلق واضح دلیل ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دیں تو انھوں نے حکم کی تعمیل کی۔

⓭ تانبے کے ناخنوں سے چہروں اور سینوں کو نوچنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ ، يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ ، فَقُلْتُ : مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ : اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ) [ابو داود: ٤٨٧٨۔ وصححه الألباني]

www.KitaboSunnat.com

"مجھے جب معراج کرایا گیا تو میں نے چند لوگ ایسے دیکھے جنھیں تانبے کے ناخن دیئے گئے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (ان کی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزت پر حملہ کرتے ہیں۔"

⓮ چوری کیے ہوئے مال کے ساتھ میت کو جلانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح تو دی لیکن غنیمت کے طور پر ہمیں سونا چاندی نہیں ملا۔ صرف ساز و سامان، کھانا اور کپڑے ہاتھ لگے۔ پھر ہم ایک وادی کی طرف گئے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا ایک نوکر بھی تھا جسے رفاعہ بن زید کہا جاتا تھا۔ ہم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وادی میں پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ کے اس نوکر کو ایک تیر لگا اور وہ مر گیا۔ تو ہم نے کہا: اسے شہادت مبارک ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس نے خیبر کے دن غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے اس میں سے جو چادر چوری کی تھی وہی چادر اس پر آگ بھڑکا رہی ہے...'' [البخاری: ۴۲۳۴، مسلم: ۱۱۵]

برادران اسلام! ہم نے عذابِ قبر کی چودہ اقسام وانواع ذکر کی ہیں۔ اللہ تعالی سے پھر دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

اور آیئے اب یہ بھی معلوم کرلیں کہ قبر میں مومن کو کونسی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں:

عمل صالح ہی وحشتناک اور اندھیری قبر میں مومن کیلئے نور اور اس کا ساتھی ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

''......پھر مومن کی روح کو زمین کی طرف لوٹا کر اس کو اس کے جسم میں واپس کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھی جب اسے دفن کرنے کے بعد واپس پلٹ رہے ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے جھڑک کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں:

تمھارا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔

پھر وہ پوچھتے ہیں: تمھارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔

پھر وہ کہتے ہیں: وہ آدمی کون ہے جسے تم میں نبی بنا کر بھیجا گیا؟ وہ کہتا ہے: وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

پھر وہ کہتے ہیں: تمھیں کیسے پتہ چلا؟

وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا تو اس پر ایمان لے آیا اور اس کی تصدیق کی۔

فرشتہ اس کو جھڑک کر پھر کہتا ہے: تمھارا رب کون ہے؟ تمھارا دین کیا ہے؟ تمھارا نبی کون ہے؟ اور یہ مومن کی آخری آزمائش ہوتی ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ [إبراهيم: ٢٧]

''ایمان والوں کو اللہ تعالی پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی۔''

چنانچہ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

چنانچہ آسمان سے ایک نداء آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے، لہذا اس کیلئے جنت کا ایک بستر بچھا دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کیلئے جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چنانچہ اس کے پاس جنت کی خوشبو اور اس کی نعمتیں آتی ہیں اور اس کی قبر کو حد نگاہ تک وسیع کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شخص آتا ہے جس کا لباس انتہائی عمدہ ہوتا ہے اور اس سے بہت اچھی خوشبو پھوٹ رہی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے: تمھیں اللہ کی رضا اور ان جنات کی خوشخبری ہو جن میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔ اور یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو وہ کہتا ہے: اور تمھیں بھی اللہ خیر کی خوشبری دے، تم کون ہو؟ تمھارا چہرہ تو وہ چہرہ ہے جو خیر ہی کو لاتا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے: میں تمھارا نیک عمل ہوں اور اللہ کی قسم! تمھیں میں نے ہمیشہ اس حالت میں دیکھا کہ تم نیکی کے کام میں جلدی کیا کرتے تھے اور اللہ کی نافرمانی بہت دیر سے کرتے تھے۔ لہذا اللہ تعالی تمھیں جزائے خیر دے۔ پھر اس کیلئے ایک دروازہ جنت کی طرف اور ایک دروازہ جہنم کی طرف کھولا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: اگر تم اللہ کے نافرمان ہوتے تو یہ جہنم تمھارا ٹھکانا ہوتی، لیکن اللہ تعالی نے تمھیں اس کے بدلے میں جنت کا یہ ٹھکانا دے دیا ہے۔ تو وہ جنت کی نعمتوں کو دیکھ کر کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت جلدی قائم کر تا کہ میں اپنے گھر والوں اور مال میں لوٹ جاؤں۔ تو اسے جواب دیا جاتا ہے: اب تم کو یہیں رہنا ہے۔ ...'' [ابو داؤد : ٤٧٥٣ ، احمد : ١٧٨٠٣ ۔ وصححه الألباني في احكام الجنائز : ص ١٥٦]

اس حدیث میں دیگر باتوں کے علاوہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ قبر میں مومن اور نیک انسان کو نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اور اس کیلئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر اسے جنت کا بستر اور جنت کا لباس مہیا کیا جاتا ہے اور اس کی قبر کو کھلا کر دیا جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک میت کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے، بے شک وہ ان کے جوتوں کی آواز کو سن رہا ہوتا ہے جبکہ وہ اسے دفنانے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ مومن ہو تو نماز اس کے سر کے پاس آجاتی ہے، روزے اس کی دائیں جانب، زکاۃ اس کی بائیں جانب اور دوسری نیکیاں مثلا صدقات، نفل نماز اور لوگوں پر احسان وغیرہ اس کے پاؤں کے پاس آجاتی ہیں۔ تو اس کے چاروں اطراف سے اسے نیکیاں گھیر لیتی ہیں اور اس کے پاس کسی چیز کو آنے نہیں دیتیں۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: بیٹھ جاؤ۔ تو وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اُس کے سامنے سورج آتا ہے اور وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے سورج غروب ہی ہونے والا ہے۔ تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پوچھا جاتا ہے: جو شخص تمھاری طرف مبعوث کیا گیا تھا، تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اور اس کے متعلق تم کیا گواہی دیتے ہو؟ وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو، میں نماز پڑھ لوں۔

وہ کہتے ہیں: تم نماز تو پڑھ ہی لو گے، پہلے ہمارے سوال کا جواب دو۔

وہ جواب دیتا ہے: میں محمد ﷺ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور آپ اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے۔

تو اسے کہا جاتا ہے: تم اسی بات پر زندہ رہے اور تمھاری موت بھی اسی پر آئی اور اسی پر تمھیں ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کیلئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: یہی تمھارا ٹھکانا ہے اور اس میں اللہ تعالی نے جو نعمتیں تیار کی ہیں وہ بھی تمھاری ہیں۔ چنانچہ اس کی خوشی اور سرور میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر جہنم کا ایک دروازہ کھول کر اسے کہا جاتا ہے: یہ تمھارا ٹھکانا ہوتا اگر تم اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے۔ اس پر اس کی خوشی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی قبر کو ستر ہاتھ تک وسیع کر دیا جاتا ہے اور اسے اس کیلئے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے جسم کو اس چیز کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جس سے اس کو شروع کیا گیا ہوتا ہے۔ پھر اس کی روح کو ان پاکیزہ پرندوں کے اندر پہنچا دیا جاتا ہے جو جنت کے درختوں سے کھاتے ہیں.....''

[الطبراني وابن حبان ۔ صحيح الترغيب والترهيب للألباني:۳۵۶۱]

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ہے:

(إِنَّ الْمُؤْمِنَ فِيْ قَبْرِهِ لَفِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ ، فَيُرَحَّبُ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا ، وَيُنَوَّرُ لَهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ) [ابو يعلى وابن حبان ۔ صحيح الترغيب والترهيب للألباني:۳۵۵۲]

''بے شک مومن اپنی قبر میں ایک سرسبز وشاداب باغیچے میں ہوتا ہے۔ اس کی قبر کو اس کیلئے ستر ہاتھ تک کشادہ کر دیا جاتا ہے اور اس میں چودھویں رات کے چاند کے نور کی طرح روشنی کر دی جاتی ہے۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے اور نیلے رنگ کے فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: تم اِس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟ تو وہ اُس کے بارے میں وہی جواب دیتا ہے جو وہ دنیا میں کہا کرتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: (أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: ''ہمیں معلوم تھا کہ تم یہی جواب دو گے''

پھر اس کی قبر کو ستر ہاتھ کھلا کر دیا جاتا ہے۔ پھر اسے روشن کر دیا جاتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے:

(نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِىْ لَا يُوْقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ)[الترمذی: ۱۰۷۱۔ وحسنه الألبانی]

''تم سو جاؤ جیسا کہ وہ دولہا سوتا ہے جسے اس کے گھر والوں میں سے صرف وہی جگا سکتا ہے جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہو۔'' پھر وہ سو جاتا ہے یہاں تک کے اللہ تعالی اسے قیامت کے روز اٹھائے گا...''

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کا خاتمہ ایمان اور عمل صالح پر فرمائے، ہماری قبروں کو منور کر دے اور ہم سب کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

دوسرا خطبہ

عذابِ قبر اور اس کی آزمائش سے نجات دینے والے بعض اعمال

عزیزان گرامی! جیسا کہ ہم پہلے خطبہ کے آخر میں عرض کر چکے ہیں کہ قبر میں مومن کو جنت کی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں اور مومن کا عمل ہی اس کا بہترین ساتھی ہوتا ہے جو اس کی قبر کو منور کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اعمال ایسے ہیں جو خاص طور پر مومن کو عذابِ قبر سے نجات دلانے والے ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ دشمن کی سرحد پر پہرہ دینا

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ ، وَإِنْ مَّاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِىْ كَانَ يَعْمَلُهُ ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ) [مسلم:۱۹۱۳]

''دشمن کی سرحد پر (اللہ کے راستے میں) ایک دن اور ایک رات پہرہ دینا ایک ماہ کے روزوں اور اس کے قیام سے بہتر ہے۔ اور اگر وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس کا وہ عمل جاری رہتا ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔ اور اسی پر اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے۔ اور اسے آزمائش میں ڈالنے والے (عذابِ قبر) سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔''

۲۔ شہادت پانا

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ : يُغْفَرُ لَهُ فِيْ أَوَّلِ دَفْعَةٍ ، وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ،وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ ، وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ ، اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ، وَيُزَوَّجُ اِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ ، وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ أَقَارِبِهِ) [الترمذی : ١٦٦٣ـ وصححه الألبانی]

''شہید کیلئے (خصوصی طور) پر اللہ کے ہاں چھ انعامات ہیں: پہلے قطرۂ خون پر اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے ۔ اور اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے ۔ اور وہ بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہتا ہے ۔ اور اس کے سر پر تاجِ وقار رکھا جاتا ہے جس کا ایک موتی دنیا سے اور دنیا کے اندر جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے ۔ اور اس کی موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے بہتر (٧٢) بیویوں سے شادی کی جائے گی ۔ اور اس کے ستر رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش کو قبول کیا جائے گا ۔''

اس حدیث میں جس شہید کے فضائل ذکر کئے گئے ہیں یہ وہ شہید ہے جس میں شہدائے احد کی شرائط جمع ہوں اور وہ یہ ہیں :

١ـ وہ مسلمان سپہ سالار کے جھنڈے تلے جمع ہو کر لڑنے والی فوج میں کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کی خاطر کفار سے قتال کرتے ہوئے مارا جائے ۔

٢ـ وہ میدانِ قتال میں زخمی ہو کر مرا ہو ۔

٣ـ اس کے ورثاء نے اس کی شہادت کے بدلے میں کوئی مالی معاوضہ نہ لیا ہو ۔

٣ـ ہر رات سورۃ الملک کی تلاوت کرنا اور اس پر عمل کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْآنِ : ثَلَاثُوْنَ آيَةً ، شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهُ ، وَهِيَ سُوْرَةُ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ) [الترمذی:٢٨٩١،ابوداؤد:١٤٠٠،ابن ماجہ:٣٧٨٦ـ و صححه الألبانی]

''بے شک قرآن میں ایک سورت نے' جس کی تیس آیات ہیں' ایک آدمی کے حق میں سفارش کی یہاں تک کہ اس کی بخشش کر دی گئی ۔ اور وہ ہے سورۃ الملک ۔''

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: '' جو شخص ہر رات سورۃ الملک کی تلاوت کرتا رہے اسے اللہ تعالی عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا ۔ اور ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسے (اَلْمَانِعَة) ''بچانے والی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت'' کہا کرتے تھے۔'' [النسائی ۔ حسنہ الألبانی فی صحیح الترغیب والترهیب: ۱۴۷۵]

خود رسول اللہ ﷺ بھی رات کو سورۃ الم تنزیل (السجدۃ) اور سورۃ الملک پڑھ کر ہی سوتے تھے۔

[الترمذی : ۲۸۹۲۔ وصححه الألبانی]

۴۔ پیٹ کی بیماری سے مرنا

حضرت عبد اللہ بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن عرفطۃ رضی اللہ عنہ نے آپس میں یہ بات ذکر کی کہ ایک آدمی فوت ہو گیا ہے اور اس کی موت پیٹ کی بیماری کی وجہ سے آئی ہے۔ ان دونوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش وہ بھی اس آدمی کے جنازے میں شریک ہوتے۔ اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمایا تھا کہ

(مَنْ يَّقْتُلْهُ بَطْنُهُ فَلَنْ يُّعَذَّبَ فِيْ قَبْرِهٖ)

''جسے اس کے پیٹ (کی بیماری) مار دے اسے قبر میں عذاب ہرگز نہیں دیا جائے گا۔''

تو ان میں سے دوسرے نے کہا: کیوں نہیں، یہ واقعتاً رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ [الترمذی : ۱۰۶۴، والنسائی : ۲۰۵۲۔ وصححه الألبانی]

۵۔ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرنا

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)

''جس مسلمان شخص کی موت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو آئے اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے بچا لیتا ہے۔''

[الترمذی : ۱۰۷۴۔ وحسنه الألبانی]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزِ قیامت .....نشانیاں اور ہولناکیاں

اہم عناصر خطبہ :

☆ قربِ قیامت ☆ قیامت کب آئے گی ؟ ☆ علاماتِ قیامت (صغری وکبری) ☆ صور کا پھونکا جانا اور کائنات کا خاتمہ ☆ قیامت سے پہلے شدید زلزلہ ☆ صور کا دوبارہ پھونکا جانا ☆ قیامت کا دن سورۃ التکویر، سورۃ الإنفطار اور سورۃ الإنشقاق میں

پہلا خطبہ

برادران اسلام ! اس سے پہلے ہم ایک خطبۂ جمعہ موت سے متعلق اور ایک خطبہ قبر سے متعلق دے چکے ہیں جبکہ آج کا خطبہ روزِ قیامت سے متعلق ہے ۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کا خاتمہ ایمان اور عمل صالح پر فرمائے ۔ ہمیں سوئے خاتمہ سے محفوظ رکھے ، قبر وحشر کی حسرتوں سے بچائے اور ہمیں اپنے فضل وکرم سے جنت الفردوس نصیب فرمائے ۔ آمین

سب سے پہلے ہمیں اس بات پر پختہ یقین ہونا چاہئے کہ ہم سب کو اور پوری بنی نوع انسانیت کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونا ہے ۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

﴿ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا قُلْ بَلَى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ [التغابن: ۷]

” کافروں کا خیال یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا ۔ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم ! تمھیں ضرور بالضرور اٹھایا جائے گا ۔ پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی تمھیں خبر دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر انتہائی آسان ہے ۔“

قربِ قیامت

پھر ہمیں اس بات پر بھی پختہ یقین ہونا چاہئے کہ جس دن ہمیں اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونا ہے وہ انتہائی قریب ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

﴿ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ ☆ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلاً ☆ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيْدًا ☆ وَنَرَاهُ قَرِيْبًا ﴾ [المعارج: ۴ ۔ ۷]

” جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھ کر جاتے ہیں ، ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔پس آپ اچھی طرح صبر کریں۔ بے شک یہ اس کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے قریب ہی دیکھتے ہیں۔"

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَضَمَّ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى) [مسلم:۲۹۴۹]

" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا: میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔"

اس حدیث کا ایک معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا بلکہ میرے بعد قیامت ہی آئے گی جیسا کہ انگشتِ شہادت کے بعد درمیان والی انگلی ہی ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں ہے۔

قیامت کب آئے گی؟

قیامت کا وقت صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي لاَ يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلاَّ هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ لاَ تَأْتِيكُمْ إِلاَّ بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللّهِ وَلَـكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ﴾[الأعراف:۱۸۷]

" یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب ہی کے پاس ہے۔اسے اس کے وقت پر صرف وہی ظاہر کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا۔ وہ تم پر اچانک آپڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں۔آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

اور فرمایا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ☆ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ☆ إِلَى رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ☆إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ☆ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا﴾ [النازعات:۴۲۔۴۶]

" وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے وقوع پذیر ہونے کا وقت کون سا ہے؟ اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق ہے؟ اس کے علم کی انتہا تو آپ کے رب کی جانب ہے۔ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں ان لوگوں کو جو اس سے ڈرتے ہیں۔ جس روز یہ اسے دیکھ لیں گے تو انھیں ایسے لگے گا کہ جیسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صرف دن کا آخری حصہ یا اول حصہ ہی (دنیا میں) رہے ہیں۔‘‘

اور حدیثِ جبریل میں ہے کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے ایمان، اسلام اور احسان کے متعلق سوالات کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ سے پوچھا: مجھے قیامت کے متعلق بتائیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)[بخاری: ۵۰، مسلم: ۸]

’’جس سے اس کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔‘‘

علاماتِ قیامت

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ قیامت کے قیام کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے البتہ اس کی کئی نشانیاں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ لہذا ہم قیامت کی کچھ نشانیاں ذکر کرتے ہیں جس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ ہم غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں اور قیامت کے اچانک وقوع سے پہلے سچی توبہ کر لیں۔

علماء نے قیامت کی نشانیوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے: چھوٹی اور بڑی۔ بڑی نشانیوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو قیامت سے کچھ عرصہ قبل واقع ہونگی۔ مثلا دجال کا آنا، امام مہدی کا ظہور، حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الأرض (زمین کے جانور) کا ظاہر ہونا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ.

اور چھوٹی نشانیوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو بڑی نشانیوں کی نسبت چھوٹی ہیں اور ان کا ظہور بڑی نشانیوں سے قبل ہونا ہے۔ مثلا علم کا اٹھایا جانا، جہالت کا پھیل جانا اور جاہلوں کا بڑے بڑے عہدوں تک پہنچنا، آلاتِ موسیقی کا بکثرت مروج ہونا، سرِ عام اور بکثرت شراب نوشی کرنا، لمبی لمبی عمارتیں بنانا، مساجد کے نقش ونگار میں مبالغہ کرنا، بچوں کا حکومت کرنا، اِس امت کے آخری لوگوں کا اس کے پہلے لوگوں پر لعنت بھیجنا اور قتل و غارت گری کا عام ہونا وغیرہ

بعض علاماتِ قیامت کے بارے میں حدیثِ جبریل میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کو جب نبی کریم ﷺ نے قیامت کے بارے میں یہ جواب دیا کہ (مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ) ’’جس سے اس کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔‘‘

تو انھوں نے کہا: مجھے اس کی نشانیوں کے بارے میں بتائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: (أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا ، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْبُنْيَانِ)

’’یہ کہ ایک لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے، اور تو یہ دیکھے کہ ننگے پاؤں چلنے والے، ننگے جسموں والے، فقراء اور بکریوں کے چرواہے تعمیر میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔‘‘

ایک روایت میں ہے کہ (إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا ، وَإِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُؤُسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا)

’’جب ایک لونڈی اپنے آقا کو جنم دے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگی۔ اور جب ننگے جسموں والے، ننگے پاؤں چلنے والے لوگوں کے بادشاہ بن جائیں گے تو یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگی۔‘‘ [بخاری: ۵۰، مسلم: ۸و۹]

’’لونڈی اپنے آقا یا اپنی مالکہ کو جنم دے گی‘‘ کے متعلق کئی اقوال ہیں۔

(۱) وکیعؒ کہتے ہیں کہ لونڈی کا اپنی مالکہ یا اپنے آقا کو جنم دینے سے مراد یہ ہے کہ عجمی عربوں کو جنم دیں۔

(۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لونڈیوں کے مالک اپنی لونڈیوں کو بیچیں گے۔ پھر ہوسکتا ہے کہ خود ان کی اولاد ہی انھیں خرید لے اور انھیں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ ان کی مائیں ہیں۔ تو اس طرح وہ اولاد ان کی آقا بن جائے گی۔ یوں گویا کہ انھوں نے اپنے آقاؤں کو جنم دیا۔

(۳) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عقوقِ والدین (والدین کی نافرمانی) ہے۔ یعنی بیٹا اپنی ماں سے وہ سلوک کرے گا جیسا کہ ایک آقا اپنی لونڈی سے کرتا ہے۔

(۴) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت کو حمل کی حالت میں قیدی بنایا جائے گا، یا اس حالت میں کہ اس کی گود میں ایک چھوٹا سا بچہ ہوگا جیسا کہ اندلس میں ہوا۔ پھر ان دونوں کو جدا جدا کر دیا جائے گا۔ پھر وہ بچہ جب جوان ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی ماں سے لاعلمی میں شادی کر لے۔ یہ بات رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کے عین مطابق ہے: (إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ بَعْلَهَا)

’’جب ایک لونڈی اپنے خاوند کو جنم دے گی۔‘‘ [مسلم: ۹]

مزید علاماتِ قیامت

اب مزید علاماتِ قیامت بھی سماعت فرمائیے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ ، وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ، وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ ، وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ ، وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُولُ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ : لَا أَرَبَ لِي بِهِ ، وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ ، وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ : يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ ، وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذٰلِكَ حِينَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾

’’قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ:

① دو بڑی جماعتیں باہم قتال کریں گی اور ان کے مابین بہت بڑی جنگ ہوگی حالانکہ دونوں کا دعوی ایک ہوگا (دو بڑی جماعتوں سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعتیں ہیں جن کے درمیان صفین میں جنگ ہوئی۔)

② تیس کے قریب دجال آئیں گے جن میں سے ہر ایک کا دعوی یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

③ علم اٹھالیا جائے گا (علم صرف نام کا رہ جائے گا اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔)

④ زلزلے زیادہ آئیں گے۔

⑤ وقت متقارب ہو جائے گا (تقارب سے مراد یہ ہے کہ لوگوں میں بگاڑ جلدی پھیلنے لگے گا۔ مثلا جس بگاڑ اور خرابی کے پھیلنے میں پہلے ایک سال لگتا تھا قیامت کے قریب وہ خرابی ایک ماہ میں پھیل جائے گی۔ اور جس کے پھیلنے پر ایک ماہ لگتا تھا قیامت کے قریب چند گھڑیوں میں پھیل جائے گی جیسا کہ آج کل میڈیا اتنی ترقی کر چکا ہے کہ گھر گھر میں دنیا بھر کے ٹی وی چینلز تک رسائی ممکن ہو چکی ہے اور ان کے ذریعے پل پل کی خبر پوری دنیا میں پھیل جاتی ہے ۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وقت تنگ ہو جائے گا اور اس کی برکت ختم ہو جائے گی۔)

⑥ فتنوں کا ظہور ہوگا۔

⑦ قتل عام ہو جائے گا۔ (یہ علامت عصرِ حاضر میں موجود ہے۔ چنانچہ بنی آدم' خاص طور پر مسلمانوں کا خون اس قدر ارزاں ہے کہ پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ افغانستان، فلسطین، کشمیر اور عراق وغیرہ اس کی زندہ مثالیں ہیں، واللہ المستعان۔)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑧ مال بہت زیادہ ہو جائے گا حتی کہ صاحبِ مال صدقہ دینے کی خاطر مستحق کی تلاش میں سرگرداں ہوگا۔ پھر جب کسی کو صدقہ پیش کرے گا تو وہ کہے گا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

⑨ لوگ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

⑩ ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر سے گذرے گا تو کہے گا: کاش! میں اس کی جگہ پر ہوتا۔

⑪ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور جب ایسا ہوگا اور تمام لوگ اسے دیکھ لیں گے تو وہ سب ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جس کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ﴾[الأنعام:١٥٨]

''اس وقت کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔''

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت ضرور بالضرور قائم ہوگی (اور اس کی شدت اور ہولناکی کی وجہ سے) اس وقت دو آدمی ایک کپڑا کھول چکے ہوں گے لیکن وہ اس کی خرید وفروخت نہیں کر پائیں گے اور نہ ہی اسے لپیٹ سکیں گے۔ اور قیامت یقیناً قائم ہوگی (اور اس قدر آنا فانا قائم ہوگی کہ) اس وقت ایک آدمی اپنی دودھ دینے والی اونٹنی کا دودھ نکال چکا ہوگا لیکن اسے اس کو پینے کی مہلت نہیں ملے گی۔ اور ایک آدمی اپنے حوض سے چمٹ چکا ہوگا لیکن وہ اس سے پی نہیں سکے گا۔ اور ایک آدمی اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھا چکا ہوگا لیکن وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔'' [البخاری: الفتن:۷۱۲۱]

آگ کا نکلنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ ، تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرٰى)

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمینِ حجاز سے ایک آگ نمودار ہوگی جس سے بصری میں (ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے) اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔'' [بخاری: ۷۱۱۸، مسلم: ۲۹۰۲]

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ نے امام قرطبی اور دیگر کئی علماء سے نقل کیا ہے کہ یہ آگ ۶۵۴ھ میں مدینہ منورہ کے مشرق سے رونما ہوئی تھی اور یہ بہت بڑی آگ تھی جسے مکہ مکرمہ اور بصری سے دیکھا گیا۔

[فتح الباری ۔ کتاب الفتن باب خروج النار ۔ ج ۱۳ ص ۹۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربانی علماء کی موت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوْهُ انْتِزَاعًا ، وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالاً ، فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا) [بخاری: ۱۰۰ و ۷۳۰۷، مسلم: ۲۶۷۳]

"بے شک اللہ تعالی تمھیں علم عطا کرنے کے بعد تم سے اسے ایک دم نہیں چھین لے گا بلکہ علماء کو ان کے علم سمیت قبض کر کے چھین لے گا حتی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو (دینی پیشوا) بنا لیں گے۔ لہذا ان سے جب سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ یوں وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

یہ علامت بھی دیگر علامات کی طرح اس وقت دیکھی جا سکتی ہے۔ چنانچہ کتاب وسنت کا علم رکھنے والے علماء انتہائی کم ہیں۔ لوگوں نے جاہلوں کو مفتیان عظام کا درجہ دے رکھا ہے جو بغیر علم شرعی کے فتوے جاری کرتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ولا حول ولا قوة إلا بالله

امانتداری کا خاتمہ

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں بیان کیں۔ ان میں سے ایک تو واقع ہو چکی ہے اور دوسری کے واقع ہونے کا میں انتظار کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں نازل ہوئی، پھر قرآن نازل ہوا تو انھوں نے قرآن کا علم بھی حاصل کیا اور سنت کا بھی۔"

پھر آپ ﷺ نے امانت کے اٹھ جانے کے بارے میں فرمایا:

"ایک آدمی تھوڑی دیر کیلئے سوئے گا تو اس کے دل سے امانت کو اٹھا لیا جائے گا۔ اور یوں اس کا اثر تھوڑی سی چیز کی مانند انتہائی کم رہ جائے گا۔ پھر وہ تھوڑی دیر کیلئے سوئے گا تو (باقی ماندہ) امانت کو بھی اٹھا لیا جائے گا یہاں تک کہ اس کا اثر اتنا رہ جائے گا جیسے تم کسی انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ، پھر اس سے ایک چھالہ سا پڑ جائے اور وہ پھول جائے۔ تو (اس کے خشک ہونے کے بعد) تم وہاں ایک سخت سا نشان دیکھتے ہو لیکن وہ اندر سے خالی ہوتا ہے۔ پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ایک کنکری کو اٹھایا اور اسے اپنے پاؤں پر لڑھکایا۔ اس کے بعد فرمایا: لوگوں کی حالت یہ ہو جائے گی کہ وہ آپس میں خرید وفروخت کریں گے لیکن ان میں کوئی بھی امانتدار نہیں ہوگا حتی کہ کہا جائے گا: فلاں قبیلے میں ایک آدمی امانتدار ہے۔ (یعنی امانتدار لوگ کم ہو جائیں گے) اور یہاں تک کہ ایک آدمی کے بارے میں کہا جائے گا: وہ بہت مضبوط، بہت عقلمند اور بہت خوش مزاج ہے حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھ پر ایک ایسا وقت گذر چکا ہے کہ (جب امانت موجود تھی تو) میں تم میں سے جس سے چاہتا (بلا خوفِ خیانت) خرید وفروخت کر لیتا تھا۔ اگر مسلمان سے لین دین کرتا تو اس کا دین اسے میرا حق لوٹا دینے پر ضرور بالضرور مجبور کر دیتا۔ اور اگر وہ نصرانی یا یہودی ہوتا تو اس کا حاکم مجھے میرا حق واپس دلوا دیتا۔ لیکن آج (صورت حال مختلف ہے اور امانت نا پید ہے۔ اس لئے) میں صرف فلاں فلاں (چیدہ چیدہ افراد) ہی سے لین دین کر سکتا ہوں۔'' [بخاری: ۶۴۹۷، مسلم: ۱۴۳]

بدکاری اور شراب نوشی کا عام ہونا

ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (اپنے تلامذہ) سے کہا کہ میں آپ کو ایسی حدیث سناتا ہوں جو میرے بعد آپ کو اور کوئی نہیں سنائے گا اور میں نے اسے رسول اکرم ﷺ سے خود سنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ ، حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً اَلْقَيِّمُ الْوَاحِدُ)

''بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے چند نشانیاں یہ بھی ہیں کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ زنا عام ہو جائے گا اور شراب نوشی کھلے عام ہوگی۔ عورتیں زیادہ اور مرد کم ہو جائیں گے حتی کہ پچاس عورتوں کیلئے ایک ہی شخص ہوگا۔''[البخاري: العلم باب رفع العلم وظهور الجهل: ۸۱، مسلم: ۲۶۷۱]

عورتوں کی کثرت

حضرت ابو موسی الأشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوْفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ، ثُمَّ لاَ يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ ، مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ) [بخاری: ۱۴۱۴، مسلم: ۱۰۱۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لوگوں پر ضرور بالضرور ایک وقت ایسا آئے گا جب ایک شخص سونے کا صدقہ لے کر گھومے گا اور وہ کوئی ایسا شخص نہیں پائے گا جو اسے قبول کر لے۔ اور عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت کی وجہ سے حالت یہ ہو جائے گی کہ چالیس عورتیں ایک ہی مرد کی پناہ لینے کیلئے اس کے پیچھے پیچھے جائیں گی۔"

اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مرد جنگوں میں قتل ہو جائیں گے اور ان کی عورتیں بیوہ ہو جائیں گی۔ لہذا وہ مل کر ایک شخص کے پاس آئیں گی تا کہ وہ ان کی ضرورتیں پوری کرے اور لین دین کے معاملات میں ان کی مدد کرے۔

یہود ونصاری کی پیروی

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْهُ ، قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ؟ قَالَ : فَمَنْ ؟)[بخاری:۳۴۵۶، مسلم:۲۶۶۹]

"تم یقیناً پہلی امتوں کے طور طریقوں پر یوں چلو گے جیسے ایک بالشت دوسری بالشت کے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر ہوتا ہے حتی کہ اگر وہ سانڈہ کی بل میں داخل ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہود ونصاری (کے طریقوں پر)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (وہ نہیں) تو اور کون؟"

حضرات محترم! جن علاماتِ قیامت کا ذکر ان احادیث میں کیا گیا ہے ان میں سے بیشتر کا ظہور ہو چکا ہے، مثلاً علم کی کمی اور جہالت کا غلبہ، عورتوں کی کثرت، قتل، شراب نوشی اور زنا کاری کا عام ہونا، جاہلوں کا مفتی بن جانا۔ خاص طور جو علامت آخری حدیث میں بیان کی گئی ہے اور وہ ہے مسلمانوں کا یہود ونصاری کے طور طریقوں پر چلنا۔ اسی لئے علامہ اقبال نے کہا تھا:

وضع میں تم ہو نصاری تو تمدن میں ہنود   یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

علم پر عمل نہیں کیا جائے گا

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز کا ذکر کیا اور پھر فرمایا: "یہ اس وقت ہوگا جب علم چلا جائے گا" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! علم کیسے چلا جائے گا جبکہ ہم خود بھی قرآن پڑھتے ہیں اور اسے اپنے بچوں کو بھی پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو پڑھائیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تیری ماں تجھے گم پائے اے زیاد! میں تو تجھے مدینہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے زیادہ سمجھدار تصور کرتا تھا۔ کیا یہ یہود ونصاریٰ توراۃ اور انجیل کو نہیں پڑھتے؟ لیکن (پڑھنے کے باوجود) وہ ان پر عمل نہیں کرتے۔'' [ابن ماجہ : ٤٠٤٨ وصححه الألباني في صحيح ابن ماجه]

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''حفظِ قرآن' حروفِ قرآن کے حفظ سے نہیں ہوتا بلکہ اس کی حدود کو قائم کرنے سے (یعنی اس کے احکام پر عمل کرنے سے) ہوتا ہے۔''

اور حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''سب سے پہلے لوگوں سے خشوع کو اٹھایا جائے گا۔ عین ممکن ہے کہ ایک آدمی اس مسجد میں داخل ہو جہاں نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے اور اسے اس میں ایک آدمی بھی خشوع والا نظر نہیں آئے گا۔''

اسلام کا مٹنا اور قرآن کا اٹھایا جانا

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسلام اس طرح مٹ جائے گا جیسے کپڑے کا ایک داغ مٹ جاتا ہے یہاں تک کہ یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ نماز کیا ہے؟ روزہ کیا ہے؟ اور قربانی اور صدقہ کیا ہے؟ ایک رات آئے گی جب کتاب اللہ (قرآن مجید) کو اٹھالیا جائے گا حتی کہ اس کی ایک آیت بھی زمین پر باقی نہ رہے گی۔ (اور ایک وقت آئے گا جب) بڑی عمر کے لوگ کہیں گے: ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے یہ کلمہ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ) سنا تھا تو ہم بھی اسے پڑھتے ہیں''

حضرت صلہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: انھیں محض کلمہ پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ وہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ کو نہیں جانتے ہوں گے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے منہ پھیر لیا اور اسے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت صلہ رضی اللہ عنہ نے تین بار یہی سوال کیا اور ہر بار حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے منہ پھیر لیا۔ پھر انھوں نے کہا: اے صلہ! یہ کلمہ انھیں جہنم سے نجات دلائے گا۔ (انھوں نے تین بار یہی کہا) [ابن ماجہ : ٤٠٤٩، وصححه الألباني في الصحيحة : ٨٧] یاد رہے کہ یہ صورت حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد ہوگی۔

علاماتِ کبریٰ

(۱) دجال کا ظہور

علاماتِ کبریٰ میں سے ایک اہم علامت دجال کا ظاہر ہونا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس کے فتنے سے ڈرایا اور اس کی بعض نشانیاں ذکر فرمائیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کے فتنے سے بچ سکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
(اَلدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى ، جُفَالُ الشَّعْرِ ، مَعَهُ جَنَّةٌ وَّنَارٌ ، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَّجَنَّتُهُ نَارٌ) [مسلم: ۲۹۳۴]

''دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی، اس کے بال بہت زیادہ ہوں گے، اس کے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی اور اس کی جہنم جنت ہوگی اور جنت دوزخ ہوگی۔''

اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں یقیناً دجال کے متعلق زیادہ جانتا ہوں کہ اس کے ساتھ کیا کچھ ہوگا۔ اس کے ساتھ دو نہریں ہونگی، ان میں سے ایک میں سفید پانی ہوگا جو آنکھوں کے سامنے نظر آرہا ہوگا اور دوسری میں آگ بھڑک رہی ہوگی اور وہ بھی آنکھوں کے سامنے نظر آرہی ہوگی۔ لہذا کوئی شخص جب اسے پالے تو وہ اس نہر کو جائے جس میں اسے آگ نظر آرہی ہو اور اس میں وہ خوب ڈوبکیاں لگائے اور اپنا سر اس میں جھکائے اور پانی پئے کیونکہ اس کا پانی ٹھنڈا ہوگا۔ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اس آنکھ پر ایک موٹی سی جلد ہوگی جو اسے ڈھانپ رہی ہوگی۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر خواندہ و ناخواندہ مومن پڑھ سکے گا۔'' [مسلم: ۲۹۳۴]

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ (وَفِيْ رِوَايَةٍ : اِمْرُؤٌ) أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ)

''حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک دجال سے بڑا آدمی کوئی نہیں (آیا اور نہ) آئے گا۔'' [مسلم: ۲۹۴۶]

دجال روئے زمین پر ہر شہر میں جائے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ)

''دجال سوائے مکہ اور مدینہ کے باقی تمام شہروں میں جائے گا۔'' [بخاری: ۱۸۸۱، مسلم: ۲۹۴۳]

بعض روایات میں بیت المقدس اور جبل طور کا ذکر بھی ہے کہ وہاں بھی دجال نہیں جا سکے گا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: (عَلَامَتُهُ يَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ، يَبْلُغُ سُلْطَانُهُ كُلَّ مَنْهَلٍ ، لَا يَأْتِيْ أَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ : اَلْكَعْبَةَ ، وَمَسْجِدَ الرَّسُوْلِ ، وَالْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى وَالطُّوْرَ) [مسند احمد ج ٥ ص ٣٦٤ وإسناده صحيح]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال زمین پر چالیس دن رہے گا۔ جبکہ ایک اور روایت کے مطابق ان چالیس میں سے ایک دن سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی ایام عام دنوں کے برابر ہوں گے۔

دجال کے فتنہ سے بچنے کیلئے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث پیش خدمت ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ)وَفِي رِوَايَةٍ: (آخِرِ سُورَةِ الْكَهْفِ)[مسلم :۸۰۹]

"جس شخص نے سورۃ الکہف کے شروع سے (ایک روایت میں ہے: سورۃ الکہف کے آخر سے) دس آیات کو حفظ کیا اسے دجال سے بچا لیا جائے گا۔"

(۲) ظہورِ امام مہدی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي)

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا عرب کا حاکم بن جائے گا۔" [ترمذی : ۲۲۳۰۔ وصححه الألبانی]

جبکہ سنن ابو داؤد میں ہے کہ امام مہدی کے باپ کا نام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ جیسا ہوگا۔ اسی طرح اُس میں یہ بھی ہے کہ (يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا) "وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ (ان سے پہلے) ظلم وزیادتی سے بھری پڑی تھی۔"

[ابو داؤد : ۴۲۸۲۔ وصححه الألبانی]

اسی طرح حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خدشہ ہوا کہ کہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی حادثہ نہ ہوا۔ چنانچہ ہم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

(إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ ، يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا) قُلْنَا : وَمَا ذَاكَ ؟ قَالَ: (سِنِينَ)[ترمذی : ۲۲۳۲۔ وحسنه الألبانی]

"بے شک میری امت میں ایک مہدی آئے گا جو ظہور کے بعد پانچ یا سات یا نو سال تک رہے گا۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس کے علاوہ اور کئی احادیث کتبِ حدیث میں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی کا ظہور قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے ۔ اوران کا ظہور اُس وقت ہوگا جب روئے زمین پر ہر سو فتنہ وفساد بپا ہوگا۔ ان کا نام حضرت محمد ﷺ کے نام جیسا اوران کے باپ کا نام آپ ﷺ کے باپ کے نام جیسا ہوگا۔ وہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے ہونگے۔ اوران کے دور میں ہر طرح کی خیر وبرکت ہوگی۔

(۳) نزولِ حضرت عیسی علیہ السلام

قیامت کی علاماتِ کبری میں سے سب سے اہم علامت حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہے جن کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں آسمان کی طرف اٹھا لیا تھا۔ پھر وہ انہیں قیامت کے قریب دمشق کی جامع مسجد کے مینار پر نازل فرمائے گا۔ وہ نزول کے بعد شریعتِ محمدیہ کی تبلیغ کریں گے اور لوگ دھڑا دھڑ ان کی دعوت قبول کریں گے جس سے زمین پر امن وامان قائم ہوگا اور دینِ اسلام کا بول بالا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلاً ، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ ، وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ ، وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا ، وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ ، وَلَيَدْعُوَنَّ النَّاسَ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ) [مسلم:۱۵۵]

’’ اللہ کی قسم! ابن مریم (حضرت عیسی علیہ السلام) ضرور بالضرور نازل ہوں گے۔ وہ ایک عادل حکمران ہوں گے۔ وہ یقیناً صلیب کو توڑیں گے اور بلا شبہ خنزیر کو قتل کریں گے۔ وہ یقیناً جزیہ ختم کردیں گے۔ اور (ان کے عہد میں) جوان اور عمدہ اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا اور (کثرت مال کی وجہ سے) کوئی انہیں حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اور باہمی کینہ، بغض اور حسد یقیناً ختم ہو جائے گا۔ وہ یقیناً لوگوں کو مال لینے کیلئے بلائیں گے لیکن (مال بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے) کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔‘‘

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَأَمَّكُمْ) [بخاری:۳۴۴۹، مسلم:۱۵۵]

’’ تمھارا اس وقت کیا حال ہوگا جب حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) تم میں نازل ہونگے اور تمھارے امام ہونگے۔‘‘

ایک روایت میں ہے: (وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ) ابن ابی ذئب نے کہا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس سے مراد کیا ہے؟ میں (راوی) نے کہا: آپ ہی بتا دیں کہ اس سے مراد کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا: وہ کتاب اللہ اور سنت نبویہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ تمھاری امامت کریں گے۔'' [مسلم:۱۵۵]

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے نزول کے بعد سات سال تک زمین پر رہیں گے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ) [مسلم:۲۹۴۰]

''پھر لوگ سات سال تک اس طرح رہیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا۔''

(۴) یاجوج ماجوج کا نکلنا

اسی طرح علاماتِ کبریٰ میں سے ایک علامت یاجوج ماجوج کا نکلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾ [الأنبياء:۹۶]

''یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔''

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک یاجوج ماجوج ہر روز کھدائی کرتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ سورج کی شعائیں دیکھنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا نگران ان سے کہتا ہے: اب لوٹ جاؤ، کل تم پھر کھدائی کرو گے۔ تو (اگلے روز) تک اللہ تعالیٰ اسے پہلی حالت میں لوٹا دیتا ہے۔ (اس طرح وہ بدستور اس کی کھدائی کرتے رہیں گے) حتی کہ جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ انھیں لوگوں پر مسلط کرنے کا ارادہ فرمالے گا تو وہ کھدائی کریں گے یہاں تک کہ جب وہ سورج کی شعائیں دیکھنے کے قریب ہوں گے تو ان کا نگران ان سے کہے گا: اب لوٹ جاؤ کل تم ان شاء اللہ تعالیٰ پھر کھدائی کرو گے۔ تو اگلے روز جب وہ کھدائی کرنے آئیں گے تو اس (دیوار) کو اسی حالت میں دیکھیں گے جس پر وہ اسے کل چھوڑ کر گئے تھے، اس لئے وہ اس کی کھدائی کر کے باہر لوگوں پر مسلط ہو جائیں گے۔ وہ پانی خشک کر دیں گے اور لوگ ان کے شر سے بچنے کیلئے قلعہ بند ہو جائیں گے۔ لہٰذا وہ آسمان کی جانب تیر پھینکیں گے جو خون آلود ہو کر واپس لوٹیں گے۔ وہ کہیں گے: ہم اہلِ زمین پر بھی غالب آ گئے اور اہلِ آسماں پر بھی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گدیوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جو انھیں قتل کر دے گا۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (یاجوج ماجوج اس قدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد پھیلائیں گے اور جانوروں کا گوشت کھائیں گے کہ زمین کے جانور تک (ان کے مرنے کے بعد) شکر کریں گے۔" [ترمذی : ۳۱۵۳، ابن ماجه : ۴۰۸۰، وصححه الألباني في الصحيحة : ۱۷۳۵]

جبکہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کی صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج کا ظہور حضرت عیسی علیہ السلام کے دور میں ہوگا۔ [مسلم: ۲۹۳۷]

(۵) جانور کا نکلنا

اسی طرح علاماتِ کبری میں سے ایک بڑی نشانی (دابة الأرض) زمین کے جانور کا نکلنا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾ [النمل: ۸۲]

"اور جب ان پر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا تو ہم زمین سے ان کیلئے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔"

یعنی ان کی نافرمانی، سرکشی اور اللہ تعالی کی آیات سے ان کے اعراض کی بناء پر اللہ تعالی کے عذاب کا وعدہ ان پر ثابت ہو جائے گا۔ اور ایک ایسا جانور ظاہر ہوگا جو ان سے باتیں کرے گا تاکہ انھیں یقین ہو جائے کہ یہ جانور اللہ تعالی کی نشانی ہے۔

حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عمرو (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ یہ جانور مکہ میں جبلِ صفا سے نکلے گا۔ یہ پہاڑ پھٹ جائے گا اور اس سے یہ جانور برآمد ہوگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب زمین پر خیر و بھلائی کا وجود نہیں ہو گا، نہ کوئی نیکی کا حکم دینے والا ہوگا، نہ کوئی برائی سے روکنے والا اور نہ کوئی توبہ کرنے والا ہوگا۔ اس جانور سے کوئی شخص نہیں بچ سکے گا۔ اگر کوئی مومن باقی ہوگا تو یہ جانور اسے سونگھ کر اس کے چہرے کو روشن کر دے گا اور اس کی آنکھوں کے درمیان (مومن) کا لفظ لکھ دے گا۔ اور کافر کو سونگھ کر اس کے چہرے کو کالا سیاہ کر دے گا اور اس کی آنکھوں کے درمیان (کافر) کا لفظ لکھ دے گا۔ اور یہ لوگوں سے باقاعدہ بات چیت کرے گا۔ اس کی منجملہ باتوں کے ایک بات یہ بھی ہوگی کہ خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ [تفسیر القرطبی وابن کثیر]

(۶) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

اسی طرح علاماتِ کبری میں سے ایک بڑی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے جس کے بعد توبہ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازہ بند ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا : طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ)[مسلم:۱۵۸]

''تین چیزیں جب نکلیں گی تو اس وقت کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا تھا: ایک سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دوسرا دجال کا ظہور اور تیسرا زمین کے جانور کا نکلنا۔''

صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے:

(إِنَّ بِالْمَغْرِبِ بَابًا مَفْتُوْحًا لِلتَّوْبَةِ مَسِيْرَتُهُ سَبْعِيْنَ سَنَةً ، لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهِ)[ترمذی : ۳۵۳۵، ۳۵۳۶، الدارقطنی : ۱۵ ۔ وصححه الألبانی

''مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ جس کی مسافت ستر سال ہے اُس وقت تک کھلا ہوا ہے اور اُس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک اُدھر سے سورج طلوع نہیں ہوتا۔''

عزیزان گرامی! ان تمام نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ قوموں کو زمین میں دھنسایا جائے گا، اس کے بعد دجال کا خروج ہوگا، پھر حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول، پھر یاجوج ماجوج کا ظہور، پھر جانور کا نکلنا اور پھر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

قیامت کن لوگوں پر قائم ہوگی؟

جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی وہ سب کے سب برے ہونگے اور ان میں کوئی شخص نیک اور صالح نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ : اَللّٰهُ اَللّٰهُ)وفی روایة :(لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى أَحَدٍ يَقُوْلُ : اَللّٰهُ اَللّٰهُ)[مسلم:۱۴۸]

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ، اللہ کہنے والا کوئی نہیں ہوگا۔''

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی جو اللہ، اللہ کہتا ہوگا۔''

اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی جب قیامت قائم کرنے کا ارادہ کر لے گا تو مومنوں کی روحوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبض کر لے گا جس سے زمین پر توحید کا نام لیوا کوئی نہیں رہے گا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام ختم ہو جائے گا اور کوئی کسی سے یہ نہیں کہے گا کہ: اللہ سے ڈر۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(لاَ تَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ قَاهِرِيْنَ لِعَدُوِّهِمْ ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ ، حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ ، وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ)

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے دین پر قتال کرتا رہے گا۔ وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور اس کا کوئی مخالف اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ بدستور اسی حالت پر قائم ہوگا۔''

یہ حدیث سن کر حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں! پھر اللہ تعالی ایک ہوا کو بھیجے گا جس کی خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی۔ وہ ایسے لگے گی جیسے ریشم لگتا ہے اور ہر اُس جان کو جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا اسے وہ قبض کر لے گی۔ پھر برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔'' [مسلم:۱۹۲۴]

اسی طرح حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ ، يَتَهَارَجُوْنَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ)[مسلم:۲۹۳۷]

''صرف برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جو ایسے کھلم کھلا زنا کریں گے جیسے گدھے علانیہ طور پر خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں۔ پس انہی پر قیامت قائم ہوگی۔''

دوسرا خطبہ

آیئے اب یہ بھی سماعت فرما لیجئے کہ قیامت کا وقوع کیسے ہوگا؟

کائنات کا خاتمہ......صور کا پھونکا جانا اور کائنات کا بے ہوش ہونا

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ﴾[الزمر:۶۸].

''اور صور پھونک دیا جائے گا، پھر آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔''

(إلا من شاء الله) سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو اللہ تعالی بے ہوش ہو کر گرنے سے مستثنی کرے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کون لوگ ہونگے ؟ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے ۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا، ان میں سے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا۔ چنانچہ مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی ۔اس کے جواب میں یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی ۔ یہ سن کر مسلمان غضبناک ہوگیا اور اس نے یہودی کے چہرے پر ایک تھپڑ رسید کردیا۔ چنانچہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے مسلمان کی شکایت کی ۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لاَ تُخَيِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَأَكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ ، فَإِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ، فَلاَ أَدْرِیْ أَكَانَ مُوْسٰی فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِیْ ، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)[بخاری: ۶۵۱۷، مسلم: ۲۳۷۳]

’’ تم مجھے موسیٰ (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے روز لوگ بے ہوش کر گر پڑیں گے ۔ چنانچہ میں سب سے پہلا شخص ہونگا جسے افاقہ ہوگا۔ اور میں دیکھوں گا کہ موسیٰ (علیہ السلام) عرش کے ایک کنارہ کو پکڑے ہوئے ہیں ۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں ہونگے اور مجھ سے پہلے انہیں افاقہ ہوگا یا انہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں شامل کرے گا جو بے ہوش کر گرنے سے مستثنیٰ ہونگے۔‘‘

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ☆ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ☆ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ☆وَانشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ☆ وَالْمَلَكُ عَلَى أَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ﴾[الحاقۃ:۱۳۔۱۷]

’’ جب صور میں ایک پھونک ماری جائے گی ۔ زمین اور پہاڑ اوپر اٹھا لئے جائیں گے اور یکبارگی ٹکرا کر ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے ۔ اُس دن واقع ہونے والی (قیامت) واقع ہو جائے گی ۔ آسمان پھٹ جائے گا، وہ اس دن کمزور بھربھرا ہو جائے گا اور اس کے کناروں پر فرشتے ہونگے ۔ اور آپ کے رب کے عرش کو اس دن آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہونگے۔‘‘

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’ صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا اور دونوں کے درمیان چالیس (!) کا فاصلہ ہوگا۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: چالیس دن کا ؟ انھوں نے کہا: میں انکار کرتا ہوں ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے کہا: چالیس ماہ کا؟ انھوں نے کہا: میں انکار کرتا ہوں۔

انھوں نے کہا: چالیس سال کا؟ انھوں نے کہا: میں انکار کرتا ہوں۔

پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل کرے گا جس سے وہ یوں اگیں گے جیسے کوئی سبزی اگتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کا پورا جسم بوسیدہ ہو چکا ہو گا سوائے اس کی ایک ہڈی کے جسے زمین کبھی نہیں کھائے گی اور وہ ہے ریڑھ کی ہڈی۔ اور اسی سے مخلوق کے (مختلف اجزاء کو) قیامت کے دن جوڑا جائے گا۔''

[بخاری: ۴۸۱۴ و ۴۹۳۵، مسلم: ۲۹۵۵]

اس حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (چالیس) کی تحدید کرنے سے انکار کر دیا۔ یعنی اس سے مراد چالیس دن ہیں یا چالیس ماہ یا چالیس سال؟ تو ہو سکتا ہے کہ انھیں اس کا علم ہی نہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھیں اس کا علم ہو لیکن انھوں نے اسے بیان کرنا مناسب نہ سمجھا ہو کیونکہ ایک تو اُس وقت ابھی اس کی ضرورت ہی نہ تھی اور اس کے متعلق کچھ بتانا قبل از وقت تھا۔ دوسرا اس لئے کہ یہ بات ان ضروری مسائل میں سے نہ تھی کہ جن کی تبلیغ کرنا ان پر واجب تھا۔ واللہ اعلم

قیامت سے پہلے شدید زلزلہ

جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اس دن ایک زلزلہ آئے گا جس سے ساری زمین لرز اٹھے گی، کائنات کی ہر چیز ٹوٹ پھوٹ جائے گی اور بڑے بڑے ہولناک امور واقع ہونگے جنھیں برداشت کرنا کسی انسان کے بس سے باہر ہو گا۔ یہی وہ دن ہو گا جس کی ہولنا کی کی وجہ سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے، حاملہ عورتیں اپنے حمل ضائع کر بیٹھیں گی، دودھ پلانی والی خواتین اپنے دودھ پیتے بچوں کو چھوڑ دیں گی اور لوگوں پر بے ہوشی، دہشت اور شدید گھبراہٹ طاری ہو گی۔

اللہ تعالی اِس زلزلے کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ☆ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُم بِسُكَارَى وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ﴾ [الحج: ۱-۲]

''لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو۔ بلا شبہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے جس دن تم اسے دیکھ لو گے تو ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی۔ تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے۔ اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے حالانکہ درحقیقت وہ مدہوش نہ ہونگے بلکہ اللہ تعالی کا عذاب بڑا ہی سخت ہو گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اللہ تعالی کی بادشاہت باقی رہ جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ : أَنَا الْمَلِكُ ، أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ)) [بخاری:۶۵۱۹و۴۸۱۲، مسلم:۲۷۸۷]

''قیامت کے روز اللہ تعالی زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا اور پھر کہے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟''

جبکہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَطْوِي اللّٰهُ السَّمَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ، ثُمَّ يَقُوْلُ : أَنَا الْمَلِكُ ، أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرْضَ بِشِمَالِهِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ : أَنَا الْمَلِكُ ، أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ)) [بخاری:۷۴۱۲، مسلم:۲۷۸۸]

''اللہ تعالی قیامت کے دن آسمان کو لپیٹ دے گا، پھر (تمام آسمانوں کو) اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر کہے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں ظالم حکمران؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟ پھر زمین کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ کر کہے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں ظالم حکمران؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟''

صور میں دوبارہ پھونکا جائے گا

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴾ [یس:۵۱]

''صور کے پھونکے جاتے ہی سب کے سب اپنی قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں گے۔''

اس آیت میں صور میں پھونکے جانے سے مراد دوسری مرتبہ پھونکا جانا ہے جس کے بعد لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

مجاہدؒ کہتے ہیں: کافروں کو قیامت سے پہلے ایک بار ایسی نیند آئے گی کہ جس میں انھیں نیند کی لذت محسوس ہوگی۔ پھر اچانک ایک چیخ کی آواز آئے گی جس سے وہ شدید گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوں گے اور ادھر ادھر دیکھنے لگیں گے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾

''پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔''

پھر وہ کفار کہیں گے: ﴿قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا﴾ [یس:۵۲]

''کہیں گے ہائے ہائے! ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا۔''

ان آیات سے ثابت ہوا کہ صور میں دو مرتبہ پھونکا جائے گا: ایک مرتبہ پھونکے جانے سے لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، یعنی ان پر موت آجائے گی۔ پھر دوسری مرتبہ پھونکے جانے سے وہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ☆وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ☆وَقَالَ الْإِنسَانُ مَالَهَا ☆يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ☆ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ☆يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ☆فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ☆وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ [سورۃ الزلزال]

''جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ اور انسان کہنے لگے گا: اسے کیا ہو گیا؟ اس دن زمین اپنی ساری خبریں بیان کر دے گی، اس لئے کہ آپ کے رب نے اسے حکم دیا ہو گا۔ اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (واپس) لوٹیں گے تاکہ انھیں ان کے اعمال دکھائے جائیں، پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

اِس زلزلے سے مراد وہ زلزلہ ہے جو دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد لوگوں کے قبروں سے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد واقع ہو گا۔ اُس دن لوگوں کے خوف اور ان کی دہشت کا عالم یہ ہو گا کہ ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ اپنے سر اوپر اٹھائے دوڑ بھاگ رہے ہونگے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ☆ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ﴾ [ابراھیم:۴۲۔۴۳]

''اور آپ اللہ تعالیٰ کو ظالموں کے کرتوتوں سے غافل مت سمجھیں، وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور وہ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے تیزی سے دوڑ رہے ہونگے۔ ان کی پلکیں خود ان کی طرف نہیں جھکیں گی اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہونگے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات اور احادیث کے علاوہ اگر ہم وقوعِ قیامت کے متعلق مزید جاننا چاہتے ہیں تو ہمیں خاص طور پر تین سورتوں کو بار بار پڑھنا چاہیے: التکویر، الانفطار اور الانشقاق۔

ارشادِ نبوی ہے: ''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن کا چشم دید مشاہدہ کرے تو اسے ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾، ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ اور ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ کو پڑھنا چاہیے۔''

[ترمذی، احمد ۔ الصحیحۃ للألبانی : ۱۰۸۱]

سورۃ التکویر

﴿ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴾ ''جب سورج لپیٹ لیا جائے گا''

﴿ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ﴾ اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے''

﴿ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴾ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے''

﴿ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴾ اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی''

﴿ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴾ ''اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے''

﴿ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴾ اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے''

﴿ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴾ اور جب جانیں (جسموں سے) ملائی جائیں گی''

﴿ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ☆ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴾ ''اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا ☆ کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی''

﴿ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴾ اور جب نامہ اعمال کھول دیے جائیں گے''

﴿ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴾ ''اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی''

﴿ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴾ اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی''

﴿ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴾ اور جب جنت نزدیک کی جائے گی''

﴿ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ﴾ تو اس دن ہر شخص جان لے گا جو کچھ لے کر آیا ہوگا۔''

[التکویر : ۱۔۱۴]

سورۃ الإنفطار

﴿ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ﴾ ''جب آسمان پھٹ جائے گا''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴾ اور جب ستارے جھڑ جائیں گے''

﴿ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴾ اور جب سمندر بہہ نکلیں گے''

﴿ وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴾ اور جب قبریں (شق کر کے) اکھاڑ دی جائیں گی''

﴿ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴾ ''اس وقت ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے (یعنی اگلے پچھلے اعمال) کو معلوم کر لے گا۔'' [الإنفطار : ١. ٥]

سورة الإنشقاق

﴿ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾ ''جب آسمان پھٹ جائے گا''

﴿ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴾ اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گا اور وہ اسی کے لائق ہے''

﴿ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴾ اور جب زمین (کھینچ کر) پھیلا دی جائے گی''

﴿ وَأَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ﴾ ''اور اس میں جو کچھ ہے اسے وہ اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی''

﴿ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴾ اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی اور وہ اسی کے لائق ہے''

﴿ يَآ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلٰى رَبِّكَ كَدْحاً فَمُلَاقِيْهِ ﴾

''اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک محنتیں کر کے اس سے ملاقات کرنے والا ہے''

﴿ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ ☆ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ☆ وَيَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِهِ مَسْرُوْرًا ﴾ ''تو (اس وقت) جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا ☆ اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا ☆ اور وہ اپنے اہل کی طرف ہنسی خوشی لوٹ آئے گا''

﴿ وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْ ثُبُوْرًا ☆ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ☆ إِنَّهُ كَانَ فِيْ أَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ☆ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ☆ بَلٰى إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴾ [الإنشقاق : ١. ١٥]

''ہاں جس شخص کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا ☆ تو وہ موت کو بلانے لگے گا ☆ اور بھڑکتی ہوئی جہنم میں داخل ہوگا ☆ یہ شخص اپنے متعلقین میں خوش تھا ☆ اس کا خیال تھا کہ اللہ کی طرف لوٹ کر ہی نہ جائے گا ☆ کیوں نہیں! اس کا رب اسے بخوبی دیکھ رہا تھا۔''

برادران اسلام ! یہ موضوع اگلے خطبۂ جمعہ میں بھی ان شاء اللہ تعالی جاری رہے گا۔ آخر میں ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے خاص فضل وکرم سے ہم سب کو روزِ قیامت کی سختیوں سے محفوظ رکھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزِ قیامت کی ہولناکیاں (۱)

اہم عناصرِ خطبہ:

☆ بندوں کو کس طرح اٹھایا جائے گا؟ ☆ حشر کی کیفیت ☆ ہر ایک کو اپنی فکر دامن گیر ہوگی ☆ روزِ قیامت کا پسینہ ☆ دعوتِ فکر و عمل ☆ مقامِ محمود اور شفاعتِ کبری ☆ یومِ قیامت...... پیشی کا دن ☆ یومِ قیامت...... حساب کا دن ☆ یومِ قیامت...... فیصلہ کا دن ☆ یومِ قیامت...... باز پرس کا دن ☆ اللہ تعالی اپنے بندوں سے ہم کلام ہوگا ☆ لوگوں کے درمیان قصاص ☆ حقوق العباد کے متعلق پوچھ گچھ

پہلا خطبہ

برادرانِ اسلام! گذشتہ خطبۂ جمعہ میں ہم نے قیامت کی علامات، قیامت سے پہلے واقع ہونے والے بعض امور اور وقوعِ قیامت کی کیفیت کا تذکرہ کیا تھا جبکہ آج کے خطبۂ جمعہ میں ہم ان شاء اللہ تعالی روزِ قیامت کی ہولناکیاں بیان کریں گے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

www.KitaboSunnat.com

ہر بندہ اپنے آخری عمل پر اٹھایا جائے گا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ)

''ہر بندے کو اس عمل پر اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت آئی۔'' [مسلم: ۲۸۷۸]

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابَ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ، ثُمَّ بُعِثُوا عَلٰى نِيَّاتِهِمْ. وفي لفظ البخاري : عَلٰى أَعْمَالِهِمْ) [بخاری: ۷۱۰۸، مسلم: ۲۸۷۹]

''اللہ تعالی جب کسی قوم کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس قوم کے تمام افراد کو عذاب پہنچتا ہے، پھر انھیں ان کی نیتوں پر (اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کے اعمال پر) اٹھایا جائے گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اَلنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ، وَإِنَّ النَّائِحَةَ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ فَإِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيْلُ مِنْ قَطِرَانٍ ، ثُمَّ يُعْلَى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِنْ لَهَبِ النَّارِ)

''میت پر ماتم کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ اور ماتم کرنے والی عورت اگر توبہ کئے بغیر مرجائے تو اسے قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس پر گندھک کا لباس ہوگا، پھر اس کے اوپر اسے آگ کے شعلوں کی قمیص پہنائی جائے گی۔'' [ابن ماجہ : ۱۵۸۲۔ وصححه الألباني]

محترم بھائیو! ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت میں کامیابی کا دار ومدار انسان کے خاتمہ اور اس کے آخری عمل پر ہے جس پر اس کی موت واقع ہوئی۔ لہذا ہم پر لازم ہے کہ ہم تمام گناہوں سے فوراً سچی توبہ کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور عقیدۂ توحید اور نیک اعمال پر ثابت قدم رہیں تاکہ ہمارا خاتمہ اس حال میں ہو کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو۔

اٹھنے کے بعد لوگ کہاں ہوں گے؟

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوَاتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾

[إبراهيم: ۴۸]

''جس دن اس زمین کے علاوہ کوئی اور زمین ہوگی اور آسمان بھی بدل جائیں گے اور تمام لوگ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے جو ایک ہے اور وہ سب پر غالب ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ روزِ قیامت جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو اُس دن زمین وآسمان یہ نہیں ہونگے جو اس وقت ہیں بلکہ انہیں ختم کر کے اللہ تعالی ان کی جگہ کوئی اور زمین پیدا فرمائے گا جس پر لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور کوئی دوسرا آسمان لائے گا جس کے نیچے ان کا حساب وکتاب ہوگا۔

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا۔ اِس دوران یہود کے علماء میں سے ایک عالم آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ !......(حدیث طویل ہے اور اس میں ہے کہ) یہودی نے سوال کیا: جب (قیامت کے دن) اِس زمین کے علاوہ کوئی اور زمین ہوگی اور آسمان بھی بدل جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: '' وہ پل صراط کے اُدھر اندھیرے میں ہوں گے۔'' [مسلم ۔ الحیض باب صفة منی الرجل والمرأة:۳۱۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا کہ اُس دن لوگ کہاں ہونگے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پل صراط پر۔'' [مسلم:۲۷۹۱]

جبکہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِأَحَدٍ)

''لوگوں کو روزِ قیامت ایک ایسی زمین پر جمع کیا جائے گا جو میدے کی روٹی کی مانند سفید سرخی مائل ہوگی اور اس پر کسی (عمارت، مکان اور مینار وغیرہ) کا نام ونشان نہیں ہوگا۔'' (یعنی زمین چٹیل میدان ہوگی) [بخاری:۶۵۲۱،مسلم:۲۷۹۰]

حشر کی کیفیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلاَثِ طَرَائِقَ : رَاغِبِيْنَ وَرَاهِبِيْنَ ، وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ ، وَثَلاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ ، وَأَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ ، وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ ، وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا ، وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا ، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوْا ، وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا) [بخاری:۶۵۲۲،مسلم:۲۸۶۱]

''لوگوں کو تین گروہوں میں اکٹھا کیا جائے گا : ایک گروہ امید رکھنے والے اور ڈرنے والوں کا ہوگا۔ دوسرے گروہ میں دو افراد کے پاس ایک اونٹ ہوگا، تین کے پاس ایک اونٹ ہوگا، چار کے پاس ایک اونٹ ہوگا اور دس کے پاس ایک اونٹ ہوگا۔ اور باقیوں (تیسرے گروہ کے لوگوں) کو آگ اکٹھا کرے گی، وہ ان کے ساتھ رات گذارے گی جہاں وہ رات گذاریں گے۔ اور ان کے ساتھ دوپہر کا قیلولہ کرے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے۔اور ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں وہ صبح کریں گے۔اور ان کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ شام کریں گے۔'' (یعنی ہر وقت ان کے ساتھ ساتھ رہے گی)

ہوسکتا ہے کہ اس حدیث میں پہلے گروہ سے مراد نیکوکار لوگوں کا گروہ، دوسرے گروہ سے مراد وہ لوگ ہوں جنھوں نے نیکیاں بھی کی ہونگی اور برائیاں بھی اور تیسرے گروہ سے مراد کفار کا گروہ ہو۔ واللہ اعلم

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان تے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا:

اے اللہ کے رسول ! کافروں کو ان کے چہروں کے بل کیسے جمع کیا جائے گا ؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلٰى رِجْلَيْهِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)

''کیا وہ ذات جس نے اسے دنیا میں پاؤں کے بل چلایا وہ اسے قیامت کے روز چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں؟'' [بخاری:۴۷۶۰و۶۵۲۳، مسلم:۲۸۰۶]

اٹھنے کے بعد لوگ کس حال میں ہونگے؟

جب کافروں کو ان کی قبروں سے حشر کیلئے اٹھایا جائے گا تو ان کی پانچ حالتیں ہونگی:

① قبروں سے اٹھتے ہوئے: مکمل حواس اور اعضاء کے ساتھ اٹھیں گے.

② حساب وکتاب کیلئے جاتے ہوئے: مکمل حواس اور اعضاء کے ساتھ جائیں گے.

③ حساب وکتاب کے دوران: مکمل حواس اور اعضاء کے ساتھ ہوں گے.

④ جہنم کی طرف جاتے ہوئے: ان کی سماعت، بصارت اور قوتِ گویائی کو سلب کرلیا جائے گا۔ یعنی وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہونگے۔ اِس سے مقصود انھیں ذلیل کرنا اور دوسروں کی نسبت ان سے امتیازی سلوک کرنا ہوگا۔

⑤ جہنم میں دورانِ اقامت: جب انھیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو ان کے حواس انھیں لوٹا دیئے جائیں گے تاکہ وہ جہنم کی آگ اور اس کے عذاب کا مشاہدہ کرسکیں۔ لہذا وہ جہنم میں اس حالت میں رہیں گے کہ وہ بولتے، سنتے اور دیکھتے ہونگے۔ پھر ایک منادی اعلان کرے گا: تم نے ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہنا ہے اور کبھی تم پر موت نہیں آئے گی۔ تب ان کی قوتِ سماعت ان سے سلب کرلی جائے گی اور ہوسکتا ہے کہ بصارت اور قوتِ گویائی بھی سلب کرلی جائے لیکن قوتِ سماعت کا سلب کرلیا جانا یقینی ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ﴾ [الأنبياء:۱۰۰]

''وہ وہاں (جہنم میں) چلا رہے ہونگے اور وہاں کچھ بھی نہ سن سکیں گے۔''

جبکہ حضرت معاویہ بن حیدۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: (هٰهُنَا تُحْشَرُوْنَ، هٰهُنَا تُحْشَرُوْنَ، هٰهُنَا تُحْشَرُوْنَ رُكْبَانًا وَمُشَاةً، وَعَلٰى وُجُوْهِكُمْ ... تَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى أَفْوَاهِكُمُ الْفِدَام، أَوَّلُ مَا يُعْرِبُ عَنْ أَحَدِكُمْ فَخِذُهُ) [مسند احمد ج ۳۳ ص ۲۱۴ : ۲۰۰۱۱۔ وإسناده حسن]

''تمھیں ادھر جمع کیا جائے گا (تین بار فرمایا) (اور تمھارے تین گروہ ہونگے): سواروں کا گروہ، پیدل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلنے والوں کا گروہ اور ان کا گروہ جنھیں اوندھے منہ گھسیٹا جائے گا.....اور جب تم اللہ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو تمھارے منہ بند کیے گئے ہونگے (یعنی انھیں بولنے سے منع کر دیا جائے گا)......اور سب سے پہلے تمھارے اعضاء میں سے ران تمھارے بارے میں بیان دے گی۔''

لوگوں کو ننگے بدن، ننگے پاؤں اور غیر مختون حالت میں اٹھایا جائے گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اکرم ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور ہمیں وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! تمھیں اللہ کی طرف ننگے بدن، ننگے پاؤں اور غیر مختون حالت میں جمع کیا جائے گا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾

''جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اسے دوبارہ لوٹائیں گے۔ یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے ہی رہیں گے۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! قیامت کے روز لوگوں میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اور خبردار! میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، پھر انھیں بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ کو نہیں معلوم کہ انھوں نے آپ کے بعد (دین میں) کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کی تھیں۔

چنانچہ میں بالکل اسی طرح کہوں گا جیسا کہ نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا:

﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ☆إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [المائدة: ۱۱۷۔۱۱۸] ''میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھے فوت کر دیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔ اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو غالب ہے اور حکمت والا ہے۔''

تو کہا جائے گا: جب سے آپ ان سے جدا ہوئے انھوں نے دین سے منہ موڑ لیا تھا اور وہ مرتد ہو گئے تھے۔'' [بخاری ۳۳۴۹ و ۳۴۴۷ و ۴۶۲۵، مسلم: ۲۸۶۰]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً ، قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ ؟ قَالَ : يَا عَائِشَةُ ! اَلْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ)

'' قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں ، ننگے بدن اور غیر مختون حالت میں جمع کیا جائے گا۔''

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! مرد اور عورتیں سب اکٹھے ہونگے اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہونگے ؟

آپ ﷺ نے جواب دیا: '' اے عائشہ ! اس روز کا معاملہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے کہیں زیادہ سخت ہوگا۔'' [بخاری: ۶۵۲۷، مسلم: ۲۸۵۹]

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ : أَيُبْصُرُ بَعْضُنَا أَوْ يَرٰى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ؟ قَالَ : يَا فُلاَنَةُ ! لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ)[ترمذی : ۳۳۳۲۔ وصححه الألبانی]

'' تمھیں ننگے پاؤں ، ننگے بدن اور غیر مختون حالت میں جمع کیا جائے گا۔''

ایک عورت نے کہا: کیا ہم ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھ رہے ہونگے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: '' اے فلانہ! ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر دامن گیر ہوگی جو اس کیلئے کافی ہوگی۔''

ہر ایک کو اپنی فکر دامن گیر ہوگی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يَسْأَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ☆ يُبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ☆ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيْهِ ☆ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ ☆ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ☆ كَلَّا إِنَّهَا لَظٰى ☆ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ☆ تَدْعُوْ مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ☆ وَجَمَعَ فَأَوْعٰى ﴾ [المعارج: ۱۰۔۱۸]

'' اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا (حالانکہ) وہ ایک دوسرے کو دکھا دئے جائیں گے ۔ ایک مجرم چاہے گا کہ وہ اپنے بیٹوں کو، اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو، اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو اس دن کے عذاب کے بدلے میں دے دے ، پھر وہ اسے نجات دلا دیں۔ مگر ہرگز ایسا نہ ہوگا ، یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔ وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے اور جمع کر کے سنبھال رکھتا ہے۔''

اور فرمایا: ﴿ فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ☆ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيْهِ ☆ وَأُمِّهِ وَأَبِيْهِ ☆ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيْهِ ☆ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴾ [عبس: ۳۳۔۳۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پس جب کان بہرے کر دینے والی (قیامت) آجائے گی تو اس دن آدمی اپنے بھائی سے، اپنی ماں اور اپنے باپ سے، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے دور بھاگے گا۔ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر (دامن گیر) ہوگی جو اس کو دوسری طرف متوجہ نہ ہونے دے گی۔''

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری: ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ﴾ ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے قریش کی جماعت! تم اپنی جانوں کا سودا خود کرلو (اپنے انجام کی فکر کرلو) میں تمھارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنو عبد مناف! میں تمھارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب! میں تمھارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے صفیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی)! میں تمھارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اور اے فاطمۃ بنت محمد! میرے مال سے جو چاہو مانگ لو (لیکن اس بات پر یقین کرلو کہ) میں تمھارے کسی کام نہیں آؤں گا۔''

[البخاری: ۴۷۷۱]

اس حدیث کی روشنی میں غور فرمائیں کہ جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اپنے عزیزوں حتی کہ اپنی پھوپھی اور اپنی لخت جگر کے کام نہیں آئیں گے تو اس دن اور کون کسی کے کام آسکے گا! کیا یہ حدیث اس بات کی دلیل نہیں کہ اس دن انسان کا نجات دہندہ محض اس کا عملِ صالح ہی ہوگا؟ لہذا ہمیں عملِ صالح ہی کرنا چاہیے اور عملِ بد سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور ہاں! اللہ تعالی کی رحمت کا امیدوار بھی ہونا چاہیے اور اسکے ساتھ ہمیں حسن ظن ہونا چاہیے کہ وہ معاف کرنے والا ہے اور رحیم وکریم ہے۔

روزِ قیامت کا پسینہ

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

(تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ . قَالَ سليم بن عامر: مَا أَدْرِيْ مَا يَعْنِيْ بِالْمِيْلِ، أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَوِ الْمِيْلَ الَّذِيْ تُكْحَلُ بِهِ الْعَيْنُ . قَالَ: فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ ، فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ إِلٰى كَعْبَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ إِلٰى حِقْوَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا ، قَالَ: وَأَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلٰى فِيْهِ .

[مسلم: ۲۸۶۴]

''قیامت کے روز سورج کو مخلوق سے قریب کردیا جائے گا حتی کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر رہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا (سلیم بن عامر کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ میل سے مراد زمین کی مسافت ہے یا اس سے مراد وہ میل (سلائی) ہے جس کے ذریعہ آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے عمل کے مطابق پسینے میں ہوگا۔ ان میں سے کسی کا پسینہ اس کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کا پسینہ اس کے گھٹنوں تک ہوگا، کسی کا پسینہ اس کی کوکھ تک ہوگا، اور (آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ) کسی کو اس کا پسینہ لگام دے رہا ہوگا (یعنی اس کے منہ تک ہوگا۔)''

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ الْعَرَقَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيَذْهَبُ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ بَاعًا ، وَإِنَّهُ لَيَبْلُغُ إِلٰى أَفْوَاهِ النَّاسِ أَوْ آذَانِهِمْ) [بخاری: ۶۵۳۲، مسلم: ۲۸۶۳]

''قیامت کے دن پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک جائے گا اور وہ لوگوں کے منہ یا ان کے کانوں تک پہنچ رہا ہوگا۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ . قَالَ : يَوْمٌ يَقُوْمُ أَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهِ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ)

''جب لوگ رب العالمین کیلئے کھڑے ہونگے! آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن ان میں سے کسی کا پسینہ اس کے کانوں کے درمیان تک پہنچ رہا ہوگا۔'' [بخاری: ۴۹۳۸ و ۶۵۳۱]

دعوتِ فکر و عمل

برادران اسلام ! ذرا سوچئے جب قیامت قائم ہوگی اس دن ہماری حالت کیا ہوگی! وہ دن یقیناً عظیم ہے جب ایک ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھلا دے گی۔ جب ایک حاملہ عورت کا حمل ضائع ہو جائے گا۔ جب لوگ بے ہوشی کے عالم میں ہونگے اور ان پر شدید خوف طاری ہوگا۔ اس شدید خوف ودہشت سے نجات دینے والی چیز محض اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری اور اس کی نافرمانی کو چھوڑ دینا ہی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز اس سے نجات نہیں دلا سکے گی۔

اور جب ایک دوست اپنے دوست کا حال تک نہیں پوچھے گا۔ ایک رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو دیکھتے ہوئے بھی اس سے دور بھاگے گا۔ جب کانوں کو بہرا کردینے والی قیامت قائم ہوگی اور جب ہر شخص کو صرف اپنی فکر دامن گیر ہوگی حتی کہ دنیا میں جو شخصیات اس سے پیار کیا کرتی تھیں اور اگر کوئی پریشانی آتی تھی تو وہ اسے اپنی آغوش میں لے لیا کرتی تھیں آج وہ بھی اس سے منہ موڑ لیں گی۔ اور ایک مجرم یہ چاہے گا کہ یومِ قیامت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب سے بچنے کیلئے وہ اپنی اولاد کو، اپنی بیوی کو، بہن بھائیوں کو اور اپنے پورے قبیلے کو حتی کہ روئے زمین کے تمام انسانوں کو فدیہ کے طور پر پیش کر دے، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ اس دن کی آگ ایسی شدید ہو گی کہ گوشت کو ہڈیوں سے علیحدہ کر ڈالے گی ۔ اُس عذاب سے نجات دلانے والی چیز کونسی ہے؟ یقیناً وہ اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری اور اس کی نافرمانی چھوڑ دینا ہی ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: ﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ [البقرۃ :۲۸۱]

''اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ تعالی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

عزیزان گرامی! اب ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ اس دن کی سختیوں اور ہولناکیوں سے کس طرح بچا جا سکتا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ) [مسلم :۲۶۹۹]

'' جو شخص کسی کی دنیاوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی کو ختم کرتا ہے اللہ تعالی اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی کو ختم کر دے گا۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی مسلمان کی پریشانیوں کو ختم کرنے میں اس کی مدد کرتا ہے اللہ تعالی اسے ہر پریشانی کے بدلے میں قیامت کی پریشانی سے محفوظ رکھے گا۔

جبکہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا حساب لیا گیا تو اس کے پاس کوئی خیر کا عمل نہ ملا سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا تھا اور اپنے نوکروں کو حکم دیا کرتا تھا کہ وہ تنگدست پر آسانی کریں۔ تو اللہ تعالی نے کہا: میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں ۔ لہذا تم (اے فرشتو!) میرے بندے کو معاف کر دو۔'' [مسلم :۱۵۶۱]

اسی طرح حضرت ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے ایک مقروض کو طلب کیا تو وہ کہیں چھپ گیا۔ پھر وہ اچانک ملا تو کہنے لگا: میں تنگدست ہوں اور قرضہ واپس کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا: کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہو کہ تم واقعتاً تنگدست ہو؟ اس نے کہا: ہاں ۔ تو میں نے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ

(مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعُ عَنْهُ)

''جس کو یہ بات اچھی لگے کہ اللہ تعالی اسے قیامت کی پریشانیوں سے نجات دے دے تو وہ تنگدست پر آسانی کرے یا اسے معاف کردے ۔'' [مسلم ـ المساقاة باب فضل إنظار المعسر:۱۵۶۳]

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں بتایا کہ اسے موت آئی اور وہ سیدھا جنت میں چلا گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تو کیا عمل کرتا تھا؟ تو اس نے خود یاد کرکے جواب دیا یا اسے یاد کرایا گیا کہ : ''میں لوگوں سے لین دین کرتا تھا تو تنگدست کو مہلت دے دیتا تھا اور وصولی میں درگذر کردیا کرتا تھا ۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''چنانچہ اسے بھی معاف کردیا گیا ۔'' حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ حدیث تو میں نے بھی رسول اکرم ﷺ سے سنی تھی ۔ [بخاری:۲۳۹۱و۳۴۵۱، مسلم:۱۵۶۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''سات افراد ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالی اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں سایہ نصیب کرے گا جبکہ اس دن اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا: عادل حکمران ۔ اور وہ نوجوان جس کی نشو ونما اللہ کی عبادت میں ہوئی ۔ اور وہ شخص جس کا دل ہمیشہ مساجد سے لٹکا رہا ۔ اور وہ دو آدمی جنھوں نے اللہ کی رضا کیلئے ایک دوسرے سے محبت کی ، اسی پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے ۔ اور ایک وہ شخص جسے کسی عہدے دار اور خوبصورت عورت نے برائی کیلئے بلایا تو اس نے کہا: میں اللہ تعالی سے ڈرتا ہوں ۔ اور وہ شخص جس نے خفیہ طور پر صدقہ کیا حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ۔ اور وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے ۔'' [بخاری:۶۶۰و۱۴۲۳، مسلم:۱۰۳۱]

اسی طرح حضرت کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ) [مسلم:۳۰۰۶]

''جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا اسے معاف کردیا اللہ تعالی اسے اپنے سائے میں سایہ نصیب کرے گا۔''

مقامِ محمود......تمام اہل محشر کیلئے شفاعت

ہم یہ بات مختلف احادیث کے حوالے سے پہلے عرض کر چکے ہیں کہ قیامت کا دن بہت سخت اور انتہائی لمبا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(پچاس ہزار سال کے برابر) ہوگا۔ اس دن سورج بہت ہی قریب ہوگا اور اس کی گرمی سے لوگ اپنے پسینوں میں ڈوب رہے ہونگے۔ وہ اس دن کی سختیوں سے تنگ آ جائیں گے اور اس بات کی خواہش کا اظہار کریں گے کہ اللہ تعالی ان کا حساب وکتاب شروع کرے اور جلد از جلد ان کا فیصلہ فرمائے۔ چنانچہ وہ مختلف انبیاء کے پاس اس سلسلے میں جائیں گے ...... لیجئے تفصیلی واقعہ سماعت فرمائیے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ گوشت لایا گیا (چنانچہ اسے پکانے کے بعد) اس کے بازو کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جو آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کے ساتھ گوشت کو توڑ توڑ کر کھایا اور پھر فرمایا:

''میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا اور کیا تمھیں پتہ ہے کہ ایسا کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالی تمام لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کرے گا جہاں ایک منادی (پکارنے والے) کی آواز کو سب سن سکیں گے اور سب کو بیک نظر دیکھا جا سکے گا۔ سورج قریب آ جائے گا اور لوگوں کے غم اور صدمے کا یہ عالم ہوگا کہ وہ بے بس ہو جائیں گے اور اپنی پریشانیوں کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہم سب کی حالت کیا ہو رہی ہے؟ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہماری پریشانی کا عالم کیا ہے؟ تو کیا تم کسی ایسے شخص کو نہیں ڈھونڈتے جو تمہارے رب کے ہاں تمھارے حق میں شفاعت کرے؟ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: چلو آدم (علیہ السلام) کے پاس چلتے ہیں۔ پھر ان کے پاس جا کر ان سے کہیں گے:

اے آدم! آپ ہمارے اور تمام انسانوں کے باپ ہیں، آپ کو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی روح سے روح پھونکی۔ اور اس نے فرشتوں کو حکم دیا تو وہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ آپ اپنے رب کے ہاں شفاعت کریں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری حالت کیا ہو رہی ہے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری پریشانی کا عالم کیا ہے؟

حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غضبناک ہے جتنا پہلے نہ تھا اور نہ ہی پھر کبھی ہوگا۔ اور اس نے مجھے درخت کے قریب جانے سے منع کیا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی تھی (نَفْسِیْ نَفْسِیْ) آج تو مجھے اپنی ہی فکر لاحق ہے، تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ اور میری رائے یہ ہے کہ تم نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے:

اے نوح! آپ زمین پر اللہ کے پہلے رسول تھے اور آپ کو اللہ تعالی نے شکر گذار بندہ قرار دیا۔ آپ اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کے ہاں شفاعت کریں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری حالت کیا ہو رہی ہے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری پریشانی کا عالم کیا ہے؟

حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غضبناک ہے جتنا پہلے کبھی نہ تھا اور نہ ہی پھر کبھی ہوگا۔ اور میں نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی، اس لئے (نَفْسِیْ نَفْسِیْ) آج تو مجھے اپنی ہی فکر لاحق ہے۔ تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے:

اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور تمام اہلِ زمین میں سے آپ ہی اس کے خلیل تھے۔ آپ اپنے رب کے ہاں شفاعت کریں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری حالت کیا ہو رہی ہے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری پریشانی کا عالم کیا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام جواب دیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غضبناک ہے جتنا پہلے کبھی تھا اور نہ پھر کبھی ہوگا۔ وہ (ابراہیم علیہ السلام) اپنی تین غلطیاں یاد کریں گے اور کہیں گے: (نَفْسِیْ نَفْسِیْ) آج تو مجھے اپنی ہی فکر لاحق ہے۔ تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے:

اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے ساتھ اور آپ کے ساتھ کلام کرکے دوسرے لوگوں پر فضیلت دی۔ آپ اپنے رب کے ہاں شفاعت کریں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری حالت کیا ہو رہی ہے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری پریشانی کا عالم کیا ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غضبناک ہے جتنا پہلے کبھی نہ تھا اور نہ ہی پھر کبھی ہوگا۔ اور میں نے ایک ایسی جان کو قتل کر دیا تھا جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا (نَفْسِیْ نَفْسِیْ) آج تو مجھے اپنی ہی فکر لاحق ہے۔ تم عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے:

اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے ماں کی گود میں لوگوں سے بات چیت کی، آپ اللہ کے کلمۂ (کن) سے پیدا شدہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی روح سے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے رب کے ہاں شفاعت کریں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری حالت کیا ہو رہی ہے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری پریشانی کا عالم کیا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے: بے شک میرا رب آج اتنا غضبناک ہے جتنا پہلے کبھی نہ تھا اور نہ ہی پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی ہوگا۔انھیں اپنی کوئی غلطی یادنہیں آئے گی مگر پھر بھی وہ کہیں گے: (نَفْسِیْ نَفْسِیْ) آج تو مجھے بس اپنی ہی فکر لاحق ہے۔تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔تم محمد (ﷺ) کے پاس چلے جاؤ۔چنانچہ وہ آئیں گے اور کہیں گے:

اے محمد (ﷺ)! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الأنبیاء ہیں اور آپ کی اگلی پچھلی خطائیں اللہ تعالی نے معاف کردی ہیں۔آپ اپنے رب کے ہاں شفاعت کریں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری حالت کیا ہورہی ہے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری پریشانی کا عالم کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں چل پڑوں گا اور عرش کے نیچے آکر اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوجاؤں گا۔پھر اللہ تعالی مجھے شرحِ صدر عطا کرے گا اور مجھے اپنی حمد وثناء کے ایسے ایسے الفاظ الہام کرے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر اس نے الہام نہیں کئے تھے۔پھر کہے گا: (یَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ ، سَلْ تُعْطَهْ ، اِشْفَعْ تُشَفَّعْ)

اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو آپ کا مطالبہ پورا کیا جائے گا۔اور آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا: (یَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ) اے میرے رب! میری امت (کو معاف کردے)، میری امت (کو جہنم سے بچالے)

کہا جائے گا: (أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ)

اے محمد! اپنی امت کے ہر اس شخص کو جو حساب وکتاب سے مستثنیٰ ہے جنت کے دائیں دروازے سے جنت میں داخل کردیں۔ یہ لوگ جنت کے باقی دروازوں سے آنے جانے کے بھی مجاز ہونگے۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک جنت کے ہر دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ مکرمہ اور ہجر کے درمیان یا مکہ مکرمہ اور بُصری کے درمیان ہے۔'' (بخاری کی روایت میں مکہ مکرمہ اور حمیر کا ذکر ہے۔) [بخاری:۳۳۴۰و۳۳۶۱و۴۷۱۲، مسلم:۱۹۴]

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''لوگ قیامت کے دن گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہونگے، ہر امت اپنے نبی کے پیچھے جائے گی اور کہے گی: اے فلاں! شفاعت کریں، اے فلاں! سفارش کریں یہاں تک کہ شفاعت کیلئے حضرت محمد ﷺ سے کہا جائے گا، اور یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالی آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔'' [بخاری:۴۷۱۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یومِ قیامت ....پیشی کا دن ہے

یعنی اُس دن لوگوں پر ان کے اعمال پیش کئے جائیں گے جیسا کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''قیامت کے دن جس شخص کا حساب ہوگا اسے عذاب دیا جائے گا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول ! کیا اللہ تعالی نے نہیں فرمایا: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ یعنی اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اس سے مراد حساب نہیں بلکہ اس سے مراد (عرض) یعنی پیش کیا جانا ہے اور جس سے حساب وکتاب کے دوران پوچھ گچھ کی جائے گی اسے عذاب دیا جائے گا۔''

[بخاری:۱۰۳و۴۹۳۹، مسلم:۲۸۷۶]

اور حضرت ابوموسی الأشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

(يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عُرْضَاتٍ : فَأَمَّا عُرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيْرُ ، وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيْرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِيْ فَآخِذٌ بِيَمِيْنِهٖ وَآخِذٌ بِشِمَالِهٖ)

''لوگوں کو قیامت کے دن تین طرح سے پیش کیا جائے گا۔پہلی دو پیشیوں میں مباحثہ ہوگا اور حجت قائم کی جائے گی جبکہ تیسری پیشی کے بعد ہاتھوں میں اعمال نامے پکڑائے جائیں گے۔کوئی اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑے گا اور کوئی بائیں ہاتھ سے۔'' [ترمذی: ٢٤٢٥ ، ابن ماجه : ٤٢٧٧، مسند احمد ج ٤ ص ٤١٤ ۔ وقال الترمذی : ولا يصح هذا الحديث من قبل أن الحسن لم يسمع من أبي هريرة ۔ وقال الحافظ في الفتح ج ١١ ص ٤٠٣ : وأخرجه البيهقي في البعث بسند حسن عن عبد الله بن مسعود موقوفا]

الحکیم الترمذی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ جھگڑے سے مراد یہ ہے کہ خواہش پرستی کرنے والے لوگ اللہ تعالی سے جھگڑا کریں گے کیونکہ وہ اپنے رب کو نہیں پہچانتے ہونگے اور وہ یہ گمان کر بیٹھیں گے کہ اگر وہ اللہ تعالی سے جھگڑا کریں گے تو اس طرح ان کی جان چھوٹ جائے گی اور ان کی حجت کو قبول کرلیا جائے گا۔اور جہاں تک مومنوں کی پیشی کا تعلق ہے تو اللہ تعالی انھیں خلوت میں بلائے گا اور خلوت ہی میں جسے ڈانٹنا ہوگا ڈانٹے گا۔اور اس وقت مومنوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ اللہ تعالی سے شرم کے مارے پسینے میں ڈوب رہے ہونگے پھر اللہ تعالی ان کی مغفرت فرما کر انھیں جنت میں بھیج دے گا۔

لہذا ذرا تصور کیجئے کہ جب آپ اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہونگے ،آپ کے ہاتھ میں آپ کا نامہ اعمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا جس میں آپ کا ہر عمل لکھا ہوا ہو گا اور ہر ایسا عمل جسے آپ دنیا میں لوگوں سے چھپاتے تھے آج وہ ظاہر ہو رہا ہو گا۔ اور نامۂ اعمال کوئی ایسا عمل نہیں چھوڑے گا جسے آپ نے دنیا میں کمایا ہو گا۔ آپ انتہائی خوف کی حالت میں اپنا نامۂ اعمال خود پڑھ رہے ہونگے اور آپ کے سامنے اور آپ کے پیچھے قیامت کی ہولناکیاں ہی ہولناکیاں ہونگی۔ اور کتنی ایسی برائیاں ہونگی جنھیں آپ دنیا میں بھول چکے تھے لیکن آج آپ انھیں اپنے سامنے دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے۔ اور کتنے عمل ایسے ہونگے جن کے بارے میں آپ کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ قیامت کے دن میرے سامنے آجائیں گے۔ ہائے اس دن کی حسرت وپشیمانی اور ہائے اس دن کی ندامت وشرمندگی !!

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزِ قیامت اللہ تعالی مومن کو اپنے قریب کرے گا، پھر اسے دوسرے لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر کے اس کے گناہوں کا اس سے اعتراف کروائے گا اور کہے گا: کیا تم (فلاں گناہ) کو جانتے ہو؟ وہ کہے گا: ہاں اے میرے رب میں جانتا ہوں۔ پھر اللہ تعالی کہے گا: میں نے تمھارے گناہوں پر دنیا میں بھی پردہ ڈال دیا تھا اور آج بھی انھیں معاف کر رہا ہوں۔ پھر اسے اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال دے دیا جائے گا۔ رہے کفار اور منافق تو انھیں تمام لوگوں کے سامنے پکارا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا تھا''

[بخاری: ۲۴۴۱ و ۴۶۸۵ و ۶۰۷۰، مسلم: ۲۷۶۸]

اسی طرح حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''.....روزِ قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا اور (اس کے بارے میں فرشتوں سے) کہا جائے گا: اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہوں کو (ابھی) ظاہر نہ کرو۔ پھر اس پر اس کے چھوٹے گناہوں کو پیش کیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: تم نے فلاں دن فلاں عمل کیا تھا اور فلاں دن فلاں عمل کیا تھا۔ وہ اپنے ان گناہوں کا اقرار کرے گا اور انکار نہیں کر سکے گا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہو گا کہ ابھی وہ بھی پیش کئے جائیں گے لیکن اسے کہا جائے گا: تمھارے لئے ہر برائی کے بدلے ایک نیکی ہے۔ تو وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے کئی اور گناہ بھی کئے تھے جو یہاں مجھے نظر نہیں آرہے؟

راویٔ حدیث کا بیان ہے کہ یہ بات کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کی (مبارک) داڑھیں نظر آنے لگیں۔ [مسلم: ۱۹۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے کئی بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا اور انہیں اپنے خاص فضل وکرم سے جنت میں داخل کردے گا۔ اِس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(لاَ یَسْتُرُ اللّٰهُ عَلٰی عَبْدٍ فِی الدُّنْیَا إِلاَّ سَتَرَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)[مسلم:۲۵۹۰]

''اللہ تعالی اگر اپنے کسی بندے پر دنیا میں پردہ ڈالتا ہے تو اس پر قیامت کے دن بھی پردہ ڈال دے گا۔''

دوسری روایت میں ہے:(مَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ عَوْرَتَهُ،سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)[مسلم:۲۶۹۹]

''جو شخص کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے اللہ تعالی یومِ قیامت کو اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دے گا''

یومِ قیامت ....حساب کا دن ہے

اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿ اِقْرَاْ کِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ﴾[الإسراء:۱۴]

''لے خود اپنی کتاب آپ ہی پڑھ لے۔آج تو تُو آپ ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالی پوری مخلوق کا محاسبہ کس طرح کرے گا؟ تو انھوں نے کہا: جیسے ان سب کو ایک صبح میں رزق عطا کرتا ہے اسی طرح ان کا محاسبہ بھی ایک ہی گھڑی میں کر لے گا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''جس دوپہر کو آسمان پر کوئی بادل نہ ہو کیا اس میں تمھیں سورج کو دیکھنے میں کوئی شک وشبہ ہوتا ہے؟'' انھوں نے کہا:نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:''اور جس چودھویں رات کو آسمان پر بادل نہ ہوں کیا اس میں تمھیں چاند کو دیکھنے میں کوئی شک وشبہ ہوتا ہے؟'' انھوں نے کہا:نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!اسی طرح تمھیں اپنے رب کو دیکھنے میں بھی کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوگا۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:''بندہ اللہ تعالی سے ملے گا تو وہ کہے گا:اے میرے بندے!بتاؤ کیا میں نے تمھیں عزت نہیں دی تھی؟ کیا تمھیں سیادت (اپنی قوم کی سرداری) عطا نہیں کی تھی؟ کیا تمھیں بیوی عنایت نہیں کی تھی اور گھوڑے اور اونٹ تمھارے تابع نہیں کیے تھے؟ اور میں نے تمھیں ڈھیل نہیں دیے رکھی کہ تم اپنی قوم کی سرداری کرلو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خوب کھا پی لو اور عیش کرلو؟ بندہ کہے گا: کیوں نہیں ۔ اللہ تعالی کہے گا: تو کیا تم نے کبھی یقین کیا تھا کہ تم مجھ سے ملنے والے ہو؟ وہ کہے گا: نہیں ۔ تو اللہ تعالی فرمائے گا: آج میں بھی تمھیں بھلا رہا ہوں جیسا کہ تم نے مجھے بھلا دیا تھا۔

پھر دوسرا بندہ آئے گا تو اللہ تعالی اسے بھی ویسے ہی کہے گا جیسے پہلے شخص کو کہا تھا۔

پھر تیسرا شخص آئے گا تو اللہ تعالی اسے بھی ویسے ہی کہے گا جیسے پہلے دونوں کو کہا تھا۔ یہ تیسرا شخص جواب دے گا: اے میرے رب! میں تجھ پر اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا تھا، نماز پڑھتا تھا، صدقہ دیتا تھا، روزے رکھتا تھا اور وہ اپنی تعریف جہاں تک کر سکے گا کرے گا۔ اللہ تعالی کہے گا: تب تم یہیں ٹھہر جاؤ (آج تم سے پورا پورا حساب لیا جائے گا) پھر اللہ تعالی کہے گا: اب ہم تجھ پر گواہی قائم کریں گے۔ تو وہ بندہ اپنے دل میں کہے گا کہ آخر وہ کون ہوگا جو میرے خلاف گواہی دے گا؟

اللہ تعالی اس کے منہ پر مہر لگا دے گا اور اس کی ران سے کہا جائے گا: بولو۔ تو اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کے بارے میں بولیں گی تاکہ اس کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔ یہ شخص منافق ہوگا جسے اللہ تعالی کی ناراضگی کا سامنا ہوگا۔'' [مسلم :۲۹۶۸]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے روز انسان کے اعضاء میں سے سب سے پہلے اس کی ران اس کے خلاف گواہی دے گی۔ یہ اسے ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوگا کیونکہ وہ دنیا میں کھلم کھلا برائیاں کرتا تھا، اس لئے اللہ تعالی بھی اسے رسوا کر کے چھوڑے گا۔

یومِ قیامت .... باز پرس کا دن ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

(أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، فَالْأَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عُنْهُمْ ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْؤُوْلَةٌ عَنْهُ ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عُنْهُ ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ) [بخاری: ۲۵۵۴ و ۵۱۸۸ و ۵۲۰۰ و ۸۹۳، مسلم: ۱۸۲۹]

'' خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پس جس شخص کو لوگوں کا امیر (حکمران) بنایا گیا اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہوتا ہے تو اس سے بھی ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر کی ذمہ دار ہوتی ہے سو اس سے بھی اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے اس سے بھی اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔''

سوال کس چیز کے متعلق ہوگا؟

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ [التکاثر: ۸]

''پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا۔''

اللہ تعالی کی نعمتیں بے شمار ہیں اور ان کے متعلق سوال سے مراد یہ ہے کہ انسان سے یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے ان نعمتوں کو اللہ تعالی کی رضا میں کھپایا تھا یا انہیں اس کی نافرمانی میں ضائع کر دیا تھا؟ اور جس نے تمہیں یہ نعمتیں عطا کی تھیں تم نے اسی کے حکم کے مطابق زندگی بسر کی تھی یا من مانی کی تھی؟ اور کیا تم نے ان نعمتوں پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی اطاعت کی تھی یا اس کی معصیت؟

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ : أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ ؟ وَنُرْوِيْكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)) [الترمذی: ۳۳۵۸۔ وصححہ الألبانی فی صحیح الجامع الصغیر: ۲۰۲۲]

''بے شک بندے سے قیامت کے دن نعمتوں میں سے سب سے پہلے اس نعمت کا سوال کیا جائے گا کہ کیا ہم نے تمہیں تندرستی نہیں دی تھی؟ اور کیا ہم نے تمہیں ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا تھا؟''

اور حضرت ابو برزہ الأسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيْمَ أَفْنَاهُ ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيْمَ فَعَلَ ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ أَنْفَقَهُ ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيْمَ أَبْلَاهُ)) [ترمذی: ۲۴۱۷۔ وصححہ الألبانی]

''قیامت کے دن بندے کے قدم نہیں ہل سکیں گے یہاں تک کہ اس سے سوال کیا جائے گا کہ اس نے زندگی کیسے گذاری؟ علم پر کتنا عمل کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا؟ اور جسم کس چیز میں کھپایا؟'

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ : عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ أَفْنَاهُ ، وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ ، وَ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ أَنْفَقَهُ ، وَ مَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قیامت کے دن پانچ چیزوں کے بارے میں سوالات سے پہلے کسی بندے کے قدم اپنے رب کے پاس سے ہل نہیں سکیں گے: عمر کے بارے میں کہ اس نے اسے کیسے گذارا؟ جوانی کے بارے میں کہ اس نے اسے کس چیز میں کھپایا؟ مال کے بارے میں کہ اس نے اسے کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا؟ اور علم کے بارے میں کہ اس نے اس پر کتنا عمل کیا؟۔'' [ترمذی : ۲۴۱۶ ۔ وصححه الألبانی]

یومِ قیامت ..... فیصلہ کا دن ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلاَ فِضَّةٍ لاَ يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيْدَتْ لَهُ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ)[مسلم ۔ الزكاة باب إثم مانع الزكاة:۹۸۷]

''جس شخص کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کا حق (زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو، قیامت کے دن اس کیلئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جنھیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر ان کے ساتھ اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انھیں دوبارہ گرم کیا جائے گا اور پھر اسے داغا جائے گا۔ اور جب تک بندوں کے درمیان فیصلہ نہیں کر دیا جائے گا اس کے ساتھ یہ سلوک بدستور جاری رہے گا جبکہ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔''

لہذا میرے بھائیو! اللہ تعالی کی فرمانبرداری اور اطاعت کیا کرو تاکہ آپ روزِ قیامت کی پشیمانیوں اور ندامتوں سے بچ سکیں۔ اور تاکہ آپ کو آپ کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے اور آپ کامیابی پانے والوں میں سے ہو جائیں۔ اور اللہ تعالی کی نافرمانی سے پرہیز کیا کرو تاکہ آپ کو آپ کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں نہ پکڑایا جائے اور پھر آپ نعوذ باللہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں۔ اللہ تعالی ہمیں دنیا و آخرت میں اپنی رضا نصیب فرمائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی اپنے بندے سے گفتگو کرے گا اور دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَايَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ ، وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَايَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَايَرٰى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ . وفي رواية : وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)[بخاری : ۶۵۳۹ و ۱۴۱۳۰]

’’اللہ تعالی تم میں سے ہر شخص سے عنقریب ہم کلام ہوگا اور دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے عمل ہی نظر آئیں گے اور اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو ادھر بھی اسے اپنے عمل ہی نظر آئیں گے۔اور اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے جہنم نظر آئے گی ۔ لہذا تم جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کے آدھے حصے کا صدقہ کر کے ہی ۔ دوسری روایت میں ہے: اگر چہ ایک اچھا کلمہ کہہ کر ہی۔‘‘

لہذا عقلمند انسان وہ ہے جو اس دن کی تیاری کرتا ہے اور اس کیلئے نیکیوں کا زادِ راہ دنیا ہی سے لے لیتا ہے کیونکہ وہاں دینار ودرہم کام نہ آئیں گے ۔اور جس شخص کی نیکیوں کا وزن ترازو میں زیادہ ہوگا وہ ایک پسندیدہ زندگی گذارے گا۔اور جس کی برائیوں کا وزن زیادہ ہوگا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ والعیاذ باللہ

قیامت کے روز لوگوں کے درمیان قصاص

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ)

’’ تم قیامت کے روز حق والوں کے حقوق ضرور بالضرور ادا کرو گے یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ بھی لیا جائے گا۔‘‘ [مسلم:۲۵۸۲]

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ ، وَإِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ)[بخاری :۲۴۴۹و۶۵۳۴]

’’جس کسی کے پاس اس کے بھائی کا حق ہو اس کی عزت سے یا کسی اور چیز سے‘ تو وہ آج ہی اس سے آزاد ہو جائے (یعنی یا تو وہ حق اسے ادا کردے یا اسے اس سے معاف کروالے ۔) اس دن کے آنے سے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نہ دینار ہوگا نہ درہم ۔ اور اگر اس کے پاس نیک اعمال ہونگے تو اس کے حق کے بقدر اس سے نیک اعمال لے لئے جائیں گے ۔ اور اگر نیکیاں نہیں ہونگی تو صاحبِ حق کی بعض برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی ۔ ''

حقوق العباد کے بارے میں پوچھ گچھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ ؟) '' کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: (اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ)

'' ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی اور ساز وسامان ۔ ''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِيْ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ ، وَيَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا ، وَقَذَفَ هٰذَا ، وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا ، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا ، وَضَرَبَ هٰذَا ، فَيُعْطىٰ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضىٰ مَا عَلَيْهِ ، أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ) [مسلم: ۲۵۸۱]

'' میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز ، روزے اور زکاۃ لیکر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی ، کسی پر بہتان باندھا ہوگا ، کسی کا مال کھالیا ہوگا ، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا ۔ لہذا ان میں سے ہر ایک کو اس کے حق کے بقدر اس کی نیکیاں دی جائیں گی ۔ اور اگر ان کے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ لے کر اس کی گردن میں ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم رسید کردیا جائے گا ۔ ''

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِيْنَارٌ أَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ ، لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ)

'' جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ اس پر کسی کے دینار اور درہم تھے تو (قیامت کے روز) اس کی نیکیوں سے اس کا حق ادا کیا جائے گا کیونکہ وہاں دینار اور درہم نہیں ہونگے ۔ '' [ابن ماجه : ۲٤۱٤ ۔ وصححه الألباني]

ذرا غور فرمایئے کہ اس دور میں کئی لوگ 'لوگوں کی عزتوں کو کھلونا بنا کر اور ان کے مال لوٹ کر کتنے خوش وخرم رہ رہے ہیں جبکہ قیامت کے روز ان کی حسرت وندامت کی انتہا ہوگی جب ظالم ومظلوم سب اللہ تعالی کی عدالتِ انصاف میں کھڑے ہونگے اور اللہ تعالی ظالموں کی نیکیاں لے کر مظلوموں میں بانٹ دے گا ۔ اگر ان کے ہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکیاں نہیں ہونگی یا ہونگی مگر پوری نہیں ہونگی تو اللہ تعالی مظلوموں کے گناہ لے کر ان کی گردنوں میں ڈال دے گا!

اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

(حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا ، وَزِنُوْهَا قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا)

'' تم اپنا محاسبہ خود ہی کرلو اس سے پہلے کہ تمھارا محاسبہ کیا جائے ۔ اور اپنے آپ کو خود ہی تول لو اس سے پہلے کہ تمھیں تولا جائے ۔'' [إغاثة اللهفان لابن القيم :ص:۹۴]

یہاں محاسبہ سے مراد یہ ہے کہ آج ہی توبہ کرلو اور اللہ تعالی کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق بھی پورے کرلو۔

حضرات ! روزِ قیامت کے حساب وکتاب کے متعلق بقیہ گذارشات ہم آئندہ خطبۂ جمعہ میں بیان کریں گے ۔ إن شاء اللہ تعالی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز قیامت کی ہولناکیاں (۲)

اہم عناصر خطبہ:

☆ سب سے پہلے کس امت کا حساب ہوگا ☆ سب سے پہلے کن اعمال کا حساب ہوگا ☆ اللہ تعالی کی عدالتِ انصاف میں مختلف گواہوں کی گواہیاں ☆ مختلف گناہوں کی سزا ☆ حوضِ کوثر ☆ میزان ☆ پل صراط ☆ شفاعت ☆ دعوت فکر وعمل

پہلا خطبہ

برادران اسلام ! گذشتہ خطبۂ جمعہ میں ہم نے روزِ قیامت کی بعض ہولناکیاں بیان کی تھیں جبکہ آج بھی ان شاء اللہ تعالی ہم اسی موضوع کو آگے بڑھائیں گے ۔ ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ قیامت کے روز ہم سب کے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں بغیر حساب کے جنت میں داخل کردے ۔ آمین

محترم بھائیو ! روزِ قیامت کے مختلف مراحل میں ایک مرحلہ حساب وکتاب کا ہوگا اور حساب وکتاب کے متعلق ہم کچھ گذارشات تو پچھلے خطبۂ جمعہ میں عرض کر چکے ہیں ۔ اب اسی کے بارے میں چند ضروری باتیں اور بھی پیش خدمت ہیں ۔

سب سے پہلے امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حساب ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ ، يُقَالُ : أَيْنَ الْأُمَّةُ الْأُمِّيَّةُ وَنَبِيُّهَا؟ فَنَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ)[ابن ماجه : ٤٢٩٠ ۔ وصححه الألباني]

’’ہم امتوں میں آخری امت ہیں لیکن حساب سب سے پہلے ہماری امت کا ہوگا ۔ کہا جائے گا: کہاں ہے اُمّی امت اور اس کا نبی ؟ تو ہم اگر چہ آخری ہیں لیکن (روزِ قیامت) سب سے آگے ہونگے ۔‘‘

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(فَتَفَرَّجُ لَنَا الْأُمَمُ عَنْ طَرِيْقِنَا ، فَنَمْضِيْ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوَضُوْءِ ، فَتَقُوْلُ الْأُمَمُ: كَادَتْ هٰذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُوْنَ أَنْبِيَاءَ كُلَّهَا)[مسند احمد ج٤ ص ٣٣٠ : ٢٥٤٦ وقال محققه : حسن لغيره]

’’امتیں ہمارے راستے سے ہٹ جائیں گی ، لہذا ہم آگے بڑھ جائیں گے اور وضو کے نشانات کی وجہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاتھ پاؤں چمک رہے ہونگے ۔ چنانچہ امتیں کہیں گی : قریب تھا کہ اس امت کے تمام لوگ انبیاء ہوتے ۔''

سب سے پہلے جن اعمال کا حساب لیا جائے گا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ)[بخاری :۶۵۳۳، مسلم :۱۶۷۸]

''لوگوں کے درمیان روزِ قیامت سب سے پہلے خونوں کا فیصلہ کیا جائے گا۔''

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا :

(أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ)[بخاری :۳۹۶۵]

''میں قیامت کے دن سب سے پہلا شخص ہونگا جو خصومت کیلئے رحمٰن کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے گا۔''

اِس سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ اور ان کے دو رفقاء جنھوں نے جنگ بدر کے آغاز میں تین مشرکین سے مبارزہ کیا تھا اور انھیں شکست سے دو چار کیا تھا ، قیامت کے روز اللہ تعالی کی عدالت میں سب سے پہلے ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔

جبکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ : الصَّلَاةُ ، وَأَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ : فِي الدِّمَاءِ)

''سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اور لوگوں کے درمیان روزِ قیامت سب سے پہلے خونوں کا فیصلہ کیا جائے گا۔''[نسائی : ۳۹۹۱ ۔ وصححه الألبانی]

ان احادیث کے متعلق علماء کرام کا کہنا ہے کہ قیامت کے روز عبادات میں سب سے پہلے نماز کا اور معاملات میں سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا۔ اس سے آپ اس بات کا اندازہ کرسکتے ہیں کہ عبادات میں نماز کس قدر اہم ہے ! اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا۔ اور بندۂ مومن اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز بھی یہی نماز ہے ۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں نماز کی بار بار تاکید کی گئی ہے ۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتقال سے کچھ لمحات پہلے سب سے آخری وصیت یہی کی کہ (اَلصَّلَاةَ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) ''لوگو ! نماز کا خیال رکھنا اور اپنے ماتحت لوگوں کے حقوق کو ادا کرنا۔'' اس لئے ہم سب کو پانچوں فرض نمازوں پر پابندی کرنے چاہئے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی غفلت یا سستی نہیں برتنی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ الصَّلَاةُ ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ ، وَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَةٍ قَالَ الرَّبُّ : اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ، ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰى ذٰلِكَ ﴾ [الترمذی والنسائی وابن ماجہ ۔ صحیح الجامع للألبانی: ۲۰۲۰]

’’ بے شک روزِ قیامت بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا ۔ اگر حساب میں نماز ٹھیک نکلی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا ۔ اور اگر نماز فاسد نکلی تو وہ ذلیل اور خسارہ پانے والا ہوگا ۔ اور اگر فرض نماز میں کوئی نقص پایا گیا تو اللہ تعالیٰ کہے گا: دیکھو! کیا میرے بندے نے کوئی نفل نماز پڑھی تھی؟ چنانچہ نفل کے ذریعے فرض نمازوں کا نقص پورا کردیا جائے گا ۔ پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح لیا جائے گا ۔‘‘

کافر اور منافق کے اعضاء بھی ان کے خلاف گواہی دیں گے

کفار سے بھی ایمان اور اسلام کے ارکان مثلاً ایمان باللہ ، ایمان بالرسل ، ایمان بالیوم الآخر اور نماز ، روزہ وغیرہ کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور ان کا محاسبہ کیا جائے گا ۔ اور انھیں ان ارکان کی عدم ادائیگی پر ضرور بدلہ دیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرٍ ☆ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ☆ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ☆ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ ☆ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ☆ حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِيْنُ ﴾ [المدثر: ۴۲ ـ ۴۸]

’’ تمھیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا ؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے ، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے ، ہم بحث کرنے والے (منکرین) کا ساتھ دے کر بحث مباحثے میں مشغول رہتے تھے اور روزِ جزاء کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی ۔‘‘

اور خود ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ [یٰسٓ: ۶۵]

’’ آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہریں لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے ۔ اور ان کے پاؤں ان کاموں کی گواہیاں دیں گے جو وہ کرتے تھے ۔‘‘

اور فرمایا: ﴿ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللّٰهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ☆ حَتّٰى إِذَا مَا جَاؤُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ☆ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِي أَنطَقَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [حم السجدة:۱۹۔۲۱]

"اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان سب کو جمع کر دیا جائے گا یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آ جائیں گے تو ان پر ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گی۔ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے۔ اسی نے تمھیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔"

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس بات سے ہنس رہا ہوں کہ قیامت کے دن ایک بندہ اپنے رب سے کہے گا: اے میرے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے نہیں بچایا؟ اللہ تعالی کہے گا: کیوں نہیں۔ وہ کہے گا: تو میں اپنے متعلق اپنے گواہ کی گواہی ہی قبول کروں گا (کسی اور کی نہیں کروں گا۔)

چنانچہ اللہ تعالی اس کے منہ پر مہر لگا دے گا اور اس کے اعضاء سے کہے گا: بولو۔ تو وہ بول کر اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ پھر اللہ تعالی اسے بولنے کی اجازت دے گا۔ لہذا وہ اپنے اعضاء سے کہے گا: دور ہو جاؤ، دفع ہو جاؤ، میں دنیا میں تمھیں بچا بچا کر رکھتا تھا اور آج تم بھی میرے خلاف گواہی دے رہے ہو؟" [مسلم: ۲۹۶۹]

زمین کی شہادت ......اور مال کی شہادت

روزِ قیامت زمین بھی گواہی دے گی اور اپنی خبریں بیان کرے گی کہ کس نے کہاں پر کیا عمل کیا تھا؟

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ☆ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا﴾ [الزلزال:۴۔۵]

"اس دن زمین اپنی ساری خبریں بیان کر دے گی، اس لئے کہ آپ کے رب نے اسے حکم دیا ہوگا۔"

اسی طرح مال بھی گواہی دے گا جیسا کہ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ . أو كما قال رسول الله ﷺ . وَإِنَّهُ مَنْ يَّأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ) [بخاری: ۹۲۱ و ۱۴۶۵ و ۲۸۴۲، مسلم: ۱۰۵۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک یہ مال سرسبز وشاداب اور خوش ذائقہ ہے۔ اور یہ اس مسلمان کا بہترین ساتھی ہے جو اس میں سے مسکین، یتیم اور مسافر پر خرچ کرتا ہے۔ اور جو اسے ناجائز طریقے سے حاصل کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو کھائے اور سیر نہ ہو۔ اور یہ قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔"

لہٰذا مال کے متعلق بھی اللہ تعالی سے ڈرنا چاہئے کہ اسے جائز اور حلال ذرائع سے کمائیں اور جائز طور پر خرچ کریں۔

ہر ہر چیز گواہی دے گی

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لاَ يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلاَ إِنْسٌ وَّلاَ شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

"جو جن، جو انسان اور جو چیز بھی مؤذن کی آواز کو سنتی ہے وہ اس کے حق میں قیامت کے دن گواہی دے گی۔" [بخاری:۶۰۹]

اسی حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن صعصعۃ الأنصاری کو نصیحت کی کہ جب تم کسی بادیہ میں ہو اور اذان کہو تو اونچی آواز سے کہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: (لاَ يَسْمَعُهُ جِنٌّ وَّلاَ إِنْسٌ وَّلاَ شَجَرٌ وَّلاَ حَجَرٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ) [ابن ماجه : ۷۲۳ ۔ وصححه الألباني]

"جو جن، جو انسان اور جو درخت اور جو پتھر اذان سنتا ہے وہ مؤذن کے حق میں گواہی دے گا۔"

لہٰذا مسلمان بھائیو! ذرا سوچو ہمارے ہر ہر عمل کے متعلق گواہ موجود ہیں جو روزِ قیامت اللہ تعالی کی عدالت میں گواہی دیں گے۔ اور سب سے بڑا گواہ خود اللہ رب العزت ہے جس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام سے اللہ کا سوال ......اور اس امت کی ان کے حق میں گواہی

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن ایک نبی آئے گا اور اس کے ساتھ صرف ایک آدمی ہوگا، دوسرا نبی آئے گا اور اس کے ساتھ صرف دو آدمی ہونگے اور ایک اور نبی آئے گا اور اس کے ساتھ صرف تین افراد ہونگے۔ اسی طرح اور انبیاء آئیں گے اور ان کے ساتھ اس سے زیادہ افراد ہونگے یا کم۔ چنانچہ ہر نبی سے کہا جائے گا: کیا تم نے اپنی قوم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جواب دے گا: جی ہاں ۔ پھر اس کی قوم کو بلایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: کیا اس نے تمھیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: نہیں۔ تو نبی سے کہا جائے گا: تمھارا گواہ کون ہے؟

وہ کہے گا: محمد (ﷺ) اور ان کی امت ۔ پھر امتِ محمد ﷺ کو بلایا جائے گا اور اس سے سوال کیا جائے گا کہ کیا اس نبی نے اپنی قوم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: جی ہاں

اللہ تعالی کہے گا: تمھیں اس بات کا کیسے پتہ چلا؟

وہ کہیں گے: ہمیں ہمارے نبی نے اس بات کی خبر دی تھی کہ ان سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ تو ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ﴾ ''ہم نے اسی طرح تمھیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں ۔'' [ابن ماجه : ٤٢٨٤ ـ وصححه الألباني]

زکاۃ نہ دینے ، خیانت کرنے اور غداری کرنے کی سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے ، آپ نے (مالِ غنیمت میں) خیانت کا ذکر کیا اور اس کے معاملے (گناہ کو) کو بڑا قرار دیا۔ پھر فرمایا:

''میں روزِ قیامت تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ آئے اور اس کی گردن پر ایک اونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو۔ پھر وہ کہے: اے اللہ کے رسول ! میری مدد کیجئے۔ تو میں کہوں گا: میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ، میں نے تمھیں اللہ کا دین پہنچا دیا تھا۔

اسی طرح میں روزِ قیامت تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ آئے اور اس کی گردن پر ایک گھوڑا سوار ہو جو ہنہنا رہا ہو۔ پھر وہ کہے: اے اللہ کے رسول ! میری مدد کیجئے ۔ تو میں کہوں گا: میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ، میں نے تمھیں اللہ کا دین پہنچا دیا تھا۔

اسی طرح میں روزِ قیامت تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ آئے اور اس کی گردن پر ایک بکری سوار ہو جو ممیا رہی ہو۔ پھر وہ کہے: اے اللہ کے رسول ! میری مدد کیجئے ۔ تو میں کہوں گا: میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ، میں نے تمھیں اللہ کا دین پہنچا دیا تھا۔

اسی طرح میں روزِ قیامت تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ آئے اور اس کی گردن پر ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص سوار ہو جو چیخ رہا ہو۔ پھر وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے۔ تو میں کہوں گا: میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، میں نے تمھیں اللہ کا دین پہنچا دیا تھا۔

اسی طرح میں روزِ قیامت تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ آئے اور اس کی گردن پر کپڑوں کا بوجھ لدا ہوا ہو۔ پھر وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے۔ تو میں کہوں گا: میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، میں نے تمھیں اللہ کا دین پہنچا دیا تھا۔

اسی طرح میں روزِ قیامت تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو۔ پھر وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے۔ تو میں کہوں گا: میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، میں نے تمھیں اللہ کا دین پہنچا دیا تھا۔" [بخاری: ۳۰۷۳، مسلم: ۱۸۳۱]

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کا حق (زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو، قیامت کے دن اس کیلئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جنھیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر ان کے ساتھ اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انھیں دوبارہ گرم کیا جائے گا اور اسے پھر داغا جائے گا۔ اور جب تک بندوں کے درمیان فیصلہ نہیں کر دیا جائے گا اس کے ساتھ یہ سلوک بدستور جاری رہے گا جبکہ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔ پھر وہ اپنا راستہ دیکھے گا۔ یا جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اونٹوں کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح اونٹوں کا معاملہ ہے کہ جو شخص ان کا حق ادا نہیں کرتا (زکاۃ نہیں نکالتا) تو روزِ قیامت ایک انتہائی کھلا اور وسیع میدان تیار کیا جائے گا جہاں اس کے تمام اونٹوں کو ان کی اولاد سمیت جن کا یہ مالک تھا اور ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا تھا جمع کیا جائے گا۔ پھر وہ اسے اپنے کھروں کے ساتھ روندیں گے اور اپنے منہ کے ساتھ کاٹیں گے۔ جب ان میں سے سب (اسے روندتے ہوئے) گذر جائیں گے تو پہلا اونٹ پھر آ جائے گا اور اس کے ساتھ یہ سلوک اس وقت تک جاری رہے گا جب تک بندوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جائے گا۔ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔ پھر وہ اپنا راستہ دیکھے گا یا جنت کی طرف یا جہنم کی طرف ......الخ" [مسلم: ۹۸۷]

جبکہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ ، فَيُقَالُ : هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ) [بخاری: ۳۱۸۸ و ۶۱۷۷ و ۷۱۱۱، مسلم: ۱۷۳۵]

''اللہ تعالی جب قیامت کے روز پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا تو ہر غدار کیلئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا حوض

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو قیامت کے دن حوضِ کوثر عطا کیا جائے گا جس کے اوصاف آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں بیان فرمائے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ ﷺ پر اونگھ طاری ہوگئی۔ پھر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا۔ ہم نے پوچھا: آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پڑھا:

﴿بسم الله الرحمن الرحيم .إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ☆ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ☆ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ الکوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالی نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس پر خیر کثیر موجود ہے۔ اور وہ ایسا حوض ہے جس پر میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے۔ اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔ پھر کچھ لوگوں کو پیچھے دھکیلا جائے گا۔ تو میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں۔ تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کئے تھے۔''

[مسلم ۔ الصلاة باب حجة من قال البسملة آية من أول كل سورة :۴۰۰]

لہذا ہم پر لازم ہے کہ ہم ایسے کاموں سے بچیں جنہیں دین میں ایجاد کیا گیا ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل سے ثابت نہیں ہیں۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حوض کے برتن کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ ، آنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ ، يَشْخَبُ فِيْهِ مِيْزَابَانِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ ، عَرْضُهُ مِثْلُ طُوْلِهِ ، مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ)[مسلم:۲۳۰۰]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس کے برتن ان ستاروں سے زیادہ ہیں جو تاریک اور بے ابر (صاف) رات میں ہوتے ہیں، وہ جنت کے برتن ہیں۔ جو شخص ان سے پئے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس میں جنت کے دو میزاب بہہ رہے ہوں گے۔ جو شخص ایک بار اس پانی کو پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی اس کی لمبائی کے برابر ہے جو اتنی ہے جتنی (عمان) اور (ایلہ) کے درمیان ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔''

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(حَوْضِي مَسِيْرَةُ شَهْرٍ ، وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ ، وَمَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ الْوَرِقِ ، وَرِيْحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ ، كِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ ، مَنْ وَرَدَ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا)

''میرا حوض ایک ماہ کی مسافت کے برابر لمبا ہے اور اس کے کنارے برابر ہیں (یعنی اس کی چوڑائی اس کی لمبائی کے برابر ہے۔) اور اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے، اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے اور اس کے آبخورے (برتن) آسمان کے ستاروں کی طرح بہت زیادہ ہیں۔ جو شخص اس پر آئے گا اور ایک بار اس میں سے پی لے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔''[بخاری:۶۵۷۹، مسلم:۲۲۹۲]

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اَلْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ ، تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ)[ترمذی : ۳۳۶۱ ۔ وصححہ الألبانی]

''الکوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے کنارے سونے کے اور اسکے بہنے کے راستے موتیوں اور یاقوت کے ہیں۔ اس کی مٹی کستوری سے زیادہ اچھی ہے اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔''

جبکہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ ، وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِي فَأَقُوْلُ : يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي ! فَيُقَالُ : أَمَا شَعُرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ ؟ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا بَعْدَكَ يَرْجِعُوْنَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ)[مسلم:۲۲۹۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک میں حوض پر رہوں گا یہاں تک کہ میں دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے حوض پر آتا ہے۔ کچھ لوگوں کو مجھ سے دور کردیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو مجھ سے اور میری امت سے ہیں! تو کہا جائے گا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ اللہ کی قسم! یہ تو وہ ہیں جو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔''

میزان برحق ہے

روزِ قیامت وزن برحق ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ☆ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴾ [الأعراف: ٨۔٩]

''اور اس روز وزن بھی برحق ہے، پھر جس شخص کا پلا بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے۔ اور جس شخص کا پلا ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہونگے جنھوں نے اپنا نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔''

نیز فرمایا: ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ﴾ [الأنبياء: ٤٧]

''قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھیں گے، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہوگا تو اسے ہم سامنے لائیں گے۔ اور ہم حساب لینے کیلئے کافی ہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ غلام ہیں جو مجھے جھٹلاتے ہیں، میرے مال میں خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ میں انھیں گالیاں دیتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔ تو ان کے متعلق میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ ، وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ ، فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا ، لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلاً لَكَ ،وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ أُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ)

''ان کی خیانت، نافرمانی اور تجھے انھوں نے جو جھٹلایا اور جتنی تو نے انھیں سزا دی، اس سب کا حساب کیا جائے گا۔ اگر تیری سزا ان کی غلطیوں کے بقدر ہوئی تو معاملہ برابر ہو جائے گا۔ نہ اس سے تمہیں کوئی فائدہ ہوگا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ نقصان ۔ اور اگر تیری سزا ان کی غلطیوں کے مقابلے میں کم ہوئی تو تجھے ان پر فضیلت حاصل ہو گی ۔ اور اگر تیری سزا ان کی غلطیوں سے زیادہ نکلی تو زیادتی کا تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔"

یہ شخص ایک طرف ہو کر رونے لگا ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو نے کتاب اللہ میں یہ آیت نہیں پڑھی: ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلاَ تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ﴾[الأنبياء:۴۷]

"قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھیں گے ، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔"

اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول ! میرے خیال میں میرے اور ان کیلئے یہی بہتر ہے کہ میں انھیں چھوڑ دوں ۔ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد یہ سب آزاد ہیں ۔" [ترمذی : ۳۱٦۵ ۔ وصححه الألبانی]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" بے شک اللہ تعالی میری امت کے ایک آدمی کو قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے بلائے گا ۔ (ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اونچی آواز کے ساتھ اس کا نام پکارا جائے گا) پھر اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھول دئے جائیں گے ۔ ان میں سے ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک پھیلا ہوا ہو گا ۔ پھر اللہ تعالی اس سے پوچھے گا : کیا تم ان گناہوں میں سے کسی کا انکار کر سکتے ہو؟ کیا میری طرف سے مقرر کئے ہوئے تمہارے اعمال کو لکھنے والے نگرانوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟

وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب ! اللہ تعالی کہے گا: تو کیا تمھارے پاس کوئی عذر ہے؟

وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب ! اللہ تعالی کہے گا : کیوں نہیں ۔ ہمارے پاس تیری ایک نیکی موجود ہے جس کی وجہ سے آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا ۔ پھر اس کیلئے ایک کارڈ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہو گا:

(أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ)

پھر اللہ تعالی کہے گا : آؤ آج اپنے اعمال کا وزن دیکھ لو ۔ وہ کہے گا : اے میرے رب ! یہ کارڈ ان رجسٹروں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ کہا جائے گا : تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا ۔ پھر رجسٹروں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور کارڈ کو دوسرے پلڑے میں ۔ چنانچہ رجسٹروں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا اور کارڈ والا پلڑا نیچے جھک جائے گا ۔ اس لئے کہ اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز زیادہ وزنی نہیں ہو سکتی ۔" [ترمذی : ۲٦۳۹ ، ابن ماجه : ۴۳۰۰ ۔ وصححه الألبانی]

یاد رہے کہ کافر کے اعمال کا بھی وزن کیا جائے گا چنانچہ اس کے کفر اور اس کی برائیوں کو ایک پلڑے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی نیکیوں (مثلا صلہ رحمی ، لوگوں سے ہمدردی اور غلاموں کو آزاد کرنا وغیرہ) کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ پھر کفر اور برائیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا جس کی بناء پر وہ جہنم کے عذاب کا مستحق قرار پائے گا۔ البتہ اس کی بعض نیکیوں کی بناء پر اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی جیسا کہ ابو طالب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ تو آپ کی حفاظت اور مدد کیا کرتے تھے تو ان کا انجام کیا ہوگا ؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے انہیں جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا پایا لیکن میرے ساتھ حسن سلوک کی بناء پر ان کے عذاب میں تخفیف کر دی گئی ۔ اگر میں نہ ہوتا تو انہیں جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ڈال دیا جاتا۔'' [بخاری: ۳۸۸۳، مسلم: ۲۰۹]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عبد اللہ بن جدعان کے بارے میں پوچھا اور آپ کو بتایا کہ وہ جاہلیت میں صلہ رحمی کیا کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ تو کیا یہ اعمال اس کیلئے نفع بخش ثابت ہونگے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس لئے کہ اس نے کبھی یہ نہیں کہا تھا (رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ)

'' اے میرے رب ! میری خطاؤں کو روزِ قیامت معاف کر دینا۔'' [مسلم : الإیمان باب الدلیل علی أن من مات علی الکفر لا ینفعه عمل: ۲۱۲]

اس سے ثابت ہوا کہ کافر کی نیکیاں' نیکیاں نہیں شمار ہونگی اور اس کیلئے ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہوگا، لیکن انہیں ترازو میں ضرور رکھا جائے گا۔ اس کی تائید اللہ تعالی کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا ☆ الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ☆ أُولَئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ [الکہف: ۱۰۳۔۱۰۵]

'' آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم تمہیں خبر دیں کہ (اس دن) اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ گھاٹے میں کون ہوگا ؟ وہ ہیں جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بے کار ہوگئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں اور اس سے ملاقات سے کفر کیا۔ اس لئے ان کے اعمال غارت ہو گئے ۔ پس قیامت کے روز ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے ۔''

علماء کرامؒ کا کہنا ہے: قیامت کے دن لوگوں کے تین طبقے ہونگے :

① متقی اور پرہیزگار لوگ جنھوں نے کبیرہ گناہ نہیں کئے ہونگے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② وہ لوگ جنھوں نے (شرک کے علاوہ دیگر) کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا۔

③ تیسرا طبقہ کفار ومنافقین اور مشرکین کا ہوگا۔

چنانچہ متقی لوگوں کے ترازو بھاری ہوجائیں گے اور انھیں جنت میں داخل کردیا جائے گا (اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسی طبقے میں شامل کردے۔) دوسرے طبقے کے لوگوں کے اعمال کا وزن ہوگا، پھر ہوسکتا ہے کہ ان کے نیک اعمال کا وزن زیادہ ہوجائے جس پر انھیں جنت میں بھیج دیا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ ان کی برائیوں کا وزن زیادہ ہوجائے جس پر انھیں جہنم میں بھیج دیا جائے گا، لیکن بعد میں شفاعت کی وجہ سے انھیں بھی جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ اور ہوسکتا ہے کہ ان کی نیکیاں اور برائیاں وزن میں برابر ہوجائیں تو یہ اہلِ اعراف ہوں گے۔ یعنی جنت ودوزخ کے درمیان ایک مقام پر ہونگے اور انھیں سب سے آخر میں جنت میں داخل کیا جائے گا جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

جہاں تک کفار اور مشرکین ومنافقین کا تعلق ہے تو ان کے ترازو میں نیک اعمال والا پلڑا انتہائی ہلکا ہوگا اور برائیوں والا پلڑا بھاری ہوگا۔ اس لئے انھیں اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈال دے گا۔ والعیاذ باللہ

ان دلائل کی بناء پر یہ کہنا بجا ہوگا کہ میزان برحق ہے، البتہ وزن تمام لوگوں کے اعمال کا نہیں ہوگا بلکہ کچھ خوش نصیب اس سے مستثنیٰ ہونگے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ سے کہا جائے گا: اپنی امت کے ان لوگوں کو الگ کردو جن پر حساب واجب نہیں ہے۔ (یہ حدیث ہم اس سے پہلے اپنے ایک خطبہ میں ذکر کرچکے ہیں۔)

میزان کو بھاری کرنے والے اعمال

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(أَفْضَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيْزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ)

''روزِ قیامت میزان میں سب سے بھاری اچھا اخلاق ہوگا'' [احمد: ۲۷۵۳۶، ۲۷۵۹۵، ابن حبان ج ۲ ص ۲۳۰: ۴۸۱]

جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ ، خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ)

''دو کلمے اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہیں۔ وہ زبان پر ہلکے اور میزان میں بہت بھاری ہیں۔ اور وہ ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. "[بخاری:۷۵۶۳، مسلم:۲۶۹۴]

روزِ قیامت ہر امت اپنے معبود کے پیچھے جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جس دوپہر کو آسمان پر کوئی بادل نہ ہو، کیا اس میں تمھیں سورج کو دیکھنے میں کوئی شک وشبہ ہوسکتا ہے'' ؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: '' اور جس چودھویں رات کو آسمان پر بادل نہ ہوں، کیا اس میں تمھیں چاند کو دیکھنے میں کوئی شک وشبہ ہوسکتا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: '' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمھیں اپنے رب کو دیکھنے میں بھی کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالی لوگوں کو روزِ قیامت جمع فرمائے گا۔ پھر کہے گا: جو جس کی پوجا کرتا تھا وہ آج اسی کے پیچھے چلا جائے۔ چنانچہ سورج کے پجاری سورج کی اتباع کریں گے، چاند کے پجاری چاند کی پیروی کریں گے، طاغوتوں کے پجاری طاغوتوں کے پیچھے چلیں گے اور پھر صرف یہ امت باقی رہ جائے گی جس میں اس کے منافق بھی ہونگے۔ تو اللہ تعالی ان کے پاس اُس صورت میں آئے گا جسے وہ نہیں پہچانتے ہونگے۔ پھر اللہ تعالی کہے گا: میں تمھارا رب ہوں۔

وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور ہم یہیں اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا رب ہمارے پاس آجائے۔ جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالی ان کے پاس ان کی جانی پہچانی صورت میں آئے گا اور کہے گا: میں تمھارا رب ہوں۔

وہ کہیں گے: ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر وہ اسی کے پیچھے چل پڑیں گے۔ اور پل صراط کو جہنم کی پیٹھ پر رکھا جائے گا۔ پھر میں اور میری امت سب سے پہلے اسے عبور کریں گے۔ (یاد رہے کہ) اس دن رسولوں کے علاوہ اور کوئی شخص گفتگو نہیں کر سکے گا اور اس دن پیغمبر بھی یہ دعا کر رہے ہونگے: (اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ)

'' اے اللہ! تو ہی ہمیں سلامتی دے اور تو ہی ہمیں امن وامان عطا فرما''

اور جہنم میں لوہے کی مڑے ہوئے سروالی سلاخیں/میخیں ایسے ہونگی جیسے سعدان (ایک کانٹے دار درخت) پر بہت زیادہ کانٹے ہوتے ہیں۔ وہ کتنی بڑی ہونگی یہ صرف اللہ تعالی کو معلوم ہے۔ یہ سلاخیں لوگوں کو ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال کے مطابق اچک لیں گی۔ پھر ان میں سے کئی لوگ تو ہلاکت کے گڑھوں میں چلے جائیں گے اور کچھ لوگ ان سلاخوں سے نجات پا کر پل صراط کو عبور کر جائیں گے۔'' [بخاری:۸۰۶و۶۵۷۳،مسلم:۱۸۲]

پل صراط پر گذر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''...... چنانچہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا جو پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر (لوگ پل صراط پر سے گذرنا شروع کریں گے) چنانچہ سب سے پہلا شخص بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گذر جائے گا۔''

میں (ابو ہریرہ) نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کوئی چیز بجلی کی سی تیزی کے ساتھ بھی گذر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے (آسمان پر) بجلی کو نہیں دیکھا، کیسے وہ تیزی کے ساتھ جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس آتی ہے!''

پھر دوسرا آدمی ہوا کی طرح تیزی کے ساتھ گذر جائے گا۔

پھر تیسرا آدمی پرندے کی اڑان اور (طاقت ور) مردوں کے دوڑنے کی طرح گذر جائے گا۔

یہ سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے گذریں گے اور تمھارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پل صراط پر کھڑا کہہ رہا ہو گا: (یَا رَبِّ ! سَلِّمْ سَلِّمْ) ''اے میرے رب! تو ہی سلامتی دے اور تو ہی محفوظ فرما۔'' یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے۔ اور یہاں تک کہ ایک آدمی ایسا آئے گا جو گھسٹ گھسٹ کر ہی چلنے کے قابل ہو گا۔ پل صراط کے کناروں پر مڑے ہوئے سرے والی لوہے کی سلاخیں لٹکی ہوئی ہونگی جنھیں بعض لوگوں کو پکڑنے اور اچک لینے کا حکم دیا گیا ہو گا۔ لہذا وہاں سے گذرنے والوں میں سے کچھ تو خراشیں وغیرہ لگنے کے بعد نجات پا کر اسے عبور کر جائیں گے اور کئی لوگوں کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور وہ جہنم میں گر جائیں گے۔''

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔'' [مسلم:۱۹۵]

جبکہ حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا: (لَا یَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا تَحْتَهَا)

''اصحاب الشجرۃ (درخت والوں) میں سے جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی کوئی شخص جہنم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں داخل نہیں ہوگا۔''

تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اللہ تعالی کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے:
﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مریم:۷۱] ''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے''؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس سے اگلی آیت نہیں پڑھی: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ [مریم:۷۲]
''پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچالیں گے۔'' [مسلم:۲۴۹۶]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''کسی مسلمان کے تین بچے مر جائیں (اور وہ ان پر صبر کا مظاہرہ کرے) تو اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی، ہاں صرف قسم کو پورا کرنے کیلئے۔'' [بخاری:۱۲۵۱و۶۶۵۶، مسلم:۲۶۳۲]

قسم کو پورا کرنے سے مراد کیا ہے؟ اس کے متعلق امام نووی نے محدثین کے متعدد اقوال شرح مسلم میں نقل کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مریم:۷۱] ''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے۔'' واللہ اعلم

ایک اور پل صراط ...... جنت و دوزخ کے درمیان

آخرت میں دو پل صراط ہونگے۔ ایک پل صراط وہ ہوگا جس پر سے تمام اہل محشر کو گذرنا ہوگا سوائے ان لوگوں کے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی جن کو جہنم کی ایک گردن پکڑ لے گی اور جہنم میں پھینک دے گی۔ لہذا جو لوگ اس پل صراط کو عبور کر جائیں گے اور وہ صرف مومنین ہونگے جن کے متعلق اللہ تعالی کو معلوم ہوگا کہ اگر ان سے قصاص لیا گیا تو ان کی نیکیاں ختم نہیں ہونگی انھیں دوسرے پل صراط پر روک لیا جائے گا جہاں ان کے درمیان حقوق العباد کا قصاص لیا جائے گا۔ اور ان لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جسے واپس جہنم میں بھیجا جائے گا کیونکہ وہ پہلے پل صراط کو عبور کر چکے ہونگے جو عین جہنم کے اوپر ہوگا۔ اور جن کے متعلق اللہ تعالی نے فیصلہ کر دیا ہوگا کہ انھیں جہنم میں ڈالنا ہے تو وہ اس پہلے پل صراط کو ہی عبور نہیں کر سکیں گے اور اس پر سے گذرتے ہوئے وہ جہنم میں گر جائیں گے۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ) [بخاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

:۲۴۴۰ و ۶۵۳۵]

''مومن جہنم سے بچ کر جنت ودوزخ کے درمیان بنے ہوئے ایک پل پر پہنچیں گے جہاں انھیں روک لیا جائے گا اور ان کے ان حقوق کا فیصلہ کیا جائے گا جو دنیا میں ان کے درمیان واجب الأداء تھے۔ یہاں تک کہ جب انھیں (گناہوں سے اور بندوں کے حقوق سے) بالکل صاف اور بری کردیا جائے گا تو انھیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔''

موحدین میں سے جو شخص جہنم میں داخل ہوگا اسے شفاعت کے ذریعے نکال لیا جائے گا

پل صراط پر سے گذرتے ہوئے جو موحد مومنین اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جا گریں گے ان کے متعلق اللہ تعالی کی اجازت سے شفاعت کرنے والے شفاعت کریں گے اور انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ شفاعت کرنے والوں میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''...... مجھے کہا جائے گا:

(اِنْطَلِقْ ، فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ بُرَّةٍ أَوْ شَعِيْرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا)

''جائیں اور دیکھیں جس شخص کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لیں''

چنانچہ میں جاؤں گا اور اسی طرح کرونگا۔ پھر اپنے رب تعالی کے پاس واپس لوٹوں گا اور اس کی تعریفیں کرونگا۔ پھر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤنگا۔ پھر مجھے کہا جائے گا:

(يَا مُحَمَّدُ ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ، وَسَلْ تُعْطَ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ)

''اے محمد! اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں، آپ کی بات سنی جائے گی۔ آپ سوال کریں، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ اور آپ شفاعت کریں، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

چنانچہ میں کہوں گا: (يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ) ''اے میرے رب! میری امت، میری امت۔''

تب مجھے کہا جائے گا: (اِنْطَلِقْ،فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا)

''جائیں اور دیکھیں جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لیں''

لہذا میں جاؤں گا اور اسی طرح کرونگا۔ پھر اپنے رب تعالی کے پاس واپس لوٹوں گا اور اس کی تعریفیں کرونگا۔ پھر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤنگا۔ پھر مجھے کہا جائے گا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(يَا مُحَمَّدُ ! إِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ، وَسَلْ تُعْطَ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ)

'' اے محمد ! اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں ، آپ کی بات سنی جائے گی ۔ آپ سوال کریں ، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا ۔ اور آپ شفاعت کریں ، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی ۔''

چنانچہ میں کہوں گا : میری امت ، میری امت ۔ تو مجھے کہا جائے گا :

(اِنْطَلِقْ ، فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ أَدْنٰى أَدْنٰى أَدْنٰى مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ) '' جائیں اور دیکھیں جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے سے بھی کم ، اس سے بھی کم اور اس سے بھی کم ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لیں ۔''

اس لئے میں جاؤں گا اور اسی طرح کرونگا ۔ پھر اپنے رب تعالی کے پاس واپس لوٹوں گا اور اس کی تعریفیں کرونگا ۔ پھر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤنگا ۔ پھر مجھے کہا جائے گا :

(يَا مُحَمَّدُ ! إِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ، وَسَلْ تُعْطَ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ)

'' اے محمد ! اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں ، آپ کی بات سنی جائے گی ۔ آپ سوال کریں ، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا ۔ اور آپ شفاعت کریں ، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی ۔''

چنانچہ میں کہوں گا : مجھے ہر اس شخص کے بارے میں شفاعت کرنے کی اجازت دیں جس نے (لا إله إلا الله) پڑھا ۔ اللہ تعالی کہے گا : اس کا آپ کو اختیار نہیں ہے لیکن میری عزت کی قسم ! میری بڑائی کی قسم ! میری عظمت کی قسم ! اور میری جبریائی کی قسم ! میں ضرور بالضرور اس شخص کو جہنم سے نکال دونگا جس نے (لا إله إلا الله) پڑھا ۔'' [بخاری : ۷۵۱۰ ، مسلم : ۱۹۳]

نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا : قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے بڑا خوش نصیب کون ہوگا جس کے حق میں آپ شفاعت کریں گے ؟

آپ ﷺ نے جواب دیا : (لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَّا يَسْأَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوْلٰى مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : مَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قِبَلِ نَفْسِهِ) [بخاری : ۹۹ و ۶۵۷۰]

'' اے ابو ہریرہ ! مجھے یقین تھا کہ اس بارے میں تم ہی سوال کرو گے کیونکہ تمھیں احادیث سننے کا زیادہ شوق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے۔ (تو سنو) قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہوگا جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اور اخلاص کے ساتھ **لا إله إلا الله** کہا۔“

اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(أَتَانِیْ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ أَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِیَ الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ ، وَهِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا)

”میرے پاس میرے رب تعالی کی طرف ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ میں یا تو اپنی آدھی امت کے جنت میں جانے پر راضی ہو جاؤں یا روزِ قیامت شفاعت کروں۔ تو میں نے شفاعت کو چن لیا ہے اور میری شفاعت ہر ایسے شخص کیلئے ہوگی جس کی موت اس حالت میں آئے گی کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔“ [ترمذی وابن ماجہ۔ وصححہ الألبانی فی تخریج المشکاۃ : ۵۶۰۰]

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت صرف موحدین کو جنہوں نے اپنی زندگی میں اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا ہوگا نصیب ہوگی۔ لہذا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو تو ہمیں موت آنے تک اپنا دامن شرک سے پاک رکھنا ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کے علاوہ مومنین بھی شفاعت کریں گے

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”رہے جہنم والے جو کہ اس کے اہل ہیں تو وہ جہنم میں نہ مریں گے اور نہ زندہ رہیں گے، لیکن کچھ لوگ ایسے ہونگے جنھیں ان کے گناہوں کے سبب جہنم میں ڈالا گیا ہوگا۔ انھیں اللہ تعالی مار دے گا یہاں تک کہ جب وہ (جہنم کی آگ میں جلتے جلتے) کوئلہ بن چکے ہونگے تو اللہ تعالی ان کے متعلق شفاعت کرنے کی اجازت دے گا۔ چنانچہ انھیں جماعت در جماعت لایا جائے گا اور جنت کی نہروں میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا: اے اہلِ جنت! ان پر پانی بہاؤ۔ اس کے بعد وہ ایسے (تیزی سے) اگیں گے جیسے سیلاب کی جھاگ اور مٹی میں ایک دانہ (تیزی سے) اگتا ہے۔“ [مسلم: ۱۸۵]

اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”...... پھر پل صراط کو لا کر جہنم کے اوپر رکھا جائے گا اور شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ وہ کہہ رہے ہونگے: (اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ) “ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! پل کیا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ ایسا (خطرناک) پل ہے جہاں سے گذرنے والا پھسلے گا اور لڑکھڑائے گا، اس پر اچک لینے والے کانٹے اور جکڑ لینے والے آنکڑے اور ایسے ٹیڑھے میڑھے کانٹے لگے ہوئے ہیں جیسے نجد میں ہوتے ہیں اور انہیں (سعدان) کہا جاتا ہے۔ وہاں سے کچھ مومن پلک جھپکنے کی طرح، کچھ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ، کچھ ہوا کی طرح، کچھ پرندوں کی رفتار میں اور کچھ تیز رفتار گھوڑوں اور سواریوں کی مانند گذر جائیں گے۔ ان میں کچھ تو مکمل طور پر صحیح سالم گذریں گے اور کچھ وہاں زخمی ہو جائیں گے اور کئی لوگ جہنم کی آگ میں گر جائیں گے یہاں تک کہ جب مومن جہنم کی آگ سے بچ کر نکل جائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ اپنے ان بھائیوں کے حق میں جو جہنم میں گر چکے ہونگے قیامت کے روز اللہ تعالی سے یوں پرجوش مطالبہ کریں گے جیسا کہ تم پرجوش طریقے سے مجھ سے کسی کے حق میں مطالبہ کرتے ہو۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! وہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور حج کیا کرتے تھے۔ تو انہیں کہا جائے گا: جاؤ جن کو تم پہچانتے ہو انہیں نکال لو۔ چنانچہ ان کی شکلیں جہنم پر حرام کردی جائیں گی۔ تو وہ بہت سارے لوگوں کو نکال لیں گے۔ ان میں کئی لوگ ایسے ہونگے کہ آگ ان کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچی ہوگی اور کچھ ایسے ہونگے کہ آگ ان کے گھٹنوں تک پہنچی ہوگی۔ پھر کہیں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں تو نے ہمیں حکم دیا تھا ان سب کو ہم نے نکال لیا ہے۔

اللہ تعالی فرمائے گا: دوبارہ جاؤ اور جس شخص کے دل میں ایک دینار کے برابر خیر پاؤ اسے بھی نکال لو۔ تو وہ بہت سارے لوگوں کو نکال لیں گے۔ پھر کہیں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں تو نے ہمیں حکم دیا تھا ان میں سے کسی کو ہم نے جہنم میں نہیں چھوڑا۔

اللہ تعالی فرمائے گا: پھر واپس جاؤ اور جس شخص کے دل میں آدھے دینار کے برابر خیر پاؤ اسے بھی نکال لو۔ تو وہ بہت سارے لوگوں کو نکال لیں گے۔ پھر کہیں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں تو نے ہمیں حکم دیا تھا ان میں سے کسی کو ہم نے جہنم میں نہیں چھوڑا۔

اللہ تعالی فرمائے گا: پھر واپس جاؤ اور جس شخص کے دل میں ذرہ برابر خیر پاؤ اسے بھی نکال لو۔ تو وہ بہت سارے لوگوں کو نکال لیں گے۔ پھر کہیں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں تو نے ہمیں حکم دیا تھا ان میں سے کسی کو ہم نے جہنم میں نہیں چھوڑا۔

اللہ تعالی فرمائے گا: فرشتوں نے بھی سفارش کر لی، انبیاء نے بھی شفاعت کر لی اور مومن بھی سفارش کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارغ ہو گئے ، اب صرف ارحم الراحمین باقی ہے۔ تو اللہ تعالی جہنم سے ایک مٹھی بھرے گا اور ان لوگوں کو جہنم سے نکال لے گا جنھوں نے کبھی خیر کا کام نہ کیا تھا۔ وہ جل کر کوئلے بن چکے ہونگے ۔ اللہ تعالی انہیں جنت کے سرے پر واقع ایک نہر میں پھینک دے گا جسے نهر الحياة کہا جائے گا۔ پھر وہ اس سے ایسے نکلیں گے جیسے ایک دانہ گذرگاہِ آب میں نکلتا ہے ..... پھر وہ ایک موتی کی طرح نکلیں گے۔ ان کی گردنوں پر مہریں لگی ہونگی جن کی وجہ سے انہیں اہلِ جنت پہچان لیں گے اور کہیں گے : یہ ہیں اللہ تعالی کے آزاد کردہ جنہیں اس نے کسی نیک عمل اور کسی خیر کے بغیر جنت میں داخل فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا : جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ اور جو کچھ دیکھو وہ تمھارا ہے۔ وہ کہیں گے : اے ہمارے رب ! تو نے تو ہمیں اتنا کچھ عطا کر دیا جو تو نے تمام جہان والوں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اللہ تعالی فرمائے گا : تمھارے لئے میرے پاس اس سے بھی اچھی چیز ہے۔ وہ کہیں گے : اے ہمارے رب ! اس سے اچھی چیز کیا ہے؟ تو اللہ تعالی فرمائے گا : میری رضا۔ جاؤ میں اب تم پر کبھی ناراض نہیں ہونگا۔'' [بخاری : ۷۴۳۹ ، مسلم : ۱۸۳ واللفظ له]

شفاعت کی شروط

روزِ قیامت شفاعت دو شرطوں کے ساتھ مشروط ہے :

① پہلی شرط اللہ تعالی کی اجازت ہے۔ چنانچہ کوئی شخص اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکے گا جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ [البقرۃ : ۲۵۵]

''کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکے؟''

اسی طرح فرمایا : ﴿وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوَاتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى﴾ [النجم : ۲٦]

''اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ایسے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالی اپنی خوشی اور چاہت سے جس کیلئے چاہے اجازت دے دے۔''

② دوسری شرط یہ ہے کہ جس شخص سے اللہ تعالی راضی ہوگا اسی کے بارے میں ہی شفاعت کرنے والے شفاعت کر سکیں گے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ [الأنبياء : ۲۸]

''اور وہ صرف اسی کیلئے شفاعت کریں گے جس سے وہ راضی ہوگا۔''

ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالی اہلِ ایمان وموحدین ہی سے راضی ہوتا ہے، کفار ومشرکین سے نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

دوسرا خطبہ

محترم حضرات! ہم نے پہلے خطبۂ جمعہ میں روزِ قیامت کی جن ہولناکیوں کا تذکرہ کیا ہے ہم ان کا تصور کر کے سوچیں اور عملِ صالح کی طرف بڑھیں تاکہ ہم اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ان ہولناکیوں سے بچ سکیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ﴾ [البقرۃ:۲۸۱]

''اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ تعالی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

اور فرمایا: ﴿وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ﴾ [البقرۃ:۴۸]

''اور اس دن سے ڈرتے رہو جب کوئی کسی کو نفع نہ دے سکے گا۔ نہ کوئی شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ کوئی بدلہ اور فدیہ لیا جائے گا۔ اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔''

میرے بھائیو! سلفِ صالحین رحمہم اللہ اور ہمارے درمیان فرق ایمان میں کمی بیشی کا ہے۔ چنانچہ سلف جب قیامت کے بارے میں بات کرتے یا سنتے تھے تو انھیں یوں لگتا تھا کہ گویا وہ قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر وہ واجباتِ دین (مثلا نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور بندوں کے لازمی حقوق وغیرہ) کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل میں بھی ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ یوں ان کے ایمان ویقین میں اور اضافہ ہوجاتا۔ لیکن ہم جب قیامت کے متعلق گفتگو کرتے یا سنتے ہیں تو گویا ایک عام سا موضوع سمجھ کر کچھ بھی متاثر نہیں ہوتے اور نوافل میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا تو کجا ہم تو فرائض الٰہیہ اور واجباتِ دین کی ادائیگی میں بھی غفلت برتتے ہیں! تو اس صورت میں ہمارے ایمان ویقین میں اضافہ کیسے ہوسکتا ہے؟

ہماری اس غفلت کا علاج یہ ہے کہ ہم موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کریں، قرآن مجید کی تلاوت معانیٔ قرآن میں تدبر کے ساتھ کریں، نماز میں قرآن کی قراءت ترتیل اور توجہ کے ساتھ کریں، ہر نماز میں ایک دو سورتوں کو بار بار پڑھنے کی بجائے مختلف سورتوں کو پوری توجہ کے ساتھ پڑھیں، اللہ تعالی کی عظمت وکبریائی کو یاد کریں اور اس کی نشانیوں میں غور وفکر کریں، مسنون طریقے کے مطابق بار بار قبرستان میں جائیں اور اپنی عاقبت کی فکر کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے روزِ قیامت کی بعض ہولناکیوں کے بارے میں چند گذارشات پچھلے خطبہ میں اور چند گذارشات آج کے خطبہ میں پیش کیں ۔ میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں ان ایمان والوں میں شامل کردے جن کے متعلق اس کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ☆ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ ☆ أُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾[الأنفال:۲۔۴]

’’بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالی کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں ۔ اور وہ لوگ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ سچے ایمان والے تو یہی لوگ ہیں ۔ ان کیلئے ان کے رب کے پاس بڑے درجے ہیں اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے ۔‘‘

برادران اسلام ! علاماتِ قیامت کا ظہور ، برزخی زندگی ، قبر کی سختیاں ، قیامت کے دن کی ہولناکیاں ، اعمال کا وزن ، پل صراط وغیرہ ...... یہ سارے امور اگر ہم پر اثر انداز نہیں ہوتے اور ہماری زندگی میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی تو بتایئے پھر کونسی چیز اثر انداز ہو سکتی ہے؟ یقیناً یہ ایسے امور ہیں جن میں نصیحت حاصل کرنے کیلئے بہت کچھ موجود ہے بشرطیکہ کوئی نصیحت حاصل کرنے کی کوشش کرے !

لہذا ہمیں اپنی زندگی کو موت سے پہلے غنیمت تصور کرنا چاہئے ، صحت وتندرستی کو مرض سے پہلے ، خوشحالی کو تنگ حالی سے پہلے ، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے غنیمت سمجھتے ہوئے نیک اعمال کما لینے چاہییں ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری زندگی غفلت میں گذر جائے اور موت اچانک ہمارے دروازے پر دستک دے دے ، تب سوائے افسوس وندامت اور پچھتاوے کے اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا ۔ واللہ المستعان .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی نعمتیں اور اس کا راستہ

اہم عناصرِ خطبہ:

❶ جنت اور اہلِ جنت کے اوصاف قرآن مجید میں

❷ جنت کے اوصاف احادیثِ نبویہ میں

❸ جنت کا راستہ

پہلا خطبہ

برادرانِ اسلام ! آج کے خطبۂ جمعہ میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ جنت کے متعلق چند گذارشات عرض کریں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا ٹھکانا بنایا ہے۔ اور آئندہ خطبۂ جمعہ ان شاء اللہ تعالیٰ جہنم کے بارے میں ہوگا جس کو اس نے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں ، کافروں اور منافقوں کا ٹھکانا بنایا ہے (نسأل الله العفو والعافية) قیامت کے روز دو ہی ٹھکانے ہونگے : جنت اور جہنم ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴾[الشوریٰ:۷]

''ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو جنت الفردوس میں داخل کرے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین

آیئے سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جنت کا تذکرہ کس طرح سے کیا ہے؟ اور اہلِ جنت کے اوصاف کون سے بیان کیے ہیں؟

(ا) جنت کے اوصاف قرآنِ مجید میں

ا۔ جنت کے پھل اور اہلِ جنت کی بیویاں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُوتُوْا بِهِ مُتَشَابِهًا وَّلَهُمْ فِيْهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ﴾[البقرۃ:۲۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبریاں دیجئے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب کبھی انھیں پھلوں کا رزق دیا جائے گا اور ان کے پاس ہم شکل (پھل) لائے جائیں گے تو کہیں گے: یہ وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے دیا گیا تھا۔ ان کیلئے پاکیزہ بیویاں ہیں اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔‘‘

۲۔اہلِ جنت کا ایک دوسرے کو سلام

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ☆ دَعْوَاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [یونس:۹۔۱۰]

’’یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کا رب ان کو ان کے ایمان کے سبب ان کے مقصد تک پہنچا دے گا، نعمت کے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی۔ ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی: ’’سبحان اللہ‘‘ اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا: ’’السلام علیکم‘‘ اور ان کی اخیر بات یہ ہوگی: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔‘‘

۳۔ جنت میں جنتیوں کے درمیان کوئی رنجش نہیں ہوگی

﴿إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ☆ اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْنَ ☆ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ ☆ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ [الحجر:۴۵۔۴۸]

’’متقی (پرہیزگار) لوگ یقیناً باغوں اور چشموں میں ہونگے۔ (ان سے کہا جائے گا): سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے۔ وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہونگے۔ نہ تو وہاں انھیں کوئی تکلیف چھو سکتی ہے اور نہ وہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے۔‘‘

۴۔ جنتیوں کو سونے اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم کا ہوگا

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَّلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ [الحج:۲۳]

’’ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اللہ تعالی ان جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں انھیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سچے موتی بھی۔ وہاں ان کا لباس خالص ریشم ہوگا‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ أَمِيْنٍ ☆ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ☆ يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِيْنَ ☆ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾ [الدخان: ۵۱-۵۶]

" بے شک اللہ سے ڈرنے والے امن اور چین کی جگہ میں ہونگے ۔ باغوں اور چشموں میں ۔ باریک اور دبیز ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے ۔ یہ اسی طرح ہے اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیں گے ۔"

۵۔ اہلِ جنت کیلئے میوے اور باحیا حوریں

﴿هٰذَا ذِكْرٌ وَّإِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَآبٍ ☆ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ☆ مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ☆ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ☆ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ☆ إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَّفَادٍ﴾ [ص: ۴۹-۵۵]

" یہ نصیحت ہے اور یقین مانو کہ پرہیز گاروں کی بڑی اچھی جگہ ہے ۔ یعنی ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کیلئے کھلے ہوئے ہیں ۔ جن میں بافراغت ، تکیے لگائے بیٹھے ہوئے ، طرح طرح کے میوے اور قسم قسم کی شرابوں کی فرمائشیں کریں گے ۔ اور ان کے پاس نیچی نظروں والی ہم عمر حوریں ہونگی ۔ یہ ہے جس کا وعدہ تم سے حساب کے دن کیلئے کیا جاتا تھا ۔ بے شک یہ ہمارا عطیہ ہے جس کا کبھی خاتمہ ہی نہیں ۔"

اسی طرح اس کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ☆ حَدَآئِقَ وَأَعْنَابًا ☆ وَّكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ☆ وَّكَأْسًا دِهَاقًا ☆ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ☆ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا﴾ [النبأ: ۳۱-۳۶]

" یقیناً پرہیز گار لوگوں کیلئے کامیابی ہے ۔ باغات ہیں اور انگور ہیں ۔ اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں ۔ اور چھلکتے ہوئے جامِ شراب ہیں ۔ وہاں نہ تو وہ بے ہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹی باتیں ۔ (ان کو) آپ کے رب کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) یہ بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا ۔"

۶۔ اہلِ جنت کے دلچسپ مشغلے

﴿إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فَاكِهُوْنَ ☆ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُوْنَ ☆ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ☆ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ [یس: ۵۵-۵۸]

" جنتی لوگ آج کے دن اپنے (دلچسپ) مشغلوں میں ہشاش بشاش ہیں ۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ ان کیلئے جنت میں ہر قسم کے میوے ہونگے اور اسی طرح جو کچھ وہ طلب کریں گے۔ مہربان رب کی طرف سے انھیں سلام کہا جائے گا۔''

۷۔ فرشتے اہلِ جنت کو سلام کہیں گے اور خوشخبریاں سنائیں گے

﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَآؤُوْهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ ☆ وَقَالُوْا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِيْنَ ﴾ [الزمر:۷۳۔۷۴]

''اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آ جائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم خوشحال رہو، تم اس میں ہمیشہ کیلئے چلے جاؤ۔ یہ کہیں گے: اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ جنت میں جہاں چاہیں ٹھہریں۔ سو عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔''

۸۔ جنت میں پانی، دودھ، شراب اور خالص شہد کی نہریں ہونگی

﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا أَنْهَارٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِيْنَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ﴾ [محمد:۱۵]

''اس جنت کی صفت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں۔ اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلا۔ اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کیلئے بڑی لذت ہے۔ اور شہد کی نہریں ہیں جو بہت صاف ہے۔ اور ان کیلئے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔''

۹۔ تخت، آبخورے، جامِ شراب، پسندیدہ میوے اور مختلف قسم کے پھل، پرندوں کا گوشت اور کنواری حوریں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ☆ أُوْلٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ☆ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ☆ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ☆ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ ☆ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ☆ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِيْنَ ☆ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ☆ بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيْقَ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ☆ لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ☆ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَتَخَيَّرُوْنَ ☆ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ☆ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ☆ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ☆ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ☆ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيْمًا ☆ إِلَّا قِيْلًا سَلَامًا سَلَامًا ☆ وَأَصْحَابُ الْيَمِيْنِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِيْنِ ☆ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ☆ وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ☆ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ☆ وَمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ☆ وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ☆ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ☆ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ☆ إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَآءً ☆ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ☆ عُرُبًا أَتْرَابًا ☆ لِّأَصْحَابِ الْيَمِيْنِ ☆ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ﴾

[الواقعة:١١۔٤٠]

’’اور جو سبقت لے جانے والے ہیں وہ تو سبقت لے جانے والے ہی ہیں۔ وہ بالکل تقرب حاصل کئے ہوئے ہیں۔ نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔ (بہت بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔ یہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر، ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ ان کے پاس ایسے نوجوان جو ہمیشہ (نوجوان ہی) رہیں گے آمدورفت کریں گے۔ آبخورے اور جگ لے کر اور ایسا جام لیکر جو بہتی ہوئی شراب سے پُر ہو جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فتور آئے۔ اور ایسے میوے لئے ہوئے جو ان کی پسند کے ہوں۔ اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں۔ اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔ یہ صلہ ہے ان کے اعمال کا۔ وہ وہاں نہ بے ہودہ گفتگو سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔ صرف سلام ہی سلام کی آواز ہوگی۔ اور داہنے ہاتھ والے، کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے! وہ بغیر کانٹے کی بیریوں، تہہ بہ تہہ کیلوں، لمبے لمبے سایوں اور بہتے ہوئے پانیوں اور بکثرت پھلوں میں جو نہ ختم ہوں نہ روک لئے جائیں اور اونچے اونچے فرشوں میں ہونگے۔ ہم نے ان (کی بیویوں کو) خاص طور پر بنایا ہے۔ اور ہم نے انھیں کنواریاں بنا دیا ہے، محبت والی اور ہم عمر ہیں۔ دائیں ہاتھ والوں کیلئے ہیں۔ جم غفیر اگلوں میں سے اور بہت بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے۔‘‘

١٠۔ نعمتیں ہی نعمتیں اور عظیم الشان سلطنت

﴿وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ☆ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ☆ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ☆ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ☆ قَوَارِيْرَ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ☆ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ☆ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ☆ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ☆ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ☆ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّإِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْآ أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَّسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ☆ إِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا﴾ [الإنسان:۱۲۔۲۲]

''اور انھیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے ۔ یہ وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھیں گے ۔ نہ وہاں آفتاب کی گرمی دیکھیں گے اور نہ جاڑے کی سختی ۔ ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہونگے ۔ اور ان کے (میوے اور) گچھے نیچے لٹکے ہوئے ہونگے ۔ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہونگے ۔ شیشے بھی چاندی کے جن کو (ساقی نے) اندازے سے ناپ رکھا ہوگا ۔ اور انھیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیزش زنجبیل کی ہوگی ۔ جنت کی ایک نہر سے جس کا نام سلسبیل ہے اور ان کے اردگرد وہ کم سن بچے گھومتے پھرتے ہونگے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔ جب تو انھیں دیکھے تو سمجھے کہ وہ بکھرے ہوئے سچے موتی ہیں ۔ تو وہاں جہاں کہیں بھی نظر ڈالے گا سراسر نعمتیں اور عظیم الشان سلطنت ہی دیکھے گا ۔ ان کے جسموں پر سبز باریک اور موٹے ریشمی کپڑے ہونگے اور انھیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا ۔ اور انھیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا ۔ (کہا جائے گا) : یہ ہے تمھارے اعمال کا بدلہ اور تمھاری کوشش کی قدر کی گئی ۔''

محترم حضرات ! اب تک ہم نے جتنی آیاتِ قرآنیہ ذکر کی ہیں ان سب میں اللہ تعالی نے اپنی جنت کی تعریف کی ہے اور اہلِ جنت کے اوصاف بیان فرمائے ہیں ۔ اور اِس بات کو واضح کردیا ہے کہ اُس نے جنت ایمان والوں ، نیک عمل کرنے والوں ، پرہیز گاروں اور اُس کی نافرمانی سے بچنے والوں کیلئے پیدا کی ہے ۔ لہذا ہم سب کو اِن صفات کا حامل ہونا چاہئے ۔

(۲) جنت کے اوصاف احادیثِ نبویہ میں

(۱) جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا شخص

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(آتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ ، فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ : مَنْ أَنْتَ ؟ فَأَقُوْلُ : مُحَمَّد ، فَيَقُوْلُ : بِكَ أُمِرْتُ ، لاَ أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ)[مسلم:۱۸۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آؤں گا۔ پھر میں دروازہ کھولنے کا مطالبہ کروں گا تو خازن پوچھے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد ہوں۔ وہ کہے گا: مجھے آپ ہی کا حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔''

اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(وُلْدُ آدَمَ كُلُّهُمْ تَحْتَ لِوَائِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُفْتَحُ لَهُ بَابُ الْجَنَّةِ)

''قیامت کے دن آدم (علیہ السلام) کی تمام اولاد میرے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔ اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کیلئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔'' [صحيح الجامع: ٦٩٩٥]

(۲) جنت میں داخل ہونے والے پہلے گروہ کی صفت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی شکلیں چودھویں رات کے چاند کی مانند ہونگی۔ پھر ان کے بعد داخل ہونے والے لوگوں کی صورتیں آسمان پر سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی طرح ہونگی۔ انھیں پیشاب وپاخانہ کی ضرورت نہیں ہوگی اور وہ بلغم اور تھوک سے پاک ہونگے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہونگی اور ان کے جسم سے نکلنے والے پسینے کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگ رہا ہوگا۔ ان کی بیویاں موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں ہونگی۔ ان سب کے اخلاق ایک جیسے ہونگے اور وہ سب کے سب اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی صورت پر ہونگے۔ اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔'' [بخاری: ۳۳۲۷، مسلم: ۲۸۳۴]

(۳) جنت کے دروازے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے اللہ کے راستے میں (ہر خیر کے کام میں) ایک کی بجائے جوڑے کو خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے۔ چنانچہ جو اہلِ نماز میں سے تھا اسے نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا۔ جو اہلِ جہاد میں سے تھا اسے جہاد کے دروازے سے پکارا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے تھا اسے روزوں کے دروازے سے پکارا جائے گا۔ اور جو اہلِ صدقہ میں سے تھا اسے صدقہ کے دروازے سے پکارا جائے گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جس شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا اسے تو کسی چیز کی ضرورت نہ ہوگی، تو کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی لوگوں میں شامل ہو گے۔'' [بخاری: ۱۸۹۷، مسلم: ۱۰۲۷]

(۴) جنت میں موت نہیں آئے گی

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُنَادِيْ مُنَادٍ : إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلاَ تَمُوْتُوْا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوْا فَلاَ تَسْقَمُوْا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوْا فَلاَ تَهْرَمُوْا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوْا فَلاَ تَبْأَسُوْا أَبَدًا)[مسلم: ۲۸۳۷]

'' جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا پکار کر کہے گا: تم زندہ رہو، تم پر موت کبھی نہیں آئے گی۔ تم تندرست رہو، کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم جوان رہو، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔ تم خوشحال رہو، کبھی بد حال نہیں ہو گے۔''

(۵) جنت کے درجات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ ، وَصَامَ رَمَضَانَ ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهَدَ (وفي رواية : هَاجَرَ) فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِيْ أَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا)

'' جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی، رمضان کے روزے رکھے تو اس کا اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے، چاہے اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا (ایک روایت میں ہے چاہے اس نے ہجرت کی) یا اس سرزمین پر مقیم رہا جہاں وہ پیدا ہوا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ سنا دیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ ، أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةِ . أُرَاهُ قَالَ : وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)

’’ جنت میں ایک سو درجے ہیں جنھیں اللہ تعالی نے اس کے راستے میں جہاد کرنے والوں کیلئے تیار کیا ہے ۔ اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے ۔ لہذا جب تم اللہ سے سوال کرو تو اس سے فردوسِ اعلی کا سوال کیا کرو کیونکہ وہ جنت کا سب سے اوپر والا درجہ ہے ۔ اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں ۔‘‘ [البخاری۔الجهاد باب درجات المجاهدين في سبيل الله ۲۷۹۰و۷۴۲۳]

(۶) جنت والوں کی صفات

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ ، أَبْنَاءُ ثَلاَثِيْنَ أَوْ ثَلاَثٍ وَثَلاَثِيْنَ سَنَةً)

’’ جنت والے جنت میں اس حالت میں داخل ہونگے کہ ان کے جسموں پر بال نہیں ہونگے ، بے ریش ہونگے ، سرمگیں آنکھوں والے ہونگے اور ان کی عمریں تیس یا تینتیس سال ہوگی ۔‘‘ [ترمذی : ۲۵۴۵ ۔ وحسنه الألباني]

جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ ، قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَوَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : يُعْطَى قُوَّةَ مِئَةٍ)[صحيح الجامع:۸۱۰۶]

’’ جنت میں مومن کو بہت زیادہ قوتِ جماع دی جائے گی ۔ کسی نے پوچھا کہ اے اللہ رسول ! کیا وہ اس کی طاقت رکھے گا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ایک سو افراد کی طاقت دی جائے گی ۔‘‘

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلاَ يَبْأَسُ ، لاَ تَبْلٰى ثِيَابُهُ ، وَلاَ يَفْنٰى شَبَابُهُ)

’’ جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ خوشحال رہے گا اور کبھی کوئی دکھ نہیں دیکھے گا ۔ اس کا لباس کبھی پرانا نہیں ہوگا اور اس کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوگی ۔‘‘ [مسلم :۲۸۳۶]

(۷) اہلِ جنت کی بیویاں

جنت میں اللہ تعالی جنتیوں کو پاکیزہ بیویاں عطا کرے گا ۔ وہ کون ہونگی اور ان کے اوصاف کیا ہونگے ؟

اللہ تعالی فرماتے ہیں : ﴿ فِيهِنَّ قٰصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلاَ جَانٌّ ☆ فَبِأَيِّ آلاَءِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ☆ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾[الرحمن:۵۶۔۵۸]

”وہاں نیچی نگاہ والی (شرمیلی) حوریں ہونگی جنہیں ان سے پہلے کسی انسان اور جن نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہوگا۔پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ وہ حوریں ایسے ہونگی جیسے ہیرے اور مرجان۔“

اور رسول اللہ ﷺ ان کے حسن وجمال کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(لِكُلِّ امْرِئٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ ،يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ)

”ہر آدمی کی، موٹی موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے دو بیویاں ہونگی ،ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت اور ہڈی کے باہر سے نظر آرہا ہوگا۔“[بخاری:۳۲۵۴،مسلم:۲۸۳۴]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لَرَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ، وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قَيْدٍ . يَعْنِيْ سَوْطَهُ . خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْهُ رِيْحًا ، وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)[بخاری:۲۷۹۶]

”اللہ کے راستے میں ایک مرتبہ شام کے وقت یا صبح کے وقت نکلنا دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے ۔اور جنت کا ایک کمان کے برابر (یا ایک ہاتھ کے برابر) یا ایک کوڑے کے برابر حصہ پوری دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے۔اور اگر اہلِ جنت کی ایک عورت اہلِ زمیں پر جھانک لے تو وہ زمین وآسمان کے درمیان پورے خلا کو روشنی اور خوشبو سے بھر دے۔اور اس کے سر کا دوپٹہ پوری دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے۔“

(۸) اہلِ جنت کا کھانا پینا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ ، وَلاَ يَتْفُلُوْنَ ، وَلاَ يَبُوْلُوْنَ وَلاَ يَتَغَوَّطُوْنَ وَلاَ يَمْتَخِطُوْنَ) قَالُوْا : فَمَا بَالُ الطَّعَامِ ؟ قَالَ : (جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ ، يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ)[مسلم:۲۸۳۵]

”بے شک اہلِ جنت جنت میں کھائیں پییں گے اور نہ تھوکیں گے اور نہ بول وبراز کریں گے۔اور بلغم سے پاک ہونگے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ان کا کھانا کہاں جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا کھانا محض ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈکار ہوگا اور پسینہ ہوگا جس سے کستوری کی خوشبو آئے گی ۔ انہیں تسبیح وتحمید کا الہام کیا جائے گا جیسا کہ تمھیں سانس کا الہام کیا جاتا ہے۔''

(۹) جنت کے بالا خانے

جنت میں عالیشان بالا خانے ہونگے ۔ وہ کیسے ہونگے اور کن لوگوں کیلئے ہونگے ؟

اللہ تعالی کا فرمان ہے : ﴿ لَكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ﴾[الزمر:۲۰]

''ہاں وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کیلئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں اور ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ۔ یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ۔''

اسی طرح حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اہلِ جنت اپنے اوپر بالا خانے والوں کو یوں دیکھیں گے جیسا کہ تم مشرق یا مغرب کے افق پر چمکتے اور غروب ہوتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔ یہ اس لئے ہوگا کہ ان کے درجات میں تفاضل ہوگا ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ! وہ یقیناً انبیاء کے گھر ہونگے جہاں کوئی اور نہیں پہنچ سکے گا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ ، رِجَالٌ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوْا الْمُرْسَلِيْنَ)

''کیوں نہیں ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ! وہ گھر ان لوگوں کے ہونگے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی ۔'' [بخاری: ۳۲۵۶ ، مسلم : ۲۸۳۱]

اور حضرت ابو مالک الأشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ فِيْ الْجَنَّةِ غُرَفًا يُرٰى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا ، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا ، أَعَدَّهَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ ، وَأَلَانَ الْكَلَامَ ، وَتَابَعَ الصِّيَامَ ، وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ)

''بے شک جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا بیرونی منظر اندر سے اور اندرونی منظر باہر سے دیکھا جا سکتا ہے ۔ انھیں اللہ تعالی نے اس شخص کیلئے تیار کیا ہے جو کھانا کھلاتا ہو، بات نرمی سے کرتا ہو، مسلسل روزے رکھتا ہو اور رات کو اس وقت نماز پڑھتا ہو جب لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں ۔'' [رواہ احمد وابن حبان ۔ صحیح الجامع للألبانی: ۲۱۲۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) جنت کے خیمے

حضرت ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِيْ الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ ، طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلاً ، لِلْمُؤْمِنِ فِيْهَا أَهْلُوْنَ ، يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ ،فَلاَ يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا)

''بے شک مومن کیلئے جنت میں ایک خیمہ ہوگا جو اندر سے تراشے ہوئے موتی سے بنا ہوگا ، اس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی ، اس میں مومن کی بیویاں ہونگی ، وہ ان کے پاس باری باری جائے گا ۔ اور وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گی ۔'' [مسلم : ۲۸۳۸]

(۱۱) جنت کے برتن

حضرت ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا ، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا ، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلاَّ رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ)

''دو باغ ایسے ہونگے جن میں برتن اور دیگر ہر چیز چاندی کی ہوگی ۔ اور دو باغ ایسے ہوں گے جن میں برتن اور دیگر ہر چیز سونے کی ہوگی ۔ اور ہمیشہ رہنے والی جنت میں جنتیوں اور دیدارِ باری تعالی کے درمیان محض کبریائی کی ایک چادر حائل ہوگی جو اللہ تعالی کے چہرے پر ہوگی ۔'' [بخاری : ۴۸۷۸ و ۴۸۸۰ و ۷۴۴۴ ، مسلم : ۱۸۰]

(۱۲) جنت کے درخت

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ فِيْ الْجَنَّةِ شَجَرَةً ، يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادُ الْمُضَمَّرُ السَّرِيْعُ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا)

''بے شک جنت میں ایک درخت ایسا ہے جس کے سائے میں خوب پالا ہوا ، تیز رفتار گھوڑا ایک سو سال تک دوڑتا رہے تو اسے طے نہ کر سکے ۔'' [مسلم : ۲۸۲۸]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَا فِيْ الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلاَّ وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ)

''جنت میں ہر درخت کی جڑ سونے کی ہوگی'' [ترمذی : ۲۵۲۵ ـ صحیح الجامع للألبانی : ۵۶٤۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم حضرات ! آپ بھی اگر چاہیں تو جنت میں اپنے لئے زیادہ سے زیادہ درخت اور پودے لگا سکتے ہیں ، اس کا طریقہ کیا ہے؟ لیجئے ایک حدیث سماعت فرمایئے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّيَ السَّلَامَ ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ ، عَذْبَةُ الْمَاءِ ، وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ ، غِرَاسُهَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ) [الترمذی : ٣٤٦٢ ـ السلسلة الصحيحة : ١٠٥]

’’میں معراج کی رات حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے ملا تو انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ) ! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے ، اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ ایک خالی میدان کی شکل میں ہے ۔اور (سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ) کے ذکر کے ساتھ اس میں شجر کاری کی جا سکتی ہے۔‘‘

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ ، غُرِسَتْ لَهُ بِهَا نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ)

’’جو شخص (سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ) کہے اس کیلئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔‘‘

[الترمذی ، ابن حبان ، الحاکم ـ صحیح الجامع للألبانی: ٦٤٢٩]

(۱۳) جنت کا بازار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَأْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ ، فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ ، فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالاً ، فَيَرْجِعُوْنَ إِلٰى أَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالاً، فَيَقُوْلُ لَهُمْ أَهْلُوْهُمْ : وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالاً ، فَيَقُوْلُوْنَ : وَأَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالاً)

[مسلم ـ کتاب الجنة باب في سوق الجنة: ٢٨٣٣]

’’جنت میں ایک بازار ہوگا جہاں وہ (یعنی اہلِ جنت) ہر ہفتے آئیں گے ۔شمال کی جانب سے ایک ہوا چلے گی جو ان کے کپڑوں اور چہروں پر مٹی ڈالے گی ۔ (یاد رہے کہ جنت کی مٹی کستوری ہو گی) اس سے ان کے حسن وجمال میں اور اضافہ ہو جائے گا ۔ وہ اپنی بیویوں کے پاس لوٹیں گے جبکہ ان کے حسن وجمال میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ ہو چکا ہوگا تو وہ ان سے کہیں گی: اللہ کی قسم! آپ یہاں سے جانے کے بعد اور حسین وجمیل ہو گئے ہیں۔تو وہ کہیں گے: اور تم بھی اللہ کی قسم! ہمارے جانے کے بعد اور خوبصورت ہو گئی ہو۔"

(۱۴) جنت کے محلات

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سونے کا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ قریش کے ایک شخص کا ہے۔ تو میں نے گمان کیا کہ شاید وہ میں ہوں اس لئے میں نے پوچھا: وہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ اے ابن الخطاب! مجھے اس میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں تمھاری غیرت کو جانتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟" [بخاری: ۵۲۲۶ و۷۰۲۴، مسلم: ۲۳۹۴]

(۱۵) جنت کی نہریں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ اس میں چلتے ہوئے پانی کے اندر مارے تو مجھے کستوری کی بہت اچھی خوشبو محسوس ہوئی۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالی نے آپ کو عطا کی ہے۔" [بخاری: ۶۵۸۱]

(۱۶) جنت میں سب سے بڑا اکرام ...اللہ تعالی کا دیدار

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے تو اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: اے اہلِ جنت! بے شک اللہ تعالی نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا جسے وہ اب پورا کرنا چاہتا ہے۔ وہ کہیں گے: وہ کیا ہے؟ کیا اللہ تعالی نے ہمارے ترازو بھاری نہیں کئے؟ اور کیا اس نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ اور کیا اس نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا؟ اور کیا اس نے ہمیں جہنم سے نجات نہیں دے دی؟ (یعنی ان نعمتوں کے بعد اب اور کونسا وعدہ باقی رہ گیا ہے؟) پھر اچانک پردہ ہٹایا جائے گا۔ چنانچہ وہ اللہ تعالی کی طرف دیکھیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم! اللہ تعالی نے انھیں کوئی ایسی چیز نہیں دی ہوگی جو انھیں اس کے دیدار سے زیادہ محبوب ہوگی اور جس سے ان کی آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈک نصیب ہوگی۔'' (یعنی جنت میں دیدارِ الٰہی انھیں جنت کی دیگر تمام نعمتوں کی نسبت زیادہ محبوب ہوگا اور اس سے ان کی آنکھوں کو سب سے زیادہ ٹھنڈک نصیب ہوگی۔)[احمد وابن ماجہ ۔ صحیح الجامع:۵۲۱]

(۱۷) سب سے اونچے درجے والا اور سب سے نچلے درجے والا جنتی

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے سوال کیا کہ جنت میں سب سے نچلے درجے والا جنتی کیسا ہوگا ؟ تو اللہ تعالی نے جواب دیا: وہ وہ آدمی ہوگا جو جنت والوں کے جنت میں چلے جانے کے بعد آئے گا۔ اس سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں کیسے جاؤں جبکہ تمام لوگوں نے اپنے اپنے گھر سنبھال لئے ہیں اور سب نے اپنا اپنا انعام وصول کرلیا ہے! اسے کہا جائے گا: کیا تجھے یہ پسند ہے کہ دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی پوری مملکت جیسی مملکت تجھے عطا کردی جائے ؟ وہ کہے گا: اے رب! میں راضی ہوں؟ اللہ تعالی کہے گا: میں نے تجھے اس کی مملکت جیسی ایک مملکت، اس جیسی ایک اور، اس جیسی ایک اور، اس جیسی ایک اور، اس جیسی ایک اور مملکت عطا کردی ہے۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں راضی ہوں۔

پھر اللہ کہے گا: (هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ ، وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ)

'' یہ بھی تیرے لئے ہے اور میں تجھے اس جیسی دس مملکتیں اور عطا کرتا ہوں۔ اور تیرے لئے ہر وہ چیز ہے جس کی تو تمنا کرے گا اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت ملے گی۔''

وہ کہے گا: اے میرے رب! میں راضی ہوگیا ہوں۔

حضرت موسی علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! (یہ تو ہوا نچلے درجے والا جنتی) تو جنت میں سب سے اونچے درجے والے جنتی کیسے ہونگے ؟ اللہ تعالی نے کہا:

(أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ أَرَدْتُّ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِيْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا ، فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ)[مسلم۔ کتاب الایمان باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها :۱۸۹]

'' یہ وہ لوگ ہیں جنھیں میں نے چن لیا ہے اور میں نے ان کی عزت اپنے ہاتھ سے گاڑھ دی ہے اور اس پر مہر لگا دی ہے (یعنی اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔) اور ان کیلئے وہ کچھ تیار کیا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا ہے، نہ اس کے بارے میں کسی کان نے کچھ سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آ سکتا ہے‘‘

(۱۸) ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’مجھ پر (سابقہ) امتیں پیش کی گئیں۔ چنانچہ میں نے ایک نبی کو دیکھا کہ اس کے ساتھ محض چند افراد (دس سے کم) ہیں۔ ایک نبی کے ساتھ صرف ایک دو آدمی ہیں۔ اور ایک نبی کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ پھر اچانک مجھے ایک بہت بڑی جماعت دکھلائی گئی۔ میں نے گمان کیا کہ شاید یہی میری امت ہے۔ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ آپ ذرا اس افق کی جانب دیکھئے۔ میں نے دیکھا تو ایک سوادِ عظیم (لوگوں کا بہت بڑا گروہ) نظر آیا۔ پھر مجھے کہا گیا کہ اب آپ دوسرے افق کی جانب دیکھیں۔ میں نے دیکھا تو ایک اور سوادِ عظیم نظر آیا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہونگے۔‘‘

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنے گھر میں چلے گئے۔ تو لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ان ستر ہزار افراد کے متعلق غور وخوض کرنے لگے جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہونگے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ شاید وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہونگے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ نہیں، ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی ولادت اسلام کی حالت میں ہوئی اور انھوں نے کبھی شرک نہیں کیا۔ کچھ لوگوں نے کچھ اور آراء بھی ظاہر کیں۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم کس چیز کے بارے میں غور کر رہے ہو؟ تو لوگوں نے آپ کو بتایا کہ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ وہ ستر ہزار افراد کون ہونگے جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: www.KitaboSunnat.com

(هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَرْقُوْنَ ، وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ ، وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)

’’یہ وہ لوگ ہونگے جو نہ دم کرتے تھے اور نہ دم کرواتے تھے۔ اور نہ وہ بدشگونی لیتے تھے۔ اور وہ صرف اپنے رب تعالیٰ پر ہی توکل کرتے تھے۔‘‘

یہ سن کر حضرت عکاشۃ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہی میں سے ہو۔ پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: میرے لئے بھی دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عکاشۃ رضی اللہ عنہ تم سے سبقت لے گئے ہیں۔'' [بخاری: ۳۴۱۰و۵۷۰۵و۵۷۵۲، مسلم: ۲۲۰]

ایک روایت میں ہے جس کے راوی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ستر ہزار افراد کی صفات یوں بیان فرمائیں:

(هُمُ الَّذِيْنَ لاَ يَسْتَرْقُوْنَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُوْنَ ، وَ لاَ يَكْتَوُوْنَ ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)

''وہ دم نہیں کرواتے ،شگون نہیں لیتے ،آگ سے اپنا جسم نہیں داغتے اور صرف اپنے رب تعالی پر ہی توکل کرتے ہیں۔'' [مسلم: ۲۱۸]

جبکہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

(وَعَدَنِیْ رَبِّیْ أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِیْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا لاَ حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلاَ عَذَابَ ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا ، وَثَلاَثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّیْ)

''میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو جنت میں داخل کرے گا جن پر نہ حساب ہوگا اور نہ عذاب۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار افراد اور ہونگے اور اس کے علاوہ تین چلّو میرے رب کی چلوں میں سے۔'' [احمد والترمذی وابن ماجہ ۔ وصححہ الألبانی فی تخریج المشکاۃ:۵۵۵۶]

(۱۹) آدھے اہلِ جنت اِس امت میں سے ہونگے

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ؟)

''کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم اہل جنت کا چوتھا حصہ ہوگے؟''

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے (خوشی کے مارے) اللہ اکبر کہا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ؟)

''کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم اہل جنت کا تیسرا حصہ ہوگے؟''

حضرت عبد اللہ کہتے ہیں: ہم نے (خوشی کے مارے) پھر اللہ اکبر کہا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (إِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)

''میں اللہ تعالی سے امید کرتا ہوں کہ تم اہلِ جنت کا آدھا حصہ ہوگے۔''

میں تمھیں عنقریب اس کے بارے میں خبر دوں گا، مسلمان کافروں کے مقابلے میں ایسے ہونگے جیسے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہ رنگ کے بیل پر ایک سفید رنگ کا بال ہو۔ یا (آپ نے فرمایا:) جیسے سفید رنگ کے بیل پر ایک سیاہ رنگ کا بال ہو۔" [بخاری : ٦٥٢٨ ، مسلم۔ کتاب الإیمان باب کون ھذہ الأمة نصف اھل الجنة : ٢٢١ ۔ واللفظ لمسلم]

(٢٠) جنت میں داخل ہونے والا سب سے آخری شخص

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جنت میں داخل ہونے والا سب سے آخری شخص وہ ہوگا جو اس حالت میں آئے گا کہ کبھی چلے گا اور کبھی گر پڑے گا۔ کبھی آگ اسے تھپیڑے مارے گی اور جب وہ اسے (آگ کو) عبور کر جائے گا تو پیچھے مڑ کر دیکھے گا اور کہے گا: بابرکت ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات دے دی ہے۔ یقیناً اللہ نے مجھے وہ چیز عطا کر دی ہے جو اس نے پہلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو عطا نہیں کی۔ پھر ایک درخت اس کے سامنے بلند کیا جائے گا تو وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں چلا جاؤں اور اس کے (قریب بہتے ہوئے) پانی سے پیاس بجھا سکوں۔

اللہ تعالی کہے گا: اے ابنِ آدم! اگر میں تیرا یہ سوال پورا کردوں تو شاید تو پھر کوئی اور سوال بھی کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب۔ پھر وہ اللہ تعالی سے وعدہ کرے گا کہ وہ کوئی اور سوال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالی بھی اسے معذور سمجھے گا کیونکہ وہ ایک ایسی چیز کو دیکھ رہا ہوگا جس سے صبر کرنا اس کے بس میں نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالی اسے اس درخت کے قریب کر دے گا۔ تو وہ اس کے سائے میں چلا جائے گا اور اس کے پانی سے پیاس بجھائے گا۔

پھر ایک اور درخت اس کے سامنے بلند کیا جائے گا جو پہلے درخت سے زیادہ اچھا ہوگا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں چلا جاؤں اور اس کے (قریب بہتا ہوا) پانی پی سکوں، اس کے بعد تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔

اللہ تعالی کہے گا: اے ابنِ آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو کوئی اور سوال نہیں کرے گا؟ پھر کہے گا: اگر میں تیرا یہ سوال بھی پورا کردوں تو شاید تو پھر کوئی اور سوال بھی کرے گا؟ وہ اللہ تعالی سے وعدہ کرے گا کہ وہ کوئی اور سوال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالی بھی اسے معذور سمجھے گا کیونکہ وہ ایک ایسی چیز کو دیکھ رہا ہوگا جس سے صبر کرنا اس کے بس میں نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالی اسے اس درخت کے قریب کر دے گا۔ تو وہ اس کے سائے میں چلا جائے گا اور اس کے پانی سے پیئے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ایک اور درخت جنت کے دروازے کے قریب اس کے سامنے بلند کیا جائے گا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ اچھا ہوگا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کردے تاکہ میں اس کے سائے میں چلا جاؤں اور اس کے (قریب بہتا ہوا) پانی پی سکوں، اس کے بعد تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔

اللہ تعالی کہے گا: اے ابنِ آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو کوئی اور سوال نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں اے میرے رب! بس یہی سوال پورا کردیں، اس کے بعد کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالی بھی اسے معذور سمجھے گا کیونکہ وہ ایک ایسی چیز کو دیکھ رہا ہوگا جس سے صبر کرنا اس کے بس میں نہیں ہوگا۔ چنانچہ وہ اسے اس درخت کے قریب کردے گا اور وہ اس کے قریب پہنچ کر اہلِ جنت کی آوازیں سنے گا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے اس میں داخل کردے۔

اللہ تعالی کہے گا: اے ابنِ آدم! کونسی چیز تجھے راضی کرے گی اور تیرے اور میرے درمیان سوالات کا سلسلہ کب منقطع ہوگا؟ کیا تو اس بات پر راضی ہوجائے گا کہ میں تجھے دنیا اور اس جیسی ایک اور دنیا دے دوں؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! کیا آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں جبکہ آپ تو رب العالمین ہیں!

یہاں تک حدیث بیان کرکے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے۔ پھر کہنے لگے: کیا تم مجھ سے پوچھتے نہیں کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں؟ لوگوں نے پوچھا: آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ بھی یہ حدیث یہاں تک بیان کرکے ہنس پڑے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ اللہ تعالی بھی اس آدمی کی یہ بات سن کر ہنس پڑیں گے کہ کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو تو رب العالمین ہے! پھر اللہ تعالی کہے گا: میں تجھ سے ہرگز مذاق نہیں کررہا بلکہ میں جو چاہوں (کرسکتا ہوں) اور میں ہر چیز پر قادر ہوں۔''

[مسلم۔ کتاب الإیمان باب آخر أهل النار خروجا: ۱۸۷]

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں اس شخص کے بارے میں یقیناً جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم کی آگ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ یہ وہ شخص ہوگا جو ہاتھوں اور گھٹنوں (ایک روایت میں ہے کہ اپنی دبر) کے بل چلتا ہوا جہنم سے نکلے گا۔ تو اللہ تعالی فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ۔ چنانچہ وہ آئے گا اور اس کے دل میں یہ خیال ڈالا جائے گا کہ جنت تو پر ہوچکی ہے، اس لئے وہ واپس لوٹے گا اور کہے گا: اے میرے رب! میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کو بھرا ہوا پایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ دوبارہ آئے گا اور اس کے دل میں پھر یہ خیال ڈالا جائے گا کہ جنت تو پر ہو چکی ہے، اس لئے وہ پھر واپس لوٹے گا اور کہے گا: اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، میں نے تمھیں پوری دنیا کے برابر اور اس جیسی دس گنا زیادہ وسعت عطا کی۔ (دوسری روایت میں ہے: میں نے تمھیں دنیا سے دس گنا زیادہ وسعت عطا کی) وہ شخص کہے گا: اے اللہ! کیا آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں حالانکہ آپ تو بادشاہ ہیں؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث بیان فرما کر اتنے ہنسے کہ آپ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔ کہا جاتا تھا کہ یہ شخص اہلِ جنت میں سب سے نچلے درجے والا ہوگا۔'' [بخاری: ٦٥٧١ و ٧٥١١، مسلم۔ کتاب الإیمان باب آخر أهل النار خروجا: ٨٦]

(۲۱) جنت کی نعمتوں کا تصور کرنا بھی ناممکن ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: (قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلاَ خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ) [بخاری: ۳۲۴۴، مسلم: ۲۸۲۴]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے ان کے بارے میں کچھ سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کے متعلق کوئی تصور پیدا ہوا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو جنت کے وارثوں میں سے بنائے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

عزیزان گرامی! جنت کے اوصاف معلوم کرنے کے بعد اب سوال یہ ہے کہ اس قدر عظیم الشان جنت اور اس کی نعمتوں تک پہنچانے والا راستہ کون سا ہے؟ اور ہم کیسے وہاں تک پہنچ سکتے ہیں؟ اور وہ کون خوش نصیب ہیں جو اس جنت میں داخل ہونگے؟ (اللہ تعالی ہم سب کو جنت الفردوس کے وارثوں میں سے بنائے۔) آیئے وہ راستہ معلوم کریں کہ جس پر چلتے ہوئے ہم ان شاء اللہ تعالی ایک دن ضرور اس جنت میں پہنچ جائیں گے۔

جنت کا راستہ

جنت کا راستہ انتہائی آسان اور بہت ہی روشن ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اور احادیثِ مبارکہ میں رسول اکرم ﷺ نے اسے واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ تو لیجئے چند آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ سماعت کیجئے جن میں جنت تک پہنچانے والے راستے کا تعین کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ [مریم:۶۳]

''یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انہیں بناتے ہیں جو متقی (پرہیز گار) ہوں''

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ☆ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيْظٍ ☆ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ☆ أُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ☆ لَهُمْ مَّا يَشَآؤُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ [ق:۳۱۔۳۵]

''اور جنت پرہیز گاروں کیلئے بالکل قریب کر دی جائے گی۔ ذرا بھی دور نہ ہوگی، یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کیلئے جو (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا، پابندی کرنے والا ہو، جو رحمان کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور توجہ والا دل لایا ہو۔ تم اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔ یہ وہاں جو چاہیں گے انھیں ملے گا (بلکہ) ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔''

نیز فرمایا: ﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ☆ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى﴾ [النازعات:۴۰۔۴۱] ''ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش (کی پیروی کرنے) سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

اور فرمایا: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ [الرحمان:۴۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اس شخص کیلئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں''

یہ اور ان کے علاوہ دیگر کئی آیات (جن میں سے بیشتر کا ذکر ہم خطبہ کے آغاز میں کر چکے ہیں) سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے جنت ان لوگوں کیلئے تیار کی ہے جو پرہیز گار ہوں، اللہ تعالی سے ڈرنے والے ہوں، اس کی طرف بکثرت رجوع کرنے والے ہوں، اللہ تعالی کے دین کی حفاظت کرنے والے ہوں اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے کی بجائے شریعتِ الٰہیہ کے پیروکار اور پابند ہوں۔ لہذا تقوی ہی جنت کا راستہ ہے۔ تقوی ایسا جامع لفظ ہے جسے ہر خیر کی بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے اور اس سے مراد اللہ رب العزت کے احکامات کی پیروی کرنا اور اس کی منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرنا ہے۔ لہذا جو شخص بھی اس صفت کا حامل ہوگا وہ جنت میں جانے کا حقدار ہوگا.

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ، وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ) [مسلم: ۲۸۲۲] ''جنت کو ان کاموں سے ڈھانپا گیا ہے جو کہ (طبعِ انسانی کو) ناپسند ہوتے ہیں۔ اور جہنم کو شہوات سے ڈھانپا گیا ہے۔''

اس حدیث میں (المکارہ) سے مراد وہ اعمال ہیں جو انسانی طبیعت کو ناپسند ہوتے ہیں اور ان کا بجالانا ان پر گراں ہوتا ہے مثلاً گرمی میں گرم پانی سے اور سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا، پانچ وقت نماز کی پابندی کرنا، زکاۃ ادا کرنا اور روزے کے دوران کھانے پینے سے پرہیز گار کرنا وغیرہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طبعی طور پر ناپسندیدہ اعمال کو انجام دینا جنت کا راستہ ہے اور نفسانی خواہشات پر عمل کرنا جہنم کا۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: (كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى ، قِيْلَ : مَنْ أَبٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى)

''میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہونگے سوائے اس کے جس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! انکار کون کرتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کر دیا۔'' [بخاری: ۷۲۸۰]

یہ حدیث بھی جنت کا راستہ متعین کر رہی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیروکار ہی جنت میں داخل ہونگے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(اِتَّقُوْا اللّٰهَ ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ ، طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ)

”تم سب اللہ سے ڈرو، پانچوں نمازیں ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکاۃ بخوشی ادا کرو، اور اپنے حکمران کی اطاعت کرو، اس طرح تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

[ترمذی ، ابن حبان وغیرہ ۔ صحیح الجامع للألبانی:۱۰۹]

اس حدیث میں بھی جنت میں پہنچانے والے راستے کا تعین کر دیا گیا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالی سے ڈرتے رہیں اور مذکورہ اعمال پابندی سے انجام دیتے رہیں تو نبی کریم ﷺ کا ہم سے وعدہ ہے کہ ہم ضرور جنت میں داخل ہو نگے۔

اللہ تعالی ہم سب کو جنت الفردوس کے وارثوں میں شامل کر دے. آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہنم اور اس کا عذاب

اہم عناصر خطبہ:

☆ جہنم سے پناہ طلب کرنا ☆ جہنم سے ڈرانا ☆ جنت اور جہنم کے درمیان تکرار ☆ جہنمی گروہ ☆ جہنم کی آگ سب سے پہلے کن لوگوں کے ساتھ بھڑکائی جائے گی ☆ جہنم کی گہرائی ☆ اہلِ جہنم کا کھانا پینا ☆ جہنم ہمیشہ رہے گی ☆ آتشِ جہنم کی شدت ☆ عذابِ جہنم کی مختلف صورتیں ☆ عذابِ جہنم کے مراتب ☆ عذابِ جہنم سے نجات کس طرح ممکن ہے؟

پہلا خطبہ

برادران اسلام ! ہمارا سابقہ خطبۂ جمعہ جنت اور اہلِ جنت کے متعلق تھا جبکہ آج کا خطبہ جہنم اور اہلِ جہنم کے متعلق ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

جہنم اور اس کے عذاب کے متعلق اور جہنم والوں کے متعلق متعدد قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ موجود ہیں۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) جہنم سے پناہ طلب کرنا

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی صفات میں سے ایک صفت یوں بیان فرمائی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ☆ إِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴾[الفرقان: ۶۵۔۶۶]

"اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ بے شک وہ ٹھہرنے اور رہنے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے۔"

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ دعا اس طرح سکھلاتے تھے جیسا کہ انھیں قرآن مجید کی ایک سورت سکھلاتے تھے:

(اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)[مسلم:۵۹۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔ قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ مسیحِ دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔ اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔''

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر یہ دعا مانگتے تھے :

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [بخاری:٦٣٨٩]

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں اچھائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی دے۔ اور ہمیں عذابِ جہنم سے بچا۔''

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، قَالَتِ الْجَنَّةُ : اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ، وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ،قَالَتِ النَّارُ : اَللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ) [صحيح الجامع: ٦٢٧٥]

''جو شخص اللہ تعالی سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے : اے اللہ ! اسے جنت میں داخل کر دے ۔ اور جو آدمی جہنم سے تین مرتبہ پناہ طلب کرے تو جہنم کہتی ہے : اے اللہ ! اسے جہنم سے پناہ دے ۔''

جب جہنم کے عذاب سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرنا اللہ کے بندوں کی ایک صفت ہے ، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بھی اسی بات کی تعلیم دی ہے اور آپ ﷺ خود بھی اکثر و بیشتر اس سے پناہ طلب کرتے تھے تو پھر ہمیں بالاولی جہنم کے عذاب سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرنی چاہئے ۔

(۲) جہنم سے ڈرانا

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں جہنم اور اس کے عذاب سے بار بار ڈرایا گیا ہے تاکہ اللہ کے بندے اس سے ڈرتے رہیں، استقامت کے ساتھ صراط مستقیم پر گامزن رہیں اور اپنا دامن اللہ کی نافرمانی سے محفوظ رکھیں ۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں : ﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُوْلاَ﴾ [الأحزاب:٦٦]

''جس دن ان کے چہرے آگ میں پلٹے جائیں گے تو وہ کہیں گے : اے کاش ! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی بات مانی ہوتی ۔''

لیکن وہاں یہ خواہش کسی کام نہیں آئے گی اور سوائے افسوس اور پچھتاوے کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ اس لئے وہ وقت آنے سے پہلے ہمیں اپنی زندگی میں ہی اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنی چاہئے تاکہ ہم عذابِ جہنم سے بچ سکیں ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ﴾ [القمر: ۴۸]
''جس دن وہ لوگ آگ میں اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ جہنم کی لپیٹ کا مزا چکھو۔''

اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آتشِ جہنم کو یاد کیا اور اس سے ڈرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ پیچھے ہٹایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''جہنم سے بچو۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ یاد کیا اور اپنا چہرہ پیچھے ہٹایا یہاں تک کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ جیسے آپ اسے دیکھ رہے ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ) ''تم جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کا آدھا حصہ صدقہ کر کے ہی۔ اور جس شخص کو یہ بھی نہ ملے تو وہ ایک اچھا کلمہ کہہ کر ہی اپنے آپ کو جہنم سے بچالے۔'' [بخاری: ۶۵۶۳، مسلم: ۱۰۱۶]

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا۔ وہ اکٹھے ہوئے تو آپ نے ہر عام وخاص کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

(يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنَ لُؤَى ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ)

''اے کعب بن لؤی کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرۃ بن کعب کی اولاد، عبد شمس کی اولاد، عبد مناف کی اولاد، بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب میں سے سب کو الگ الگ پکار کر کہا: ''تم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو۔'' پھر فرمایا:

(يَا فَاطِمَةُ ! أَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ ، فَإِنِّيْ لاَ أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا)

''اے فاطمہ! تم بھی اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو، میں اللہ کے ہاں تمھارے کسی کام نہ آؤں گا۔''

[بخاری: ۲۷۵۳ و ۴۷۷۱، مسلم: ۲۰۴ واللفظ لمسلم]

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يُؤْتٰى بِالنَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، لَهَا سَبْعُوْنَ أَلْفَ زِمَامٍ ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا) [مسلم: ۲۸۴۲] ''قیامت کے روز جہنم کو لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگامیں ہونگی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہونگے۔''

(۳) جنت اور جہنم کے درمیان تکرار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جنت اور جہنم کے درمیان تکرار ہوئی ۔ چنانچہ جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے ۔ اور جہنم نے کہا: میرے اندر ظالم اور متکبر لوگ داخل ہونگے ۔ تو اللہ تعالی نے جہنم سے کہا: تُو میرا عذاب ہے، تیرے ذریعہ میں جس سے چاہوں گا انتقام لوں گا ۔ پھر جنت سے کہا: تُو میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا ۔ اور مجھ پر تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرنا لازم ہے ۔'' [البخاری:۷۴۴۹، مسلم:۲۸۴۶]

محترم حضرات ! اس حدیث کی رو سے ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم ہر قسم کے ظلم اور اسی طرح بڑائی ،تکبر اور فخر سے اپنے آپ کو بچائیں تاکہ اللہ تعالی ہم سب کو عذابِ جہنم سے محفوظ رکھے ۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (اِتَّقُوْا الظُّلْمَ ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

''ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے روز ظلم کی وجہ سے (ظالم) اندھیروں میں ڈوب جائے گا ۔''

[احمد ، طبرانی وغیرہ ۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی:۱۰۱]

اور فرمایا: (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)

''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا ۔'' [مسلم:۹۱]

(۴) جہنمی گروہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(أَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ ، فَتَرَاءٰى ذُرِّيَّتُهُ ، فَيُقَالُ : هٰذَا أَبُوْكُمْ آدَمُ ، فَيَقُوْلُ : لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، فَيَقُوْلُ : أَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ ، فَيَقُوْلُ : يَا رَبِّ ! كَمْ أُخْرِجُ ؟ فَيَقُوْلُ : أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ ، فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ ، فَمَاذَا يَبْقٰى مِنَّا ؟ قَالَ : إِنَّ أُمَّتِيْ فِي الْأُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ)[بخاری:۶۵۲۹]

''قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت آدم (علیہ السلام) کو پکارا جائے گا ۔ لہذا ان کی تمام اولاد ان کے سامنے آجائے گی ۔ پھر ان سے کہا جائے گا: یہ ہیں تمھارے باپ آدم ۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے: میں حاضر ہوں ۔ اللہ تعالی ان سے کہے گا: اپنی اولاد میں سے جہنمی گروہ کو الگ کر دو ۔ تو وہ کہیں گے: اے میرے رب! کتنے لوگوں کو الگ کروں؟ اللہ تعالی فرمائے گا: ہر سو میں سے ننانوے افراد کو الگ کرو ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں ہر سو میں سے ننانوے افراد کو الگ کر دیا جائے گا تو باقی کون رہے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (فکر نہ کرو) میری امت پچھلی امتوں کے مقابلے میں ایسے ہوگی جیسے سیاہ رنگ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغل میں صرف ایک سفید بال ہو۔"

(۵) سب سے پہلے جہنم کی آگ کس سے بھڑکائی جائے گی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص کا فیصلہ کیا جائے گا وہ ایک شہید ہوگا۔ چنانچہ اسے لایا جائے گا، اللہ تعالی اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ انہیں یاد کرلے گا یعنی اقرار کرلے گا۔ پھر اللہ تعالی اس سے پوچھے گا: ان نعمتوں میں تم نے کیا عمل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا: میں تیرے راستے میں قتال کرتے کرتے شہید ہوگیا تھا۔ اللہ تعالی کہے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے تو قتال صرف اس لئے کیا تھا کہ تجھے جرأت مند کہا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کہا گیا۔ پھر اللہ تعالی اس کے متعلق حکم دے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

پھر ایک اور شخص لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا تھا اور اس نے لوگوں کو تعلیم دی تھی اور وہ قرآن کا قاری تھا، اللہ تعالی اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ انہیں یاد کرلے گا۔ پھر اللہ تعالی اس سے پوچھے گا: ان نعمتوں میں تم نے کیا عمل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا: میں نے علم حاصل کیا، پھر لوگوں کو تعلیم دی اور تیری رضا کی خاطر قرآن کو پڑھا۔ اللہ تعالی کہے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے علم صرف اس لئے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کہا گیا۔ پھر اللہ تعالی اس کے متعلق حکم دے گا اور اسے بھی چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

پھر ایک اور شخص لایا جائے گا جسے اللہ تعالی نے نوازا تھا اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا تھا۔ اللہ تعالی اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ انہیں یاد کرلے گا۔ پھر اللہ تعالی اس سے پوچھے گا: ان نعمتوں میں تم نے کیا عمل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا: جہاں کہیں خرچ کرنا تجھے پسند تھا وہاں میں نے محض تیری رضا کی خاطر خرچ کیا اور ایسی کوئی جگہ میں نے چھوڑی نہیں۔ اللہ تعالی کہے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے تو محض اس لئے خرچ کیا تھا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کہا گیا۔ پھر اللہ تعالی اس کے متعلق حکم دے گا اور اسے بھی چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔" [مسلم ۔ الإمارة باب من قاتل للریاء والسمعة: ۱۹۰۵]

اس حدیث کی بناء پر یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی تمام عبادات کو ریاکاری سے، لوگوں سے تعریف سننے کی خواہش یا کسی دنیاوی غرض وغایت کے مقصد سے بچائیں اور انہیں صرف اور صرف اللہ تعالی کیلئے خالص کریں۔ کیونکہ ریاکاری شرک اصغر ہے اور جس عمل میں ریا پایا جاتا ہو اسے وہ ضائع کردیتا ہے اور وہ کسی کام کا نہیں رہتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ہم اس حدیث کے حوالے سے یہ جان چکے ہیں کہ عالم اور قاریٔ قرآن کو اس کے علم اور قراءتِ قرآن سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اسی طرح اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والے کو بھی اس کی قربانی سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اور صدقہ وخیرات کرنے والے انسان کو بھی اس کا یہ عمل کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا بلکہ الٹا یہ اعمال جن کے کرنے والوں کی نیت میں اخلاص نہیں پایا جاتا تھا ان کیلئے وبال جان بن جائیں گے اور انہیں منہ کے بل گھسیٹ کر سب سے پہلے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ والعیاذ باللہ

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ ، قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ ؟ قَالَ: اَلرِّيَاءُ ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَصْحَابِ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا ، فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً ؟)

''بے شک مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! شرک اصغر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریا کاری، بے شک اللہ تبارک وتعالی اُس دن جبکہ بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا فرمائے گا: تم ان کے پاس چلے جاؤ جن کیلئے تم دنیا میں اپنے اعمال کے ذریعے ریا کاری کرتے تھے۔ پھر دیکھو کہ کیا تمھیں ان کا کوئی بدلہ ملتا ہے؟'' [احمد ج ٥ ص ٤٢٩ ، وقال الهيثمي : رجاله رجال الصحيح : مجمع الزوائد ج ١ ص ١٠٢ ، الصحيحة للألباني : ٩٥١]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم سب غم والے کنویں سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! غم والا کنواں کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةٍ)

''وہ جہنم کی ایک وادی ہے جس سے خود جہنم دن میں چار سو مرتبہ پناہ طلب کرتی ہے۔''

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اس میں کون داخل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(أُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَائِيْنَ بِأَعْمَالِهِمْ ، وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِ الْقُرَّاءِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْأُمَرَاءَ)

[ترمذی : ٢٣٨٣ ، ابن ماجه : ٢٥٦ ـ واللفظ له]

''اسے ان قراء کیلئے تیار کیا گیا ہے جو اپنے اعمال سے ریا کاری کی نیت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک سب سے ناپسندیدہ قراء وہ ہیں جو (ظالم) حکمرانوں کے پاس آتے جاتے ہیں۔"

(۶) جہنم کی گرمی کی شدت

اللہ تعالیٰ نے آتشِ جہنم کی شدت کا تذکرہ مختلف الفاظ میں کیا ہے۔ چنانچہ اس کا فرمان ہے:

﴿فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى﴾ [الليل:۱۴]

"پس لوگو! میں نے تمھیں آگ سے ڈرا دیا ہے جو دہکتی رہے گی۔"

یعنی دہکنے والی آگ سے اللہ تعالیٰ نے ڈرایا۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسے بھڑکنے والی آگ کے وصف سے ذکر کیا:

﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ [المسد:۳] "وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا۔"

اور فرمایا: ﴿إِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ [المرسلات:۳۲]

"جہنم محل کی مانند بڑے بڑے انگارے پھینکے گی۔"

یعنی آتشِ جہنم کے انگارے محل کی مانند بڑے بڑے ہونگے۔ والعیاذ باللہ

اور فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّهَا لَظٰى ☆ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ☆ تَدْعُوْ مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ☆ وَجَمَعَ فَأَوْعٰى﴾

[المعارج: ۱۵۔۱۸]

"ہرگز نہیں، وہ (جہنم) آگ کا شعلہ ہوگی، وہ تو سر کے چمڑے ادھیڑ ڈالے گی، وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جس نے حق سے منہ موڑا تھا اور پیٹھ پھیر لی تھی۔ اور مال جمع کیا تھا اور اسے سنبھال رکھا تھا۔"

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِيْ يُوْقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ)

"تمھاری یہ آگ جسے بنو آدم جلاتے ہیں جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ (اگر چہ اس کا سترواں حصہ ہے لیکن پھر بھی) کافی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا)

"جہنم کی آگ اس سے انہتر حصے زیادہ شدید ہے۔ اور ان میں سے ہر حصے کی گرمی اتنی ہے جتنی پوری دنیا کی آگ کی ہے۔" [بخاری: ۳۲۶۵، مسلم: ۲۸۴۳]

آتش جہنم کی شدت اور سختی کا اندازہ اس حدیث سے بھی کیا جا سکتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا ابْنَ آدَمَ ! هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ ؟ فَيَقُولُ : لاَ وَاللّٰهِ ،يَا رَبِّ)

''دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال انسان کو جو کہ جہنمی ہوگا قیامت کے دن لایا جائے گا ، پھر اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تم نے کبھی خوشحالی دیکھی تھی؟ اور کیا تم کبھی آسودہ حال رہے تھے؟ تو وہ کہے گا: اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی خوشحالی نہیں دیکھی تھی اور نہ کبھی آسودہ حال رہا تھا...'' [مسلم:۲۸۰۷]

(۷) جہنم کی گہرائی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔اچانک آپ نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا:

''کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کس چیز کی آواز تھی؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ علم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا ، فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْآنَ ، حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى قَعْرِهَا)[مسلم:۲۸۴۴]

''یہ ایک پتھر کے گرنے کی آواز تھی جسے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اور وہ جہنم کی گہرائی میں برابر نیچے جاتا رہا یہاں تک کہ اب وہ اس کی گہرائی تک جا پہنچا ہے۔''

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَوْ أَنَّ حَجَرًا مِثْلَ سَبْعِ خَلِفَاتٍ أُلْقِيَ عَنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ ، هَوٰى فِيْهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا ، لاَ يَبْلُغُ قَعْرَهَا)[صحيح الجامع : ٥٢٤٨ـ الصحيحة۲۸۶۵]

''اگر ایک پتھر کو جو کہ سات موٹی اونٹنیوں کے برابر ہو جہنم کے کنارے سے جہنم کے اندر گرایا جائے اور وہ برابر ستر سال تک اس میں گرتا رہے تو وہ پھر بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکے گا۔''

(۸) آتشِ جہنم کی آنکھیں ، گردن ، زبان اور اس کے کان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرَانِ ، أُذُنَانِ يَسْمَعَانِ ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ ، يَقُوْلُ : إِنِّيْ وُكِّلْتُ بِثَلاثَةٍ : بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ ، وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ)[احمد والترمذی : ۲۵۷۴۔ صحیح الجامع ۸۰۵]

''قیامت کے دن ایک گردن جہنم کی آگ سے نکلے گی ، اس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں گے جن سے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کرے گی ۔ اور وہ کہے گی: مجھے تین افراد سونپے گئے ہیں: ہر ظالم وسرکش، ہر وہ شخص جس نے اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارا اور تصویریں بنانے والے ۔''

(۹) آتشِ جہنم کا رنگ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أُوْقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ، ثُمَّ أُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ، ثُمَّ أُوْقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ ، فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ)

'' آتشِ جہنم کو ایک ہزار سال جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی ۔ پھر اسے مزید ایک ہزار سال جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی ۔ پھر اسے مزید ایک ہزار سال جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی ۔ چنانچہ وہ اب اندھیری رات کی مانند سیاہ رنگ کی ہے ۔''[الترمذی : ۲۵۹۱ ، ابن ماجہ : ۴۳۲۰۔ حسن بشواھد]

(۱۰) جہنم میں کافر کے جسم کی ضخامت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَأَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا ، وَإِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ أُحُدٍ ، وَإِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ)[ترمذی : ۲۵۷۷ ۔ وصححہ الألبانی ۔صحیح الجامع ۲۱۱۴]

'' بے شک کافر کی کھال کا موٹاپا (ضخامت) بیالیس ہاتھ کے برابر ہوگا اور اس کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جتنی مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے ۔''

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَابَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ)

'' جہنم میں کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا فاصلہ ایک تیز رفتار سوار تین دن میں طے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔" [بخاری: ۶۵۵۱، مسلم: ۲۸۵۲]

اور حضرت مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ جہنم کی وسعت کتنی ہے؟ تو میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ جہنمی کے کانوں کی ایک لو سے اس کے کندھے تک ستر سال کی مسافت ہوگی۔ اس میں پیپ اور خون کی وادیاں چلیں گی۔" [احمد۔ بسند صحیح]

(۱۱) اہلِ جہنم کا کھانا

اہلِ جہنم کو جہنم میں کھانے کیلئے 'الزقوم' نامی درخت اور خشک کانٹے دیئے جائیں گے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ ☆ طَعَامُ الْأَثِيْمِ ☆ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِيْ الْبُطُوْنِ ☆ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ﴾ [الدخان: ۴۳۔۴۶] "بے شک زقوم کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہے۔ وہ تانبے کی طرح ہوگا، پیٹوں میں کھولے گا شدید گرم پانی کے کھولنے کی طرح۔"

اسی طرح فرمایا: ﴿فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيْمٌ ☆ وَّلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ﴾ [الحاقة: ۳۵۔۳۶]
"پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی خوراک ہے۔"

زقوم کے درخت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں گر جائے تو اہلِ دنیا کی پورے متاعِ حیات کو بگاڑ کر رکھ دے۔ پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا ہی یہ درخت ہوگا۔" [صحیح الجامع: ۵۲۵۰]

اور فرمایا: ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ☆ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ﴾ [الغاشية: ۶۔۷]
"ان کا کھانا سوائے خوشک کانٹے کے کچھ نہ ہوگا، وہ انھیں نہ موٹا کرے گا اور نہ ان کی بھوک دور کرے گا"

اور فرمایا: ﴿إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ☆ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا أَلِيْمًا﴾ [المزمل: ۱۲۔۱۳]
"بے شک ہمارے پاس بیڑیاں اور جہنم ہے۔ اور گلے میں اٹک جانے والا کھانا ہے۔ اور دردناک عذاب ہے"

(۱۲) اہلِ جہنم کا مشروب

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ☆ مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ☆ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهُ وَيَأْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ﴾ [إبراهيم: ۱۵۔۱۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور کافروں نے چاہا کہ اللہ ان کے اور رسولوں کے درمیان فیصلہ کر ہی ڈالے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہر سرکش ومتکبر نامراد ہوا۔ اور جہنم تو اس کا پیچھا کر رہی ہے جہاں اسے (جہنمی کو) پیپ کا پانی پلایا جائے گا، اسے وہ بمشکل گھونٹ گھونٹ پئے گا اور اسے حلق سے نیچے اتار نہیں سکے گا۔ اور موت اسے ہر چہار جانب سے گھیر لے گی لیکن وہ مر نہ سکے گا اور سخت عذاب اس کے پیچھے لگا ہوگا۔''

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا﴾[الكهف:٢٩]

''بے شک ہم نے ظالموں کیلئے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناطیں انھیں گھیر لیں گی۔ اور اگر وہ پانی کیلئے فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی اس پانی سے ہوگی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا، جو ان کے چہروں کو بھون دے گا۔ وہ بہت ہی برا پانی ہوگا اور (جہنم) بہت ہی بری رہنے کی جگہ ہوگی۔''

نیز فرمایا: ﴿يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ☆ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ☆ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ﴾[الحج:١٩۔٢١]

''ان کے سروں کے اوپر سے کھولتا ہوا گرم پانی انڈیلا جائے گا جس کی گرمی سے ان کے پیٹ کی ہر چیز اور ان کے چمڑے گل کر الگ ہو جائیں گے اور انھیں لوہے کے گرزوں سے سزا دی جائے گی۔''

اسی طرح حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو آدمی شراب پیتا ہے اللہ تعالی اس سے چالیس راتوں تک راضی نہیں ہوتا۔ اگر وہ اس دوران مر گیا تو اس کی موت کافر کی موت ہوگی۔ پھر اگر وہ دوبارہ شراب نوشی کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے ضرور (طِينَةُ الْخَبَال) سے پانی پلائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ (طِينَةُ الْخَبَال) کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ جہنم کی پیپ۔'' [رواہ أحمد و سندہ حسن، و له شاهد من حديث ابن عمر وابن عمرو ۔ انظر: صحيح الجامع: ٦٣١٢ ۔ ٦٣١٣]

(١٣) جہنمیوں میں سب سے کم عذاب والا شخص

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ ، يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ ، مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا ، وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا)[مسلم:٢١٣]

''جہنم والوں میں سب سے کم عذاب والا شخص وہ ہوگا جسے آتشِ جہنم کے دو جوتے اور دو تسمے پہنائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔ ان سے اس کا دماغ ایسے کھولنے لگے گا جیسے ایک ہانڈی کھولتی ہے اور وہ یہ تصور کرے گا کہ جہنم میں سب سے زیادہ عذاب اسی کو دیا جا رہا ہے حالانکہ اس کا عذاب سب سے کم ہوگا۔''

(۱۴) عذابِ جہنم کے مختلف مراتب

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مِنْهُمْ مَّنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰی كَعْبَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰی رُكْبَتَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰی حُجْزَتِهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰی عُنُقِهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰی تَرْقُوَتِهِ)[مسلم : ۲۸۴۵]

''جہنمیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جنھیں جہنم کی آگ ٹخنوں تک جلائے گی۔ اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنھیں وہ ان کے گھٹنوں تک جلائے گی۔ اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنھیں وہ ان کے نیفے (ازار باندھنے کی جگہ) تک جلائے گی۔ اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنھیں وہ ان کی گردن تک جلائے گی۔ اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنھیں وہ ان کی ہنسلی تک جلائے گی۔''

(۱۵) جہنمیوں کی چیخ وپکار

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ☆ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ﴾[فاطر:۳۶۔۳۷]

''اور اہلِ کفر کیلئے جہنم کی آگ ہوگی۔ نہ انھیں ختم ہی کر دیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ہی اس کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ناشکر گذار کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ وہ لوگ اس میں چیخیں ماریں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال دے، ہم نیک عمل کریں گے اس کے سوا جو ہم کرتے رہے تھے۔ (تو اللہ تعالیٰ کہے گا) کیا ہم نے تمھیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرتا اور تمھارے پاس تو ہماری طرف سے ڈرانے والا رسول بھی آیا تھا۔ تو اب اپنے کئے کا مزہ چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔''

نیز فرمایا: ﴿فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ﴾[ھود:۱۰۶]

''پس جو لوگ بد بخت ہونگے ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جہاں وہ چیخیں اور دھاڑیں ماریں گے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورفرمایا: ﴿ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ☆ إِذَا رَأَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ☆ وَإِذَا أُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ☆ لاَ تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴾[الفرقان:۱۱۔۱۴]

''اور قیامت کی تکذیب کرنے والوں کیلئے ہم نے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے ۔ جب جہنم انھیں دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ اس کی غصہ بھری آواز اور چنگھاڑ سنیں گے ۔ اور جب وہ ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے جہنم کی ایک تنگ جگہ میں ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں وہ اپنی ہلاکت کو پکاریں گے ۔ (تو فرشتے ان سے کہیں گے) آج ایک ہلاکت کونہیں ، بہت سی ہلاکتوں کو آواز دو ۔''

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہنم والے مالک (جہنم کے نگران فرشتے) کو پکاریں گے تو وہ انھیں چالیس سال تک جواب نہیں دے گا ۔ پھر کہے گا : تم کو بس یہیں ٹھہرنا ہے ۔ پھر وہ اپنے رب کو پکاریں گے اور کہیں گے : اے ہمارے رب ! ہمیں اس سے نکال دے ۔ اگر ہم نے دوبارہ گناہ کئے تو یقیناً ہم ظالم ہونگے ۔ تو وہ بھی انھیں دنیا کے ایام کے برابر مدت گذرنے تک کوئی جواب نہیں دے گا ۔ پھر کہے گا : دفع ہو جاؤ اور مجھ سے بات ہی نہ کرو ۔ پھر وہ مایوس ہو جائیں گے ۔ اس کے بعد سوائے چیخ وپکار اور رونے کے اور کچھ نہ ہوگا ۔ ان کی آوازیں گدھوں کی آوازوں سے ملی جلی ہوں گی''

[رواه الطبراني والحاكم ۔ وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب:۳۶۹۱]

اور حضرت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ أَهْلَ النَّارِ لَيَبْكُوْنَ ، حَتّٰى لَوْ أُجْرِيَتِ السُّفُنُ فِيْ دُمُوْعِهِمْ لَجَرَتْ)

''بے شک جہنم والے ضرور روئیں گے یہاں تک کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں گی تو وہ یقیناً ان میں چل سکیں گی ۔''[الحاكم ۔ الصحيحة:۱۶۷۹]

(۱۶) جہنم ہمیشہ رہے گی

ارشاد باری تعالی ہے : ﴿ أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّهُ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴾[التوبة:۶۳]

''کیا وہ نہیں جانتے کہ جو اللہ اور رسول کی مخالفت کرے گا اس کیلئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ۔ وہ بہت بڑی رسوائی ہوگی ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح فرمایا: ﴿فَادْخُلُوْا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾

[النحل:۲۹] ''پس تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جہاں تم ہمیشہ کیلئے رہو گے۔ اور وہ تکبر کرنے والوں کیلئے بہت برا ٹھکانا ہے۔''

اور فرمایا: ﴿إِنَّهُ مَنْ يَّأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لاَ يَمُوْتُ فِيْهَا وَلاَ يَحْيٰى﴾ [طه:۷۴]

''بے شک جو شخص اپنے رب کے سامنے مجرم کی حیثیت سے آئے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اس میں نہ وہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔''

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ ، وَصَارَ أَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ ، أُتِيَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ، ثُمَّ يُذْبَحُ ، ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ : يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ ! لاَ مَوْتَ ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ ! لاَ مَوْتَ ، فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلٰى فَرَحِهِمْ ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلٰى حُزْنِهِمْ)

''جب جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا۔ پھر اسے جنت ودوزخ کے درمیان میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی اعلان کرے گا: اے اہلِ جنت! تم پر کبھی موت نہیں آئے گی اور اہلِ جہنم! تم پر بھی کبھی موت نہیں آئے گی۔ چنانچہ جنت والوں کی خوشی میں اور جہنم والوں کے غم میں اور اضافہ ہو جائے گا۔'' [بخاری: ۶۵۴۸، مسلم: ۲۸۵۰]

جہنم میں کفار پر موت نہیں آئے گی جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوْا الْعَذَابَ﴾ [النساء:۵٦]

''جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا انھیں ہم یقیناً آگ میں ڈال دیں گے۔ جب ان کی کھالیں پک جائیں گی تو ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔''

(۱۷) اپنی دعوت پر عمل نہ کرنے والے شخص کا عذاب

داعی لوگوں کو جس بات کی طرف دعوت دے، نیکی کا حکم دے یا برائی سے منع کرے اور خود اس دعوت پر عمل نہ کرے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: ﴿أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ أَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ﴾ [البقرة:۴۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’کیا تم لوگوں کو بھلی باتوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم اللہ کی کتاب پڑھتے ہو، کیا تم ہوش نہیں کرتے؟‘‘

اپنی دعوت پر عمل نہ کرنے والے شخص کو جہنم میں کونسا عذاب دیا جائے گا؟ یہ حدیث ساعت کیجئے:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ایک آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا جس سے اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی۔ چنانچہ وہ اس طرح گھومے گا جیسا کہ ایک گدھا اپنی چکی کے ارد گرد گھومتا ہے۔ اہلِ جہنم اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے پوچھیں گے: اے فلاں! تمھارا کیا معاملہ ہے؟ تم تو ہمیں نیکی کا حکم دیا کرتے تھے اور برائی سے منع کیا کرتے تھے؟ تو وہ جواب دے گا: میں تمھیں نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہ کرتا تھا۔ اور تمھیں برائی سے منع کرتا تھا لیکن خود اس سے نہیں بچتا تھا۔‘‘

[بخاری ۔ بدء الخلق باب صفة النار وأنها مخلوقة ۳۲۶۷]

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’مجھے معراج والی رات کچھ ایسے لوگوں کے پاس لایا گیا جن کے ہونٹ آتشِ جہنم کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ ایک مرتبہ انھیں کاٹا جاتا، پھر انھیں واپس لوٹا دیا جاتا اور پھر کاٹا جاتا۔ اسی طرح انھیں عذاب دیا جا رہا تھا۔ میں نے کہا: اے جبریل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: یہ آپ کی امت کے وہ خطباء ہیں جو ایسی باتوں کا حکم دیتے تھے جن پر خود عمل نہ کرتے تھے اور کتاب اللہ کو پڑھا کرتے تھے لیکن اس پر عمل نہ کیا کرتے تھے۔‘‘ [صحیح الجامع:۱۲۹]

(۱۸) عذابِ جہنم کی بعض صورتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ تَرَدّٰی مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ ، فَهُوَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰی فِيْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا ، وَمَنْ تَحَسّٰی سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَسَمُّهُ فِیْ يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِیْ يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِیْ بَطْنِهِ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا) [بخاری: ۵۷۷۸، مسلم: ۱۰۹]

’’جس آدمی نے پہاڑ پر سے اپنے آپ کو گرا کر مار دیا وہ جہنم میں ہے اور اس میں اپنے آپ کو برابر گرا رہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسے اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔ اور جس آدمی نے زہر پی کر خودکشی کر لی وہ بھی جہنم میں ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی وہی زہر اس کے ہاتھ میں ہے جسے وہ برابر چاٹ رہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسے یہ عذاب دیا جاتا رہے گا۔ اور جس شخص نے لوہے سے اپنے آپ کو خود قتل کر ڈالا وہ بھی جہنم میں ہے اور اس کا وہ لوہا (اسلحہ) اس کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے جس سے وہ اپنے پیٹ کو مار رہا ہے اور اسے بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یہ عذاب دیا جاتا رہے گا۔"

اور ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ لہذا آپ مجھے ان کے بارے میں فتوی دیں۔ انہوں نے کہا: میرے قریب آ جاؤ۔ وہ قریب آ گیا۔ انہوں نے کہا: اور قریب آ جاؤ۔ وہ اور قریب آ گیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسے میں نے خود آپ ﷺ سے سنا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

(كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ ، يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا ، فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ)

"ہر مصور جہنم میں ہے، اس کیلئے اس کی بنائی ہوئی تصویر کے بدلے میں ایک جان پیدا کی جائے گی جو اسے عذاب دیتی رہے گی۔"

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم نے ضرور تصویریں بنانی ہی ہوں تو درخت اور بے جان چیزوں کی بنا سکتے ہو۔ [مسلم: ۲۱۱۰]

اور دوسری روایت میں فرمایا:

(مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)

"جس شخص نے دنیا میں تصویر بنائی اسے روز قیامت مکلّف کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، لیکن وہ نہیں پھونک سکے گا۔" [بخاری: ۵۹۶۳، مسلم: ۲۱۱۰]

(۱۹) جہنمی مسلمان کا فدیہ ....

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ ، عَذَابُهَا بِأَيْدِيهَا ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دُفِعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، فَيُقَالُ : هٰذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ) [ابن ماجه : ٤٢٩٢۔ صحيح الجامع : ٢٢٦١]

"بے شک یہ امت ایسی امت ہے جس پر رحم کیا گیا ہے اور اس کا عذاب اس کے ہاتھوں میں ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک مشرک آدمی دیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: یہ ہے جہنم سے تمہارا فدیہ۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت ابو موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يَجِيئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِذُنُوبٍ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ، فَيَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ ، وَيَضَعُهَا عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى) [مسلم: ۲۷۶۷]

'' قیامت کے روز مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایسے آئیں گے جن پر پہاڑوں کی طرح گناہ ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انھیں معاف فرمادے گا اور ان کے گناہ یہودیوں پر ڈال دے گا۔''

(۲۰) زمین کے برابر سونے کے بدلے میں جہنم سے آزادی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: تمھارا کیا خیال ہے اگر تمھارے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو کیا تم اس کے بدلے جہنم کے عذاب سے آزادی کا پروانہ حاصل کرتے؟ وہ کہے گا: ہاں۔ تو کہا جائے گا: تجھ سے دنیا میں اس سے کہیں زیادہ آسان مطالبہ کیا گیا تھا (لیکن تم نے وہاں ہمارا آسان مطالبہ پورا نہ کیا؟)'' [بخاری: ۶۵۳۸و۶۵۵۷، مسلم: ۲۸۰۵]

ایک روایت میں ہے: اسے کہا جائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، دنیا میں تجھ سے اس سے کہیں زیادہ آسان کام کا سوال کیا گیا تھا (اور تم نے وہ بھی نہ کیا۔)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے آتشِ جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

دوسرا خطبہ

برادران اسلام ! آیئے اب یہ بھی جان لیجئے کہ ہم جہنم کے عذاب سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ **أعاذنا الله منها**

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْآ أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلآئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ [التحريم:٦]

'' اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر۔ جس پر سخت دل، مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اللہ تعالی نے ہر ایمان والے کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ اور یہ کیسے ہوگا ؟ یقیناً یہ اللہ تعالی کی اطاعت کرنے سے، اس کے احکام پر عمل کرنے سے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑنے سے ہوگا۔

نیز اس آیت کی روشنی میں ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کیا ہم اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم سے بچانے کی فکر کرتے ہیں؟ اگر ہم خود نمازی ہیں تو کیا ہم اپنے بیوی بچوں کو بھی نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں؟ اگر ہم خود محرمات سے پرہیز کرتے ہیں تو کیا ہم اپنے اہل وعیال کو بھی محرمات سے منع کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو شرعی پردے کا حکم دیتے ہیں جسے اللہ تعالی نے عورتوں پر فرض کیا ہے؟ یا کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری بیویاں اور بیٹیاں بے پردہ ہو کر بازاروں اور گلی کوچوں میں گھومتی رہتی ہوں اور ہمیں ذرا بھی احساس نہ ہوتا ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالی نے ہم سے ان کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کرنی ہے؟ ہم جس طرح اپنے بچوں کو سکول کے امتحان کیلئے تیار کرتے ہیں، کیا قبر کے امتحان کیلئے بھی انھیں تیار کرنے کا کبھی سوچا؟ کیا ہمیں کبھی اس بات کا احساس ہوا کہ ہمارے بیوی بچے جب کوئی گناہ کرتے ہیں اور ہم انھیں منع نہیں کرتے تو ہم بھی ان کے گناہ میں شریک ہو جاتے ہیں!

عزیزان گرامی! جہنم سے نجات پانے کیلئے اپنے دامن کو اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچانا ضروری ہے۔ لہذا جہنم سے بچنے اور جنت میں داخل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ:

☆ ہم اللہ تعالی کی سب سے بڑی نافرمانی (شرک) سے قطعی اجتناب کریں۔ چنانچہ ہم اللہ تعالی کے علاوہ کسی کے متعلق یہ عقیدہ قطعا نہ رکھیں کہ وہ نفع ونقصان کا مالک ہے اور حاجتیں پوری کر سکتا ہے اور مشکلیں ٹال سکتا ہے، کیونکہ یہ اختیارات صرف اور صرف اللہ تعالی کے پاس ہیں۔ اس کو چھوڑ کر کوئی اور چاہے کوئی نبی ہو یا بزرگ ان اختیارات کا مالک نہیں۔ لہذا ہم پر واجب ہے کہ ہم صرف اللہ تعالی کو پکاریں، صرف اسی سے مدد مانگیں اور صرف اسی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھیں۔

☆ نیز تمام عبادات صرف اللہ تعالی کیلئے بجا لائیں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، کیونکہ شرک کرنے والے کے تمام اعمالِ صالحہ غارت ہو جاتے ہیں اور جنت کو اس پر حرام کر دیا جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ﴾[المائدة:72]

''یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے شرک کی تمام اشکال سے اپنا دامن پاک رکھیں، درباروں اور مزاروں پر ہرگز نہ جائیں جہاں لوگ شرکیہ اعمال بجالاتے ہیں، قبروں کا طواف کرتے ہیں، چادریں چڑھاتے ہیں، نذر ونیاز پیش کرتے ہیں اور غیر اللہ سے مانگتے ہیں۔

☆ اس کے علاوہ کسی نجومی یا عامل کے پاس قطعا نہ جائیں، کیونکہ غیب کا علم صرف اور صرف اللہ تعالی کے پاس ہے۔ ایسے لوگوں کے پاس جانا اور ان کی باتوں کی تصدیق کرنا رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق شریعت محمدیہ کا انکار کرنے کے برابر ہے۔

☆ دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے پرہیز کریں اور صرف وہ اعمال بجالائیں جو کہ قرآن مجید سے اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہوں، کیونکہ جو اعمال قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہوں وہ رد کردئے جاتے ہیں اور قابلِ قبول نہیں ہوتے۔

☆ حلال کمائیں اور حلال ہی کھائیں اور حرام سے پرہیز کریں۔ سودی لین دین، چوری، خیانت اور حرام اشیاء کی خرید وفروخت سے بچیں۔ اور صرف جائز اور حلال ذرائع معاش اختیار کریں۔

☆ اپنے پورے جسم کو اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچائیں۔ دماغ سے غلط نہ سوچیں۔ کانوں سے بے حیائی کی گفتگو، گانے، موسیقی، غیبت، اور چغلی وغیرہ نہ سنیں۔ نظر سے غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اپنی زبانوں کو جھوٹ، گالی گلوچ، غیبت، جھوٹی گواہی اور چغلی وغیرہ سے محفوظ رکھیں۔ اپنے پیٹ میں حرام نہ جانے دیں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اپنے ہاتھوں سے کسی حرام چیز کو نہ پکڑیں اور نہ ہی ان سے کسی کو تکلیف پہنچائیں۔ اپنے پاؤں سے حرام کاموں کی طرف چل کر نہ جائیں۔ الغرض یہ کہ اپنے پورے بدن کو حرام اور اللہ تعالی کی نافرمانی سے محفوظ رکھیں۔

سب سے زیادہ جہنم میں پہنچانے والی چیز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کونسی چیز جنت میں پہنچائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ) ''اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق''

پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کونسی چیز جہنم میں پہنچائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ) ''منہ اور شرمگاہ۔'' [ترمذی: ۲۰۰۴۔ وقال: صحیح غریب۔ وحسنہ الألبانی

اس حدیث کی رو سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے منہ اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ منہ سے کسی کو گالی گلوچ نہ کریں۔ جھوٹ، غیبت، فحش گوئی اور چغل خوری سے اپنا منہ پاک رکھیں۔ منہ سے صرف حلال کھائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پییں اور اسے حرام سے بچائے رکھیں ۔ اسی طرح اپنی شہوت جائز اور حلال طریقے سے پوری کریں ۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے : ﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ☆ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ☆ فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ﴾ [المعارج: ۲۹ـ۳۱]

'' اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ، ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں ان پر کوئی ملامت نہیں ۔ اب جو شخص اس کی علاوہ کوئی اور راہ تلاش کرے گا تو ایسے لوگ حد سے گذر جانے والے ہیں ۔''

جہنم کو شہوات سے ڈھانپا گیا ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے : (حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ ، وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ)

'' جنت کو ان کاموں سے ڈھانپا گیا ہے جو کہ (طبعِ انسانی کو) ناپسند ہوتے ہیں اور جہنم کو شہوات سے ڈھانپا گیا ہے ۔'' [مسلم : ۲۸۲۲]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

'' جب اللہ تعالی نے جنت کو پیدا کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ ، اسے دیکھ کر آؤ ۔ چنانچہ وہ گئے اور جنت کو اور اس میں اللہ تعالی نے جو نعمتیں اہلِ جنت کیلئے تیار کی تھیں ۔ انہیں دیکھا ، پھر واپس آئے اور کہا : اے میرے رب ! تیری عزت کی قسم ! اس کے بارے میں جو بھی سنے گا وہ ضرور اس میں داخل ہو گا ۔ پھر اللہ تعالی نے اسے (طبعی طور پر) ناپسندیدہ کاموں سے ڈھانپ دیا ۔ اس کے بعد پھر حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اب اسے دیکھ کر آؤ ۔ چنانچہ وہ گئے ، اسے دیکھا اور واپس آ کر کہنے لگے : اے میرے رب ! تیری عزت کی قسم ! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو گا ۔ پھر جب اللہ تعالی نے جہنم کو پیدا کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ ، اسے دیکھ کر آؤ ۔ چنانچہ وہ گئے اور جہنم کو دیکھا ۔ پھر واپس آئے اور کہا : اے میرے رب ! تیری عزت کی قسم ! اس کے بارے میں جو بھی سنے گا وہ اس میں قطعا داخل نہ ہو گا ۔ پھر اللہ تعالی نے اسے شہوات سے ڈھانپ دیا ۔ اس کے بعد پھر حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اب اسے دیکھ کر آؤ ۔ چنانچہ وہ گئے ، اسے دیکھا اور واپس آ کر کہنے لگے : اے میرے رب ! تیری عزت کی قسم ! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں ہر شخص داخل ہو گا ۔'' [الترمذی ، وأبو داؤد والنسائی ۔ وحسن إسناده الألبانی فی تخریج المشکاۃ ۵۶۹۶]

محترم حضرات ! جب جہنم کو شہوات سے ڈھانپا گیا ہے تو اس سے بچنے کیلئے شہوت پرستی سے بچنا انتہائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری امر ہے، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس دور میں مسلمانوں کی اکثریت شہوات میں غرق ہو چکی ہے، فحاشی اور عریانی عام ہو چکی ہے، بدکاری اور شراب نوشی کے اڈے کھلے ہوئے ہیں، رقص وسرور اور موسیقی کی محفلیں سجائی جاتی ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں وہ اسلام کے واضح احکامات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے من مانی کرتے ہیں، گویا کہ ان کی نفسانی خواہش ہی ان کا معبود ہے جس کی وہ پوجا کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلاً ☆ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلاً ﴾ [الفرقان:۴۳۔۴۴]

'' بھلا آپ نے اس شخص کے حال پر غور کیا جو اپنی خواہشِ نفس کو ہی اپنا معبود بنائے ہوئے ہے۔ کیا آپ ایسے شخص (کو راہ راست پر لانے) کے ذمہ دار بن سکتے ہیں؟ یا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو مویشیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں۔''

اور فرمایا: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ﴾[آل عمران:۱۴]

'' لوگوں کیلئے خواہشاتِ نفس سے محبت مثلا عورتوں سے، بیٹوں سے، سونے اور چاندی کے جمع کردہ خزانوں سے، نشان زدہ (عمدہ) گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتی سے محبت دلفریب بنا دی گئی ہے۔ (حالانکہ) یہ سب کچھ دنیوی زندگی کا سامان ہے اور جو بہتر ٹھکانا ہے وہ اللہ ہی کے پاس ہے۔''

اس آیت میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے انہی کی وجہ سے انسان اللہ تعالی کے احکامات سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس لئے انہیں محض دنیوی زندگی کا سامان ہی قرار دیا گیا ہے، لیکن اگر ان چیزوں کے حصول میں شرعی حدود وقیود کی پابندی کی جائے، حلال وحرام کے درمیان تمیز کی جائے، ان میں اللہ تعالی کے حقوق کی ادائیگی کی جائے اور ان کی وجہ سے اللہ تعالی کی یاد اور فکرِ آخرت سے غفلت نہ برتی جائے تو ان چیزوں سے محبت ہونے کے باوجود بھی انسان دونوں جہانوں میں کامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے...... اللہ تعالی ہم سب کو دین ودنیا کی خیر وبھلائی نصیب فرمائے اور عذابِ جہنم سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشگوار زندگی کے راہنما اصول

اہم عناصرِ خطبہ:

خوشگوار زندگی کے بارہ اصول:

① ایمان وعمل ② نماز ③ تقوی ④ توبہ واستغفار ⑤ دعا ⑥ ذکر الٰہی

⑦ شکر ⑧ صبر ⑨ توکل ⑩ قناعت ⑪ علوم نافعہ کا مطالعہ ⑫ مسلمانوں کی پریشانیاں دور کرنا

پہلا خطبہ

اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو سب کا باپ بنایا ہے۔ اِس لحاظ سے سب کی بنیاد تو ایک ہے لیکن وہ کئی اعتبارات سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ شکل وصورت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور کم ہی کوئی شخص دوسرے سے ملتا جلتا ہے۔ کوئی سفید گورے رنگ کا اور کوئی کالے سیاہ رنگ کا، کوئی چھوٹے قد والا اور کوئی بڑے قد والا ...... اسی طرح وہ سب اپنے معاشی حالات کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی مالدار اور کوئی غریب، کوئی بخیل اور کوئی سخی، کوئی ہر حال میں شکر گذار اور کوئی ہر حال میں حریص ولالچی ...... اسی طرح وہ ایمان وعمل کے اعتبار سے بھی الگ الگ نظریات کے حامل ہوتے ہیں۔ کوئی مومن اور کوئی کافر، کوئی نیک وپارسا اور کوئی فاسق وفاجر، کوئی باکردار اور بااخلاق اور کوئی بدکردار اور بد اخلاق ...... لیکن یہ سب کے سب اپنے احوال میں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ایک بات پر متفق نظر آتے ہیں اور وہ ہے خوشحال زندگی کی تمنا اور آرزو۔ چنانچہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ اس بات کے متمنی نظر آتے ہیں کہ انہیں دنیا میں خوشگوار زندگی نصیب ہو جائے اور سب کے سب لوگ ایک باوقار اور پرسکون زندگی کے حصول کیلئے دن رات جد وجہد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، گویا سب کا ہدف تو ایک ہی ہے البتہ وسائل واسباب مختلف ہیں۔

☆ ایک تاجر جو دن بھر اپنے کاروبار کو وسیع کرنے اور زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کیلئے اپنی پوری صلاحیتیں اور توانائیاں کھپا دیتا ہے وہ اور اسی طرح وہ مزدور جو صبح سے لیکر شام تک پسینے میں شرابور ہو کر محنت ومزدوری کرتا ہے، دونوں خوشحال اور خوشگوار زندگی کے حصول کیلئے کوشاں ہوتے ہیں۔

☆ ایک عبادت گذار جو اللہ تعالی کے فرائض وواجبات کو پابندی سے ادا کرتا ہے اور نوافل میں بھی بڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چڑھ کر حصہ لیتا ہے وہ اور اسی طرح وہ فاسق وفاجر انسان جو دن رات اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے دونوں ہی ایسی زندگی کے متمنی ہوتے ہیں جس میں کوئی پریشانی اور کوئی دکھ نہ ہو۔

☆ اسی طرح تمام لوگ سعادتمندی اور خوشحالی کو حاصل کرنے کی تمنا لئے تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں۔ کوئی کسی طرح اور کوئی کسی طرح ...... لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ سعادتمندی ہر ایک کو مل جاتی ہے؟ اور کیا خوشحالی ہر ایک کو نصیب ہو جاتی ہے؟ اور آخر وہ کونسا راستہ ہے جس پر چل کر ہم سب خوشحال وخوشگوار زندگی تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں؟

برادران اسلام! ہم یہی سوال ایک دوسرے انداز سے بھی کر سکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ اس دور میں تقریبا ہر انسان پریشان حال اور سرگرداں نظر آتا ہے۔ کسی کو روزگار کی پریشانی، کسی کو مالی وکاروباری مشکلات کا سامنا، کسی پر قرضوں کا بوجھ، کسی کو جسمانی بیماریاں چین اور سکھ سے سونے نہیں دیتیں، کسی کو خاندانی لڑائی جھگڑے بے قرار کئے ہوئے ہیں، کسی کو بیوی بچوں کی نافرمانی کا صدمہ، کسی کو دشمن کا خوف اور کسی کو احباء واقرباء کی جدائی کا دکھ ...... الغرض یہ کہ تقریبا ہر شخص کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا نظر آتا ہے اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ان دکھوں، صدموں اور پریشانیوں سے نجات بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ حقیقی وسائل واسباب کون سے ہیں جنھیں اختیار کرنے سے دنیا کی مختلف آزمائشوں سے نجات مل سکتی ہے؟

آپ میں سے ہر شخص یقیناً یہ چاہتا ہوگا کہ اسے ان دونوں سوالوں کے جوابات معلوم ہو جائیں تاکہ وہ ایک خوشحال وباوقار زندگی حاصل کر سکے اور دنیا کی پریشانیوں سے چھٹکارا پا سکے۔ تو آیئے ہم سب قرآن وسنت کی روشنی میں ان سوالوں کے جوابات معلوم کرتے ہیں۔

آج کے خطبۂ جمعہ میں ہم ایک کامیاب اور خوشحال زندگی کے حصول اور پریشانیوں وآزمائشوں سے نجات حاصل کرنے کے چند اصول ذکر کریں گے اور مجھے یقین کامل ہے اگر ہم ان پر عمل کریں گے تو ضرور بالضرور اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تو لیجئے وہ اصول سماعت فرمایئے۔

پہلا اصول: ایمان وعمل

www.KitaboSunnat.com

خوشگوار زندگی کا پہلا اصول ''ایمان وعمل'' ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾[النحل:٩٧]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو تو اسے ہم یقیناً بہت ہی اچھی زندگی عطا کریں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔''

اور فرمایا: ﴿اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ طُوْبیٰ لَھُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ﴾ [الرعد:۲۹]

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کیلئے خوشحالی بھی ہے اور عمدہ ٹھکانا بھی۔''

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالی نے ہر ایسے شخص کو بہت ہی خوشگوار و کامیاب زندگی اور خوشحالی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جس میں دو شرطیں پائی جاتی ہوں۔ ایک یہ کہ وہ مومن ہو اور دوسری یہ کہ وہ عمل صالح کرنے والا، باکردار اور بااخلاق ہو۔ اور اگر ہم ان دونوں شرطوں کو پورا کردیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں خوشگوار زندگی نصیب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالی اپنے وعدے میں سچا ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ [آل عمران:۹] ''یقیناً اللہ تعالی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔''

ہمیں یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ تمام انسانوں کی خیر و بھلائی ایمان اور عمل صالح میں ہی ہے۔ اگر انسان سچا مومن ہو اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو اور ساتھ ساتھ باعمل، باکردار اور بااخلاق بھی ہو، اللہ کے فرائض کو پورا کرتا ہو، پانچ نمازوں کا پابند ہو، زکاۃ ادا کرتا ہو، رمضان کے فرض روزے بلا عذر شرعی نہ چھوڑتا ہو، والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہو، لین دین میں سچا اور وعدوں کو پورا کرتا ہو۔ بد دیانتی، دھوکہ اور فراڈ سے اجتناب کرتا ہو، حلال ذرائع سے کماتا ہو تو اللہ تعالی دنیا میں اسے ہر قسم کی خیر و بھلائی عطا کرتا ہے اور آخرت میں جنت کی نعمتیں اور اجر و ثواب الگ ہے۔

اِس کے برعکس اگر کوئی انسان فاسق و فاجر، بدکردار اور بد اخلاق ہو۔ نہ نمازوں کی پروا کرتا ہو اور نہ زکاۃ دیتا ہو، رمضان کے روزے مرضی کے مطابق رکھتا ہو اور طاقت ہونے کے باوجود حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کیلئے تیار نہ ہو، والدین اور قرابت داروں سے بدسلوکی کرتا ہو، اللہ کے بندوں کے حقوق مارتا ہو، لین دین میں جھوٹ بولتا ہو، دھوکہ دہی اور بد دیانتی سے کام لیتا ہو اور حرام ذرائع سے کماتا ہو تو ایسے انسان کے متعلق ہمیں یقین کرلینا چاہئے کہ اسے لاکھ کوشش کے باوجود خوشگوار زندگی نصیب نہیں ہوسکتی۔

جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَإِنَّ لَهُ مَعِیْشَةً ضَنْكًا ☆ وَنَحْشُرُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَعْمیٰ ☆ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْ أَعْمیٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ☆ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آیَاتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسیٰ﴾ [طه:۱۲۴۔۱۲۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جو شخص میرے ذکر سے روگردانی کرے گا وہ دنیا میں یقیناً تنگ حال رہے گا اور روزِ قیامت ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے؟ دنیا میں تو میں خوب دیکھنے والا تھا۔ اللہ کہے گا: اسی طرح تمھارے پاس میری آیتیں آئی تھیں تو تم نے انہیں بھلا دیا تھا اور اسی طرح آج تم بھی بھلا دیے جاؤ گے۔''

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ جو شخص میرے دین سے منہ موڑے گا اور میرے احکامات کی پروا نہیں کرے گا میں دنیا میں اس کی زندگی تنگ حال بنا دوں گا اور اسے خوشحال زندگی سے محروم کر دونگا۔ اس کے علاوہ قیامت کے دن میں اسے اندھا کر کے اٹھاؤں گا۔ وہ مجھ سے اس کی وجہ پوچھے گا تو میں کہوں گا: جیسا تم نے کیا آج ویسا ہی بدلہ تمھیں دیا جا رہا ہے۔ تمھارے پاس میرے احکام آئے، اہلِ علم نے تمھیں میری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں اور میرے نبی (ﷺ) کی صحیح احادیث کو تمھارے سامنے رکھا لیکن تم نے ان سب کو پسِ پشت ڈال کر من مانی کی اور جو تمھارے جی میں آیا تم نے وہی کیا۔ اسی طرح آج مجھے بھی تمھاری کوئی پروا نہیں۔

اگر ہم واقعتاً یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں ہمیں ایک باوقار اور خوشحال زندگی نصیب ہو تو ہمیں دینِ الٰہی کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا اور من مانی کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا ہوگا...... اور اللہ کا سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں اور اس میں کسی کو شریک نہ بنائیں۔ صرف اسی کو پکاریں، صرف اسی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھیں، صرف اسی کو داتا، مددگار، حاجت روا، مشکل کشا اور غوث اعظم تصور کریں۔ اگر ہم خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو وہ یقیناً ہمیں پاکیزہ اور خوشگوار زندگی نصیب کرے گا۔ ورنہ وہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کے در پر جبینِ نیاز جھکاتے اور غیر اللہ کیلئے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، غیر اللہ کو داتا، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں اور انہی کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں تو انہیں در در کی ٹھوکریں ہی نصیب ہوتی ہیں اور ذلت وخواری کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ [الحج:۳۱]

''اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گرا ہو، پھر پرندے اسے فضا میں ہی اچک لیں یا تیز ہوا اسے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دے۔''

یعنی مشرک کا انجام سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی کا دوسرا بڑا حکم یہ ہے کہ ہم اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی اتباع کریں اور آپ کی نافرمانی سے بچیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالی ہم سے راضی ہو گا کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔اور جب اللہ تعالی راضی ہو گا تو یقینا وہ ہمیں خوشحال اور باوقار زندگی نصیب کرے گا۔ اور اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کریں گے اور آپ ﷺ کی سنت سے منہ موڑ کر دین میں ایجاد کردہ نئے امور (بدعات) پر عمل کریں گے تو دنیا میں (نعوذ باللہ) ہم پر آزمائشیں ٹوٹ پڑیں گی اور قیامت کے روز ہمیں نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کا پانی نصیب نہیں ہو گا اور آپ ﷺ کی شفاعت سے محرومی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ والعیاذ باللہ

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ [النور:٦٣]

”لہذا جو لوگ اس (رسول ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔“

اس آیت میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی ہے کہ وہ اپنے اس فعل سے باز آجائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ان پر کوئی آزمائش یا اللہ کا دردناک عذاب آجائے۔

برادران اسلام! کامیاب وخوشگوار زندگی کا جو پہلا اصول ہم نے ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح کی بناء پر ہی ہمیں ایک کامیاب زندگی نصیب ہو سکتی ہے۔اور ایمان باللہ کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ ہم عقیدۂ توحید پر قائم رہیں۔اور ایمان بالرسل کا ایک لازمی تقاضا یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں زندگی بسر کریں۔ اس طرح ہمیں دنیا کے دکھوں اور صدموں سے چھٹکارا ملے گا اور ہماری زندگی کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جائے گی۔

دوسرا اصول: نماز

کامیاب اور خوشحال زندگی کا دوسرا اصول ”نماز“ ہے جو اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ) [مسلم:٤٨٢]

”بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا تم (سجدے کی حالت میں) زیادہ دعا کیا کرو۔"

جب بندہ اپنے رب کے قریب ہو جاتا ہے تب وہ جو چاہے اس سے طلب کر سکتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نماز کے ذریعے مدد طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ [البقرة:۱۵۳]

"اے ایمان والو! (جب کوئی مشکل درپیش ہو تو) صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے کہ وہ ہر قسم کی مشکل اور پریشانی کے ازالے کیلئے صبر اور نماز کے ذریعے اس سے مدد طلب کریں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے اور نماز پڑھنے والے بندۂ مومن کی مدد فرماتا ہے اور اسے تمام مشکلات سے نجات دیتا ہے۔ گویا نماز دکھوں اور صدموں کا مداوا ہے، نماز ادا کرنے سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور غموں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(...... وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ) یعنی "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔"

[احمد ، نسائی ۔ صحیح الجامع للألبانی:۳۱۲۴]

ایک عبرتناک قصہ

حافظ ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں ذکر کیا ہے کہ ایک فقیر آدمی اپنے خچر پر لوگوں کو سوار کر کے دمشق سے زیدانی پہنچاتا اور اس پر کرایہ وصول کرتا تھا۔ اس نے اپنا ایک قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ ایک شخص سوار ہوا اور وہ راستے میں مجھ سے کہنے لگا: یہ راستہ چھوڑ دو اور اُس راستے سے چلو کیونکہ اس سے ہم اپنی منزل مقصود تک جلدی پہنچ جائیں گے۔ میں نے کہا: نہیں میں وہ راستہ نہیں جانتا اور یہی راستہ زیادہ قریب ہے۔ اس نے کہا: وہ زیادہ قریب ہے اور تمھیں اسی سے جانا ہوگا۔ چنانچہ ہم اسی راستے پر چل پڑے۔ آگے جا کر ایک دشوار گذار راستہ آ گیا جو ایک گہری وادی میں تھا اور وہاں بہت ساری لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا: یہاں رک جاؤ۔ میں رک گیا۔ وہ نیچے اترا اور اترتے ہی چھری سے مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں بھاگ کھڑا ہوا۔ میں آگے آگے اور وہ میرے پیچھے پیچھے۔ آخر کار میں نے اسے اللہ کی قسم دے کر کہا: بغل اور اس پر لدا ہوا میرا سامان تم لے لو اور میری جان بخش دو۔ اس نے کہا: وہ تو میرا ہے ہی، میں تمھیں قتل کر کے ہی دم لوں گا۔ میں نے اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی سے ڈرایا اور قتل کی سزا یاد دلائی لیکن اس نے میری ایک بھی نہ سنی ۔ چنانچہ میں نے اس کے سامنے رک کر کہا: مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے دو ۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے جلدی پڑھ لو ۔ میں نے قبلہ رخ ہو کر نماز شروع کردی لیکن میں اس قدر خوفزدہ تھا کہ میری زبان پر قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں آرہا تھا اور اُدھر وہ بار بار کہہ رہا تھا: اپنی نماز جلدی ختم کرو ۔ میں انتہائی حیران و پریشان تھا ۔ آخر کار اللہ تعالی نے میری زبان پر قرآن مجید کی یہ آیت جاری کردی: ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾

''بھلا کون ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کردیتا ہے؟''

پھر میں نے اچانک دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار ہاتھ میں نیزہ لئے وادی کے منہ سے نمودار ہو رہا ہے ۔ اس نے آتے ہی وہ نیزہ اس شخص کو مارا جو مجھے قتل کرنے کے درپے تھا ۔ نیزہ اس کے دل میں پیوست ہو گیا اور وہ مر گیا ۔ میں نے گھوڑ سوار کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا:

''مجھے اس نے بھیجا ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کردیتا ہے ۔''

پھر میں نے اپنا بغل پکڑا اور اپنا ساز و سامان اٹھا کر سلامتی سے واپس لوٹ آیا ۔

یہ قصہ اس بات کی دلیل ہے کہ بندۂ مومن جب نماز کے ذریعے اللہ تعالی سے مدد طلب کرتا ہے تو وہ اس کی مدد ضرور کرتا ہے اور مشکل کے وقت اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا ...... یاد رہے کہ نمازوں میں سب سے پہلے فرض نمازوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے جو کہ دین کا ستون ہیں ۔ اس کے بعد سنت اور نفل نماز، خصوصا فرائض سے ماقبل اور مابعد سنتیں اور پھر تہجد کی نماز ...... نماز تہجد کے دیگر فوائد کے علاوہ اس کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی تہجد گذار کو جسمانی بیماریوں سے شفا نصیب کرتا ہے ۔ لہذا وہ لوگ جو علاج کر کر کے تھک چکے ہوں انہیں یہ نبوی علاج ضرور کرنا چاہیئے ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ، فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلٰى رَبِّكُمْ، وَمُكَفِّرٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ لِلْآثَامِ، وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ) [احمد والترمذی : صحيح الجامع للألبانی ۴۰۷۹]

''تم رات کا قیام ضرور کیا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے صلحاء کی عادت تھی ۔ اور رات کا قیام اللہ کے قریب کرتا ہے، گناہوں کو مٹاتا ہے، برائیوں سے روکتا ہے اور جسمانی بیماری کو دور کرتا ہے ۔''

خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ کی طبیعت میں پریشانیوں ، دکھوں اور صدموں کی وجہ سے تکدر آجائے اور آپ سخت بے چین ہوں تو وضو کر کے بارگاہِ الٰہی میں آجائیں اور ہاتھ باندھ کر اس سے مناجات شروع کردیں ۔ پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہوں کے بادشاہ اور رحمان ورحیم ذات کے سامنے جھک کر اپنے گناہوں پر ندامت وشرمندگی کا اظہار کریں، اس کے بعد اس سے مشکلات کے ازالے کا سوال کریں۔ یقیناً آپ کی بے چینی ختم ہو جائے گی، سکون واطمینان نصیب ہو گا اور اللہ تعالی آپ کو خوشحال بنا دے گا۔

تیسرا اصول: تقوی

تقوی دنیا کے دکھوں، تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کیلئے اور خصوصا ان لوگوں کیلئے ایک نسخۂ کیمیا ہے جو بے روزگاری، غربت اور قرضوں کی وجہ سے انتہائی پریشان حال اور سرگرداں رہتے ہوں۔ تقوی سے مراد ہے اللہ تعالی سے ایسا خوف کھانا جو بندے کو اللہ تعالی کی نافرمانی اور حرام کام سے روک دے۔ اور جب کسی انسان کے دل میں اللہ تعالی کا ایسا ڈر اور خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ پرہیز گار بن جاتا ہے اور تمام حرام کاموں سے اجتناب کرنے لگ جاتا ہے تو اس سے اللہ تعالی کا یہ وعدہ ہے کہ

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾[الطلاق:۲۔۳]

’’ اور جو شخص اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی راہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔‘‘

اور فرمایا:﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ أَمْرِهٖ يُسْرًا ﴾[الطلاق:۴]

’’ اور جو شخص اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔‘‘

نیز فرمایا: ﴿ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ﴾[الأعراف:۹۶] ’’ اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے۔‘‘

ان تمام آیات میں خوشحالی اور کامیاب زندگی کے حصول کیلئے ایک عظیم اصول متعین کر دیا گیا ہے اور وہ ہے اللہ تعالی سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے اجتناب کرنا کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالی بندۂ مومن کیلئے ہر قسم کی پریشانی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے، اس کے ہر ہر کام کو آسان کر دیتا ہے اور اوپر نیچے سے اس کیلئے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اب آیئے ذرا اس اصول کی روشنی میں ہم اپنی حالت کا جائزہ لے لیں ...... ایک طرف تو ہم خوشحال اور کامیاب زندگی کی تمنا رکھتے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالی کی نافرمانیاں بھی کرتے رہتے ہیں۔ مثلا نمازوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سستی اور غفلت ، جھوٹ ، غیبت ، چغل خوری ، سودی لین دین ، والدین اور قرابت داروں سے بدسلوکی ، فلم بینی اور گانے سننا وغیرہ ...... بھلا بتلایئے کیا ایسی حالت میں خوشحالی وسعادتمندی نصیب ہو سکتی ہے؟ اور کیا اس طرح پریشانیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے؟

ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نافرمانیوں کی موجودگی میں خوشحالی کا نصیب ہونا تو دور کی بات ہے موجودہ نعمتوں کے چھن جانے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ اس کی واضح دلیل حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت حواء علیہا السلام کا قصہ ہے۔ اللہ تعالی نے ان دونوں کو جنت کی ہر نعمت وآسائش سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی، محض ایک چیز سے منع کر دیا کہ تمھیں اس درخت کے قریب نہیں جانا ہے۔ لیکن شیطان کے ورغلانے پر جب انہوں نے اس درخت کو چکھا تو اللہ تعالی نے جنت کی ساری نعمتوں سے محروم کرکے انہیں زمین پر اتار دیا اور ان کی ایک غلطی جنت کی ساری نعمتوں سے محرومی کا سبب بن گئی۔ تو آج جبکہ ہم گناہ پر گناہ کئے جا رہے ہیں اور پھر بھی خوشحالی کے متمنی ہوتے ہیں ! یہ یقینی طور پر ہماری خام خیالی اور غلط فہمی ہے۔ اگر ہم واقعتاً ایک خوشحال زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ تعالی کی نافرمانیوں سے قطعی اجتناب کرنا ہوگا۔

اسی طرح ابلیس کا قصہ ہے۔ اللہ تعالی نے اسے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا لیکن اس نے تکبر کرتے ہوئے سجدہ ریز ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر نتیجہ کیا نکلا ؟ اللہ تعالی نے اسے ہمیشہ کیلئے ملعون قرار دے دیا۔ یہ صرف ایک سجدہ چھوڑنے کی سزا تھی اور آج بہت سارے مسلمان کئی سجدے چھوڑ دیتے ہیں، پانچ وقت کی فرض نمازوں میں من مانی کرتے ہیں۔ تو کیا اس طرح ان کی زندگی کامرانیوں سے ہمکنار ہو سکے گی؟ ایں خیال است ومحال است

بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ آج بہت سارے لوگ کئی برائیوں کو برائیاں ہی تصور نہیں کرتے اور بلا خوف وتردد ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سنجیدگی سے اپنا جائزہ لیں اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ جب ہم خود اپنی اصلاح کریں گے اور اپنا دامن اللہ تعالی کی نافرمانیوں سے بچائیں گے تو یقیناً اللہ تعالی بھی ہماری حالت پہ رحم فرمائے گا اور ہمیں خوشحال زندگی نصیب کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ تابعین کو مخاطب کرکے کہا کرتے تھے :

(إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ ، إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْمُوْبِقَاتِ) [البخاری ۔ الرقاق باب ما یتقی من محقرات الذنوب:٦٤٩٢]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آج تم ایسے ایسے عمل کرتے ہو جو تمھاری نگاہوں میں بال سے زیادہ باریک (بہت چھوٹے) ہیں جبکہ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔''

یہ تابعین کے دور کی بات ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد بہترین دور تھا۔ اور آج ہمارے دور میں خدا جانے کیا کچھ ہوتا ہے، بس اللہ کی پناہ!

چوتھا اصول: توبہ واستغفار

انسان پر جو مصیبت آتی ہے چاہے جسمانی بیماری کی صورت میں ہو یا ذہنی اور روحانی اذیت کی شکل میں، چاہے کاروباری پریشانی ہو یا خاندانی لڑائی جھگڑوں کا دکھ اور صدمہ ہو...... ہر قسم کی مصیبت اس کے اپنے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔ اس لئے اسے اس سے نجات پانے کیلئے فوراً سچی توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالی سے معافی مانگنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالی توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور ان کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا ازالہ کر کے انھیں خوشحال بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾[الشوری:۳۰]

''اور تمھیں جو مصیبت بھی آتی ہے تمھارے اپنے کرتوتوں کے سبب سے آتی ہے۔ اور وہ تمھارے بہت سارے گناہوں سے درگذر بھی کر جاتا ہے۔''

توبہ واستغفار کے فوائد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ☆ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ☆ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا﴾[نوح:۱۰-۱۲]

''پس میں (نوح علیہ السلام) نے کہا: تم سب اپنے رب سے معافی مانگ لو۔ بلاشبہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، مال اور بیٹوں سے تمھاری مدد کرے گا، تمھارے لئے باغات پیدا کرے گا اور نہریں جاری کر دے گا۔''

ان آیات میں استغفار کے جو فوائد ذکر کئے گئے ہیں (موسلا دھار بارشیں، مال واولاد سے مدد، باغات اور نہریں) یہ سب در اصل انسانوں کی خوشحالی وسعادتمندی کی علامت ہیں اور یہ استغفار سے ہی نصیب ہوتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں اصول: دعا

کامیاب اور خوشحال زندگی کے حصول کا پانچواں اصول'' دعا '' ہے۔ یعنی اللہ تعالی سے خوشحالی کا اور مشکلات، غموں اور صدموں سے نجات پانے کا سوال کرنا۔ کیونکہ خوشحالی کے تمام خزانوں کی چابیاں اللہ رب العزت ہی کے پاس ہیں اور مصائب وآلام سے نجات دینے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور بندۂ مومن جب اللہ تعالی کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالی کو شرم آتی ہے کہ وہ انہیں خالی لوٹا دے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ ، يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ)

'' بے شک اللہ تعالی حیا کرنے والا اور نہایت مہربان ہے، اور کوئی آدمی جب اس کی طرف ہاتھ بلند کرتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ وہ انہیں خالی اور ناکام واپس لوٹا دے۔'' [ترمذی: ۳۵۵۶، ابوداؤد: ۱۴۸۸، ابن ماجہ: ۳۸۶۵۔ وصححه الألبانی]

دعا کرنے سے تین فوائد میں سے ایک فائدہ ضرور ملتا ہے۔ یا تو اللہ تعالی دعا کرنے والے کا سوال پورا کر دیتا ہے۔ یا اس کی دعا کو اس کیلئے ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے۔ یا اس دعا کے سبب آنے والی کسی مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ یہ بات بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُوْ اللّٰهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا ، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : إِذًا نُكْثِرُ؟ قَالَ : (اَللّٰهُ أَكْثَرُ)

''خطۂ زمین پر پایا جانے والا کوئی مسلمان جب اللہ تعالی سے کوئی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اس کی طلب کی ہوئی چیز دے دیتا ہے یا اس جیسی کوئی مصیبت اس سے ٹال دیتا ہے بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے'' یہ سن کو لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: تب تو ہم اور زیادہ دعا کریں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور زیادہ عطا کرے گا۔'' [ترمذی: ۳۵۷۳۔ وصححه الألبانی]

اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ لَيْسَ بِإِثْمٍ وَلاَ بِقَطِيْعَةِ رَحِمٍ إِلَّا أُعْطَاهُ إِحْدَىٰ ثَلاَثٍ : إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِيْ الْآخِرَةِ ، وَإِمَّا أَنْ يَدْفَعَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا) قَالَ : إِذًا نُكْثِرُ ؟ قَالَ: (اَللّٰهُ أَكْثَرُ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[صحیح الأدب المفرد للألبانی: ص۲۶۴: ۵۴۷]

’’کوئی مسلمان جب کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی نہیں ہوتی تو اللہ تعالی اسے تین میں سے ایک چیز ضرور عطا کرتا ہے۔ یا اس کی دعا جلدی قبول کر لیتا ہے، یا اسے ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے، یا اس جیسی کوئی مصیبت اس سے دور کر دیتا ہے۔‘‘ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: تب تو ہم زیادہ دعا کریں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ اور زیادہ عطا کرے گا۔‘‘

اس لئے دعا ضرور کرنی چاہئے اور کوئی واسطہ ڈھونڈے بغیر براہِ راست اللہ سے کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ [البقرة:۱۸۶]

’’اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں کہہ دیجئے کہ میں (ان کے) قریب ہی ہوں۔ کوئی دعا کرنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔‘‘

اس لئے جو قریب ہے، پکار کو سن سکتا ہے، سن کر قبول بھی کرتا ہے اور پھر مدد کرنے پر بھی قادر ہے صرف اسی کو پکارنا چاہئے اور اسے چھوڑ کر کسی اور کو نہیں پکارنا چاہئے۔

دعا خصوصا قبولیت کے اوقات میں کرنی چاہئے۔ مثلا سجدے کی حالت میں، اذان اور اقامت کے درمیان، یومِ جمعہ کو عصر کے بعد مغرب تک اور خاص طور پر رات کے آخری حصے میں جبکہ اللہ تعالی آسمان دنیا پر تشریف لا کر کہتا ہے:

(مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ ؟ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ ؟ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ) [مسلم:۷۵۸]

’’کیا کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ اور کیا کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اس کا سوال پورا کروں؟ اور کوئی ہے جو اپنے گناہوں پر مجھ سے معافی مانگے تو میں اسے معاف کر دوں؟‘‘

اور دعا میں دنیا وآخرت دونوں کی خیر وبھلائی کا سوال کرنا چاہئے۔ خصوصا یہ دعا:

(اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ ، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ ، وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ) [مسلم:۲۷۲۰]

’’اے اللہ! تو میرا دین میرے لئے سنوار دے جو کہ میرے معاملاتِ زندگی کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ اور میرے لئے میری دنیا کو بھی ٹھیک کر دے جس میں میری گذران ہے۔ اور میرے لئے میری آخرت کو بھی بہتر بنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے۔ اور میری زندگی کو میرے لئے ہر خیر میں اضافے کا باعث بنا اور میری موت کو میرے لئے ہر شر سے راحت بنا۔"

برادران اسلام! اب وہ دعائیں پیش کی جاتی ہیں جنھیں خاص طور پر پریشانی کے عالم میں بار بار پڑھنا چاہئے اور جن کا پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

پریشانی اور صدمے کے وقت کی دعائیں

① حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی:

(اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا) "اللہ ہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔"

[ابو داؤد: ۱۵۲۵، وصححہ الألبانی فی صحیح سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۸٤]

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

(لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ) [البخاری ۔ الدعوات باب الدعاء عند الکرب ۔ الفتح ج ۱۱ ص ۱۲۳، مسلم : ۲۷۳۰]

"اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ عظمت والا اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور عرشِ عظیم کا رب ہے۔"

③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی:

(لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَتَبَارَكَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ)

[مسند احمد ج ۱ ص ۹۱ وصححہ الشیخ احمد شاکر ج ۲ ص ۸۷]

"اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ بردبار اور کریم ہے۔ اللہ پاک ہے اور بابرکت ہے وہ اللہ جو عرشِ عظیم کا رب ہے۔ اور تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔"

④ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پریشان حال کو یہ دعا پڑھنی چاہئے:

(اَللّٰہُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ إِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ ، وَأَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّہٗ)

"اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ لہذا تو مجھے پل بھر کیلئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرا ہر کام میرے لئے ٹھیک کردے۔" [أبو داؤد : ۵۰۹۰، وحسنہ الألبانی فی صحیح الکلم الطیب ۱۲۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

(يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ)[الترمذی:۳۵۲۴۔ وصححه الألبانی فی السلسلة الصحيحة ۳۱۸۲]

''اے زندہ ، اے قیوم! میں تیری رحمت کے ساتھ مدد کا طلبگار ہوں۔''

⑥ دعائے یونس علیہ السلام: (لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ)

''تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا)

''جو مسلمان ان کلمات کے ساتھ کوئی بھی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے یقیناً قبول کرتا ہے۔''

[صححه الحاكم فی المستدرك ج ۱ ص ۵۰۵ ووافقه الذهبی]

⑦ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کو حزن وملال پہنچے، پھر وہ یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے حزن وملال کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔

(اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ ، وَنُوْرَ صَدْرِيْ ، وَجَلَاءَ حُزْنِيْ ، وَذَهَابَ هَمِّيْ) [احمد : ۳۷۱۲ وصححه الشيخ احمد شاكر ج ۵ ص ۲۶۶ ، والألبانی فی الصحيحة : ۱۹۹]

''اے اللہ! بے شک میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے بارے میں تیرا حکم جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ مبنی بر عدل ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنے لئے منتخب کیا ہے، یا تو نے اسے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا یا اسے اپنی کسی کتاب میں اتارا، یا تو نے اسے اپنے پاس علمِ غیب میں خاص رکھا کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دور کرنے والا اور میری پریشانی کو ختم کرنے والا بنا دے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا اصول : ذکر الٰہی

جو لوگ دنیاوی تکالیف ومصائب کی وجہ سے ہر وقت غمگین رہتے ہوں اور غموں اور صدموں نے ان کی خوشیاں چھین لی ہوں ان کی طبیعت کو سکون پہنچانے اور اطمینانِ قلب کیلئے چھٹا اصول ''ذکر الٰہی'' ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾[الرعد:۲۸]

'' جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یادرکھو! دل اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتے ہیں۔''

سب سے افضل ذکر (لا إله إلا الله) ہے۔اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پھر (سبحان الله ، الحمد لله ، الله اکبر) کہ جنھیں جنت کے پودے قرار دیا گیا ہے۔اور پھر (لا حول ولا قوة إلا بالله) کہ جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ پھر (سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم) کہ جو اللہ تعالی کو بے حد محبوب اور میزان میں بڑے وزنی ہیں۔

قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں ہمیں بحیثیت مومن اس بات پر یقین کامل ہونا چاہئے کہ ذکر الٰہی سے ہی دلوں کو تازگی ملتی ہے، حقیقی سکون نصیب ہوتا ہے اور پریشانیوں اور غموں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ آج کل بہت سارے مسلمان اپنے غموں کا بوجھ ہلکا کرنے اور دل بہلانے کیلئے گانے سنتے اور فلمیں دیکھتے ہیں حالانکہ اس سے غم ہلکا ہونے کی بجائے اور زیادہ ہوتا ہے کیونکہ گانے سننا اور فلمیں دیکھنا حرام ہے اور حرام کام سے سوائے غم اور پریشانی کے اور کچھ نہیں ملتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ ، وَالْحَرِيْرَ ، وَالْخَمْرَ ، وَالْمَعَازِفَ)[البخاری:۵۵۹۰]

''میری امت میں ایسے لوگ ضرور آئیں گے جو زنا کاری ، ریشم کا لباس ، شراب نوشی اور موسیقی کو حلال سمجھ لیں گے۔''

ان چار چیزوں کو حلال سمجھنے سے مراد یہ ہے کہ حقیقت میں یہ حرام ہیں لیکن لوگ انہیں حلال تصور کر لیں گے گویا یہ حرام نہیں ! موسیقی کس قدر بری چیز ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اسے زنا کاری اور شراب نوشی جیسے بڑے بڑے ہی بھیانک گناہوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اور جو لوگ فلم بینی کرتے ہیں انھیں اللہ تعالی کا یہ فرمان ذہن میں رکھنا چاہئے :﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكىٰ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ [النور:۳۰]

"مسلمان مردوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کیلئے پاکیزگی ہے۔اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالی اس سے باخبر ہے۔"

ذکر الٰہی کے فوائد بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ کسی مجمع میں مجھے یاد کرے تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہے۔ اور اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک کلا (دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے) اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔" [البخاری ۔ التوحید باب قول اللہ ویحذرکم اللہ نفسہ:۷۴۰۵]

ساتواں اصول: شکر

کامیاب وخوشحال زندگی کے حصول اور پریشانیوں سے نجات کا ساتواں اصول ہے اللہ تعالی کی بے شمار وان گنت نعمتوں پر شکر گذار ہونا کیونکہ جب ہم اس کی نعمتوں پر شکریہ بجالائیں گے تو اللہ تعالی ہمیں اور زیادہ نعمتوں سے نوازے گا۔اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ [ابراھیم:۷]

"اور یاد رکھو! تمھارے رب نے خبردار کردیا تھا کہ اگر شکر گذار بنو گے تو میں تمھیں اور زیادہ نوازوں گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو پھر میری سزا بھی بہت سخت ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے شکر گذار بندوں کو اور زیادہ نعمتوں سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر موجودہ نعمتوں پر اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا جائے اور انہیں اس کی اطاعت میں کھپایا جائے تو نہ صرف وہ نعمتیں بحال رہتی ہیں بلکہ اللہ تعالی مزید نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے شکر گذار بندوں کی زندگی کو خوشحال بنا دیتا ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے ناشکری کرنے والوں کو سخت تنبیہ بھی کی ہے کہ وہ ان کی ناشکری کی بناء پر ان سے موجودہ نعمتوں کو چھین کر انہیں مصائب وآفات میں بھی مبتلا کرسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اللہ تعالی فرماتے ہیں :

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا﴾[النساء:۱۴۷]

''اگر تم لوگ (اللہ کا) شکر ادا کرو اور (خلوص نیت سے) ایمان لے آؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ تمھیں عذاب دے؟ جبکہ اللہ تو بڑا قدر دان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ اگر سچا مومن اور اللہ تعالی کا شکر گذار ہو تو اللہ تعالی خواہ مخواہ اسے آزمائش میں مبتلا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تو قدر دان ہے اور اپنے بندوں کے جذباتِ تشکر کو دیکھ کر انہیں اور زیادہ عطا کرتا ہے۔ یاد رہے کہ شکر دل اور زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی بجا لانا ضروری ہے۔ اور سچا شاکر وہ ہوتا ہے جس پر اللہ تعالی احسانات کرتا ہے تو وہ اس کی اور زیادہ اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے۔ اور وہ جتنا اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے اتنا ہی اس کے جذباتِ محبت واطاعت اور جوش میں آتے ہیں اور وہ ہر طرح سے ان کے شکر کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا۔ اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی تو اللہ تعالی نے اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادی ہیں، پھر آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا) [بخاری: ۴۸۳۷، مسلم: ۲۸۲۰]

''کیا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالی کا شکر گذار بندہ بنوں؟''

آٹھواں اصول : صبر

دنیا میں سعادتمندی اور خوشحالی کے حصول کا آٹھواں اصول ہے : صبر۔ یعنی کسی بندۂ مومن کو جب کوئی پریشانی یا تکلیف پہنچے تو وہ اسے برداشت کرے، اس پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرے، اللہ تعالی کی تقدیر پر اپنی رضامندی کا اظہار کرے اور اس پر اللہ تعالی سے اجر وثواب کا طالب ہو۔ یوں اللہ تعالی اس سے راضی ہوگا اور اس کے گناہوں کو مٹا کر اسے اطمینانِ قلب نصیب کرے گا۔

دنیا میں ہر مومن کے مقدر میں اللہ تعالی نے کوئی نہ کوئی آزمائش لکھ رکھی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ☆ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ☆ أُوْلٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّأُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾[البقرة: ۱۵۵۔۱۵۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے کچھ خوف وہراس اور بھوک سے اور مال وجان اور پھلوں میں کمی سے۔ اور آپ (اے محمد ﷺ!) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنھیں جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ایسے ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی نوازشیں اور رحمت ہوتی ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آزمائشوں میں صبر کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے کہ ان پر اس کی نوازشیں ہوتی ہیں اور وہ رحمتِ الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں۔ گویا صبر وہ چیز ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے کی زندگی کو خوشحال بنا دیتا ہے اور اسے اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے۔

آزمائش کوئی بھی ہو، چھوٹی ہو یا بڑی، جسمانی ہو یا ذہنی، ہر قسم کی آزمائش مومن کیلئے باعثِ خیر ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ ، وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حَزَنٍ ، وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ ، حَتَّى الشَّوْكَةُ الَّتِي يُشَاكُهَا ، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)[البخاری:۵۶۴۲، مسلم:۲۵۷۳]

''مسلمان کو جب تھکاوٹ یا بیماری لاحق ہوتی ہے، یا وہ حزن وملال اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے حتی کہ اگر ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ)

''جب کسی مسلمان کو کوئی اذیت (تکلیف) پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتا ہے جس طرح درخت کے پتے گرتے ہیں۔'' [البخاری:۵۶۴۷، مسلم:۲۵۷۱]

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی تکلیف اور ادنی ترین آزمائش پر حتی کہ ایک کانٹا چبھنے پر بھی اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ صبر وتحمل کا دامن نہ چھوڑے اور ہر آزمائش میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو جائے۔

کسی بندۂ مومن میں جب یہ دونوں صفات (صبر وشکر) جمع ہو جائیں تو وہ یقین کر لے کہ اسے خیر کثیر نصیب ہوگئی۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ : إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ) [مسلم:۲۹۹۹]

''مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے اور اس کا ہر معاملہ یقیناً اس کیلئے خیر کا باعث ہوتا ہے۔ یہ خوبی سوائے مومن کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ اگر اسے کوئی خوشی پہنچے تو وہ شکر ادا کرتا ہے، اس طرح وہ اس کیلئے خیر کا باعث بن جاتی ہے۔ اور اگر اسے کوئی غمی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یوں وہ بھی اس کیلئے باعثِ خیر بن جاتی ہے۔''

نواں اصول: توکل

وہ لوگ جن پر دشمن کی شرارتوں، سازشوں اور ان کے ہتھکنڈوں کا خوف طاری رہتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ سخت بے چین رہتے ہوں ان کی خوشحالی کیلئے خصوصا اور باقی تمام لوگوں کیلئے عموما نواں اصول یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالی پر توکل (بھروسہ) کریں کیونکہ اللہ تعالی ہی ہر شر سے بچانے والا ہے اور اس کے حکم کے بغیر بڑے سے بڑا طاقت ور بھی کسی کو کوئی نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لَّنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [التوبۃ:۵۱]

''آپ کہہ دیجئے کہ ہم پر کوئی مصیبت نہیں آسکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالی نے ہمارے لئے مقدر کر رکھی ہے۔ وہی ہمارا سرپرست ہے اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہئے۔''

اور فرمایا: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ﴾ [الطلاق:۳]

''اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کر لے تو وہ اسے کافی ہے۔ اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالی پر توکل

رسول اکرم ﷺ اللہ تعالی پر کامل توکل کرتے تھے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نجد کی جانب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنگ کیلئے نکلے، پھر آپ ﷺ سے ہماری ملاقات اُس مقام پر ہوئی جہاں کانٹے دار درخت بہت زیادہ تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اپنی سواری سے اترے اور اپنی تلوار اس کی ایک ٹہنی سے لٹکا کر سو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اِدھر اُدھر بکھر گئے اور جہاں جس کو سایہ ملا وہ وہیں آرام کرنے لگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا کہ

(إِنَّ رَجُلاً أَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَأَخَذَ السَّيْفَ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي، فَلَمْ أَشْعُرْ إِلَّا وَالسَّيْفُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلْتًا فِي يَدِهِ ، فَقَالَ لِي : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟ قُلْتُ : اللّٰهُ ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟ قُلْتُ : اللّٰهُ ، قال : فشام السيف ، فها هو ذا جالس) ثم لم يعرض له رسول الله ﷺ.

''میں جب سویا ہوا تھا تو ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اس نے میری تلوار اٹھائی تو میں بیدار ہو گیا۔ میں اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک ننگی تلوار سونتے ہوئے میرے سر پر کھڑا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا:

(مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟) یعنی آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ بچائے گا۔

اس نے پھر کہا: (مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟) یعنی آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟

میں نے پھر بھی یہی کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی بچائے گا۔ پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ اور دیکھو! یہ ہے وہ شخص۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے اسے کچھ بھی نہ کہا۔

[البخاری: ۲۹۱۰، ۲۹۱۳، ۴۱۳۹۔ مسلم: ۸۴۳ و اللفظ له]

اس واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کتنے مضبوط ایمان کے مالک تھے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ پر کس قدر اعتماد اور بھروسہ تھا کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد اچانک آپ ﷺ نے جب ایک دشمن کو تلوار بے نیام کئے ہوئے اپنے سر پر کھڑا دیکھا تو آپ ﷺ مکمل طور پر مطمئن رہے اور کسی خوف کا اظہار نہیں فرمایا۔ اور جب اس نے پوچھا کہ آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے تو آپ ﷺ نے انتہائی اعتماد کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے صرف اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے۔

اسی طرح وہ لوگ جو بے روزگار ہوں یا مالی وکاروباری مشکلات سے دوچار ہوں، انہیں بھی اللہ ہی پر توکل کر کے رزق حلال کے حصول کیلئے جدو جہد کرنی چاہئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان کیلئے رزقِ وافر کے دروازے کھول دے گا اور مالیاتی پریشانیوں سے نکال کر انہیں خوشحال بنا دے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا)

[احمد والترمذی وابن ماجه ـ بحواله صحيح الجامع للألبانی: ۵۲۵۴]

''اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمھیں ایسے ہی رزق دے گا جیسے وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے جو صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کے وقت پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسواں اصول : قناعت

کامیاب وخوشگوار زندگی کا دسواں اصول یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جس کسی کو جتنا رزق عطا کیا ہو وہ اس پر قناعت کرے اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا رہے ۔ اور بڑے بڑے مالداروں کو حسرت سے دیکھنے کے بجائے اپنے سے کم مال والے لوگوں کو اپنے مدنظر رکھے ۔ اس طرح اللہ تعالی اسے حقیقی چین وسکون نصیب کرے گا ۔ اور اگر وہ کسی جسمانی بیماری کی وجہ سے پریشان رہتا ہو تو بھی اسے ان لوگوں کی طرف دیکھنا چاہئے جو اس سے زیادہ مہلک اور موذی مرض میں مبتلا ہو کر ہسپتالوں میں زیرِ علاج ہوں یا اپنے گھروں میں صاحبِ فراش ہوں ۔ جب وہ اپنے سے کم مال والے لوگوں کی حالت اور اسی طرح اپنے سے بڑے مریضوں کی حالت کو دیکھے گا تو یقیناً وہ اپنی حالت پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرے گا ۔ اس طرح اللہ تعالی اسے سکونِ قلب جیسی عظیم دولت سے نوازے گا ۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے : (أُنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ) [مسلم ۔ الزهد والرقائق:۲۹۶۳]

”تم اس شخص کی طرف دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے کم تر ہو ۔ اور اس شخص کی طرف مت دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے بڑا ہو کیونکہ اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے ۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی نسبت کم تر انسان کی طرف دیکھنے سے انسان اللہ کی ان نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھے گا جو اس نے اسے عطا کر رکھی ہیں ۔ اور ان میں تین نعمتیں ایسی ہیں جو کسی کے پاس موجود ہوں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ گویا اللہ تعالی نے اس کیلئے پوری دنیا جمع کر دی ہے اور وہ ہیں : صحت ، امن اور ایک دن کی خوراک ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

(مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهِ ، آمِنًا فِيْ سِرْبِهِ ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ ، فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا) [الترمذی : ۲۳۴۶ ، ابن ماجه : ٤١٤١ ، وحسنه الألبانی]

”جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ تندرست ہو ، اپنے آپ میں پر امن ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو تو گویا اس کیلئے پوری دنیا کو جمع کر دیا گیا ۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خطبہ

گیارواں اصول: فارغ اوقات میں علومِ نافعہ کا مطالعہ

ناخوشگوار اور دکھ بھری زندگی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب زندگی کے فارغ اوقات کو بے مقصد بلکہ نقصان دہ چیزوں میں ضائع کرنا ہے۔ مثلاً ڈائجسٹوں میں عشق ومحبت کی جھوٹی داستانوں یا جاسوسی کی من گھڑت کہانیوں کے پڑھنے، تاش اور شطرنج وغیرہ کھیلنے اور دن بھر میچ دیکھتے رہنے اور اس طرح کی دیگر فضولیات میں وقت ضائع کرنے سے یقینی طور پر دل مردہ ہوتا ہے اور ناخوشگواری میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی بجائے مفید کتابوں مثلاً تفسیر قرآن، کتبِ حدیث، کتبِ سیرت نبویہ وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے اور جھوٹی کہانیوں کی بجائے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظامؒ کی سوانح حیات کے سچے واقعات کو پڑھا جائے۔ اور قرآن مجید کی تلاوت اور فائدہ مند تقاریر ولیکچرز کی کیسٹیں سنی جائیں تو اس سے یقیناً اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی زندگی کو بابرکت بنا دیتا ہے اور اسے پریشانیوں سے نجات دیتا ہے۔ www.KitaboSunnat.com

فارغ وقت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جس کی قدر ومنزلت سے بہت سارے لوگ غافل رہتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا کَثِیْرٌ مِنَ النَّاسِ : اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)

''دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سارے لوگ گھاٹے میں رہتے ہیں: تندرستی اور فارغ وقت۔''

[البخاری ۔ الرقاق باب الصحة والفراغ:٦٤١٢]

یعنی جو لوگ فارغ اوقات کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نہیں کھپاتے وہ یقیناً گھاٹے میں رہتے ہیں۔ اس لئے فارغ اوقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسان کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانی چاہئیں۔ ورنہ یہ بات یاد رہے کہ قیامت کے دن فارغ اوقات کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی کہ انہیں اللہ کی اطاعت میں لگایا تھا یا اس کی نافرمانی میں ضائع کر دیا تھا؟ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(لَا تَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ : عَنْ عُمُرِهٖ فِیْمَ أَفْنَاهُ ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَا فَعَلَ فِیْهِ ؟ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَیْنَ اکْتَسَبَهُ وَفِیْمَ أَنْفَقَهُ ؟ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِیْمَ أَبْلَاهُ) [الترمذی ۔ بحواله صحيح الجامع للألبانی:٧٣٠٠]

''کسی بندے کے قدم اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک اس سے چار سوالات نہیں کر لئے جائیں گے: اس نے اپنی عمر کو کس چیز میں ختم کیا؟ اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ اور اس نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس چیز میں خرچ کیا؟ اور اس نے اپنے جسم کو کس چیز میں بوسیدہ کیا؟ ''

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو تمام آزمائشوں سے نجات دے کر ہمیں خوشگوار زندگی نصیب فرمائے۔

بارہواں اصول: مسلمانوں کی پریشانیاں دور کرنا

دنیا میں دکھوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کیلئے بارہواں اصول یہ ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائیوں کی پریشانیاں دور کرنے میں ان کی مدد کریں، اللہ تعالی آپ کی پریشانیاں دور کرے گا اور آپ کو خوشحالی وسعادتمندی نصیب کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَأَنْ تُكْشَفَ عَنْهُ كُرْبَتُهُ ، فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ)

'' جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور اس کی پریشانی دور کی جائے تو وہ تنگ دست کی پریشانی کو دور کرے۔'' [احمد - ج ۲ ص ۲۳ ، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ج ٤ ص ١٣٣ وقال : رواه أحمد وأبو يعلى ورجال أحمد ثقات]

یعنی ایک تنگ حال کی تنگی و پریشانی دور کرنے سے اللہ تعالی اس کی دعا کو قبولیت سے نوازتا ہے اور اس کی پریشانیاں دور کر دیتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

برادران اسلام! ہم نے خطبہ کے آغاز میں دو سوال ذکر کئے تھے، ایک یہ کہ خوشگوار زندگی کا حصول کیسے ممکن ہے اور کامیاب زندگی کے اصول کونسے ہیں؟ اور دوسرا یہ کہ دنیا میں پریشانیوں، دکھوں اور مصائب وآلام سے نجات پانے کے اصول کیا ہیں؟ ہمیں امید ہے کہ ان دونوں سوالوں کے جوابات کافی حد تک دیئے جا چکے ہیں۔ اگرچہ ان اصولوں میں سے بعض میں مزید تفصیل کی جا سکتی تھی لیکن اختصار کے پیش نظر فی الحال اسی پر اکتفاء کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو خوشگوار زندگی نصیب کرے، ایمان وعمل کی سلامتی دے اور ہمیں تمام پریشانیوں، دکھوں اور صدموں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زاد الخطیب علماء کی نظر میں

شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حماد صاحب

ہمیں دورانِ مطالعہ ان خطبات میں درج ذیل خصوصیات دیکھنے کو ملی ہیں:

● ہر خطبہ کے آغاز میں متعین موضوع کے اہم عناصر کا ذکر ہے تاکہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب کے ذہن میں ہو کہ اس نے اس موضوع کے کن کن نکات پر بات کرنا ہے، پھر ہر عنصر کے لیے کتاب وسنت سے مواد فراہم کیا گیا ہے۔ ● متعین موضوع اور مواد کے لیے صرف صحیح احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے، ضعیف، خودساختہ اور بناوٹی احادیث سے قطعی طور پر اجتناب کیا گیا ہے تاکہ سامعین پیش کردہ مواد پر بلا جھجک اپنے عمل و کردار کی بنیاد رکھ سکیں۔ ● خطبات کی ترتیب میں ترتیبی پہلو کو ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ خطباء حضرات کسی ایک متعین موضوع پر ہی گفتگو کریں، اس سے متعلق اہم نکات کو پیش نظر رکھیں اور انہیں خاص ترتیب سے بیان کریں۔ ● خطبہ کے شروع میں تمہید کو بیان کیا گیا ہے، اس تمہید کا متعین موضوع سے گہرا تعلق ہے۔ ● ہمارے ہاں دوسرا خطبہ صرف دعاؤں وغیرہ پر ہی مشتمل ہوتا ہے، حالانکہ اس میں بھی وعظ وتذکیر ہونا چاہئے۔ ان خطبات میں یہ امر بھی بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے کہ دوسرے خطبہ میں بھی وعظ ونصیحت کا اہتمام کیا گیا ہے، لیکن اس میں اختصار اور جامعیت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ● ان خطبات میں علمی ثقاہت اور جلالت بیان کی جھلک نمایاں ہے، کیونکہ ہر بات حوالہ سے مزین اور ہر دعویٰ دلیل سے مبرہن ہے، یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کا عام طور پر تالیفات میں خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ رطب ویابس سب کچھ جمع کرکے کتاب کا پیٹ بھر دیا جاتا ہے۔ شعر گوئی اور قافیہ بندی سے گریز کرتے ہوئے اندازِ بیان سادہ مگر انتہائی پُرمغز، اسلوبِ تحریر میں پانی کی سی روانی، آسان محاورات اور سہل عبارات سے اپنا مدعا بیان کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے تاکہ دل سے نکلنے والی بات دل میں جاگزیں ہو جائے۔ الغرض یہ ''خطباتِ جمعہ'' نہ صرف خطباء اور واعظین کے لیے مفید ہیں بلکہ ہمارے نزدیک ہر لائبریری اور ہر گھر کی بھی ضرورت ہیں، ان سے ہر ممکن استفادہ کرنا چاہئے۔

جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب:

''عرصۂ دراز سے اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ:

- ایک تو خطباء حضرات کے لیے خطبات کا ایک ایسا مجموعہ مرتب ہو جس میں خالص اسلام کی صحیح تعبیر وتشریح ہو۔
- دوسرے نمبر پر ایسے بدعی اعمال پر تنبیہ ہو جنہوں نے دین اسلام کو مسخ کر دیا ہے۔
- تیسرے، ہر موضوع کی تفصیلات صرف صحیح روایات پر مشتمل ہوں، ضعیف اور بے سروپا روایات کا سہارا نہ لیا گیا ہو۔

مقامِ مسرت ہے کہ اس نہایت اہم کام کی توفیق سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ کو نوازا ہے۔ انہوں نے ''**زاد الخطیب**'' کے نام سے خطباتِ جمعہ مرتب کیے ہیں جو مذکورہ خصوصیات ہی کے حامل ہیں۔ یہ خطبات جامع بھی ہیں اور مفصل بھی۔ ہر موضوع کا مناسب حق ادا کیا گیا ہے، کوئی اہم پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے۔ ایک ایک موضوع پر اتنا اتنا علمی مواد مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے کہ اس موضوع کو دو دو تین تین خطبوں تک بھی پھیلایا جا سکتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ مجموعۂ خطبات، علماء وخطباء کے لیے بلاشبہ ایک نعمت غیر مترقبہ، ایک ارمغان علمی، علوم ومعارف کا ایک گنجینہ اور آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کا ایک خزینہ ہے۔

جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب

مجھے خوشی ہے کہ ہمارے سلفی بھائی محترم ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ تعالیٰ نے 'زاد الخطیب' کے عنوان سے ایک ایسا مجموعہ تیار کر دیا ہے جو صد فی صد صحیح روایات پر مبنی ہے۔ نیز انہوں نے قمری سال کے مختلف مہینوں کے اعتبار سے ایسے متعین موضوعات پر خطبات لکھے جن سے ان کی علمی بصیرت اور سنت سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے ہر جگہ ہر بات کو دلیل کے ساتھ درج کیا ہے اور اسکا مناسب حوالہ درج کر دیا ہے۔ جس سے ان خطبات کو ایک علمی وقار اور ثقاہت نصیب ہوئی ہے۔ مجھے ان خطبات کو پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میرے نزدیک یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ ائمہ کرام اور خطیبانِ عظام کو کتاب وسنت کی روشنی میں موضوعاتی خطبے ملیں۔ ان خطبات کی زبان سادہ وسلیس ہے، اندازِ نگارش شگفتہ اور متین ہے، حوالے مستند اور کامل ہیں۔ اپنے موضوع پر جو موازنہ اور معلومات فراہم کی گئی ہیں وہ لائق داد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف مذکور کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور اس سے خطباء حضرات کو استفادے کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین

Printed by: **MAKTABA QUDDUSIA**, Lahore-Pakistan, +92-42-7351124

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ